اردو میں ساڑھے سات ہزار اشعار پر مشتمل منظوم سیرت نبوی کا ایک مستند شاہکار

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

خورشید ناظر

نشریات

ہماری دیگر کتابیں

سیرت رحمتِ عالم ﷺ	ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری
دُروسِ سیرت	ڈاکٹر سعید رمضان البوطی
حیات سرور کائنات ﷺ	علامہ وحیدی دھلوی
سیرت رسول ﷺ قرآن کے آئینے میں	ڈاکٹر عبدالغفور راشد
نبی اکرم ﷺ اور خواتین: ایک سماجی مطالعہ	ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی
قرآن ناطق محمد ﷺ	سرجیت سنگھ لانبہ
علوم الحدیث فنی فکری اور تاریخی مطالعہ	ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
عورت عہد رسالت میں	عبدالحلیم ابوشقہ
مولانا امین احسن اصلاحی حیات و افکار	ڈاکٹر اختر حسین عزمی
سائنس قرآن کے حضور میں	طارق اقبال سوہدروی
دختران ہند	پروفیسر علم الدین سالک
اُردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر	ڈاکٹر محمد ابوالخیر کشفی
اقبال دشمنی: ایک مطالعہ	ڈاکٹر ایوب صابر
قائداعظم مسلم لیگ اور تحریک پاکستان تاریخی دستاویزات کی روشنی میں	محمد حنیف شاہد

Designed by: Naveed Ahmad 0321 8401998

میں سمجھتا ہوں کہ محبت رسول ﷺ کا وہ پودا جو سفر حج کے بعد ان کے باطن میں لہلہایا اور "ہر قدم روشنی" کی صورت میں منصۂ عالم میں ظاہر ہوا اب "بلغ العلیٰ بکمالہ" کی صورت میں ایک خوب صورت تناور درخت بن چکا ہے۔ تقریباً ساڑھے سات ہزار اشعار پر مشتمل اس کتاب کی تخلیق ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی سرانجام دہی محبت رسول ﷺ اور خدا کی رحمت خاص کے بغیر ممکن نہیں۔ بلاشبہ خورشید ناظر نے یہ کتاب لکھ کر ثواب دارین کمایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ادب کے میدان میں عظیم قومی خدمت سرانجام دی ہے۔

پروفیسر محمد لطیف

کبھی کبھی مجھے یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خورشید ناظر کو اردو نثر و نظم لکھنے کی صلاحیت ہی اس لیے دی تھی کہ وہ نعت لکھیں "ہر قدم روشنی" جیسا عقیدتوں میں ڈوبا ہوا سفر نامہ حج لکھیں اور پھر اس کے بعد سلام اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے بیسیوں سیرتوں کا مطالعہ کر کے "بلغ العلیٰ بکمالہ" اس طرح مرتب کریں کہ سیرت النبی ﷺ کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی نظر انداز نہ ہو سکے اور نہ ہی کہیں مبالغے کی وجہ سے کوئی ایسی صورت پیدا ہو جو سیرت کے موضوع سے لگا نہ کھاتی ہو۔

پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد

صدر شعبہ اردو و اقبالیات اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔

خورشید ناظر کو اگر میرے مصطفیٰ ﷺ کی منظوم سیرت لکھنے کا خیال آیا تو اس کا سبب ہی یہ ہے کہ دربار مصطفیٰ ﷺ سے حتمی منظوری کے بعد ہی ایسا ممکن ہوا ہے ورنہ کتنے ایسے قادر الکلام شعراء اردو زبان نے پیدا کیے کہ جن کے ضخیم دیوان اور بلند و بالا مقام و نام انہیں شعر و ادب کی دنیا میں شہرت عام اور بقائے دوام تو دلا گئے مگر ان پر مسودت مصطفیٰ ﷺ کے عمل در وا نہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے مدح سرا شاعر یا منظوم سیرت نگار کو پہلا اصولی اور بنیادی تفوق جو دوسرے شعراء پر حاصل ہے وہ یہ ہے کہ ان کا محبوب و مطلوب ہماری فانی دنیا کا خیالی محبوب نہیں جس کی طلب میں خاک چھاننے والوں کو خاک صحرا کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کے در کے گدا کے حصے میں اورنعف آتا ہے ایمان و ایقان کی دولت آتی ہے، حقیقی کی نعمتیں آتی ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور کرم آتا ہے۔ یہ سب کچھ اور اس سے بھی زیادہ جو احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتا وہ خورشید ناظر کے حصے میں آیا ہے۔ شاید! شاید کیا میں الیقین ہے کہ خورشید ناظر کی لکھی ہوئی منظوم سیرت انہیں دین و دنیا کی سعادتوں سے بہرہ مند کرے گی۔

ڈاکٹر سید سردار حسین شاہ

صادق ڈگری کالج بہاولپور

اُردو میں ساڑھے سات ہزار اشعار پر مشتمل
منظوم سیرتِ نبویؐ کا ایک مستند شاہکار

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

خورشید ناظر

نشریات
۴۰ اُردو بازار، لاہور۔ فون: ۰۳۲۱-۴۵۸۹۴۱۹

۲۹۷۔۶۳ خورشید ناظر
خ ور ۔ ب بلغ العلیٰ بکمالہ
لاہور: نشریات
۲۰۰۸ء ص ۵۵۶
سیرت ۔ منظوم سیرت ۔ سوانح
ISBN 978-969-8983-30-7

نام کتاب : بلغ العلیٰ بکمالہ

شاعر : خورشید ناظر

اہتمام : نشریات، لاہور

مطبع : میٹرو پرنٹرز، لاہور

ڈسٹری بیوٹرز

کتاب سرائے
پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، مشیران کتب خانہ جات
فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور فون: 7320318 فیکس: 7239884
ای میل: hikmat100@hotmail.com

نفیس
فضلی بک سپر مارکیٹ
اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 2212991-2629724

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہ

انتساب

شفقت وعنایت میں ڈوبے ہوئے اُن لمحاتِ پُرنور کے نام

کہ جب معدنِ فیضؐ اور سرچشمۂ سعادتؐ حضور ﷺ کی

سیرت وسوانح منظوم کرنے کی توفیق نصیب ہوئی ع

گر قبول افتد زہے عزّ وشرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترتیب

۱۵

۱۶

۱۷

۱۹

۲۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

اسلامی ادبیات میں سیرت و سوانح کا موضوع بہت اساسی اور کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن مجید میں مختلف انبیاء و رسل علیہم السلام کے تذکار مبارکہ کے ساتھ مختلف اقوام و ملل کے ایسے کرداروں کو بھی متعارف کرایا گیا ہے جو اللہ کے دین کے باغی اور اس کی سرزمین پر اپنی قوت و جبروت اور اقتدار کی نمائندگی کرتے تھے۔ یوں خیر و شر کی نمائندہ شخصیات کا تعارف تمام مذہبی کتابوں میں دکھائی دیتا ہے۔ قرآن مجید میں جس شخصیت کی سیرت و سوانح کا سب سے مکمل اور جامع نقشہ پیش کیا گیا ہے' وہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مطہرہ ہے۔ سیرتِ نبویؐ کے حوالے سے دنیا کی ایک سو سے زائد زبانوں میں ہزاروں کتابیں اور لاکھوں مضامین و مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ ان مطبوعات و مخطوطاتِ سیرت کی گراں قدر تعداد کا اندازہ ان تمیں کے قریب فہارس سے بھی ہوتا ہے جو مختلف زبانوں میں کتبِ سیرت کی تفصیلات کے حوالے سے مرتب کی گئی ہیں۔ اگر یہ تمام کتب و مقالات دنیا سے ناپید ہو جائیں اور صرف قرآن مجید کا متن محفوظ رہے' اور اس کی ضمانت خود خالقِ کائنات نے دے رکھی ہے' تو اس کی مدد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی جملہ تفصیلات کو جانا جا سکتا ہے۔ جس قرآن مجید میں آپ ؐ کی دعوت' غزوات' جدوجہد اور کارنامۂ نبوت کی تمام تر تفصیلات کو پیش کیا گیا ہے' اس میں آپ کے سوانحی نقوش کے واضح اشارات بھی ملتے ہیں۔ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ کی جس شانِ رسالت کا دعویٰ کیا گیا ہے' اس کی دلیل کے بطور سیکڑوں آیات بینات میں آپ ؐ کے کارنامۂ نبوت کی عظیم الشان جزئیات اور تفصیلات بھی فراہم کردی گئی ہیں۔

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ ''رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ'' دیکھے (اقبال)

تاریخِ عالم میں ہزاروں شخصیات کے تذکرے اور کارنامے دکھائی دیتے ہیں' ان میں سے بیشتر شخصیات کی سیرت و سوانح کی کامل تفصیلات ضائع ہو چکی ہیں یا پھر ان کے گرد مبالغہ آمیز روایات اور طلسمات کا تانا بانا بن دیا گیا ہے۔ اس مبالغہ آمیزی نے ان کی شخصیت کے بشری اور روحانی پہلوؤں کو گہنا دیا ہے۔ عظیم شخصیات کی اس کہکشاں میں ایک ہستی ایسی ہے جو مہرِ عالم تاب اور خورشیدِ جہاں تاب کی طرح روشن ہے' اس کی راتوں کے اعمال بھی اس کے دن کی سرگرمیوں کی طرح منور دکھائی دیتے ہیں۔ قدرت نے اس کی سیرت و سوانح کی حفاظت کے لیے متنوع

انتظام کیے۔ قرآن مجید میں ان کی دعوتی جدوجہد کے مختلف مراحل کو اگر محفوظ رکھا گیا تو آپؐ کے ڈیڑھ لاکھ کے قریب جاں نثار صحابۂ کرامؓ نے اپنے اعمال میں اس سیرت کو منتقل اور منعکس کرلیا۔ قرآن مجید کی آیاتِ بینات اگر اس نبوّت کی شہادت فراہم کرتی ہیں تو آپ کے اعمال و افعال کو بھی ضابطۂ تحریر میں لایا گیا۔ اس سلسلے میں ایک طرف محدثین نے غیر معمولی کاوش اور عقیدت سے اس ذخیرے کو محفوظ کیا تو دوسری طرف نبوی زندگی کی سیکڑوں دستاویزات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔ یہ میثاقِ مدینہ کی چون (۵۴) دفعات ہوں یا مختلف بادشاہوں اور اکابر کے نام آپؐ کے ایک سو سے زائد مکاتیب' یہ مدینے کی مردم شماریاں ہوں یا متعدد معاہدات' یہ کوئی امان نامہ ہو یا ہبہ نامہ' یہ کوئی خطبہ ہو یا فیصلہ' ان سب کو آپؐ کی حیاتِ طیبہؐ میں لکھا گیا اور محفوظ کیا گیا۔ ۱۵۸۸ کے قریب صحابہؓ نے آپؐ سے متعلق ہزاروں احادیث کو نقل یا بیان کیا ہے۔ احادیث مبارکہ کا یہ ذخیرہ تاریخِ انسانی کا سب سے نادر اور انمول خزانہ ہے جس میں ایک شخصیت سے متعلق قولی' فعلی یا تقریری روایات کا ایک عظیم الشان ذخیرہ روایت و درایت کے پختہ اور محکم اصولوں کے تحت مرتب کیا گیا۔ اس سلسلے میں اسماء الرجال کا وہ عظیم علم و فن منظرِ عام پر آیا جو اس سے قبل تاریخ میں مفقود دکھائی دیتا ہے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے پرنسپل اور مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے ۱۸۸۶ء میں "**الاصابہ فی تمیز الصحابہ**" کی تدوین کے موقع پر اس کے مقدمے میں اپنی وقیع رائے درج کی ہے:

> "دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو' جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں"۔

انسانی تاریخ کی یہ ایک انمول حقیقت ہے کہ ایک شخصیت کے احوال و کوائف کو محفوظ کرتے ہوئے لاکھوں دیگر افراد کے احوال بھی محفوظ ہو گئے ہیں۔ یہ ایک ایسی تاریخی صداقت اور شہادت ہے کہ جس کی نظیر اور مثال کسی تہذیب یا مذہب میں تلاش کرنا' دشوار ہی نہیں محال بھی ہے۔ آپؐ کے جاں نثاروں نے آپؐ کے اقوال و فرامین اور اعمال و افعال کو تو محفوظ رکھا ہی ہے' آپؐ کی خاموشیوں' عادات و خصائل اور احوال و شمائل کو بھی محفوظ کرلیا ہے۔ یہ تمام تر کاوشیں اور ذخائر سیرتِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا کی سب سے منفرد اور امتیازی سیرت بنا دیتے ہیں۔ انہی نگارشات اور روایات کی مدد سے وہ ہزاروں کتب اور لاکھوں مقالاتِ سیرت لکھے گئے ہیں جن کا تذکارِ سعید تا ابد جاری و ساری رہے گا۔ اس بے مثال تذکارِ سیرت کو نظم اور نثر ہر دو میں قلم بند کیا گیا ہے۔ نیز مسلمانوں کے علاوہ تقریباً ہر دوسرے مذہب اور تہذیب کے دانش وروں نے بھی آپؐ کے حضور خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

قرآن مجید سیرتِ نبویؐ کا سب سے معتبر اور مستند ماخذ ہے۔ اس کی سیکڑوں آیات میں آپؐ کی مدح و توصیف اور کارنامۂ نبوت کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ اہلِ علم کے ہاں قرآن مجید کی بے مثل فصاحت و بلاغت کے

باعث یہ ایک علمی بحث موجود رہی ہے کہ اپنے مثالی ادبی اسلوب اور اعجازِ بیان کے لحاظ سے یہ مقدس صحیفہ نثر کا نمونہ ہے یا نظم کے پیرائے میں لکھا گیا ہے۔ قرآن مجید کا اسلوب دنیا کا سب سے انوکھا اور نرالا طرزِ اظہار ہے۔ اس میں بیک وقت پیرایۂ نظم کی لطافتیں اور نفاستیں بھی موجود ہیں اور ایک باوقار اور سنجیدہ نثر کے تمام اجزا بھی جھلکتے ہیں۔ یوں شاید یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو بیک وقت نظم و نثر کے اعلیٰ امتزاجی اسلوب کی حامل ہے۔

زبان انسانی جذبات واحساسات کو ایک لباس پہناتی ہے۔ حروف اور الفاظ صرف تخیل اور تصور کی تجسیم ہی نہیں کرتے بلکہ انہیں ایک صوتی اور جمالیاتی آہنگ بھی عطا کرتے ہیں۔ دنیا کے ۲۹۲ ممالک میں آج چھ ہزار سات سو اسی زبانیں استعمال ہورہی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک زبان کی ایک مخصوص لسانی اور ثقافتی اہمیت ہے مگر عربی' فارسی اور اردو زبانوں کا دنیا کی دوسری زبانوں سے تقابل کیا جائے تو صاف احساس ہوتا ہے کہ اعلیٰ درجے کے خیالات اور جذبات کی ترجمانی کے لیے ان زبانوں میں بے پناہ قدرت اور صلاحیت موجود ہے۔ جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے' یہ شاید انسانی تہذیب کی آخری اختراع اور متاع ہے' اس کی ساخت اور تشکیل میں کئی ملکوں اور نسلوں کی زبانوں نے حصہ لیا ہے۔ دنیا کی تمام آبادی کا پانچواں حصہ اس عظیم زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں گزشتہ پانچ صدیوں سے جو لاکھوں کتابیں سیکڑوں موضوعات پر تحریر کی گئی ہیں' ان کے کتابیاتی کوائف سے اس زبان کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس حقیقت کو بلاخوفِ تردید بیان کیا جاسکتا ہے کہ عربی زبان کے بعد اسلامی علوم وفنون اور تہذیبی و ثقافتی اقدار وروایات کے تحفظ کے لیے اردو نے ایک تاریخی اور مثالی کردار انجام دیا ہے۔

ہر زبان کا علمی سرمایہ زیادہ تر نثر میں محفوظ ہوتا ہے مگر نظم اپنی مخصوص افادیت اور تاثیر کے باعث قبولیتِ عامہ کا درجہ اختیار کر لیتی ہے۔ ہمیں اس تاریخی صداقت سے بھی اتفاق ہے کہ دنیا کی ہر زبان کے آغاز میں منظومات سب سے پہلے وجود میں آتی ہے' اس کے بعد اس کا نثری سرمایہ جنم لیتا ہے۔ جہاں تک دنیا کے عظیم شعری کارناموں کے موضوعات کا تعلق ہے' ان میں رزمیہ اور بیانیہ شاعری کو ہمیشہ فوقیت حاصل رہی ہے۔ ادبیاتِ عالم کا ایک سرسری سا جائزہ لیں تو یہ حقیقت الم نشرح ہو جائے گی کہ امراء القیس کے قصائد' فردوسی کا شاہنامہ' کالی داس کے منظوم ڈرامے' ویاس کی مہابھارت' تلسی داس کی رامائن' ورجل کی انیڈ' ہومر کی الیڈ اور اوڈیسی' مولانا روم کی مثنوی معنوی' نظامی کا خمسہ' دانتے کا طربیہ ربانی' گوئٹے کا فاوسٹ' ملٹن کی فردوسِ گم گشتہ' حالی کی مدوجزر اسلام اور اقبال کی جاوید نامہ کی بیانیہ اور رزمیہ شاعری اپنا ایک مستقل مقام رکھتی ہیں۔ افلاطون چاہے اپنی مجوزہ ریاست میں شاعروں کو موزوں مقام نہ دے مگر معاشرے نے ہمیشہ ان کو اپنی آنکھوں پر بٹھایا اور صاحبانِ ذوق اور اربابِ دانش نے ہمیشہ شعر کو اپنے دل کی دھڑکن کے قریب محسوس کیا ہے۔ بعض نقادانِ ادب نے عقیدہ و مذہب کے موضوع پر کی جانے والی شاعری پر تنقید کی ہے مگر مذکورہ بالا کلاسیکی شعری تخلیقات کا جائزہ لیجیے تو یہ سب عقیدہ و عقیدت سے مربوط دکھائی

دیتی ہیں اور ان میں اعلیٰ درجے کا تخلیقی شعور اور ادبی آہنگ ملتا ہے۔

یہاں پر نثر اور نظم کا تقابل مقصود نہیں، دونوں اپنے اپنے دائرے میں کمال دکھاتے ہیں۔ نثر اگر منضبط دماغی کاوشوں کی ترجمان ہے تو شاعری دل کے جذبات سے آراستہ ہو کر ایک وجدانی کارنامہ سرانجام دیتی ہے۔ بنی آدم جب کبھی اپنی خلوتوں میں کسی نوع کے جذباتی ارتعاش سے دوچار ہوتا ہے تو اظہارِ بیان کے لیے صرف اور صرف کسی نغمگی کی کیفیت کو تلاش کرتا ہے جس کا بہترین وسیلہ شاعری ہے۔ دنیا کی عظیم مذہبی نگارشات اسی نغمگی کے آہنگ میں ڈھلی ہیں۔ زبور کی مناجات نثر میں ہیں یا نظم میں، وہ اپنی ادائیگی کے لیے لحنِ داؤدی کا تقاضا کرتی ہیں۔ قرآن مجید بھی اپنے پڑھنے کے لیے تجوید و قراءت کے ضوابط کا تقاضا کرتا ہے۔ تمام مذہبی کتابیں اور صحائف جس لب و لہجے میں پیش کی جاتی ہیں، وہ نثری پیرائے کے بجائے نظم کے آہنگ میں ڈھلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ بندشِ الفاظ کا جادو نثر کی نسبت نظم میں زیادہ سرچڑھ کر بولتا ہے۔

بندشِ الفاظ جڑنے میں نگوں سے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا (آتش)

قرآن مجید سراپا ایک الہامی اور سرمدی آہنگ میں ڈھلا ہوا ہے۔ اس کے ایک سو دس زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ اردو زبان میں بھی گزشتہ دو سو سالوں میں اس کے ایک ہزار کے قریب ترجمے کیے گئے ہیں جن میں دس کے قریب منظوم تراجم بھی ملتے ہیں۔ پنجابی زبان جو اردو کی خواہرِ محترم ہے اس میں تو منظوم تفاسیر بھی لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح احادیث کو بھی نظم کیا گیا ہے۔ مدارس میں علوم اور فنون کی بہت سی کتابوں کے نظم کا قالب میں ڈھالا گیا ہے۔ یہی باعث ہے کہ برصغیر کے دینی مدارس میں ابھی تک بعض فنون عربی یا فارسی نظم میں پیش کیے جاتے ہیں۔ تاریخ کی بڑی بڑی کتابوں کو نظم کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ مگر نظم کے اصل کمالات اس عقیدت بھرے موضوع میں ملتے ہیں جسے ہم ''نعت'' یا ''سیرت'' کی اصطلاح سے یاد کرتے ہیں۔ یوں سیرت دنیا کے عظیم رزمیہ نمونوں میں سے اعلیٰ ترین کلام ہے۔ یہ سیرتِ مصطفویؐ جس شخصیت کے مقدس احوال کو بیان کرتی ہے وہ اس عالمِ وجود کے ماضی، حال اور مستقبل کی سب سے عظیم ہستی ہے۔ سچ پوچھیے تو جو کوئی اس عظیم سیرت کے سائبان تلے پناہ لیتا ہے وہ بھی اس عظیم رزمیہ کا ناقابل فراموش کردار بن جاتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو دنیا کی بہت سی زبانوں میں منظوم ہیئت میں پیش کیا گیا ہے۔ اردو زبان کا دامن بھی اس سعادت سے بھرپور دکھائی دیتا ہے۔

شاعری دنیا کی ہر زبان اور بولی میں اپنا رس گھولے ہوئے ہے مگر اس کا بہترین اظہار جس زبان میں ہوا ہے، وہ بلاخوفِ تردید عربی زبان ہے۔ ذرا عصرِ جاہلی کی شاعری بالخصوص سبعہ معلّقات پر نگاہ دوڑائیے، اس کی تاثیر

اور جادوگری اپنے کو خود منوا لے گی۔ اس زبان کی لطافت نے معنی و بیان کے جو متنوع پیرائے اختیار کیے ہیں ان میں تراکیب و تلمیحات کا جو حسن موجود ہے تشبیہ و استعارہ نے جو گل کاریاں کی ہیں صنائع بدائع نے جو جادو جگائے ہیں تخیل کی لالہ کاری اور بیان کی فسوں کاری سامع پر جو ایک سحر طاری کر دیتی ہے ایمائیت جو اپنا حسن دکھاتی ہے اور مبالغہ ذہن کو جن بلندیوں سے آشنا کرتا ہے یہ سب عربی شاعری کی ادنیٰ کرشمہ سازیاں ہیں ع

کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے جس خاندان میں آنکھ کھولی وہ حجاز میں فصیح ترین زبان بولنے والوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس خاندان کا ہر فرد نہ صرف تحسینِ شعری کا اعلیٰ ذوق رکھتا تھا بلکہ خود بھی سخن گو تھا۔ الدکتور محمد احمد درنیقہ نے "معجم الاعلام شعراء المدح النبویؐ" میں ان ۴۵۴ عرب شعراء کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے مدحتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اٹھایا ہے۔ ان شعراء میں خاندانِ نبوت کے بہت سے اکابر کے صرف وہ شعری نمونے دیے گئے ہیں جو آپ کی مدح و توصیف میں کہے گئے ہیں۔ ایسے ناموں میں عبدالمطلب بن ہاشم ابو طالب علیؓ بن ابی طالب ابوسفیان بن الحارث اور ابوبکر صدیقؓ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ اسی طرح دکتور محمد التونجی نے "شاعرات فی عصر النبوۃ" میں آپؐ کے عہد مبارک کی ۲۱۱ شاعرات کا ذکر کیا ہے جن میں آپؐ کے خاندان کی بعض قریبی خواتین نے بھی شاعری کی اور آپؐ کی محبت و عقیدت میں شعر کہے ہیں۔ ایسی بلند مرتبہ خواتین میں آپؐ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب بھی شامل ہیں جن سے اپنے شوہر عبداللہ بن عبدالمطلب کا ایک مرثیہ اور اپنے نام دار بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب یہ شعر بیان کیے گئے ہیں ؎

بارک فیک اللہ من غلام

یابن الذی فی حومۃ الحمام

نانت مبعوثٌ إلی الأنام

تبعت فی الحل و فی الحرام

تبعث بالتوحید والإسلام

دین ابیک البرّ ابراھام

خاندانِ رسالت کا ادبی ذوق قریش میں بہت متعارف تھا۔ ہاشم کی بیٹی اور عبدالمطلب کی بہن خالدہ نے اپنے والد کی وفات پر مرثیہ کہا ہے۔ عبدالمطلب کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی اولاد عطا کی تھی وہ خود بھی شعر کا ذوق رکھتے تھے ان کے بیٹوں میں حضرت حمزہؓ اور جناب ابو طالب بھی شاعر تھے جب کہ ان کی چھ بیٹیوں کی شاعری بھی تذکروں میں محفوظ ہے۔ ان میں آپؐ کی پھوپھیاں اُم حکیم عاتکہ اروی صفیہ امیمہ اور برّہ شامل ہیں جنہوں نے اپنے والد

عبدالمطلب کے مرثیے بھی لکھے ہیں۔ آپؐ کی ازواج مطہرات میں خدیجہؓ بنت خویلد' حفصہؓ بنت عمرؓ بن خطاب' ام سلمہؓ اور عائشہؓ صدیقہ کے شعری نمونے دستیاب ہیں۔ خدیجۃ الکبریٰؓ کے اشعار ملاحظہ ہوں ؎

نطق البعير بفضل أحمد مخبراً

هذا الذي شرفت به أم القرى

هذا محمد خير مبعوث أتى

فهو الشفيع و خير من وطى الثرى

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بہن اسماء بنت ابی بکرؓ بھی شعر کہتی تھیں۔ آپؐ کے بچپن میں جس خاتون حلیمہ سعدیہ نے آپؐ کی پرورش کی اور دودھ پلایا' وہ خود شاعرہ تھیں اور ان کی صاحب زادی الشیماء السعدیہ بھی شعرگوئی کا ذوق رکھتی تھیں' صحابیات میں سے بھی بہت سی شاعرات کا تذکرہ ملتا ہے جیسے کہ حضرت خنساءؓ کے مرثیے اپنی دل سوزی اور تاثیر میں کمال رکھتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے بہت سے حضرات نے آپؐ کی مدح وتوصیف کی ہے۔ ایسے حضرات میں جنھوں نے زمانۂ جاہلیت میں اور قبولیتِ اسلام کے بعد شاعری کی ہے' ان کو اصطلاح میں مخضرم کہتے ہیں' اس صف میں شامل شعرائے کرام میں حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک، عبداللہؓ بن رواحہ' کعبؓ بن زہیر' لبیدؓ بن ربیعہ' الحطیہؓ، النابغہ الجعدیؓ، عمروؓ بن معدی کرب، ابو ذہب الھذ لیؓ اور حضرت خنساءؓ کے نام معروف ہیں۔ تذکروں میں یہ محفوظ ہے کہ آپؐ کی شان میں پہلا قصیدہ ورقہ بن نوفل نے کہا ہے۔ قبیلہ بنی واقف کے قیس بن الاسلت نے ایک قصیدہ کہا جس میں اہل مکہ کو آپؐ کے معاملے میں صلہ رحمی کا مشورہ دیا۔ ابوقیسؓ بن ابی انس نے ایمان لانے کے بعد آپؐ کے حضور قصیدہ پیش کیا ہے۔ ابوعزہ بن عبداللہ غزوۂ بدر کے قیدیوں میں سے ایک تھا۔ اپنی مفلوک الحالی کے باعث فدیہ کی رقم ادا نہیں کرسکتا تھا۔ آپؐ نے بغیر فدیے کے رہا کر دیا تو اس نے آپؐ کے حسن سلوک سے متاثر ہوکر قصیدہ کہا۔ ابوسفیان بن حارث کو جب فتح مکہ کے بعد معافی ملی تو اس نے ایک قصیدہ آپؐ کے حضور پیش کیا۔ اس موقع پر عباسؓ بن مرداس (آپ مشہور شاعرہ حضرت خنساءؓ کے صاحب زادے ہیں) بھی مسلمان ہو گئے اور انھوں نے غزوۂ حنین کے سلسلے میں کئی قصائد کہے ہیں' جن میں آپؐ کی تعریف وتوصیف موجود ہے۔ غزوۂ حنین میں قبیلہ ہوازن کا سردار اور سپہ سالار مالکؓ بن عوف نصری تھا' شکست کے کچھ دیر بعد مسلمان ہوا تو حضورؐ کی خدمت میں ایک قصیدہ نذر کیا۔ خیال رہے کہ کفارمکہ نے آپؐ کی دعوت کی مخالفت میں جو محاذ قائم کر رکھا تھا اس کا ایک پہلو ہجویہ شاعری بھی تھا۔ اس محاذ کا مقابلہ کرنے کے لیے کعبؓ بن مالک' حسانؓ بن ثابت اور عبداللہؓ بن رواحہ جیسے نامور شعراء تھے۔ آپؐ نے بعض مواقع پر ان کے کلام کی اصلاح بھی فرمائی ہے۔ دورِ جاہلیت کا آخری بڑا شاعر اعشیٰ ہے' جس نے کسرائے ایران کی شان میں بھی قصائد کہے اور انعام پایا۔ فتح مکہ سے قبل اس نے آپؐ کی شان میں ایک

زبردست قصیدہ کہا اور پیش کرنے کے لیے حجاز کی جانب روانہ ہوا مگر راستے ہی میں اس کا انتقال ہوگیا۔ ابن ہشام کی سیرت میں اس کا یہ قصیدہ محفوظ ہوگیا ہے۔ پیش نظر رہے کہ شعراء نے عموماً قصائد انعام اور صلے کی امید اور لالچ میں کہے ہیں' اس لیے ان میں صداقت اور واقعیت پسندی کے بجائے مبالغہ اور محض خیال آرائی ہوتی ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے جانے والے قصائد میں آپؐ کے حقیقی خصائل و خصائص کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح آپؐ کے وصال کے موقع پر جو مرثیے کہے گئے ہیں' ان کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہؓ کا آپؐ سے تعلق کس نوعیت کا تھا۔ آپؐ کی ذات سے متعلق یہ قصائد اور مراثی آپؐ کی سیرت کا ایک اہم ماخذ ہیں۔ آپؐ خود بھی فنِ شاعری کے رموز سے آگاہ تھے مگر شاعری آپؐ کے منصب کے منافی تھی۔ صرف چند مواقع پر آپؐ نے شاعرانہ اظہار کیا ہے مگر خاندانِ نبوت کے بیشتر افراد نہ صرف اس فن سے شناسائی رکھتے تھے بلکہ ان کے کہے ہوئے شعری نمونے آج تذکروں میں محفوظ ہیں۔ آپؐ کی سیرت اور سوانح کا منظوم اظہار آپؐ کے اپنے عہد مبارک میں شروع ہوا۔ الغرض عربی زبان میں سیرتِ نبوی کا آغاز نثری کاوشوں کے بجائے شعری منظومات سے ہوا ہے۔ مغازی اور سیر پر عربی نثر میں مستقل کتابیں بعد میں لکھی گئی ہیں۔

عجمی ممالک میں شاعری تفریح طبع اور ذوق جمال کی تسکین کا ایک ذریعہ تھی۔ عرب ممالک میں یہ ایک معتبر فن تصور کیا جاتا تھا۔ عرب معاشرے میں شعراء کو بہت بلند درجہ اور مرتبہ حاصل تھا۔ قبائلی زندگی میں کسی قبیلے کی عزت وعظمت کے سچے نقیب صرف اس کے شعراء ہوا کرتے تھے۔ وہ اپنے قبائل کے مفاخر کو بیان کرتے اس طرح وہ ان کے فضائل و خصائل کے محافظ تھے۔ حجاز کی سرزمین ایران وشام کے تمدن سے کوسوں دور ایک صحرائی ثقافت کی آئینہ دار تھی۔ یہاں کی فطرت ریتیلے میدانوں اور ٹیلوں میں موجود خال خال نخلستانوں میں موجود تھی۔ یہاں کی فضاؤں میں شبینہ چاند تاروں کی محفلیں تو آراستہ ہوتی تھیں مگر دن کی روشنی میں کوئی بادل سورج کے سامنے حجاب نہیں ڈالتا تھا اور نہ ہی صحرا کی زمین میں کوئی گل وگلزار کھلتے دکھائی دیتے ہیں۔ حجاز کے پہاڑوں میں شادابی اور روئیدگی کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔ صحراؤں میں اگر کسی جگہ اچانک چشمہ پھوٹ نکلے تو آبادی کا جواز بن جاتا ہے۔ اسی لیے حجاز کے شعراء کے ہاں منظریہ شاعری میں نہ تو بہتی ندیوں کا شور سنائی دیتا ہے اور نہ برف پوش پہاڑوں سے گرتی آبشاروں کے زمزمے۔ یہ سرزمین حسنِ فطرت کے تنوع سے محروم دکھائی دیتی ہے۔ یہاں ثقافتی اقدار و روایات میں حضرویت کے بجائے بدویّت کا غلبہ ہے اور یہی بدویّت انہیں تلاشِ رزق میں ایک سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتے رہنے پر مجبور کرتی تھی۔ یہاں کی زمین کا سینہ روئیدگی سے محرومی کے باعث ان کو تجارت پیشہ بنائے ہوئے تھا اور وہ اس سلسلے میں اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہزاروں میلوں کی مسافت' حدی خوانی کرتے ہوئے طے کرتے تھے' اس سفر نے ان کی قوتِ مشاہدہ کو بہت تیز کر دیا تھا اور ان کی قوتِ فہم وادراک عام قوموں کی نسبت فزوں تر تھی۔ قبائل جرأت وشجاعت'

فیاضی و مہمان نوازی' پہلوانی اور شمشیر زنی اور شتر بانی اور گھوڑ سواری میں ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کسی قبیلے کو عزت و عظمت دلانے میں اس قبیلے کے شاعر کو بہت دخل تھا۔ اسی باعث حجاز کی قبائلی معاشرت میں شعراء ایک اعلیٰ مقام و مرتبہ کے حامل تھے۔ ان کی شاعری میں قصائد اور نسب ناموں کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ یہی صنف سخن ان کے تخیل کی سب سے بڑی جولان گاہ تھی اور اس میں ان کے کمالاتِ شعر و سخن کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

ہم گزشتہ سطور میں یہ جان چکے ہیں کہ خاندانِ رسالت کے بیشتر افراد عربی زبان و بیان کی باریکیوں اور لطافتوں سے کماحقہٗ آگاہ تھے۔ وہ فنِ شعر سے بھی بدرجۂ کمال شناسائی رکھتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فنِ شعر کی نزاکتوں کو سمجھتے تھے۔ آپؐ افصح العرب تھے۔ شعر کی افادیت کو سمجھتے اور اس کے بارے میں گہرا تنقیدی شعور رکھتے تھے۔ کفار مکہ کے شعراء کی جانب سے پیش کی جانے والی ہجویات کے جواب میں آپؐ نے مخضرمی شعراء کو جواباً تیار کیا جن کے فن نے صداقتوں سے معمور مضامین کے ذریعے سے مخالفین کے چھکے چھڑا دیے۔ یہی باعث ہے کہ آپؐ نے کعبؓ بن زہیر (م۲۴ھ) کو ان کے قصیدہ بانت سعاد پر اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ زہیر بن صرد الجشمیؓ کے اشعار پر پورے قبیلہ ہوازن کو معافی عطا کی۔ تحسینِ شعری اور شعرائے اسلام کی عزت افزائی کے اور بہت سے وقائع تذکروں میں موجود اور محفوظ ہیں۔

یہاں پر ہم ایک ناگزیر بحث پر چنداں روشنی ڈالنا چاہتے ہیں کہ خود اسلام میں شعر و شاعری کا مقام کیا ہے اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں شاعری کی موافقت یا مخالفت میں کیا آرا پائی جاتی ہیں۔ احادیث میں اس سلسلے میں بہت سی روایات کو قلم بند کیا گیا ہے:

ان من البیان سحراً و ان من شعر حکما (سنن ابی داؤد' کتاب الادب)

ان من الشعر حکمة (جامع الترمذی' باب ماجاء ان من الشعر حکمة)

عن عائشة رضی الله عنها قالت ذکر عند رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم الشعر فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم هو کلام فحسنه حسن و قبیحه قبیح (مشکوٰة المصابیح. کتاب الاداب' باب البیان والشعر)

عمرۃ القضا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو کعبؓ بن مالک آپؐ کے استقبال اور ہراول کے طور پر اشعار پڑھ رہے تھے۔ غزوۂ بنو قریظہ کے موقع پر آپؐ نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرو' بے شک جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔ ضرارؓ بن الازور جب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ کی اجازت سے اپنے اشعار پیش کیے۔ حضرت خنساءؓ نے جب اسلام قبول کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ان کے اشعار سنے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کے لیے مسجد نبوی میں ایک خاص منبر بچھوایا گیا جس پر بیٹھ کر انہوں نے اپنے اشعار سنائے۔ تذکروں میں ان تمام قصائد کا ذکر ہے جو شعراء نے آپؐ کے حضور پیش کیے ہیں۔ اس طرح بہت سے صحابی شعرائے کرامؓ نے آپؐ کی موجودگی میں اپنے قصائد اور اشعار سنانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ عبداللہؓ بن الزبعری نے جب اسلام قبول کیا اور اپنے سابقہ طرزِ عمل کی معافی طلب کی تو اس موقع پر اپنے چند اشعار بھی پیش کیے، جنہیں سن کر آپؐ نے ایک خلعت انعام کے بطور ان کو ہدیہ کیا۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران میں صحابہ کرامؓ رجزیہ اشعار پڑھتے تھے، آپؐ نے بھی یہ شعر پڑھ کر ان کی حوصلہ افزائی:

اللھم لا خیر الا خیر الاخرۃ

فاغفر الانصار والمھاجرۃ

سیرت نبیؐ کے تذکار میں بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ آپؐ نے خود کوئی شعر پڑھا، دوسرے شاعروں کے کلام کی اصلاح فرمائی، قصائد کو سنا اور ان کے اچھے اشعار پر تحسین کی۔ بعض مواقع پر شعراء کو چادر یا خلعت بھی عطا کی۔ کچھ شعراء کو مشرکین کی ہجویات کے مقابل شاعری سے جواب دینے کی اجازت دی اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔

شاعروں کی قدر افزائی اور تحسین شعری کے ایسے بہت سے اور واقعات بھی ہیں جن کو احوالِ سیرت مرتب کرتے ہوئے، لکھا گیا ہے۔ انہی وقائع میں بعض وہ آراء بھی ملتی ہیں، جن میں آپؐ نے قرآن مجید کی آیات کے حوالے سے شاعری اور شاعروں پر تبصرہ کیا ہے۔ ایسی چند آیات جو بتکرار پیش کی جاتی ہیں، درج ذیل ہیں:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ. اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ. وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ. اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ط وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ٥

(الشعراء ۲۶:۲۲۴-۲۲۷)

رہے شعراء تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو صرف بدلہ لے لیا — اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ. وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ط (الحاقۃ ۶۹: ۴۰-۴۱)

''یہ ایک رسول کریم کا قول ہے' کسی شاعر کا قول نہیں ہے''۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ (یٰس ۳۶:۶۹)

ہم نے اس نبی کو شعر نہیں سکھایا ہے اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب۔

قرآن مجید کی ان آیات مذکور کے علاوہ ذخیرۂ احادیث میں بھی ایسی روایات موجود ہیں' جن میں شعر و شاعری کی حیثیت پر نقد کیا گیا ہے۔ ایسی تمام قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کا استقصا کیا جائے تو اصل حقیقت یہ واضح ہوتی ہے کہ لوگ قرآن مجید کو کہیں محض اس کے الہامی آہنگ کے باعث اعلیٰ شاعری کی کتاب ہی تصور نہ کر لیں۔ یا پیغمبر کو بھی صفِ شعراء میں کھڑا نہ کر دیں۔ قرآنی آیات میں جس امر پر توجہ دلائی گئی ہے وہ قوتِ اظہار اور طاقتِ بیان کو اعلیٰ اخلاقی مقاصد سے ہم آہنگ رکھنے کی ہے۔ شاعری فی نفسہٖ لائق مذمت نہیں' اگر قافیہ' ردیف' تراکیب اور بحور کے اس پیرائے میں اعلیٰ اخلاقی' ایمانی' روحانی اور جہادی جذبات کو پیش کیا جائے تو یہ اسی مقام تحسین پر کھڑی دکھائی دے گی' جہاں پیغمبر علیہ السلام نے شعراء کو خود سنا' انہیں داد دی' ان کے کلام کی اصلاح کی' ان کے کلام پر مخصوص جملوں میں تحسین یا تنقیص کی اور گاہے گاہے انہیں انعامات اور ہدایا سے بھی نوازا۔ عماد الدین ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں سورہ الشعراء کی مذکورہ تینوں آیات کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان آیات کے نازل ہونے پر حسان بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ غمگین حالت میں آپؐ کے پاس حاضر ہوئے تو نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توجہ الا الـذین ...... کے حصے پر مبذول کرائی' جس سے ان حضرات کو اطمینان ہوا' اور اسی استثنائی صورتِ حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے' اپنا کلام کہتے رہے۔ یوں شاعری محض نفسانی' جذباتی' رومانی اور تخیلاتی افکار و احساسات کو پیش کرنے کے بجائے ایمانی حلاوت' جہادی رزمیوں' اخلاقی تعلیمات' روحانی اقدار اور پاکیزہ افکار کے مترنم اظہار کا ذریعہ بن گئی۔ یہ ایسی ہی تبدیلی کا مظہر ہے کہ حضرت کعب بن زہیرؓ نے جب آپؐ کے سامنے اپنے قصیدے میں سیوف الہند کا ذکر کیا تو آپؐ نے اس مصرع میں اس ترکیب کو سیوف اللہ سے تبدیل کر دیا۔ کچھ ایسی ہی تبدیلیوں سے شاعری کا مذموم رخ محمود و مطلوب صراط مستقیم کی طرف مڑ جاتا ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں شعرائے اسلام نے شعر کی قوت سے کیا مثبت اور مفید کام لیے ہیں' اس کا اندازہ عجم کے صرف دو شاعروں رومی و اقبال کے کلام سے کیا جا سکتا ہے۔ شعر و ادب کے مسلم نقادوں نے شاعری کے جواز و عدم جواز پر جو ابحاث پیش کی ہیں' ان سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اعلیٰ اخلاقی مقاصد کے لیے کی جانے والی شاعری نے مسلم معاشرے کی تعمیر و تطہیر میں ایک بنیادی کردار انجام دیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کا اوّلین اور مستقل اظہار خود قرآن مجید میں ہوا ہے۔

ورفعنا لک ذکرک کی رفعتوں اور عظمتوں کا تذکارِ جمیل جس اسلوب میں قرآن مجید کی آیات بینات میں ہوا ہے' اس کی تفصیل سیکڑوں آیات مقدسہ میں پیش کی گئی ہے مگر ہم یہاں اس سلسلے کی چند نمائندہ آیات کو درج کریں گے' تا کہ ان کے حوالے سے المدائح النبویۃ کے اس طویل تذکارِ جلیل کا اندازہ لگایا جا سکے جو نظم ونثر ہر دو کی صورت میں تاریخ عالم کے ہر عہد میں وجہِ افتخار تصور کیا گیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب ۳۳:۵٦)

''اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں' اے لوگو جو ایمان لائے ہو' تم بھی ان پر دُرود وسلام بھیجو''۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران ۳:۳۱)

''اے نبیؐ، لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا' وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے''۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (الاحزاب ۳۳:۲۱)

''درحقیقت تم لوگوں کے لیے' اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے' ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے''۔

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم ٦۸:٤)

''اور بے شک آپؐ اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہیں''۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا. وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (الاحزاب: ٤۵-٤٦)

''اے نبیؐ، ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر' بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر' اللہ کی اجازت سے' اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر''۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التوبۃ:۱۲۸)

''دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے' جو خود تم ہی میں سے ہے' تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے' تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے' ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے''۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء٤:٦٥)

''نہیں اے محمدؐ! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں' پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو' اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں' بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں''۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء٤:٥٩)

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں' پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو' اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے''۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء٢١:١٠٧)

''اے نبیؐ، ہم نے تم کو دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر٥٩:٧)

''جو کچھ رسول تمہیں دے' وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے' اس سے رک جاؤ''۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب٣٣:٦)

''بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کے لیے' ان کی اپنی ذات پر بھی مقدم ہے......''

قرآن مجید کی ان آیاتِ مقدسہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور شخصیت کی عظمت' شوکت' فضیلت' سبقت' اہمیت' حیثیت' مدحت' خصلت' محبت' اطاعت' شفقت' رحمت اور منقبت کا بھرپور اندازہ ہوتا ہے۔ اپنی محبت و اطاعت کے سلسلے میں آپؐ نے اپنی زبان مبارک سے خود یہ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ

٤٠

(الصحیح البخاری. کتاب الایمان' باب حب الرسول من الایمان عن ابوھریرہؓ)

اس ذات کی قسم' جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا' جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''۔

لَا یُوْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْن

(صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب وجوب محبة رسول الله صلی الله علیه وسلم عن انس بن مالکؓ)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا' جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ' اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''۔

لَا یُوْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ (رواہ فی شرح السنة)

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا' جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں''۔

کتاب و سنت کی یہی وہ روشن تعلیمات ہیں' جن کے باعث صحابہؓ کو آپؐ کی ذات اور دعوت سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہ تھی۔ اپنے ربّ کی خوش نودی اور رضا اور اپنے محبوب از جاں رسولِ کریمؐ کی محبت اور اتباع سے وہ سرشار تھے۔ سیرتِ نبویؐ اور اسوۂ صحابہؓ میں وہ سیکڑوں مواقع اور واقعات درج ہیں جو آپؐ کی ذات سے والہانہ شیفتگی اور آپؐ کے پیغام کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے رکھنے کا ذوق و شوق ظاہر کرتے ہیں۔ تاریخ عالم میں کسی مذہبی' دینی اور روحانی شخصیت کے ساتھ حسنِ عقیدت اور جاں نثاری کی ایسی مثال نہیں ملتی جو ہمیں حجاز کے اس تابندہ درخشندہ ماہتاب و آفتاب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے دکھائی دیتی ہے۔ اس بیان کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ آپؐ کے حضور جو مدحیہ قصائد اور نعت کا ان گنت اور انمول سرمایہ پیش کیا گیا ہے' وہ بلا مبالغہ لاکھوں اشعار پر مشتمل ہے' اس خزینۂ عقیدت میں سیکڑوں وہ منظومات بھی شامل ہیں جو غیر مسلم شعراء نے آپؐ کے حضور پیش کی ہیں۔ ایسے شعراء میں پنڈت بالمکند عرش ملیسانی' لالہ امر چند قیس' فراق گورکھپوری' جگن ناتھ آزاد' دلورام کوثری' شیو پرشاد وھبی لکھنوی' راجندر بہادر موج' سکھ دیو پرشاد بسمل' سرکشن پرشاد شاد' ٹھاکر بوا سنگھ اثیم' وشنو کمار شوق لکھنوی' جسٹس رانا بھگوان داس بھگوان' کچھمی نرائن شفیق' راج مکھن لال مکھن' بالا پرشاد ربط' منشی شنکر لال ساقی' ہری چند اختر' کنور مہندر سنگھ بیدی سحر' ساقی سہارن پوری' منور لکھنوی' شمیم فرخ آبادی' چمن لال چمن' تلوک چند محروم' مخمور جالندھری'

موج فتح گڑھی، شیدا دہلوی، نشتر لکھنوی، کبیر داس بنارسی، آزاد سہارن پوری اور بعض غیر مسلم شاعرات مثلاً شریمتی بوادتی اور رام پیاری لکھنوی جیسے نام شامل ہیں۔ یہ تذکرہ صرف برصغیر پاک و ہند کے غیر مسلم شعراء کے نعتیہ کلام سے متعلق ہے وگرنہ دوسری زبانوں اور دوسرے ملکوں کے بیسیوں ایسے غیر مسلم شعراء بھی ہیں، جنھوں نے آپؐ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

انبیاء و رسل علیہم السلام کی تاریخ میں یہ اعجاز صرف آپؐ کی سیرت کے ساتھ وابستہ ہے کہ وہ ہر اعتبار سے محفوظ ہے۔ آسمانی اور غیر آسمانی مذاہب کے پیغمبروں اور رہنماؤں کی سوانح پر بھی اوہام و طلسمات کے ردے چڑھے ہوئے ہیں اور ان کی تعلیمات بھی بہت حد تک تحریف کا شکار ہو چکی ہیں۔ تاریخی اعتبار سے محمد رسول اللہ V کی سیرت ہر نوع کے اضافوں سے پاک ہے۔ جس طرح احادیث میں روایت و درایت اور اسماء الرجال کے علوم و فنون کے باعث آپؐ کے قول، فعل، عمل یا تقریر میں کسی نوع کی آمیزش ممکن نہیں، اسی طرح راویانِ سیرت نے بھی درایتِ سیرت کے منہج کے تحت سوانح و سیرتِ مصطفیٰؐ کو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رکھا ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

...... من كذب علی متعمداً فليتبوا مقعده من النار (الهيثمی، مجمع الزوائد)

''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے''۔

مدحتِ نبویؐ اور نعتِ رسولؐ فنی اعتبار سے ایک نازک مقام ہے۔ اس کی نزاکت کو پیشِ نظر نہ رکھا جائے تو عبدیت، الوہیت میں بدل جاتی ہے۔ مضمون کا انتخاب، لفظوں کی موزونیت، لب و لہجے کی پاکیزگی، ادب و احترام کی فضا، عبد و معبود میں رشتے کا تعین، بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا ادراک، رحمت و شفاعت کی حدود، توسل، استغاثہ اور استمداد کی شرعی نوعیت، غلو آمیز ضلالت اور عجز آمیز اہانت کا احساس، حفظِ مراتب کا خیال، منصب نبوّت کا تقدس، ادب و احترام کے تقاضے، مضامین کی پاکیزگی اور اندازِ بیان کی نفاست و لطافت، یہ سب تقاضے مل کر نعت گوئی اور مدحت نگاری کو شاعر کے لیے پلِ صراط بنا دیتے ہیں۔ اسی باعث شعراء نے اس ادب اور احتیاط کی حدود اور تقاضوں کو یوں بیان کیا ہے۔

عرفی مشتاب ایں رہِ نعت است وصحراست
ہشیار کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را
ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا

۴۲

هزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

عظمتِ نبوی کا ادراک اور بشریتِ مصطفویؐ کا عرفان ایک نازک مرحلہ ہے۔ شعورِ نبوّت کا تقاضا ہے کہ ہم آپ کو خیر البشر تصور کریں، فوق البشر نہ سمجھیں۔ جمالِ بشریت کے ساتھ کمالِ نبوّت کا آہنگ آپؐ کو احسن البشر اور افضل البشر ٹھہراتا ہے۔ جہاں ممدوحِ نبوّت کا شاہکار ہو تو اس کے فضائل، خصائل اور شمائل کا کمال، جلال اور جمال اک عجب منصب و مقام پر فائز اور سرفراز ہوتا ہے۔ خالقِ کائنات اپنی مخلوق کے سب سے عظیم انسان کے ادب و احترام کو یوں بیان فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

(الحجرات ۴۹: ۱۔۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسولؐ کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبیؐ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو''۔

ایک طرف قرآن مجید نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا یہ معیار پیش کرتا ہے، دوسری جانب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو ان الفاظ میں تنبیہ اور تاکید کرتے ہیں:

لا تطرونی کما اطرت النصارىٰ عیسىٰ ابن مریم فانما انا عبده ولکن قولوا "عبدالله و رسوله". (صحیح بخاری عن عمر بن خطابؓ)

''مجھے حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰؑ ابن مریم کے ساتھ کیا ہے۔ بے شک میں تو صرف خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ مجھے صرف خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو''۔

مولانا الطاف حسین حالی نے اپنی مسدس مدّ وجزرِ اسلام کے ایک بند میں اس موضوع پر مسلمانوں کے طرزِ عمل کو یوں بیان کیا ہے ؎

نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

۴۳

مزاروں پر دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ (م ۱۳۴۰ھ) فنِ نعت کی اس نزاکت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حقیقتاً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے' جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر شاعر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے' جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے' غرض حمد میں ایک جانب کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے''۔

(الملفوظ' حصہ دوم' ص ۴)

ع با خدا دیوانہ و با مصطفیٰؐ ہوشیار باش

مختلف زبانوں میں نعتیہ اور مدحیہ شاعری کا جائزہ لیا جائے تو ایک عجیب حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس راہ میں صوفیانہ مسلک سے تعلق رکھنے والے حضرات زیادہ کامیاب رہے ہیں جب کہ فحول شعراء مدائح النبویؐ کی طرف بہت کم متوجہ ہوئے ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مدائح رسولؐ اور نعتِ نبویؐ میں تجاوز عن الحد کی گنجائش نہیں ہے۔ آپؐ کی تعریف کا ایسا انداز اپنایا جائے کہ جس سے کسی دوسرے نبی یا رسول کی تنقیص نہ ہو۔ مضامینِ سیرت اور موضوعاتِ مدحت تاریخی صداقتوں کے حامل اور ان کی پیش کش کا اسلوب مبالغے سے دور اور فطرت کے قریب ہونا چاہیے۔

بعض ناقدانِ فن نے اس موضوع پر بھی کلام کیا ہے کہ جب نثر میں سیرت وسوانح کی متانت کو برقرار رکھا جا سکتا ہے تو پھر اس کے لیے شعر کا وسیلہ اختیار کرنا کیوں ضروری ہے اور یوں منظوم سیرت سے کیا مقاصد درپیش ہیں۔ ہمارے نزدیک شعری اسلوب میں ایک وجدانی کیف موجود ہوتا ہے۔ مترنم مصرعوں میں کسی محبوبِ جہاںؐ کا جمالِ دلآرا دلوں کی دھڑکنوں میں سما جاتا ہے اور ہماری روح کے تار چھیڑ دیتا ہے' جس سے دل و دماغ میں وہ کیف و سرور پیدا ہوتے ہیں' جو اس محبوب کی ذات سے محبت وعقیدت کا ایک لافانی جذبہ پیدا کر دیتے ہیں اور وہ ہماری سانسوں میں رچ بس جاتا ہے۔ شعر سے دل اور دماغ دونوں میں ایک ارتعاش پیدا ہوتا ہے جو تخیل کو مہمیز لگاتا ہے اور جذبوں کو جنوں میں بدل دیتا ہے۔ اسوۂ صحابہ میں ہم جو فدا کاری اور جاں سپاری کا عمل دیکھتے ہیں اور ان کی سیرتوں میں جس رعنائی کا مشاہدہ کرتے ہیں' وہ سب اس خاطر ہے کہ ان کا محبوبؐ ان کے روبرو موجود تھا۔ اس محبوبِ جہاںؐ کے وصال پر ان کی حالت کیا تھی' اس کا اندازہ ان مرثیوں میں دیکھیے جو آپؐ کے فراق میں کہے گئے ہیں۔

شعر بچوں اور نوجوانوں کے جذبات کی تعمیر میں ایک اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ بہت جلد ان کے حافظے اور استحضار کا خزانہ بن جاتے ہیں۔ اس سے ان کی شخصی اور ذہنی تعمیر میں بہت پختگی پیدا ہوتی ہے۔ بشرطیکہ شعر صداقت کا حامل ہو اور اس کا انداز زبان و بیان کا شاہکار ہو۔ یہی باعث ہے کہ دنیا بھر میں بچوں کی ابتدائی تعلیم میں ننھی منی نظموں اور گیتوں کا التزام کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ کسی بھی دعوت اور پیغام کی دل نشینی کے لیے نثر سے زیادہ نظم کارگر ہوتی ہے۔ تمام مذاہب کی ابتدائی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں اس میں رزمیہ کا عنصر بالیقین موجود ہوگا۔ یہی رزمیہ تاریخ کے ہر دور میں انسانی جذبات کی تشکیل اور تطہیر میں ایک مؤثر عامل کی حیثیت سے موجود رہا ہے۔ اس دنیا کے اسٹیج پر ہزاروں شخصیات جلوہ گر ہوئیں مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے جس نے انسانیت کو اپنے اور مابعد کے زمانوں میں سب سے بڑھ کر متاثر کیا ہے۔ ایسی شخصیت خود تو ایک بڑے رزمیہ کا موضوع یقیناً ہو گی مگر اس کے متعلقین بھی ایک عظیم رزمیے کے عناصر اور لوازم دکھائی دیتے ہیں۔ یہ تاریخی' جمالیاتی اور ادبی استدلال سیرتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نثر کے علاوہ نظم میں پیش کرنے کا استشہاد پیش کرتا ہے اور یہ جوہر مزید کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ قائدِ مہاجرین کا استقبال بنو نجار کی بیٹیوں کے گیت ہی سے ہو سکتا تھا۔

قرآن مجید و رفعنا لک ذکرک کی تفسیر و تشریح ہے۔ اس کی ہزاروں آیات میں کہیں آپؐ کو اسمِ ذات سے مخاطب نہیں کیا گیا بلکہ ہر جگہ صفاتی اسماء کی کہکشاں جھلمل کرتی دکھائی دیتی ہے۔ ذرا ان ناموں پر توجہ کیجیے:

شاهد' مشهود' مبشر' بشير' نذير' منذر' سراج منير' داعی الی الله' هادی' نذير' مبين' عبده' عبدنا' حريص عليكم' رؤف و رحيم' رحمة للعالمين' خاتم النبيين' مذكر' رسول الله' المزمل' المدثر' برهان' رسولنا' النبی' النبی الامی' الداعی' الصاحب' المعلم' المزكی' التالی.

آپؐ کے جاں نثار صحابہؓ نے آپ کو کن کن اسماء کے ساتھ یاد کیا ہے' اس کا تذکار جمیل احادیث کی کتب میں ملتا ہے' اس آئینہ حدیث کی ان تنویرات کو دیکھیے:

محمد' احمد' الماحی' العاقب' الحاشر' المقفی' نبی التوبة' نبی الملحمه' سيّد العالمين' الصادق المصدوق' ابو القاسم' حبيب الله' النبی المصطفی' رسول رب العالمين' نبی الرحمة' حامل لواء الحمد.

محبانِ رسالتؐ اور مشتاقانِ مصطفیٰؐ نے ان ناموں کو صفاتی لحاظ سے اس قدر بڑھایا ہے کہ "المواهب اللدنية" میں چار سو اسمائے گرامی محفوظ کیے گئے ہیں۔ صوفی برکت علی لدھیانوی مرحوم نے جن سے

راقم کو کتب و مخطوطات کے سلسلے میں ملنے کا بارہا اتفاق ہوا ''اسماء النبیؐ'' کے زیر عنوان ۱۴۳۸ ناموں کو جمع کیا اور ان حوالوں کی تخریج بھی کی ہے۔ بعض شعرائے کرام نے ان کو منظوم بھی کیا ہے۔ اردو زبان کے صاحب دل سیرت نگار قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ نے اپنی تصنیف ''رحمۃ للعٰلمینؐ'' کی تیسری جلد میں ''اسماء الرسول'' کے عنوان سے جو باب لکھا ہے' اس میں آپؐ کے اسمائے مبارک کے خصائص لائقِ مطالعہ ہیں۔

عربوں کے ذوقِ مدیح نے فنی لطافتوں اور عربی زبان کی لسانی وسعتوں کے ذریعے سے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح و سیرت کو موضوع بنایا تو اس میں علاقائی کی نسبت ایک آفاقی قدر و قیمت پیدا ہوگئی۔ آج دنیا کی بیسیوں زبانوں اور سیکڑوں بولیوں میں یہ مدحیہ ادب موجود ہے اور شعر و ادب اور اصنافِ سخن کے سارے پیرائے اس کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔ اس آفاقی مدحیہ ادب کا مطالعہ کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ عربوں کے لسانی شعور' ان کی زبان کی فصاحت و بلاغت' اسلوب کی جدت' تراکیب کی جدّت' تخیل کی لالہ کاری' بیان کی فسوں کاری' تخلیقی جودت' صنائع بدائع کا موزوں استعمال اور عروض و بحور کی شناسائی نے شعر و سخن کا ایک ایسا معیار قائم کر دیا کہ بعد میں آنے والے شعراء نے اس کا کامل تتبع کیا ہے۔ ان کے قصائد کی تضمین کی۔ مغازی اور شمائل کی کتب کے منظوم تراجم کیے۔ بعض کتب کی منظوم شروحات لکھیں اور اس ضمن میں قصیدہ بردہ کی شروحات تو حیرت انگیز اور جامع تفصیلات رکھتی ہیں۔ عرب جس آغوشِ فطرت میں تربیت پاتے تھے' اس کے باعث ان کو دور از کار تشبیہات کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ ان کے ہاں استعارے بھی بہت بلیغ اور بہت جلد مستعارلہٗ تک پہنچنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ عربوں کی انہی خصوصیات نے حضور گرامیؐ کی ذات کی مدحت میں ان کی شخصیت کو دیومالائی یا طلسماتی بنانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ عقیدت میں عقائد کا خیال رکھتے تھے۔ ان کے قصائد کو پڑھتے ہوئے ہمیں کسی تصوراتی یا تخیلاتی شخصیت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور نہ اس کے لیے کسی موزوں مبالغے کو اغراق اور غلو تک لے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ وہ شعرائے نبوت ادبی اور شعری روایات کے شناسا اور عقیدت و ارادت کی حدود سے آگاہ تھے۔ وہ آپؐ کے ذاتی اوصاف اور خصائل بیان کرتے ہیں تو آپؐ کی شخصیت حدودِ بشریت سے باہر نکلتی دکھائی نہیں دیتی۔ برصغیر میں البتہ عربوں کے اس شعری مزاج کا تتبع نہیں کیا جا سکا' جس کے نتیجے میں گاہے گاہے اور کہیں کہیں عبدیت الوہیت کا قالب اختیار کر لیتی ہے اور یہ کسی طور مستحسن نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح' شخصیت اور سیرت کا اوّلین اظہار شعر کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ آپؐ کی سیرت و سوانح کا اوّلین نثری نقش ''مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کی صورت میں موجود ہے جسے حضرت عروہؓ بن زبیرؓ بن عوام (م ۹۴ھ) نے لکھا ہے۔ اس کے بعد ہزاروں کتابیں عربی زبان میں شائع ہو چکی ہیں اور ابھی سیکڑوں مخطوطاتِ سیرت ایسے بھی ہیں' جن کو تدوین کے بعد شائع ہونا چاہیے۔ ان تمام کتبِ سیرت کے مراجع اور

مصادر پر نگاہ ڈالی جائے تو ذیل کے علوم وفنون سے استفادے کا رجحان ملتا ہے:

☆ قرآن مجید ☆ کتبِ احادیث ☆ دستاویزاتِ سیرت (معاہدات، خطبات، مکاتیب، امان نامے، ہبہ نامے، مردم شاریاں، سرکاری ہدایات اور مراسلے، روایاتِ حدیث کے صحیفے اور مجموعے) ☆ کتبِ سیر و مغازی ☆ کتبِ تاریخ ☆ کتبِ تفاسیر ☆ کتبِ شمائلِ نبویؐ ☆ کتبِ دلائلِ نبویؐ ☆ کتبِ خصائصِ نبویؐ ☆ کتبِ آثار و اخبار ☆ کتبِ انساب ☆ کتبِ جغرافیۂ عرب ☆ کتبِ ثقافت عرب ☆ کتبِ تاریخ الحرمین الشریفین ☆ کتبِ اسماء الرجال ☆ عربی ادبیات ☆ اطلس سیرت، خرائطِ سیرت اور اماکنِ سیرت ☆ حرمین کے سفرنامے ☆ کتبِ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔

ان مراجع و مصادر کے حوالے سے پہلی صدی ہجری کے نصف آخر سے تیسری صدی ہجری کے اختتام تک مدینہ منورہ میں ستائیس، کوفہ میں نو، بصرہ میں چھ، واسط میں گیارہ، رے، مرو، بیہق، نیساپور اور حران میں آٹھ، یمن اور صنعا میں تین، شام اور دمشق میں تین، نیز مصر اور اندلس میں دو حضرات نے مغازی و سیر پر کتابیں لکھی ہیں۔ انہی ابتدائی تین صدیوں میں خالص سیر پر عربی میں چودہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان سب کتبِ سیر و مغازی کی تفصیل قاضی اطہر مبارکپوریؒ نے اپنی تصنیف ''تدوینِ سیر و مغازی'' میں فراہم کی ہے جس کا ایک تفصیلی مقدمہ راقم الحروف نے تحریر کیا ہے۔ نثر میں لکھی جانے والی عربی کتبِ سیرت کا تفصیلی تعارف یا تذکرہ یہاں مقصود نہیں۔ البتہ ان میں عروہ بن زبیرؓ، ابان بن عثمان، محمد بن شہاب زہری، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم انصاری، ابوالاسود یتیم عروہ، محمد بن سعد، عاصم بن عمرو بن قتادہ، شرحبیل بن سعد، یعقوب بن عتبہ، مغیرہ بن عبدالرحمٰن مخزومی، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحٰق، ابومعشر نجیح سندھی مدنی، محمد بن عمر واقدی، ہشام بن عروہ، عبداللہ بن جعفر مخزومی، ابراہیم بن منذر حزامی، عبدالملک بن ہشام، محمد بن یحییٰ مروزی، محمد بن شجاع ثلجی، علی بن مجاہد کابلی، محمد بن سلمہ باہلی، فضل بن محمد شعرانی، وہب بن منبہ صنعانی، معمر بن راشد ازدی، عبدالرزاق بن ہمام، محمد بن عائذ قرشی، محمد بن حسن شیبانی، محمد بن سخنون تنوخی، احمد بن کامل بغدادی وغیرہ کے نام اہم ہیں۔ بعد کی صدیوں میں عبدالرحمٰن السہیلی، حافظ عبدالرحمٰن الدمیاطی، ابن سید الناس، ابن قیم، علاء الدین المغلطائی، حافظ اسمٰعیل بن عمر ابن کثیر، ابراہیم بن محمد البرہان الحلبی، شمس الدین الشامی، السید احمد زینی الدحلان، محمد بن عیسیٰ الترمذی، القاضی ابوالفضل عیاض الاندلسی، جلال الدین السیوطی، شیخ شہاب الدین القسطلانی، محمد بن عبدالباقی الزرقانی، یوسف بن اسمٰعیل النبہانی، ابن جریر الطبری اور ابن خلدون ابتدائی صدیوں کے معروف سیرت نگار ہیں۔ عربی زبان کے ہزاروں سیرت نگاروں کے نام اور ان کی تصانیف کا ذکر کیا جائے تو کئی دفتر درکار ہوں گے۔ بیسویں صدی کے منتخب اور اہم عربی سیرت نگاروں میں دکتور اکرم ضیاء عمری، دکتور مہدی رزق اللہ احمد، محمد ابراہیم شقر، محمد ناصر الدین البانی، محمد سعید رمضان البوطی، منیر محمد غضبان، محمد حسین ہیکل، محمد الغزالی، الدکتور السید الجمیلی، محمد احمد جادالمولیٰ،

الدکتور عبدالحلیم محمودؒ الدکتور محمد لقمان السّلفیؒ السید صفی الرحمٰن مبارک پوریؒ محمود شلبیؒ سیّد محمد علویؒ الدکتورہ عائشہ عبدالرحمٰنؒ ابوبکر الجزائریؒ محمد رشید رضاؒ محمد حمید اللہ حیدرآبادیؒ عبدالحیٔ کتانیؒ ڈکتور محمد مصطفیٰ الاعظمیؒ عباس محمود عقادؒ محمد الصویانیؒ عبدالسلام علوشؒ الدکتور مصطفیٰ السباعیؒ محمود شیت خطابؒ علی محمد محمد الصلابیؒ مصطفیٰ طلاس اور حسین عبداللہ باسلامہ زیادہ معروف ہیں۔ عربی کتب سیرت کی ایک اہم فہرست الدکتور صلاح الدین المنجد نے ''معجم ما الّف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے ۱۹۸۲ء میں مرتب کی۔ اس کے بعد گزشتہ ربع صدی میں سیکڑوں اہم کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

سیرتِ نبویؐ اور مدحت مصطفویؐ کا عربی زبان میں منظوم اظہار خود عہد نبویؐ میں ہو چکا تھا۔ بعض حضرات نے تو آپؐ کی ولادت سے قبل کی مدحیہ شاعری کا بھی سراغ لگایا ہے۔ قدیم صحف سماوی میں آپؐ کی آمد اور بعثت کے حوالے سے بہت سی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ آپؐ کے جد امجد کعب بن لوئی سے منسوب ایک قصیدے کا ذکر ملتا ہے کہ جس میں آپؐ کی آمد کا تذکار موجود ہے۔ یمن اور حضر موت کے بادشاہ ابا کرب (تبع ثانی) نے بھی آپؐ کی شان میں شعر کہے ہیں۔ قس بن ساعدہ نے عکاظ کے ثقافتی میلے میں آپؐ کی شان میں اشعار پڑھے ہیں۔ خاندانِ نبوت کے شعراء اور شاعرات کا تذکرہ ہم گزشتہ صفحات میں تفصیل سے کر چکے ہیں۔ دربارِ رسالت کے شعرائے کرامؓ اور مخضرمی شاعروں کی تفصیل بھی درج ہو چکی ہے۔ الدکتور صلاح الدین المنجد نے ''معجم ما اُلِفَ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' ۱۹۸۲ء میں بیروت سے شائع کرائی تو اس میں مدح الرسول کے عنوان سے جو باب قائم کیا ہے اس کے صفحات (۳۱۲-۳۴۲) میں ۲۹۰ مدحیہ کتب اور مجموعوں کا ذکر کیا ہے جس میں ایک معتدبہ حصہ قصیدہ بانت سعاد اور قصیدہ بردہ کی شروحات اور تضمینات پر مشتمل ہے۔ اس موقع پر ہم منظوماتِ سیرت اور المدائح النبوی کی سعادت حاصل کرنے والے صرف منتخب شعرائے کرام کے اسمائے گرامی درج کرتے ہیں۔ ان سب کا تذکرہ اور ان کے کلام کا نمونہ درج کیا جائے تو اس کے لیے کئی دفتر درکار ہوں گے۔

علامہ بوصیری (۶۰۸ھ-۶۹۷ھ) کا قصیدہ بردہ ۱۸۲ ابیات پر مشتمل ہے۔ الصرصری (م ۶۵۶ھ)، ابن جبیر الاندلسی (م ۶۱۴ھ) الوتری (م ۶۶۲ھ)، ابوالیمن بن عساکر (م ۶۸۶ھ) الشاب الطریف (م ۶۸۸ھ)، التلمسانی (م ۶۹۰ھ)، ابن دقیق العید (م ۷۰۲ھ) الشہاب محمود (م ۷۲۵ھ)، ابن سید الناس (م ۷۳۴ھ) الصفی الحلی (م ۷۴۹ھ)، ابن العطار المغربی (م ۷۰۷ھ)، ابن العریف (م ۵۳۶ھ)، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی (م ۶۹۱ھ)، ابن قیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ) نے ''جلاء الافہام فی الصلوۃ والسلام علی خیر الانام'' کے نام سے درود و سلام لکھے ہیں۔ عربی زبان میں ایک ایسا قصیدہ بھی لکھا گیا ہے، جس کے بارے میں معروف ہے کہ اسے جنات نے لکھا ہے۔

عربی زبان میں منظوم مولود ناموں، قصائد اور مستقل کتب سیر و مغازی بہ کثرت ملتی ہیں۔ ہم مختلف تذکروں سے جمع کردہ منتخب معلومات درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ علی بن فضال بن علی المجاشی (م۴۷۹ھ) نے سیرت ابن ہشام کا منظومہ لکھا ہے۔ ابن حجر عسقلانی کے استاد حافظ زین الدین عبدالرحیم بن حسین العراقی (م۸۰۶ھ) نے ایک ہزار اشعار پر مشتمل "الفية السيـرة النبوية" ترتیب دیا جو حافظ علاء الدین مغلطائی بن قلیج (م۷۶۲ھ) کی سیرۃ المصطفیٰ کا منظومہ ہے۔ محمد بن ابراہیم المعروف بہ فتح الدین بن الشہید (م۷۹۳ھ) نے دس ہزار اشعار پر مشتمل عربی میں سیرت کی منظوم کتاب لکھی ہے۔ الشمس الباعونی الدمشقی (م۸۷۱ھ) نے بھی مغلطائی کی سیرت کا ایک ہزار ابیات میں "منحة اللبيب فی سيرة الحبيبؐ" کے نام سے منظومہ لکھا ہے۔ الفتح بن سار (م۶۳۳ھ)، الشہاب بن العماد الافقہی (م۸۰۸ھ)، ابراہیم بن عمر البقاعی (م۸۸۵ھ)، عبدالعزیز بن احمد (م۶۹۲ھ) نے بھی عربی میں سیرت کی منظوم کتابیں لکھی ہیں۔ دور حاضر میں احمد محرم مصری (م۱۹۴۵ء) نے "ملحمة الشعرية"، محمد ابراہیم جدع (پ۱۳۳۰ھ) نے "الالياذه الاسلاميه الجديده" کے عنوان سے اور محمود سامی البارودی (م۱۳۲۲ھ) نے بھی منظوم عربی سیرتیں لکھی ہیں۔

مدحتِ رسول، معجزاتِ رسول اور آپؐ کی ذات سے نسبت رکھنے والے مقامات و اماکن پر بھی منظوم اظہار کیا گیا ہے۔ عبدالغنی النابلسی (م۱۱۴۳ھ) نے "نفحته القبول فی مدح الرسولؐ"، محمد کبریت الحسینی المدنی نے "الجواهر الثمينة فی محاسن المدنية"، محمد بن جابر الہواری الاندلسی (۶۹۸-۷۸۰ھ) نے "ديوان المديح النبویؐ، نفائس المنح و عرائس المدح"، یوسف بن اسمٰعیل النبہانی (م۱۳۵۰ھ) کا چار جلدوں میں "المجموعة النبهانيه فی مدائح النبوية"، "السابقات الجياد فی مدح سيد العباد"، "القول الحق فی مدائح سيد الخلق"، "الهمزيه فی مدح خير البريه"، اور "سعادة المعاد فی موازنة بانت سعاد" ڈاکٹر محمود سالم نے "المدائح النبوية"، علامہ محمد بن الحاج حسن الالانی الکردی نے "رفع الخفا شرح ذات الشفا"، الدکتور محمد بن علی الحرنی نے "مدائح الرسولؐ و مراثيه فی عصره"، دکتور حسین مجیب المصری نے "غزوات الرسول بين الشعراء و شعوب الاسلاميه"، عبدالکریم بن ضرغام الطرائفی (القرن التاسع) نے "ابكار الافكار فی مدح النبی المختار"، ابن فہد الحلمی (م۷۲۵ھ) نے "أسنی المنائح فی أسنی المدائح" اور "اهنی المنائح فی أسنی المدائح"، ابن سید الناس (م۷۳۴ھ) نے "بشری اللبيب بذكری الحبيب"، لأبی مدین شعیب الحسن المغربی (م۵۹۴ھ) نے "بهجة الانوار فی مدح النبی المختار"، عبدالحمید قدس بن محمد علی بن الخطیب نے "فی مدح الحبيب الشفيعؐ"، اور ابن العطار الدنیسری (م۷۹۴ھ) "فرائد الاعصار فی مدح النبیؐ المختار" اور "الموشحات النبوية" جیسی اعلیٰ پائے کی منظومات لکھی ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی روشنی عہد فاروقی میں مکران (موجودہ بلوچستان) تک پہنچ چکی تھی۔ پہلی صدی ہجری کے اواخر میں ۷۱۱ء میں محمد بن قاسم نے بھی دیبل سے ملتان تک اپنی ریاست قائم کر لی۔ یہاں مسلمانوں نے ایک تاریخی رواداری کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں آئندہ ایک ہزار برس تک مسلمان مستقل اقلیت ہونے کے باوجود اقتدار میں رہے۔ اس دوران میں ان کے بہت سے علمی کارنامے ظہور میں آئے اور جگہ جگہ متعدد درس گاہیں قائم ہو گئیں۔ ان متنوع علوم اور متعدد فنون میں ایک حدیث اور سیرت کے موضوعات کی نشو و نما بھی تھی جس میں برصغیر ابتدا میں بہت ممتاز دکھائی دیتا ہے مگر بعد میں کئی صدیوں تک سیرت میں کوئی بڑا کارنامہ سرانجام نہ پا سکا۔ مگر دسویں صدی ہجری کے بعد بالعموم اور تیرھویں صدی ہجری کے بعد بالخصوص سیرت نگاری میں بہت نمایاں کام ہوا۔ سیرت پر سب سے زیادہ علمی کام تو عربی ہی میں ہوا' اور ایسا ہونا بھی چاہیے تھا مگر اس کے بعد اردو زبان کا ذخیرۂ سیرت بقیہ تمام زبانوں میں سب سے ممتاز ہے۔ بیسویں صدی عیسوی میں برصغیر میں سیرت نگاری کے جو درخشاں نقوش سامنے آئے' وہ اس پورے دورانیے میں عرب میں بھی دکھائی نہیں دیتے۔ خود اردو زبان کا تصنیفی سفر آٹھویں صدی ہجری میں شروع ہوتا ہے۔ برصغیر میں عربی زبان میں سیرت کی پہلی کتاب ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندھی مدنی (م ۱۷۰ھ) نے مغازی کے عنوان سے لکھی جس کا تذکرہ ابن الندیم کی ''الفہرست'' میں موجود ہے۔ ہماری سرزمین میں فارسی نثر کی پہلی کتاب شیخ علی ہجویری (م ۱۰۹۲ء) نے ''کشف المحجوب'' کے نام سے لکھی۔ برصغیر میں اردو زبان کی پہلی تصنیف کے بارے میں بہت سے محققین نے اپنے دعاوی پیش کیے ہیں۔ حامد حسن قادری نے ''داستانِ تاریخ اردو'' میں خواجہ سید شرف الدین جہانگیر سمنانی کے ایک تصوف کے رسالے کو جو ۷۰۸ھ/ ۱۳۰۸ء میں لکھا گیا —— اردو میں سب سے پہلی تصنیفِ نثر قرار دیا ہے۔ اسی طرح اردو کی جو کتاب نثر میں سب سے پہلے شائع ہوئی' وہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (م ۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء) کی ''معراج العاشقین'' ہے۔ ویسے شیخ گنج العلم (م ۷۹۵ھ) کے رسائلِ تصوف کو جنوبی ہند یا دکن کی سب سے پہلی اردو تصنیف قرار دیا گیا ہے۔ شمالی ہند میں فضل علی فضلی کی دہ مجلس یا کربل کتھا پہلی نثری تصنیف ہے' جسے ۱۷۳۱ء میں لکھا گیا۔

برصغیر میں سیرت نگاری کا سفر عربی میں شروع ہوا' پھر فارسی میں کتب لکھی جاتی رہیں۔ اردو زبان میں سیرت کی ابتدائی کاوشیں نثر کے بجائے نظم میں ملتی ہیں۔ شاہ علی محمد جیو گام دھنی (م ۹۷۳ھ/ ۱۵۶۵ء) کے مجموعۂ کلام میں ایک نظم ''معراج نبویؐ'' کے موضوع پر ملتی ہے۔ ان کے دیوان ''جواہر اسرار اللہ'' میں میلاد کے موضوع پر بھی ایک نظم موجود ہے۔ فارسی میں سیرت کے اولین منظوم مجموعوں میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے استاد شیخ یعقوب بن حسن صرفی (م ۱۰۰۳ھ) کا منظوم مجموعۂ کلام ''مغازی النبوۃ'' کے نام سے ملتا ہے۔ اسی طرح سیرت میں پہلی غیر منقوط نثری کتاب مسجد وزیر خان کے امام محمد صدیق لاہوری (م ۱۱۹۳ھ) نے ''سلک الدرر لا کمل الرسل الاطہر''

کے نام سے لکھی ہے جو فیضی کی "سواطع الالہام" اور "موارد الکلم" سے بہتر ہے۔ بہرطور یہ بات محقق ہے کہ اردو زبان میں منظوم سیرت کو نثری کتب پر ایک تقدم اور سبقت حاصل ہے۔ اردو نثر میں سیرت، اردو نظم کی نسبت دو سو سال بعد دکھائی دیتی ہے۔

اردو نثر میں سیرت نگاری کے ارتقاء پر ڈاکٹر انور محمود خالد نے سب سے نمایاں اور جان دار تحقیقی کام کیا ہے۔ ان کا تحقیقی مقالہ "اردو نثر میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم" جہاں اردو میں سیرت کے ارتقا کو پیش کرتا ہے وہاں اردو زبان کے ابتدائی نقوش کے حوالے سے بھی مستند اور معتبر معلومات سامنے لاتا ہے۔ اردو نثر میں سیرت رسولؐ کے سلسلے میں محمد باقر آگاہ (م۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء) نے "ریاض السیر" ۱۲۱۰ھ/ ۱۷۹۵ء میں، کرامت علی جونپوری نے "انوار محمدیؐ" ۱۲۱۲ھ میں، شاہ رؤف احمد رافت (۱۲۰۱ھ۔۱۲۴۹ھ) نے "مرغوب القلوب فی معراج المحبوب" ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ء میں، سید عبدالغفور قاضی نے "تجلیات الانوار" ۱۲۴۴ھ میں، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے دادا بدرالدولہ قاضی صبغت اللہ (م۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۳ء) نے جنوبی ہند میں اردو نثر میں سیرت کی پہلی کتاب "فوائد بدریہ" ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء میں، سرسید احمد خان (۱۸۱۷ء۔۱۸۹۸ء) نے اپنا مولود نامہ "جلاء القلوب بذکر المحبوبؐ" ۱۲۵۸ھ میں، حسرت کرنولی نے "چار باغ احمدیؐ" ۱۲۷۰ھ میں، سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نانا اور مرزا غالب کے شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک نے "عشق مصطفیٰؐ" ۱۲۷۴ھ میں، اور مفتی عنایت احمد کاکوروی نے "تواریخ حبیب الہٰ" ۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۸ء میں لکھی ہے۔

مذکورہ کتب سیرت اردو میں اس موضوع پر ابتدائی نثری کاوشیں ہیں۔ ان کے بعد اردو نثر کی ہزاروں کتب سیرت میں جو اہم مصنفین سیرت ہیں، ان میں سرسید احمد خان، علامہ شبلی نعمانی، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالرؤف دانا پوری، مولانا ابوالکلام آزاد، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پیر کرم شاہ الازہری، سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری، نعیم صدیقی، سید نواب علی، سید مناظر احسن گیلانی، چودھری افضل حق، شاہ محمد جعفر پھلواروی، نور بخش توکلی، مولانا اشرف علی تھانوی، مرزا حیرت دہلوی، عبدالحلیم شرر، عبدالماجد دریا بادی، عبدالمجید خادم سوہدروی، عنایت رسول چریا کوٹی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، پروفیسر فیروز الدین روحی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، طالب ہاشمی، عبدالعزیز عرفی، پروفیسر غلام ربانی عزیز، ڈاکٹر خالد علوی، بریگیڈیئر گلزار احمد، سید اسعد گیلانی، سید اولاد حسین فوق بلگرامی، نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی، فضل کریم خان درّانی، محمد طاہر فاروقی، ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا حامد الانصاری غازی، مفتی احمد یار خان، طالب حسین کرپالوی، غلام احمد پرویز، مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی، محمد رفیق ڈوگر، ملا واحدی دہلوی اور ڈاکٹر نثار احمد وغیرہ کے نام زیادہ معروف ہیں۔

برصغیر میں سیرت کا آغاز عربی نثر کی کتابوں سے ہوا۔ مدحت و سیرت کے لیے منظوم پیرائے بھی یہاں اختیار کیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی نے اپنے تحقیقی مقالے ''برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری'' میں بڑے شرح و بسط کے ساتھ ان شعرائے کرام کا تذکرہ لکھا ہے جنہوں نے فنی لوازمات اور لسانی شعور کے ساتھ موضوعاتِ نعت کو قلم بند کیا ہے۔ برصغیر کے عربی زبان میں اہم مدحیہ قصائد کے شاعر، نعت گو اور سیرت نگار جنہوں نے منظوم کوششیں کی ہیں، ان میں شیخ فخر الدین عراقی (م ۶۸۸ھ)، شیخ رکن الدین ملتانی (م ۷۳۴ھ)، قاضی عبدالمقتدر الکندی تھانیسری ثم دہلوی (م ۷۹۱ھ) مجد الدین فیروز آبادی (م ۸۱۷ھ) شیخ احمد بن محمد تھانیسری (م ۸۲۰ھ) الدمامینی (م ۸۲۷ھ) حسن بن محمد الصنعانی (م ۶۵۰ھ)، شیخ عبدالوہاب البخاری (م ۹۳۲ھ)، امیر خسرو (م ۷۲۵ھ)، شیخ محمد یعقوب صرفی (م ۱۰۰۳ھ)، بحر الحضرمی، شیخ محمد واعظ دہلوی (م ۱۰۶۴ھ)، شیخ عبداللہ الحضرمی العید روسی (م ۹۹۰ھ)، مولانا حبیب اللہ بیجاپوری (م ۱۰۴۱ھ)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)، مولوی علی اصغر قنوجی (م ۱۱۴۰ھ)، حسین بن رشید (م بعد ۱۱۵۲ھ)، شاہ فقیر اللہ جلال آبادی (م ۱۱۹۵ھ)، شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)، محمد باقر آگاہ (م ۱۲۲۰ھ)، مولانا غلام محی الدین قصوری (م ۱۲۷۰ھ)، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی (م ۱۱۷۴ھ)، شاہ رفیع الدین (م ۱۲۳۳ھ)، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ)، حسان الہند سید غلام علی آزاد بلگرامی (م ۱۲۰۰ھ)، مولانا فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۷۸ھ)، مولانا فیض الحسن سہارنپوری (م ۱۳۰۴ھ)، نواب سیّد صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ)، قاضی طلا محمد پشاوری (م ۱۳۱۰ھ)، مولانا خیر الدین (م ۱۳۲۶ھ)، مولانا احمد رضا خان بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) اور مولانا انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۲ھ) کے اسمائے گرامی زیادہ معروف ہیں۔

فارسی زبان کا چلن برصغیر میں ۱۸۳۱ء تک سرکاری اور درباری سطح پر قائم رہا مگر برطانوی استعمار کی آمد کے بعد اس زبان کے حوالے سے وہ سرپرستی برقرار نہ رہی جس کے بعد انفرادی اور شخصی ذوق کے تحت فارسی ادبیات میں تخلیقی کاوشیں جاری رہیں۔ اس موقع پر ایران و افغانستان اور تاجیکستان میں فارسی زبان کی کتبِ سیرت کے جائزہ کی تو یہاں گنجائش نہیں مگر برصغیر میں نثر و نظم ہر دو صورتوں میں کتبِ سیرت کا ایک وسیع ذخیرہ ملتا ہے۔ تقابلی مطالعہ کیا جائے تو فارسی کتبِ سیرت میں وہ تنوع اور کمال دکھائی نہیں دیتا جو عربی اور اردو زبانوں میں موجود ہے مگر مدائح النبویؐ اور نعت کے میدان میں اس زبان میں جو کاوشیں سامنے آئی ہیں، ان کا معیار عربی سے فروتر اور اردو سے فزوں تر ہے۔

برصغیر میں فارسی زبان میں قاضی منہاج سراج جوز جانی (م ۶۵۸ھ) نے ''طبقات ناصری'' کے الطبقة الاولیٰ میں حضرت آدمؑ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک منتخب انبیائے کرام کا تذکرہ کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکار میں سوانحی حصے کے علاوہ معجزات کا ذکر بھی شامل ہے۔ شیخ رکن الدین دبیر کاشانی نے ''شمائل

الاتقیاء' کے تیسرے باب میں سیرت پر قلم اٹھایا ہے' جس کا اردو ترجمہ میراں یعقوب دکنی نے ۱۰۷۸ھ میں کیا ہے۔ علی بن حسان متقی (م ۹۷۸ھ) نے ''شمائل النبیؐ''، میر خواند نے ''حبیب السیر''، سیّد عبدالاوّل جونپوری (م ۹۶۸ھ) نے بیرم خان کی فرمائش پر ''سفر السعادۃ'' کا ترجمہ کیا' مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری (م ۹۹۰ھ) نے ''شرح شمائل النبیؐ'' اور ''عصمۃ الانبیاء''، صدر الصدور عبدالنبی گنگوہی نے ''وظائف الیوم واللیلۃ النبویہ'' اور ''سنن الھدیٰ فی متابعۃ المصطفیٰؐ''، مصلح الدین لاری نے ''شرح شمائل ترمذی''، حاجی محمد کشمیری نے ''ترجمہ شمائل ترمذی''، محمد حسین حافظ بن باقر ہروی نے شمائل ترمذی کا ترجمہ ''نثر الشمائل''، محمد باقر بن شرف الدین نے ''حلیہ رسالت مآبؐ'' تالیف ۱۰۷۵ھ، خواجہ معین الدین کاشمیری (م ۱۰۸۵ھ) نے ''خصائص مصطفیٰؐ'' تالیف ۱۰۷۵ھ' شیخ شیر محمد مشہدی غوث پوری ملتانی نے ''انیس العاشقین'' تالیف ۱۰۷۶ھ، سیّد باب اللہ جعفری نے ''اخلاقِ محمدیؐ'' عبید اللہ نے ۱۰۵۷۔۵۸ھ میں ''زبدہ'' کے نام سے شمائل کی شرح' نور الحق (م ۱۰۷۳ھ) فرزند شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''شرح شمائل النبیؐ''، محمد صفی اللہ بخارائی نے ۱۰۹۱ھ میں ''اشرف الوسائل فی شرح الشمائل''، نظام الدین محمد بن محمد رستم خجندی ایمن آبادی نے ۱۱۰۸ھ میں شرح شمائل النبیؐ لکھی اور اس کا نام ''باغِ محمدیؐ'' رکھا۔ عبدالہادی بن محمد معصوم نے شمائل کی شرح ''اخلاق المصطفیٰؐ''، سیّد محمد بن جعفر بدر عالم نے ''تہنیۃ الاسلام''، محمد اکبر ارزانی نے سیوطی کی عربی کتاب ''المنہج السوی والمنہل الروی فی الطب النبویؐ'' کا فارسی ترجمہ الطب النبویؐ' کے عنوان سے کیا ہے۔ فارسی نثر میں اہم ترین کتبِ سیرت میں مجدد الف ثانیؒ کی ''اثبات النبوۃ'' اور ''رسالہ تہلیلیہ'' اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (م ۱۰۵۲ھ) کی ''مدارج النبوۃ ودرجات الفتوۃ'' اور ''مطلع الانوار البہیہ فی حلیۃ النبویۃ'' جس کا ایک نام ''حلیہ سید المرسلینؐ' بھی ہے' شامل ہیں۔ ان آخری دونوں مصنفینِ سیرت کی کتب ہی حقیقت میں فارسی زبان کی سب سے معیاری کتبِ سیرت ہیں۔

فارسی زبان میں مدحتِ پیغمبرؐ اور نعتِ رسولؐ کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس زبان کے بہت سے شعرائے کرام نے میلاد نگاری کی سعادت حاصل کی ہے۔ فارسی میں نعتیہ مثنویہ بھی لائق اعتنا ہیں اور بعض دیگر موضوعاتِ سیرت پر بھی بہت سی منظوم کتابیں ملتی ہیں۔ جنگ نہاوند میں عربوں کی فتح نے ایرانی شعراء پر گہرا ثقافتی اور لسانی اثر مرتب کیا' جس کے نتیجے میں فارسی زبان میں حمد و نعت کے مضامین عام ہو گئے۔ فردوسی کے شاہنامے میں تو حمد و نعت کے سلسلے میں صرف چند اشعار تبرکاً ملتے ہیں مگر ابو سعید ابوالخیر (م ۴۴۰ھ) اور حکیم سنائی (م ۵۴۵ھ) کی مثنویوں میں تعلیماتِ سیرت کا بیان واضح ہے' شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۵۸۹ھ) نے ''مونس العشاق'' میں ۶۶' اشعار پر مشتمل معراج نامہ لکھا ہے۔ خاقانی شروانی (م ۵۹۵ھ) کے نعتیہ قصائد پر اسے حسانِ عجم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح نظامی گنجوی (م ۵۹۹ھ) نے ''معراج نامہ''، فرید الدین عطار (م ۶۲۷ھ) نے مثنویات و قصائد' مولانا جلال الدین رومی (م ۶۷۲ھ) نے اپنی مثنویوں میں تعلیماتِ سیرت' سعدی شیرازی (م ۶۹۰ھ) نے مدحتِ

خیر الانامؐ کی ہے اور اوحد الدین مراغی (م ۷۳۸ھ) نے میلاد لکھا ہے۔ عبدالرحمٰن جامی (م ۸۹۸ھ) کی مثنوی ''تحفۃ الاحرار'' میں معراج نامہ شامل ہے۔ قاآنی (م ۱۲۷۰ھ)' سروش اصفہانی (م ۱۲۸۵ھ)' بہار خراسانی اور محمد صادق ادیب فراہانی (م ۱۳۳۶ھ) کے نعتیہ اور میلادیہ قصائد بھی اہم ہیں۔

برصغیر میں فارسی میلاد نگاری اور منظوماتِ سیرت کے حوالے سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ (م ۶۲۷ھ)' قطب الدین بختیار کاکیؒ (م ۶۳۳ھ)' امیر خسرو (م ۷۲۵ھ)' جمال الدین محمد عرفیؒ (م ۹۹۹ھ)' شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ)' مرزا غالب (م ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۹ء) اور علامہ محمد اقبال (م ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) کے اسمائے گرامی خصوصیت سے لائق ذکر ہیں۔

فارسی زبان کے ایک غیر معروف شاعر عبدی نے ۸۱۹ھ میں فارسی کی منظوم سیرت لکھی ہے۔ احمد منزوی اور محمد حسین تسبیحی نے ''فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان'' کے متعلقہ جلدوں میں منظوم سیرت نگاروں کے بارے میں اطلاعات دی ہیں۔ خان بابا مشار کی ''فہرست نسخہ ہائے چاپی در فارسی'' کی مجلدات میں بھی ایسی ہی منظوم کتب سیرت کا تذکرہ موجود ہے۔ قصیدہ بردہ شریف اور قصیدہ بانت سعاد کے تو فارسی میں اس قدر شروحات اور منظوم تراجم ہوئے ہیں کہ اس سے مدحتِ رسولؐ کے موضوع پر شعراء کی عقیدت و ارادت کا اندازہ ہوتا ہے۔ فارسی مثنویوں اور دواوین تک کا آغاز حمد و نعت کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔ یوں مدحتِ پیغمبرؐ فارسی ادبیات کا ایک لازمہ اور طرۂ امتیاز دکھائی دیتی ہے۔ برصغیر کے مغلیہ عہد میں منظوماتِ سیرت کا ذخیرہ خصوصیت سے لائقِ اعتنا ہے کہ اس میں موضوعاتِ سیرت کے تنوع کے ساتھ فنی لوازم بھی اپنے کمال پر دکھائی دیتے ہیں۔

فارسی منظوماتِ سیرت کے سلسلے میں یعقوب صرفی (م ۱۰۰۳ھ) نے مثنوی کے طرز پر مغازی لکھے۔ محمد عالمگیر نے تولد نامہ اور وفات نامہ لکھا۔ علاول خاں نے ''حکایت رسولؐ''، عبدالہادی بن معصوم (۱۰۶۸۔۱۱۱۸ھ) نے ''شرح شمائل النبیؐ'' غلام محی الدین قصوری (م ۱۸۵۳ء) نے ''تحفۂ رسولیہ''، محمد فضل نے ''حلیہ نبوی''، حافظ محمد شجاع نے والیٔ بہاولپور کی فرمائش پر مثنوی کے طرز پر سیرت لکھی' گجرات کے پروفیسر ڈاکٹر قریشی احمد حسین قلعہ داری نے ''ہمارے عہد میں ''قصیدہ سیدالمرسلینؐ''، میرزا شیر احمد خان افغان نے ''معراج محمدیؐ''، ۱۳۴۸ھ میں' شیخ العالم اکبر آبادی کی ''نادر المعراج'' ۱۹۰۴ء میں نول کشور سے شائع ہوئی نیز لچھمی نرائن شفیق کا ''معراج نامہ'' کسی غیر مسلم شاعر کا پہلا فارسی منظومہ ہے۔

اردو زبان میں سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آغاز و ارتقاء پر مختصراً گزشتہ صفحات میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس زبان میں منظوماتِ سیرت کا تذکرہ ایک مستقل تحقیق طلب موضوع ہے۔ راقم کے خاندانی کتب خانے ''بیت الحکمت'' (۱۸۸۰ء) میں جہاں سیرتِ نبویؐ کی نثر میں پانچ ہزار سے زائد کتب موجود ہیں' وہاں ایک سو کے قریب

مختلف موضوعاتِ سیرت پر منظوم کاوشیں بھی موجود ہیں۔ اردو زبان میں نعتیہ شاعری کے جائزے کے حوالے سے بیسیوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ نعتیہ مجموعوں کی ایک نامکمل فہرست چودھری محمد یوسف ورک قادری نے ''فہرستِ کتب' نعت لائبریری' شاہدرہ'' کے عنوان سے مرتب کی ہے' جس میں اردو زبان کے حوالے سے نعت کے موضوع پر ۷۷۷ کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے' جس میں یقیناً سیکڑوں مجموعہ ہائے نعت کا مزید اضافہ بآسانی ممکن ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے 'اردو نعت گوئی'' کے عنوان سے جو تحقیقی مقالہ لکھا ہے' وہ اردو زبان کے حوالے سے بہت وقیع تحقیقی اور تنقیدی کاوش ہے۔ ڈاکٹر طاہر اقبال خاں نے ''اردو میں منظوم سیرت نگاری'' پر تحقیقی کام کیا ہے' وہ اس سلسلے میں ''بیت الحکمت'' لاہور میں استفادے کی غرض سے تشریف لائے مگر میں ہنوز اس مقالے کی زیارت یا مطالعے سے محروم ہوں۔

ڈاکٹر نصیر الدین ہاشمی نے ''دکن میں اردو'' میں قدرتی کو اردو کی منظوم سیرت کا پہلا شاعر قرار دیا ہے۔ قدرتی کے اس منظومے کا مخطوط کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے جو ناقص الآخر ہے۔ یہ مخطوط ''قصص الانبیاء'' کے عنوان سے نظم کیا گیا ہے' جس میں ۱۲۱ انبیائے کرامؑ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں ۱۳۹۱ عنوانات کے تحت دس ہزار سے زیادہ اشعار ملتے ہیں۔ یہ کسی عربی یا فارسی تصنیف کا منظوم ترجمہ نہیں بلکہ ذاتی تصنیف ہے۔ ۱۰۹۰ھ میں لکھے جانے والے اس مخطوط میں سیرت کا تذکرہ ہجرت حبشہ تک موجود ہے۔ اگر کبھی اس مخطوط کے باقی اجزاء مل گئے تو اس کی اوّلیات میں مزید حسن و کمال پیدا ہو جائے گا۔

اردو زبان میں میلاد ناموں کا سراغ دکنی ادب میں ملتا ہے۔ شاہ علی محمد جیو گام دھنی (م۱۵۶۵ء) کی ایک نظم ''معراجِ نبوی'' کے عنوان سے ملتی ہے۔ شاہ برہان الدین جانم (م۱۵۸۲ء)' غلام مصطفیٰ احمد آبادی' محمد قلی قطب شاہ (م۱۰۲۰ھ)' عبدالمالک بھروچی' ملک خوشنود' عبدالرسول' سید بلاقی حیدر آبادی' ملاوجہی (م۱۶۵۹ء)' سیّد شاہ حسین ذوقی' عبداللطیف' محمد مختار نصرتی (م۱۶۷۵ء) شاہ امین الدین اعلیٰ (م۱۶۷۵ء)' عالم گجراتی' پیر مشائخ' شیخ احمد گجراتی' محی الدین فتاحی' جنونی گجراتی' محمد امین گجراتی' امامی دکنی' سید میراں شاہ ہاشمی بیجاپوری (م۱۱۰۹ھ)' صاحباں عثمان' شاکر' علی بخش دریا' معظم قادری' شریف' عبدالرحمٰن ترین' اعظم دکنی' مخدوم حسینی' عنایت شاہ قادری (م۱۱۵۵ھ)' میرولی فیاض ولی ویلوری' کریم الدین سرمست' غریب اللہ' محمد بن مجتبیٰ مہدوی' شاہ ابوالحسن قربی (م۱۷۶۸ء) راحت' فصیحی' نوازش علی شیدا (اعجاز احمدی ان کا معروف مجموعۂ کلام ہے)' شاہ کمال الدین (م ۱۲۰۵ھ)' غلام اعزاز الدین نامی (م۱۸۲۴ء)' مولانا محمد باقر آگاہ (۱۷۴۵-۱۸۰۵ء) (انہوں نے سیرت پر آٹھ منظوم رسائل ''ہشت بہشت'' کے عنوان سے لکھے ہیں)' جان محمد عاجز' سید امیر الدین حسینی' محمد خان اور فضل رسول جنوبی ہند کے معروف میلاد نامے لکھنے والے شاعر یا ادیب ہیں جن کے نمونہ ہائے کلام اور مزید تفصیلی حالات ''اردو

میں میلادالنبیؐ' از محمد مظفر عالم جاوید صدیقی کے ہاں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر انور محمود خالد نے بھی اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''اردو نثر میں سیرتِ رسولؐ'' کے ابتدائی ابواب میں اس موضوع پر عمدہ' تحقیقی معلومات فراہم کی ہیں۔

شمالی ہند کے میلاد نامہ لکھنے والے ادیبوں اور شاعروں کی تعداد بھی ۱۸۵۷ء تک پچاس سے متجاوز ہے' جن میں شاہ رفیع الدین دہلوی' کرامت علی شہیدی' شاہ رؤف احمد رافت' سرسید احمد خان' غلام امام شہید' امیر مینائی اور محسن کاکوروی کے نام بہت نمایاں ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے بیسویں صدی عیسوی تک سو کے قریب میلاد نگاروں کے نام ملتے ہیں جن میں مفتی عنایت احمد کاکوروی' مولانا کرامت علی جونپوری' خواجہ الطاف حسین حالی' مولانا نقی علی خان بریلوی' محسن الملک سید مہدی علی' مولانا احمد رضا خان بریلوی' حافظ ابراہیم علی خاں خلیل' نواب صدیق حسن خان (ان کا میلاد نامہ ''الشمامته العنبریه من مولد خیر البریه'' ۱۸۸۷ء میں شائع ہوا جو نثر میں ہے اور ۱۲۶ صفحات پر مشتمل ہے)' میر مہدی مجروح' محمد جعفر علی ملیح آبادی اور سید عبدالفتاح اشرف علی کے نام معروف ہیں۔

بیسویں صدی عیسوی کے نصف اوّل میں ساٹھ سے متجاوز مولود نامے لکھے گئے جن میں مولانا حسن رضا خان حسن' خواجہ محمد سلامت اللہ سونی پتی' مولوی ابراہیم بنارسی' مولانا عبدالحلیم شرر (م ۱۹۲۶ء نے ۱۹۱۹ء میں ''سوانح خاتم المرسلینؐ'' کے عنوان سے میلاد کی ایک کتاب لکھی ہے جس کی ضخامت ۵۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ان کی ''جویائے حق'' والی سیرت بطرزِ ناول کے علاوہ ہے)' حاجی رحیم بخش' سید محمد بشیر الدین احمد' مرزا عزیز لکھنوی' عبدالرزاق ندوی' مولانا محمد اشرف علی تھانوی (م ۱۹۴۳ء' سیرت کے علاوہ مولود سے متعلق ان کی دو کتابیں ''میلاد النبی'' اور ''ثلج الصدور فی حقوق ظهور النور'' کے نام سے لکھی گئی ہیں)۔ بیدم وارثی' خواجہ محبوب عالم اور علامہ نور بخش توکلی بھی معروف ہیں۔

بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں بھی پچاس سے زائد حضرات نے مولود نامے کے طرز کی تحریریں لکھی ہیں۔ ایسے میلاد نگاروں میں مفتی محمد شفیع' حبیب الرحمٰن خان شروانی' آرزو لکھنوی' سیماب اکبرآبادی' شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی' خواجہ حسن نظامی' سید مناظر احسن گیلانی' مولانا ابوالکلام آزاد' سیّد ابوالاعلیٰ مودودی' مفتی انتظام اللہ شہابی' احترام الدین شاغل' بہزاد لکھنوی' خواجہ محمد شفیع دہلوی' حفیظ جالندھری' حافظ محمد رحیم دہلوی' محشر رسول نگری' سیّد احمد سعید کاظمی' مولانا کوثر نیازی اور سیّد محمود احمد رضوی کے اسمائے گرامی زیادہ معروف ہیں۔ میلاد ناموں کا یہ سلسلہ نظم و نثر ہر دو میں ہنوز جاری و ساری ہے۔ اس ضمن میں خواتین میلاد نویسوں کا تذکرہ ایک الگ بیان کا متقاضی ہے۔ برصغیر کی مسلم خواتین نے بھی عقیدت و محبت کے پھول آپؐ کی ذاتِ گرامی پر نچھاور کیے ہیں۔

مولود ناموں کے اس اجمالی تذکرے کے بعد اب منظوماتِ سیرت کے حوالے سے کچھ معلومات پیش کی جاتی ہیں' جن کے محض عنوانات' شعراء اور سنینِ اشاعت سے اس کا اندازہ ہو جائے گا کہ اردو زبان میں سیرتِ نبویؐ

کے حوالے سے کس قدر متنوع کاوشیں منصہ شہود پر آ چکی ہیں۔ اُردو شعراء نے تقریباً تمام اصناف سخن اور جملہ بحور میں اس محبوبِ جہاںؐ کے جمالِ دل ربا اور معمولات و تعلیمات کو کیسے کیسے پیرائے میں پیش کیا ہے۔ کہیں سوانحی تفصیلات ہیں تو کہیں معجزات کا بیان ہے۔ کسی جگہ شمائل کا ذکر ہے تو کسی جگہ غزوات کو منظوم کیا گیا ہے۔ کائنات کی یہ عجیب دل نواز شخصیت ہے کہ جس کے خصائص و خصائل کا بیان ہر دور میں نو بہ نو اسالیب میں پیش کیا گیا اور مستقبل اس کے حضور متنوع جہات نذرانہ ہائے عقیدت پیش کرتا رہے گا۔ گزشتہ دو سو سالوں میں میلاد اور مدحت کے موضوعات کے علاوہ مستقلاً سیرت و سوانح پر جو منظومات ملتی ہیں' ان کا تذکار جلیل دیکھیے :

☆ محمد باقر آ گاہ' ''ہشت بہشت'' (۱۱۸۴ھ۔۱۲۰۶ھ) کے درمیان لکھی گئی۔ آٹھ مختلف حصوں میں اس مثنوی کے ۸۹۲۹' اشعار ہیں۔

☆ نوازش علی شیدا' ''اعجاز احمدی'' (۱۱۸۷ھ) ' ۳۶۰۷' اشعار پر مشتمل ہے۔

☆ میر ولی فیاض ولی دیلوروی' ''روضۃ الانوار'' (۱۱۵۹ھ) ' پچاس سے زائد عنوانات پر مشتمل ہے۔ اشعار کی تعداد ۲۲۴۰ ہے۔

☆ شاہ محبوب عالم جیون' ''دردنامہ'' (۱۷۲۰ء)

☆ محمد عثمان شاد پونوی ''سیرت النبیؐ'' (۱۳۶۸ھ) ' ۶۳' اشعار پر مشتمل ہے۔

☆ سیّد عبدالرزاق کلامی' ''گوہر مخزون'' یہ شاہ ولی اللہ کی فارسی کتاب سیرت ''سرور المخزون'' کا منظوم ترجمہ ہے۔ شاہ صاحب نے مرزا مظہر جان جاں دہلویؒ کی فرمائش پر ابن سید الناس کی عربی کتاب ''نور العیون'' کا فارسی ترجمہ کیا تھا۔ کلامی نے واقدی کی ''فتوح الشام'' کا منظوم ترجمہ'' صمصام الاسلام کے نام سے پچیس ہزار اشعار میں کیا جو اردو کا ایک عظیم رزمیہ ہے۔ کلامی کی ''حسام الاسلام'' (۱۳۳۲ھ) غزوات و قصائد پر مشتمل ہے' اس کی تقریظ علامہ شبلی نے لکھی ہے۔

☆ قاضی غلام علی مہروی' ''مصباح المجالس'' (۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء)

☆ حکیم شیخ امانت علی' ''تذکرہ رسول اکبرؐ'' (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) ۳۵۲۱' اشعار پر مشتمل ہے۔

☆ شاکر ''مولود النبیؐ'' (۱۶۸۸ء) ۲۵۰۰' اشعار پر مشتمل مثنوی ہے۔

☆ کریم الدین سرمست' ''مولود النبی'' (۱۱۶۹ھ/۱۷۵۵ء) ۵۶۱۰' اشعار پر مشتمل مثنوی ہے۔

☆ شاہ غوثی جامی' ''قصص الانبیاء'' آٹھ ہزار اشعار پر مشتمل مخطوط ہے' جس میں ۲۲۲۳' اشعار سیرت کے حوالے سے ہیں۔

☆ محمد غوث' ''تالیفِ غوث''، انجمن ترقی اردو' کراچی میں مخطوط ہے۔ (۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ء)۔

☆ مرزا محمد رفیع باذل (م۱۱۲۳ھ) ''حملۂ حیدری'' (۱۱۱۹ھ) ملامعین کاشفی الہروی کی فارسی تصنیف ''معارج النبوۃ'' کا فارسی میں منظوم ترجمہ ۲۵۰۰۰ اشعار میں ہوا۔ اس منظوم سیرت ''حملۂ حیدری'' کے منظوم تراجم بھی ہوئے اور نثر میں بھی ایک ترجمہ ہوا جو سیّد محسن علی اسیر بہاری بن سیّد میر علی نے ''غزواتِ حیدری'' کے نام سے کیا ہے اور مطبع نولکشور' لکھنؤ سے ۱۹۱۴ء میں شائع ہوا۔ اس کا منظوم اُردو ترجمہ سیّد واجد علی شاہ بادشاہ اختر نے ۱۸۴۸ء میں ''بیتِ حیدری'' کے عنوان سے کیا جس کے ۳۲۱۲' اشعار ہیں اور جو مطبع سلطانی کلکتہ سے ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا۔ محمد جعفر خان جعفر نے اس کا ایک منظوم ترجمہ ''نظمِ جعفری'' کے نام سے کیا جو کاظمی پریس' جونپور سے شائع ہوا ہے۔ اس کا ایک منظوم اُردو ترجمہ نیشنل بنک آف پاکستان' کراچی کے کتب خانے میں موجود ہے جو دو حصوں پر منقسم ہے۔ پہلا حصہ ۲۱۵ صفحات پر مشتمل ہے جسے میر ذوالفقار علی خاں صفا نے کیا ہے اور اس میں اشعار کی تعداد ۱۰۱۹۷ ہے۔ یہ حصہ سلطان المطابع' لکھنؤ سے ۱۳۰۵ھ میں شائع ہوا۔ دوسرا حصہ ان کے شاگرد مرزا محمد بن تجلّی شاہ نے منظوم کیا ہے اور یہ ۲۱۶۔۵۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ''حملہ حیدری'' کے ان چار تراجم کا ذکر ملتا ہے جس میں سے تین منظوم اور ایک منثور ہے۔

☆ غلام محمود حسرت' ''ریاض السیر'' (۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱ء) فارسی سے منظوم اردو ترجمہ ہے' جس کے اشعار کی تعداد ۸۴۹۵ ہے۔

☆ حکیم غلام دستگیر' ''یادگارِ دستگیری'' (۱۸۹۵ء) ۲۱۳۵' اشعار پر مشتمل سیرت ہے۔

☆ سیّد محمد حیات' ''احوال النبیؐ'' (۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) ۲۷۵' ابیات ہیں۔

☆ نواب عظمت علی خان' ''مولود النبیؐ'' (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء)

☆ امام بخش ناسخ' ''مولود شریف'' (۱۲۳۸ھ)

☆ مولوی شاہ عبدالحی قادری احقر' ''جنان السیر فی احوال سید البشرؐ'' (۱۲۶۵ھ سے ۱۲۷۵ھ) کے درمیان مرتب ہوئی۔ اس کے دس چمن (حصے) ہیں اور اشعار کی کل تعداد ۲۰۴۹۴ ہے۔

☆ سیماب اکبرآبادی' ''ریاض الاطهر فی احوال سید البشر'' حصہ اوّل ۱۹۲۲ء میں' حصہ دوم سیّد حسین مرتضٰی شفق رضوی عماد پوری نے ۱۹۱۷ء میں لکھا۔

☆ سیّد عنایت علی مسرور انہونوی' ''کارنامۂ اسلام'' (۱۹۳۴ء) مسدس کے ۱۴۱۰ بندوں پر مشتمل ہے۔

☆ علامہ عزت علی خان عزت' ''عرب کا ہاشمیؐ'' ۱۳۵۰' اشعار پر مشتمل ہے۔

☆ راؤ حاجی عبدالحمید خان منظر' ''آفتابِ رسالتؐ'' (۱۹۴۲ء) ۴۶۲' اشعار پر مشتمل ہے۔

☆ نفیس خلیلی، ''قدسی'' (۱۹۴۲ء) ۳۸۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆ بہزاد لکھنوی، ''بیانِ حضورؐ''، ۱۱۱۴ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆ تبسّم قریشی، ''خورشید رسالتؐ'' اور ''محبوب الٰہیؐ'' کے نام سے دو مجموعے لکھے ہیں۔
☆ علی حیدر نظم طباطبائی، ''ہفت قصائد'' (۱۳۵۲ھ)
☆ ملک منظور حسین منظور، ''جنگ نامۂ اسلام'' (سہ حصص) ۱۹۳۵ء
☆ فضل محمد فضل جالندھری، ''معجزاتِ رسولؐ'' (اپریل ۱۹۴۲ء) کل اشعار ۱۱۳۳
☆ لطافت علی ہما صدیقی، ''فتوحاتِ اسلام'' (۱۳۹۵ھ) کل اشعار ۱۳۰۰
☆ آغا درّانی، ''معجزات منظوم'' (۱۹۴۷ء) طبع ثانی ۱۹۹۵ء
☆ مسعود اختر، ''پیغمبر اسلام'' کل اشعار ۳۱۳
☆ امرناتھ سیڈ اشوق، ''مدنی موہنؐ'' (۱۹۴۷ء)
☆ غلام محمد مخزوی، ''وحدانیہ'' کل اشعار ۲۷۰۰
☆ شکیل رضا ساقی، ''خیر الوریٰ'' (۱۴۲۰ھ) مسدس ہیئت میں ۱۸۱ بند
☆ راجا عبداللہ خان نیاز، ''یہ ہیں کارنامے رسولؐ خدا کے'' (۱۹۶۷ء)
☆ سیّد منیر علی جعفری، ''تاریخ اسلام منظوم'' (۱۹۶۶ء)، یہ منظومہ سیرت نبویؐ پر ہے۔
☆ ھمدم علیگ، ''ذکرِ حبیبؐ'' (۱۹۶۶ء) ''رحمتِ عالمؐ'' کا منظوم ترجمہ
☆ محشر رسول نگری، ''فخرِ کونینؐ'' پہلا حصہ ۱۹۶۱ء، دوسرا ۱۹۶۴ء اور تیسرا ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔
☆ سیّد ضمیر علی دل طالب نگری، ''حیاتِ طیبہ وسیرتِ مطہرہ'' (جون ۱۹۷۰ء)
☆ عمیق حنفی، ''صلصلۃ الجرس'' (۱۹۷۲ء)
☆ سیّد زائر حسین زائر زیدی، ''اوّل بھی آپؐ آخر بھی آپؐ'' (۱۹۶۶ء اور ۱۹۹۵ء)
☆ صادق علی صادق دریابادی، بستوی، ''داعیٔ اسلام'' (کلام شعرائے اردو) ''بے نقط کلام پر مشتمل اردو کی پہلی منظوم سیرت (۱۴۱۱ھ)
☆ شمیم یزدانی، ''بقعۂ انوار'' (۱۹۷۷ء)
☆ ابوالاثر حفیظ جالندھری، شاہنامۂ اسلام'' (چار جلد) ۱۳۴۶ھ سے ۱۳۶۵ھ کے دوران میں لکھا گیا۔ مگر افسوس غزوۂ خندق تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ شیخ سر عبدالقادر اور ڈاکٹر محمد دین تاثیر نے اس پر مقدمہ وتعارف لکھا ہے۔

۵۹

☆ محمد علی مجددی نقشبندی ''شاہنامۂ اسلام'' حصہ پنجم بہ طرز حفیظ جالندھری

☆ عامر عثمانی ''شاہنامۂ اسلام جدید'' (۱۹۷۳ء)

☆ غیرت قادری ''شہنشاہ نامہ'' (۱۳۶۱ھ)

☆ محمد ابراہیم ہندی فتح پوری ''شاہ نامہ ہندی''

☆ سید امیر الدین حسین ''ممتاز التفاسیر'' یہ سیرت کا منظومہ ہے۔

☆ چندر بھان خیال ''لولاک'' فرید بک ڈپو دہلی

☆ سید شمس الحق بخاری ''مثنوی جمالِ محمدؐ'' (۱۹۸۲ء)

☆ نواب علی قاضی ''رسول کریمؐ'' (۱۹۸۴ء)

☆ شرف الدین ساحل ''حرا کی روشنی'' (۱۹۹۰ء)

☆ لطیف مالیگانوی ''حیاتِ مقدسہ'' کل اشعار ۱۴۵۰

☆ لالہ صحرائی ''غزوات رحمۃ للعالمینؐ'' (۱۹۹۷ء)

☆ قیصر الجعفری ''چراغ حرا'' (۱۹۹۷ء)

☆ چرن سرن ناز مانک پوری ''رہبرِ اعظمؐ'' (۱۹۸۶ء) کل اشعار ۶۳۰

☆ صفوت علی صفوت ''مثنویٔ رسولؐ'' (۲۰۰۱ء)

☆ امین صدیقی ''تنزیل'' (۲۰۰۱ء)

☆ راجہ رشید محمود 'قطعاتِ سیرت' سیرتِ منظوم' (۱۹۹۲ء)

☆ نصیر پرواز ''رسول اکرمؐ'' (۲۰۰۳ء)

☆ عنبر بہرائچی ''لَمْ یَاتِ نظیرک فی نظر'' (۱۹۹۶ء)

☆ خواجہ الطاف حسین حالی ''مسدس مدّ و جزرِ اسلام'' (۱۸۷۹ء) اپنے مزاج' روح اور مقصد کے لحاظ سے یہ تعلیماتِ سیرت اور تاریخ اُمت کے عروج و زوال کا قصیدہ و مرثیہ ہے۔

☆ علیم ناصری ''بدرنامہ'' (۲۰۰۲ء)

☆ جاوید القادری ''سیرت طیبہ'' ۲ جلد (۲۰۰۳ء)

☆ حافظ کرناٹکی ''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم'' (۲۰۰۷ء)

☆ انصار الحق قریشی گہر اعظمی ''سرورِ کائناتؐ'' (۲۰۰۵ء)

☆ مخدوم عاشق قریشی ''سرورِ کونینؐ کے ظاہری ۶۳ سال'' (۲۰۰۲ء)

اردو زبان میں ان منظوم کتبِ سیرت کا ایک اجمالی تعارف پیش کیا گیا ہے' وگرنہ تلاش و جستجو سے اس فہرست میں خاطر خواہ اضافہ ممکن ہے۔ سیرت نگاری کی ایک شکل حرمین شریفین کے وہ سفرنامے بھی ہیں جو سیکڑوں کی تعداد میں زائرینِ حرم اور مشتاقانِ شہرِ نبیؐ نے اپنی محبتوں اور عقیدتوں میں ڈوب کر لکھے ہیں۔ ان سفرناموں میں وقائع سیرت اور اماکنِ سیرت کا بہت بڑا لوازمہ مشاہدات کی صورت میں موجود ہے۔ برصغیر میں حرمین کا پہلا سفرنامہ حاجی رفیع الدین فاروقی مراد آبادی نے فارسی زبان میں لکھا ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے مریدِ خاص تھے۔ اس سفرنامے کا ترجمہ نسیم احمد فریدی امروہوی نے کیا ہے جو مولانا محمد منظور نعمانی کے جریدے ''الفرقان'' لکھنؤ کی ایک کامل اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ حرمین کے ان سفرناموں کا ایک لائقِ توجہ پہلو یہ بھی ہے کہ بعض حضرات نے اردو زبان میں منظوم سفرنامے بھی لکھے ہیں۔ میرے حبیبِ گرامی ضیاء اللہ کھوکھر صاحب کے گوجرانوالہ میں واقع عظیم ذاتی کتب خانے میں اغلباً برصغیر میں سفرناموں کا سب سے بڑا ذاتی ذخیرہ موجود ہے۔ انہوں نے ان سفرناموں کی ایک فہرست ''نوادرات'' کے نام سے مرتب کی ہے جس میں حرمین کے ۲۵۰ سفرناموں کا تذکرہ کیا ہے' جن میں سے نو منظوم سفرنامے اردو میں ہیں' جن کی تفصیل منظوماتِ سیرت کے حوالے سے ان شاء اللہ مفید ہوگی:

☆ محمد حفیظ الرحمٰن وفا دبائری' ''راہِ وفا'' علی گڑھ' ۱۹۳۸ء' ص: ۳۳۴

☆ حمید صدیقی' ''گلبانگِ حرم'' لکھنؤ' ۱۹۵۱ء، ص: ۲۹۴

☆ میر ناصر نواب' ''سفرنامۂ ناصر'' مطبع انوارِ احمدیہ' قادیاں' ۱۹۱۰ء، ص: ۳۸

☆ اسد ملتانی' ''تحفۂ حرم'' ملتان' ۱۹۵۴ء' ص: ۵۰

☆ حافظ لدھیانوی/ مصطفیٰ صادق' ''صدر جنرل محمد ضیاء الحق حرمین شریفین میں'' فیصل آباد' ۱۹۸۴ء' ص: ۳۲

☆ شوکت واسطی' ''یاد آتی ہے راہی کو'' ۱۹۸۵ء' ص: ۱۲۴

☆ حافظ لدھیانوی' ''معراجِ سفر'' فیصل آباد' ۱۹۹۰ء' ص: ۱۶۸

☆ سیّد عبدالقدوس' ''سایۂ زلفِ مہربان'' لاہور' ۱۹۸۹ء' ص: ۲۱۹

☆ ع' س' مسلم' ''کاروانِ حرم'' لاہور' ۱۹۹۱ء' ص: ۳۰۳

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق منظومات کا یہ تفصیلی ذکر ایک خاص مقصد اور غایت کے تحت کیا گیا ہے۔ اس عہدِ خوش خیال میں جمالِ فطرت کی آغوش میں لپٹی ہوئی ایک وادی جسے بہاولپور کہتے ہیں اور جو اپنے جغرافیائی ماحول کے اعتبار سے حجاز کے صحرائی ماحول اور ریتیلے ٹیلوں سے بہت مماثلت رکھتی ہے' اس وادیٔ تہذیب و ثقافت میں ایک خورشید صفت شخص ہے کہ جو اس جمالِ فطرت کے مخزن و معدن کا ناظر ہے۔ اس نظارۂ جمال نے اس کے دل و دماغ میں مشاہدات کا جو جہانِ قدسی آباد کیا ہے اس کا عکس ''بلغ العلیٰ بکمالہ'' کی منظوم سیرۃ النبی صلی اللہ

علیہ وسلم میں یوں سمٹ آیا ہے جیسے سوادِ چشم میں پورا فلک سما جاتا ہے۔ جس ذاتِ قدسی صفات کا وہ متوالا ہے اس کی تعریف تو خود خالقِ کائنات، اس کے فرشتے اور جہانِ رنگ و بو کی تمام سعید روحیں کر رہی ہیں۔ مگر شعرائے کرام بھی گزشتہ چودہ صدیوں سے قصائد کے گل دستے، نعتوں کی ڈالیاں، مثنویوں کی مالا اور رزمیہ اور بیانیہ شاعری کی لڑیاں اس کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ عقیدت و ارادت اور محبت و الفت کوئی مسابقت کی چیز نہیں لیکن فنی پختگی اور لسانی شعور کا ظرف اپنے موضوعاتی مظروف کو حسین تر بنا دیتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ موضوعِ سخن تو ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' والا ہے لیکن میرے ممدوح فداک امی و ابی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جو شخص اب نذرانۂ عقیدت لے کر پیش ہو رہا ہے، وہ شاعرِ بے مثال اور ناظم بے بدل، خورشید ناظر ہے۔

محترم خورشید احمد ناظر کے کوائفِ حیات کو جاننے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ یہ سعید روح فلک بلند بام سے تختۂ فرش پر ۲ جنوری ۱۹۴۴ء کو حاضر ہوئی۔ تعلیم و تعلم اور مختلف محکموں کی ملازمانہ غلام گردشوں سے گزرتے ہوئے اب اس کی سکونت اور سکینت کے سامان بہاولپور شہر تک محدود ہو گئے ہیں۔ مطالعہ اس کا شوق اور قلم اس کا ذوق ہے۔ اسی ذوق و شوق کے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے اس کی توانائیوں اور صلاحیتوں کا قافلۂ سخت جان اب ایک ایسے نقطے پر آ کر رک گیا ہے، جہاں فراق کی برہا میں جلنے والی ارواح کو ایک سکون سا میسّر آ جاتا ہے۔ منظوم سیرتِ نبویؐ کی اس سعادتِ عظمیٰ سے پہلے اس نے اپنے ممدوح کی مکی اور مدنی وادیوں کی خوب خوب سیر کی اور وہاں سے واپسی پر اپنے قلبی تاثرات کو ''ہر قدم روشنی'' جیسے ایک کامیاب سفرنامے کا روپ دیا۔ آدمی بہاولپور میں رہے اور اس کی نس نس میں خواجہ غلام فریدؒ کی کافیوں کی حدت و حرارت نہ دوڑے، یہ کیسے ممکن ہے۔ سو خورشید ناظر نے بھی خواجہ صاحب کی روحانیت کو ایک آفاقی رنگ دینے کی کوشش کی اور یہ کاوش ''کلام فرید اور مغرب کے تنقیدی رویئے'' کی صورت میں نقادانِ ادب سے اپنا خراج وصول کر رہی ہے۔ انہوں نے درسی اور نصابی کتابیں بھی تحریر کی ہیں اور اخبارات میں کالم بھی لکھے ہیں۔ اس نے اپنی شاعری میں جمالیاتی آہنگ بھی پیش کیا ہے اور خالص فنی موضوعات پر تحریریں بھی لکھی ہیں مگر اس کے فکری گلستان کا گل سرسبد اب اس منظوم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں سامنے آ رہا ہے جس کے لیے اس فقیر کا مجوزہ نام ''بلغ العلیٰ بکمالہ'' انہوں نے کمال محبت سے منظور اور قبول کر لیا ہے۔

خورشید ناظر نے اس منظومۂ سیرت کے لیے عروضی سطح پر بحر ہزج (مَفَاعِی لُن) کا انتخاب کیا ہے جس نے اشعار کی روانی، شگفتگی، برجستگی اور نغمگی میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ ساڑھے سات ہزار اشعار کے اس بیانیہ میں از اوّل تا آخر ایک عجیب کیف و مستی کا سماں چھایا ہوا ہے۔ مضامین ابرِ رحمت بن کر اس پر برسے ہیں اور صنائع بدائع نے اپنے سارے جواہر اس پر نچھاور کیے ہیں۔

خورشید ناظر کے دل میں ایک اچھا مسلمان اور اس کے سینے میں ایک اچھا شاعر چھپا ہوا ہے۔ ان دونوں نے مل کر اس کی مدحیہ شاعری میں ایک الہام نما کیفیت پیدا کر دی ہے۔ سیرت کے موضوع پر سیکڑوں منظوم مجموعے شائع ہو چکے ہیں، لاکھوں نعتیہ اشعار نذر کیے جا چکے ہیں مگر ہنوز معاملہ اوّل قدم کا سا ہے۔ مجھے اس مجموعۂ اشعار کو از اوّل تا آخر پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے، سیرت کے ایک ادنیٰ طالب علم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ محبّ کی حیثیت سے مجھے اس منظومۂ سیرت میں جو اختصاصی کمال اور امتیازی جمال نظر آیا ہے، اسے مختصراً عرض کرتا ہوں:

خورشید ناظر نے وقائع سیرت کے حصول و انتخاب میں صحت و استناد کا بہت خیال رکھا ہے اور اس ضمن میں تاریخ کو کتاب و سنت کے استشہاد پر حاوی نہیں ہونے دیا۔ مشاہداتِ حرم نے ان کے ہاں مطالعۂ سیرت کا ایک ایسا ذوق اور منہج پیدا کر دیا ہے کہ جس کے باعث ان کے کلام میں جذبہ و تاثیر کی شدّت دکھائی دیتی ہے۔ فنی لحاظ سے وہ شعر کا پختہ شعور رکھتے ہیں۔ عروض و بحور پر انہیں کامل دسترس ہے۔ بندشِ الفاظ اور تراکیب کی ساخت پر انہیں گرفت حاصل ہے۔ وہ عیب پیدا کرنے والے مبالغے اور سخن میں خامی پیدا کرنے والی سادگی ہر دو سے پرہیز کرتے ہیں۔ شعر گوئی میں ان کا قلم محبت و عقیدت میں ڈوبا دکھائی دیتا ہے۔ یہ اُردو زبان کی اوّلیں منظوم سیرت ہے جس کے تمام ابواب و فصول کے عنوان بھی منظوم ہیں۔ ان سب عوامل اور عناصر نے مل کر "بلغ العلیٰ بکمالہ" کو ایک معجزۂ سخن میں بدل دیا ہے۔ قلبِ منیب رکھنے والے مسلمانوں اور مشتاقانِ خاتم المرسلینؐ کو یہ منظومۂ سیرت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کاوشِ جمیل کو شاعر کی حسنات میں شمار فرمائے۔ آمین۔

اس عظیم منظومۂ سیرت کی اشاعت کا اعزاز ادارہ نشریات، لاہور کے جواں سال مدیر و منتظم محمد رفیع الدین حجازی کو حاصل ہو رہا ہے۔ انہوں نے اس کی پیش کش میں جس محبت، نفاست، فنی پختگی اور طباعتی تقاضوں کو پیشِ نظر رکھا ہے، اس کا صلہ حق تعالیٰ انہیں، وہیں عطا فرمائیں گے، جہاں ایک قلبِ مضطرب اور تہی دست کو سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

بحرفے می تواں گفتن تمنائے جہانے را
من از ذوق حضوری طول دادم داستانے را

یکم ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ

پروفیسر عبدالجبار شاکر
ڈائریکٹر دعوۃ اکیڈمی
انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

پہلی بات

سنتا آیا تھا کہ طوافِ کعبہ کے دوران میں مانگی گئی دعاؤں کو اللہ کریم و رحیم ضرور قبول فرماتے ہیں۔ چند سال قبل جب میں حجِ بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوا تو ہر طواف کے دوران دیگر دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی کرتا کہ اے اللہ کریم! مجھ سے کوئی ایسا کام لیجیے جس سے مجھے آپ اور آپ کے رسولِ عظیم ﷺ کی خوشنودی اور شفاعت حاصل ہو۔ حج سے واپس آیا تو میں نے ''ہر قدم روشنی'' کے نام سے سفر نامۂ حج لکھا جسے ہر حلقے میں بے حد پسند کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سفر نامے کی تحریر میری صلاحیت اور استعداد سے باہر کی چیز ہے۔ سفر نامہ منظرِ عام پر آیا تو بڑے بڑے صاحبانِ علم و دانش نے اسے اب تک لکھے گئے سیکڑوں سفر نامہ ہائے حج میں منفرد اور بہترین قرار دیا۔ اُن کے اس اعتراف نے ثبوت مہیا کیا کہ وہ دُعا جو طوافِ کعبہ کے دوران میں مانگی گئی تھی، اُسے ربِ دو جہاں نے منظور فرمایا ہے۔ ان صاحبانِ علم میں سے کچھ نامور لوگوں نے مضامین لکھ کر اس سفر نامہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ ایسے لوگوں میں پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد، صدر شعبۂ اُردو، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، پروفیسر ڈاکٹر انور صابر، صدر شعبۂ اُردو گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور، پروفیسر ڈاکٹر روشن آرا راؤ، پروفیسر ڈاکٹر عقیلہ شاہین، پروفیسر ڈاکٹر زوار حسین شاہ اور ممتاز ماہرِ تعلیم فاروق عمر صاحب کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ گو میری ایک کتاب ''کلامِ فرید اور مغرب کے تنقیدی رویے'' صد سالہ فرید ایوارڈ حاصل کر چکی تھی لیکن سفر نامہ تحریر کر کے مجھے جو اطمینان نصیب ہوا، وہ بیان سے باہر ہے۔ اپنی دعا کے قبول ہونے کا شکر ابھی ادا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک اور دُعا کو اس وقت شرفِ قبولیت عطا فرمایا کہ جب مجھے اور میری اہلیہ کو اپنے اور اپنے پیارے رسول ﷺ کے دروازے پر مکرر حاضر ہونے کے لیے طلب فرمایا۔ اس حاضری کے دوران دیگر دعاؤں سے پہلے میں نے یہ دعا کی کہ اے بارالٰہا! مجھ سے ایسا کام لیجیے جو آپ کو بے حد پسند ہو اور جس کے باعث رسولِ اُمی ﷺ کی شفاعت کا حق دار بن جاؤں۔ میں عمرے کی ادائیگی کے بعد بہاول پور آ گیا لیکن یہ دُعا ہر نماز کے بعد خود بخود لبوں پر مہک اٹھتی۔ ایک شب اسی دُعا کے ساتھ جب میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر تھا تو میرے ذہن میں منظوم سیرت النبی ﷺ تحریر کرنے کا تصور ابھرا جسے میں نے اپنی دُعا کی قبولیت کا اشارہ جانا۔ اگلی صبح قلم اور کاغذ اٹھایا اور اس حسین تصور کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز کر دیا۔ کام کا آغاز ہوتے ہی ربِ کریم کی عطا اور آقائے نامدار ﷺ کی محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ مجھ پر ایک بار پھر وہی کیفیت طاری ہو گئی جس کی لذتِ بے بہا سے میں سفر نامۂ حج تحریر کرتے ہوئے ہم کنار ہو چکا تھا۔ مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میں آپ ﷺ کی خدمتِ عالی و اقدس میں حاضر ہوں اور ایک ناقابلِ بیان خوشبو سے مہکا مہکا جاتا ہوں۔ پھر یوں ہوا کہ میرے

کانوں میں طرح طرح کی آوازیں گونجنے لگیں، کھردری، گرج دار، جہالت میں ڈوبی ہوئی، نرم، میٹھی میٹھی، اپنے اندر علم وحلم کا سمندر سمیٹے ہوئے اور اعتماد، ایمان، بھروسے اور خدائے لم یزل کی محبت میں ڈوبی ہوئی۔ میں حیاتِ پاک ﷺ میں ہونے والے ہر واقعے کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ میں آپ ﷺ کے قدموں میں بیٹھا ہوا ہوں اور آپ ﷺ کی مبارک زندگی کے پُرنور شب و روز میرے سامنے اپنا خوشبوؤں میں بسا ہوا سفر طے کر کے میری نظر سے بتدریج اوجھل ہوتے جا رہے ہیں اور بعض اوقات تو یوں بھی محسوس ہوا کہ ہر قدم پر میری رہنمائی فرمائی جا رہی ہے۔

خدائے پاک نے انسان کو تصور کی دولت عطا کر کے ایک ایسا احسان فرمایا ہے جس کے ایک لمحے کی قیمت کا بھی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ تصور کی اسی روشنی میں، میں نے آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پل اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں نے آپ ﷺ کی شیر خواری کا عہد دیکھا، آپ ﷺ کو حلیمہ، شیما، آمنہ، عبدالمطلب اور جناب ابوطالب کے ساتھ دیکھا۔ آپ ﷺ کو طالب کے ساتھ بکریاں چراتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کو جناب ابوطالب کے ساتھ سفرِ شام پر جاتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کی جوانی دیکھی، آپ ﷺ کو تجارت کرتے ہوئے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کی صداقت اور امانت کے واقعات دیکھے، بدی میں ڈوبے ہوئے معاشرے سے الگ تھلگ آپ ﷺ کو مصروفِ عبادت و ریاضت دیکھا، آپ ﷺ کی سیدہ خدیجہؓ سے شادی ہوتے ہوئے دیکھی، ورقا اور جناب ابوطالب کے خطبات کو اپنے کانوں سے سنا، غارِ حرا کو دیکھا، نور و سرور کی برستی ہوئی بارش کو دیکھا، آپ ﷺ کی ذات سے وابستہ رنج و آلام دیکھے، آپ ﷺ کو صفا پر اپنی قوم کو خالق کائنات کی جانب بلاتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کے صبر، استقامت اور اٹل فیصلوں کی طاقت کو دیکھا، آپ ﷺ کو سفرِ معراج کے بعد اس سفر کی روداد سناتے ہوئے دیکھا، مشرکین کو اپنے سوالوں کے آقا ﷺ کی طرف سے تشفی بخش جواب سن کر بھناتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کے دشمنوں کو دیکھا، آپ ﷺ کے پیاروں کو دیکھا، آپ ﷺ کے جاں نثاروں کو دیکھا، آپ ﷺ کو قبیلہ بدر ہوتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کو طائف میں پتھر کھاتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کے مبارک پاؤں میں سے رسنے والے لہو کو دیکھا، آپ ﷺ کو غلامِ عتبہ وشیبہ یعنی عدس کے ہاتھوں سے انگور لے کر کھاتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کی خدمت میں جنوں کو حاضر ہوتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کے ساتھیوں کو شدائد کا سامنا کرتے ہوئے دیکھا، ہجرت کے ایک ایک لمحے کو دیکھا، غارِ ثور کو دیکھا، آپ ﷺ کی قبا میں تشریف آوری اور ہونے والے استقبال کو دیکھا، مسجدِ قبا کو تعمیر ہوتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کو اپنے جاں نثاروں کے جھرمٹ میں یثرب میں تشریف لاتے ہوئے دیکھا، مسجدِ نبوی کو تعمیر ہوتے ہوئے دیکھا، غزوات و سرایا میں چمکتی ہوئی تلواروں اور برستے ہوئے تیروں کو دیکھا، مبارزت طلب کرنے کے انداز کو دیکھا، پیدل، گھڑ سوار و شتر سوار جنگ جوؤں کو دیکھا، آپ ﷺ پر جاں نچھاور کرنے کے جذبوں کو دیکھا، آپ ﷺ کی بجائے آپ ﷺ کے پیروؤں کو

اپنے سینے پر تیر کھاتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کو خندق کھودتے ہوئے دیکھا، فیصلے ہوتے ہوئے دیکھے، کرم، عطا اور جود و سخا کے بہتے ہوئے دریا دیکھے، آپ ﷺ کے دشمنوں کی نفرتیں دیکھیں، آپ ﷺ کی محبت، رحمت اور شفقت کی برستی ہوئی بارش دیکھی، آپ ﷺ کو دس ہزار قدسیوں کے ساتھ مکہ کی طرف سفر کرتے ہوئے دیکھا، قصواءٰ پر سر جھکائے آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا، اپنے جانی دشمنوں کو ایک لمحے میں معافی عطا کرتے ہوئے دیکھا، حنین میں پسپا ہوتے ہوئے اپنے جنگ جوؤں کو واپس بلاتے ہوئے دیکھا، جعرانہ میں مالِ غنیمت تقسیم کرتے ہوئے دیکھا، خانہ کعبہ، عرفات، منیٰ، غدیرِ خم اور مسجدِ نبوی میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، صاحبِ فراش دیکھا، خوشبو اور نور کے بے مثل دھارے کو پردہ فرماتے ہوئے دیکھا۔ غرض، تصور کی آنکھ سے ہر لمحہ یوں دیکھا جیسے وہ مجسم ہو کر مجھے خود میں جذب کرتا جا رہا ہو۔ ایسا آخر کیوں نہ ہوتا۔ میں نے اسی عطا کے لیے ہی تو طوافِ کعبہ اور پھر روضۂ انور پر حاضری کے دوران میں اپنے دامن کو ربِ قدیر اور آپ ﷺ کے سامنے پھیلایا تھا اور اپنے آنسوؤں کا نذرانہ بصد خلوص پیش کیا تھا۔ میں نے جس کے سامنے یہ عرضیاں پیش کی تھیں، یقیناً وہ ناممکن کو ممکن بنانے کا مکمل اختیار رکھتا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے لحہ بہ لحہ اپنے حق میں اس طرح کے ہوتے ہوئے فیصلے دیکھے۔ طائرِ خیال کو اس خوشبو میں ڈوبے ہوئے طویل سفر کے دوران کہیں کہیں تھکن کا بھی احساس ہوا لیکن یہ اللہ ہی کا کرم اور رسولِ عربی ﷺ کی محبت کی عطا ہے کہ جنہوں نے نا صرف اس تھکن کو فوری طور پر رفع کیا بلکہ سفر کو جاری رکھنے کے لیے ایسا حوصلہ بخشا کہ جس کے سامنے آنے والی ہر رکاوٹ اور تھکاوٹ ہیچ ہو کر رہ گئی۔

میں نے ایک شاعر کی حیثیت سے صنفِ نعت کو ہمیشہ مشکل لیکن تسکیں نواز محسوس کیا ہے کیونکہ نعت میں جس ذاتِ مبارک ﷺ کے اوصاف کا اظہار کرنا مطلوب ہوتا ہے، وہ ﷺ ایک ایسی ذات ہے جس کی صفات کے اظہار میں الفاظ اور اُن کے مفاہیم بے بس نظر آتے ہیں۔ منظوم سیرتِ پاک ﷺ پر کام کرتے ہوئے الفاظ کی یہ بے چارگی، کم مائیگی اور بے بسی ہر قدم پر کھل کر سامنے آتی رہی لیکن یہ مولائے رحیم و کریم کا فضلِ خاص اور آقائے عالم ﷺ کی رحمتِ بے بہا کا نتیجہ ہے کہ یہ کام بطریقِ احسن مکمل ہو پایا۔ یہاں لفظ مکمل کی وضاحت ضروری ہے۔ مکمل سے میری مراد یہ ہے کہ میں نے کام کرنے کا جو منصوبہ یا خاکہ بنایا تھا، وہ تکمیل کو پہنچا ورنہ نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارک ﷺ پر لکھتے ہوئے اگر قلم قیامت تک مسلسل چلتا رہے تب بھی میرے یقین کے مطابق وہ اس سفر کے نقطۂ آغاز سے آگے نہ بڑھ پائے گا۔

آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات کے سلسلے میں اظہار ان گنت احتیاطوں کا متقاضی ہوتا ہے۔ میں نے یہ کام کرتے ہوئے اپنی فہم و استعداد کے مطابق ہر طرح سے احتیاط کی ہے لیکن اگر کہیں لاشعوری طور پر اس کام میں کوئی ایسا لفظ یا خیال در آیا ہے، جس کا اس میں شامل کیا جانا مناسب تصور نہ کیا جاتا ہو تو اس لفظ یا خیال کی نشان دہی کرنے والے

کا دل کی گہرائی سے ممنون رہوں گا اور اللہ کریم بھی انہیں اُن کے اس احسن عمل پر یقیناً اجر سے سرفراز فرمائیں گے۔

خوشبوؤں اور نور میں ڈوبے ہوئے اس سفر کو طے کرتے ہوئے مجھے کہیں کہیں مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ پہلی مشکل تو آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک ﷺ سے وابستہ شخصیات یعنی آپ ﷺ کے پیاروں، جاں نثاروں یا آپ ﷺ کے دشمنوں کے ناموں کو اشعار میں سمونے کے سلسلے میں کچھ مواقع پر پیش آئی لیکن اللہ کریم کی عنایت اور آپ ﷺ کی رحمت و محبت نے اس مشکل کو آساں فرمادیا۔ اسی طرح کچھ الفاظ نے بھی اسی دقت سے دوچار کیا مثلاً لفظ عصبیت (عَصَبی یَت) بحرِ ہزج مثمن سالم میں اس لیے جگہ نہیں پا سکتا کہ اس کے اولیں حصے میں تین حروف متحرک حالت میں یک جا ہو گئے ہیں (بحرِ ہزج مثمن سالم میں مُفاعیلُن آٹھ بار یعنی چار بار مصرع اولیٰ اور چار بار مصرع ثانی میں آتا ہے۔ یہ رکن ایک وتدِ مجموع اور دو اسبابِ خفیف سے مکمل ہوتا ہے۔ مفا=وتدِ مجموع، عی=سببِ خفیف اور لُن سببِ خفیف)۔ عصبیت کو اگر توڑ کر استعمال کرنے کی کوشش کی جائے تب بھی اسے اس بحر میں استعمال میں نہیں لایا جا سکتا مثلاً عص کو سببِ ثقیل کی شکل دے کر اس لفظ کے تقدیمی لفظ کے آخر کے حرف کو جونہی عص سے منسلک کرنے کی کوشش کی جائے گی تو وہ حرف بھی یقینی طور پر متحرک ہو جائے گا جس کے باعث وہ مفا کے وزن کے تقاضوں کو پورا نہیں کر پائے گا۔ اسی طرح عصبیت کے حرف ع کو اگر مُفاعیلُن کے دوسرے سبب کا حرفِ دوم بنایا جائے تو بھی ایسا ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ یہ متحرک ہے جبکہ رکن کے سبب کا حرفِ دوم ساکن ہے علاوہ ازیں ع سے پہلے آنے والا حرف اگر متحرک ہے تو یہ ع سے مل کر سببِ ثقیل بن جائے گا اور اگر بالفرض ساکن ہے تو لُن کا ہم وزن نہیں ہوگا کیوں کہ لُن کا حرفِ اولیں متحرک اور حرفِ دوم ساکن ہے۔ تقطیع کے عمل میں کسی لفظ کے آخری ساکن حرف کو بعض صورتوں میں مابعد لفظ کے اولیں حرف سے ملاتے وقت متحرک کر دینا ایک عام سی بات ہے لیکن کسی متحرک حرف کو ساکن کرنا ایک خاص عمل کا متقاضی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ عروض میں اس عمل کی صورتیں موجود ہیں لیکن اس عمل کے تحت وجود میں آنے والا مصرع ایک فن شناس قاری کے لیے بھی بعض اوقات دقت پیدا کر دیتا ہے لہٰذا بعالمِ مجبوری عصبیت کے مفہوم میں لفظ طرف داری کو استعمال کیا گیا ہے جو بظاہر عصبیت کے معانی سے ہٹا ہوا دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں یہ عصبیت ہی کا ہم معنی اور مترادف ہے۔

اسماء کے سلسلے میں تلفظ کا مسئلہ بھی درپیش رہا مثلاً حفیظ جالندھری جیسے عظیم شاعر نے شاہنامۂ اسلام میں اَنَس کو اُنس اور رَجَبْ کو رَجّب باندھ کر فنی طور پر ایک عجب صورتِ حال پیدا کر دی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے میں نے اس سلسلے میں حتی الامکان احتیاط برتی ہے۔ تلفظ کے سلسلے میں کتب، انٹرنیٹ (جہاں تک ممکن ہو سکا)، لغات، علماء اور صاحبانِ علم و فضل سے رابطہ قائم کیا گیا اور تحقیق کے بعد حاصل ہونے والے تلفظ کو شعر میں جگہ دی گئی لیکن اس ذیل میں بھی یہ دقت بہر حال پیش آئی کہ تلفظ کے اظہار میں

ایک لغت کا دوسری لغت، ایک عالم کا دوسرے عالم اور ایک کتاب کا دوسری کتاب سے اختلاف سامنے آیا۔ اس پریشان کن صورتِ حال میں کثرت کی رائے پر انحصار کیا گیا کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ باقی نہیں رہتا۔ اس سلسلے میں مجھے تسلی ہے کہ میں نے جو لفظ جس وزن میں استعمال کیا ہے اس کے لیے اطمینان بخش حوالہ یا سند موجود ہے۔

اسماء کے سلسلے میں ایک اور صورتِ حال بھی سامنے آئی کہ سیرت النبی ﷺ کی تقریباً سبھی کتب میں ان گنت شخصیات کا اُن کی کنیت ہی سے ذکر کر دیا گیا مثلاً الرحیق المختوم جیسی کتاب میں حضرت ابو طالب، اُمِ ہانیؓ، ابوسفیان، ابوایوب انصاریؓ اور دیگر بہت سی شخصیات کے اسماً کو بس اسی طرح لکھ دیا گیا ہے۔ میرے نزدیک یہ بات مناسب ہوتی کہ نثر کی کتابوں میں شخصیات کا پہلی بار پورا نام معہ کنیت ذکر کیا جاتا اور بعد میں نثر میں روانی پیدا کرنے کے لیے نام کا معروف حصہ یا پھر صرف کنیت ہی مذکور رہتی جب کہ اشعار کی کتابوں میں نام کا جو بھی حصہ استعمال ہوتا، نام کی وضاحت کے لیے صفحے کے زیریں حصے یا ہر باب کے آخر میں پورا نام تحریر کر دیا جاتا۔ میں نے اس صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لیے دو طرح سے کوشش کی ہے۔ اول یہ کہ بہت سی کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور دوم یہ کہ بہت سے نامور اور اہم لوگوں اور علماء سے رابطہ قائم کیا ہے۔ پہلی کوشش ایک حد تک بار آور ثابت ہوئی اور میں بہت سی شخصیات کے پورے نام ظاہر کرنے کے قابل ہو سکا جبکہ دوسری کوشش میں میں صد فی صد ناکام رہا کیونکہ پورے نام جاننے کے لیے جن لوگوں سے رابطہ قائم کیا گیا اُن میں سے ایک بھی ان شخصیات کا پورا نام نہیں جانتا تھا۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ ابھی کچھ نام ایسے رہ گئے ہیں جن کے حقیقی نام میرے علم میں نہیں آ سکے۔

برصغیر کی طرح عرب میں بھی کئی نام ایسے ہیں جو بے حد مقبول ہیں مثلاً عبداللہ، عمرو اور سعد وغیرہ۔ سیرت النبی ﷺ پر کام کرتے ہوئے یہ بات سامنے آئی کہ بہت سے لوگوں کے نام یہی ہیں۔ ظاہر ہے کہ شعر میں تو عبداللہ بن عبدالمطلب، عبداللہؓ بن مظعون، عبداللہؓ بن مسعود اور عبداللہؓ بن جحش، سب کے لیے صرف عبداللہ ہی استعمال میں آیا ہے لہٰذا ایسے ہر نام کی وضاحت ہر باب کے آخر میں توضیحات و حوالہ جات کے عنوان کے تحت مکمل ترتیب کے ساتھ موجود ہے۔ جس سے اصل شخصیت تک پہنچنے میں کوئی دقت باقی نہیں رہی۔

اس کام کے دوران جتنی کتب میرے زیرِ مطالعہ رہیں، اُن میں کئی واقعات اور اُن واقعات سے منسوب شخصیات میں اختلاف بھی سامنے آیا۔ اس صورتِ حال سے عہدہ برا ہونے کے لیے بھی کثرت کے فیصلے پر انحصار کرنے کے ساتھ ساتھ تحقیق اور اپنی رائے پر بھروسا کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس منظوم سیرت النبی ﷺ میں کئی ایسے منظوم تبصرے آپ کو دکھائی دیں گے جو اس سے پہلے کسی کتاب میں نظر نہیں آتے جس سے آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک کی عظمتوں کو واضح کرنے میں مدد ملی ہے۔ یوں تو اس کام میں بہت سی کتب، رسائل اور مضامین میرے سامنے رہے لیکن ان میں مندرجہ ذیل کتب اور رسائل وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

الرحیق المختوم از مولانا صفی الرحمن مبارک پوریؒ، سیرۃ المصطفیٰ ﷺ از مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، سیرۃ الرسول ﷺ از مرزا حیرت دہلوی اور سیرت النبی ﷺ از علامہ شبلی نعمانی و علامہ سید سلیمان ندوی۔ سیرت النبی ﷺ پر ان کتابوں کے علاوہ دو غیر مسلم مصنفین کی کتب بھی تقابلی جائزے کے عمل میں میرے پیشِ نظر رہیں۔ پہلی کتاب رومانیہ کے وزیر خارجہ کونستان ویرژیل جارج کی ہے جس کا اردو ترجمہ سیارہ ڈائجسٹ نے فروری ۱۹۹۳ء میں مدیر اعلیٰ امجد رؤف کی نگرانی میں عکسِ سیرت نمبر کے نام سے شائع کیا اور دوسری کتاب سیرتِ خاتم النبیین ﷺ کے نام سے شائع ہوئی جسے مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے لکھا ہے۔ رسائل میں سیارہ ڈائجسٹ کے نمبر شامل ہیں۔ ان میں دعا نمبر ۱۹۹۶ء، اخلاقِ رسول ﷺ نمبر ۱۹۹۷ء، رسول ﷺ نمبر ۱۹۹۸ء، نقوشِ اسلام نمبر ۱۹۹۹ء، فرمانِ رسول ﷺ نمبر ۲۰۰۰ء اور جہاد نمبر ۲۰۰۱ء، ازواجِ مطہراتؓ نمبر، صحابہؓ نمبر اور صحابیاتؓ نمبر ۲۰۰۷ء میرے کام میں بعض اوقات مفید ثابت ہوئے۔ ان کتب اور رسائل کے علاوہ میں نے صحیح بخاری از ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ترجمہ علامہ وحید الزماں، ابواب تاریخ المدینہ المنورہ مؤلف علی حافظ مترجم آل حسن صدیقی اور قرآنِ مجید سے استفادہ کیا۔

سیرت النبی ﷺ کے سلسلے میں شعر کہتے ہوئے یہ بات ہر وقت میرے پیشِ نظر رہی کہ اشعار کی زبان سادہ رہے تا کہ سیرت النبی ﷺ کو پڑھنے اور سمجھنے میں کسی کو کسی طرح کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے چنانچہ واقعات کو شعر کے قالب میں ڈھالتے وقت عام طور پر بیانیہ اسلوب ہی اختیار کیا گیا ہے جب کہ واقعات سے ہٹتے ہی اسلوب بھی حسبِ تقاضائے احوال قدرے الگ انداز اختیار کر لیتا ہے جس کے باعث اس کتاب کا قاری یقیناً خوشی محسوس کرے گا۔

منظوم سیرت النبی ﷺ کو پڑھتے ہوئے اس کتاب کا قاری بعض ایسے مقامات سے گزرے گا جہاں اُسے محاورات اور مکالمات شاید غیر مانوس محسوس ہوں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں محاورات و مکالمات کو اسی طرح نظم کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس طرح وہ اُس شخصیت کے منہ سے ادا ہوئے جس کا اُن اشعار میں ذکر جاری ہے۔ ایسا اس لیے کیا گیا کہ قاری اس مقام کے حقیقی ماحول سے آگاہ ہو کر اسی کے آئینے میں ان اشعار کا مطالعہ کر سکے۔ اسی طرح یہ بات بھی قاری کو شاید کہیں کہیں عجیب محسوس ہو کہ ایک ہی شخصیت کے بارے میں کہے گئے اشعار میں اُس شخصیت کے لیے مختلف صیغوں کو استعمال کیا گیا ہے۔ یہ صورتِ حال صرف اُن مقامات پر نظر آئے گی جہاں عربی شاعری کو اردو میں منتقل کیا گیا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے اردو اشعار میں وہی صیغے استعمال میں لائے گئے ہیں جو اصل شاعری میں استعمال ہوئے تا کہ قاری اصل شاعری کی فضا، ماحول اور لفظیات کے آئینے میں ان اشعار کا مطالعہ کر سکے اور وہ خود کو حقیقت سے قریب تر محسوس کرے۔ مجھے یقین ہے کہ اس وضاحت کے بعد اس کتاب کا قاری میری طرف سے کی گئی اس احتیاط کو ضرور سراہے گا۔

الفاظ کے استعمال میں مَیں نے ایک اور احتیاط بھی برتی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے الفاظ کو اُن کے اصل

٦٩

تلفظ کے مطابق استعمال کرنے کی کوشش کی ہے البتہ جہاں مجھے کسی لفظ کے ایک سے زیادہ تلفظ کی سند مل گئی، میں نے اس کے استعمال میں اس سند سے فائدہ اٹھایا۔ مثلاً خفیہ کے خُفی یہ اور خُف یہ دونوں تلفظ فرہنگِ عامرہ میں درج ہیں اس لیے میرے نزدیک اس لفظ اور اسی طرح کے دیگر الفاظ کو دونوں طریقوں سے استعمال کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بعض ایسے الفاظ کے سلسلے میں بھی میں نے احتیاط برتی ہے جنھیں عام بول چال میں غلط بولتے ہیں اور اپنی شاعری میں انہیں عام بول چال کے مطابق استعمال کرتے ہیں مثلاً رمضان اور نبوی وغیرہ۔ رمضان کو عام بول چال میں رَم ضان اور نبوی کو نَب وِی استعمال کرتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کا تلفظ رَمَ ضان اور نَ بَ وِی ہے۔ یہ اور اسی طرح کے الفاظ ایسے ہیں جن کے پہلے تین حروف متحرک ہیں جنھیں بحرِ ہزج مثمن سالم (مفاعیلُن پہلے اور دوسرے مصرعے میں چار چار بار) میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے یہ الفاظ سیرت النبی ﷺ میں بے حد اہم ہونے کے باوجود استعمال میں نہیں لائے گئے لیکن میں اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کتاب کے قاری کو ان الفاظ کی عدم موجودگی کی صورت میں پیدا ہونے والی کمی کا کہیں احساس نہیں ہوگا۔

منظوم سیرت النبی ﷺ کو مکمل کرنے میں مجھے پانچ سال سے زیادہ کا عرصہ لگا۔ اس کام کی تکمیل کی سعادت حاصل کرنے میں میں نے دن رات ایک کیا ہے۔ اس کام کی خوشبو ناقابلِ بیان ہے۔ میں نے اس عرصے میں خود کو ہر دوسرے کام سے تقریباً الگ ہی کر لیا جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ میں خود کو اپنے شب و روز ایک ایسی دنیا میں بسر کرتے ہوئے محسوس کرتا تھا جہاں کے ایک ایک لمحے پر زندگی نچھاور کر دینے کو جی چاہتا ہے۔ اس کام کی تکمیل کے دوران میرے اہلِ خانہ، عزیز و اقربا اور سبھی دوستوں نے میری ہر ممکن مدد کی۔ میں اپنے اُن عزیزوں اور دوستوں کا خاص طور پر ممنون ہوں جنھوں نے میرے اس کام میں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ پروفیسر محمد لطیف کا شمار اُردو کے ایسے اساتذہ میں ہوتا ہے جو نظم اور نثر دونوں میں یکساں مہارت رکھتے ہیں۔ وہ رسولِ عربی ﷺ کے والہ و شیدا ہیں اور تفسیر و سیرت النبی ﷺ کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ میں نے منظوم سیرت النبی ﷺ مکمل کی ہے تو انھوں نے اسے سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ میں نے اُن کی اس خواہش کی تکمیل کا اس شرط پر وعدہ کیا کہ وہ اس کے ہر شعر کو بہر لحاظ توجہ سے سنیں گے اور مجھے اپنی رائے اور مشورے سے بلا تکلف آگاہ کریں گے۔ اس بارے میں جب کئی کتابوں کے مصنف اور نامور شاعر میر ظفر زیدی کو معلوم ہوا تو انھوں نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا۔ ان دونوں صاحبان نے کئی ماہ تک منظوم سیرت النبی ﷺ سنی، میری کوشش کو بنظرِ تحسین دیکھا اور حسبِ وعدہ اپنی رائے اور مشوروں سے بلا تکلف مجھے سرفراز کیا۔ میں ان کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کے دلوں کو محبتِ رسول ﷺ سے مزید منور کرے اور ان کے علم میں اضافہ فرمائے۔

پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد، صدر شعبۂ اردو اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور مجھے اپنے حقیقی چھوٹے بھائیوں کی طرح

۷۰

عزیز ہیں۔ وہ اردو ادب کے ایک بلند مرتبہ عالم ہیں۔ نظم اور نثر کا عمدہ ذوق رکھنے کے ساتھ ساتھ نہایت اعلیٰ نقاد بھی ہیں۔ انہوں نے بھی منظوم سیرت النبی ﷺ کے بہت سے حصوں کو سنا۔ پروفیسر ڈاکٹر سید زوار حسین شاہ نے بھی یہی سعادت کئی بار حاصل کی۔ ان دونوں حضرات کی رائے اور مشوروں کے لیے بھی سراپا سپاس ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ کریم ان دونوں صاحبان کو زندگی اور آخرت میں ہمیشہ سرخرو فرمائیں۔ ان دوستوں کے علاوہ عزیزی محمد باسط خان کا ذکر بھی ضروری ہے جنہوں نے اس کتاب کو کمپوز کیا۔ ان کے پاس کام کی بہتات ہے لیکن انہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ میں دنیاداری سے زیادہ محبتِ رسول ﷺ کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا اور آخرت میں اُن کی اس محبت کا ثمر عطا فرمائے۔

پسرم نعیم نبی کے لیے میں خاص طور پر دعا گو ہوں کہ انہوں نے اپنی پی۔ ایچ۔ ڈی کے کام اور اپنے فرائضِ منصبی کی ادائیگی میں بے حد مصروف ہونے کے باوجود مجھے اپنی مدد سے محروم نہیں رکھا۔ مجھے اُن کی مدد کی جہاں ضرورت پڑی، انہوں نے انتہائی سعادت مندی سے میری مدد کی۔ انہوں نے میرے لیے کتب اکٹھی کیں، مجھے مشورے دیے اور میری ضرورتوں کا خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس سعادت مندی کا صلہ عطا فرماتے ہوئے اپنی رحمتوں اور بے بہا عنایات کا مستحق گردانے۔

میں اپنی اہلیہ زینب خورشید کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیشہ کی طرح اس کام کی تکمیل کے دوران میں بھی نہ صرف میری حوصلہ افزائی کی بلکہ میری ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ میں اپنے بچوں ندیم نبی، فہیم نبی، پسرِ خواندہ شکیل نبی، بہوؤں سلمیٰ ندیم، شمشاد نعیم، پوتوں اور پوتیوں فائقہ ندیم، وجاہت ندیم، سعادت ندیم اور عائشہ خورشید کے لیے بھی دعا گو ہوں جنہوں نے میرے اس کام میں اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق نہ صرف مدد کی بلکہ اپنی دعاؤں اور نیک تمناؤں سے میرا حوصلہ بڑھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور اس کا رسول ﷺ انہیں اپنی رحمتوں اور شفقتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین

اپنی گزارشات کے آخر میں مجھے اُس شخصیت کا ذکر کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے جسے اللہ اور رسول ﷺ نے اس منظوم سیرت النبی ﷺ کی اشاعت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر ایک ایسی بین الاقوامی شخصیت کا نام ہے جو علمی، ادبی، مذہبی اور دیگر کئی قابلِ رشک حوالوں کے باعث کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ موصوف آج کل انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کی دعوۃ اکیڈمی اور شریعہ اکیڈمی میں ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر فائز ہیں۔ اس سے پہلے وہ کئی اہم عہدوں پر کام کر چکے ہیں اور ہر مکتبِ فکر سے اپنی صلاحیتوں کا اعتراف کروا چکے ہیں۔ پروفیسر صاحب کو جب یہ معلوم ہوا کہ مجھے منظوم سیرت النبی ﷺ مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے تو انہوں نے مجھ سے رابطہ قائم فرمایا۔ لاہور میں اُن کی قائم کی ہوئی ایک بہت بڑی ذاتی لائبریری ''بیت الحکمت''

میں اُن سے ملاقات ہوئی۔ اُن کے صاحبزادے محمد رفیع الدین حجازی بھی اس ملاقات میں موجود تھے۔ سیرت النبی ﷺ پر بات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اُن کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں اور بات کرتے کرتے گلا رندھ گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اللہ کریم اور اس کے رسولِ عظیم ﷺ جب کسی سے اس طرح کا کام لیتے ہیں تو اس کی اشاعت کے لیے اُس کام کے شایانِ شان شخصیت کو خود تیار کرتے ہیں۔ میں مطمئن ہوں کہ اللہ کریم نے پروفیسر عبدالجبار شاکر اور اُن کے صاحبزادے کی شکل میں اس کام کی اشاعت کے لیے ایسی شخصیات کو منتخب کیا ہے جو سیرت النبی ﷺ کی اہمیت سے پوری طرح واقف ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب یہ کتاب اشاعت کے تمام مراحل طے کر کے رسولِ عربی ﷺ سے محبت کرنے والوں کے ہاتھوں میں آئے گی تو انہیں ہماری طرف سے محبتِ رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے اس نذرانے کو پڑھ کر خوشی ہوگی۔ میں جہاں اپنے لیے آپ سب سے دعا کی درخواست کر رہا ہوں وہیں میں پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب اور اُن کے صاحبزادے عزیزی محمد رفیع الدین حجازی کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ کریم انہیں ہمیشہ اپنی خصوصی عنایات کا مستحق سمجھیں، حشر کے میدان میں آپ ﷺ کی شفاعت کا مستحق ٹھہرائیں اور انہیں دنیا اور آخرت میں ہمیشہ سربلند، سرخرو اور سرفراز رکھیں۔ آمین

دعاؤں کا طالب
خورشید ناظر
۳۳۴۔سی، سٹلائیٹ ٹاؤن، بہاول پور
موبائل: ۰۳۳۴-۷۰۳۲۴۴

۷۲

باب

۱

جہالت کے زمانے کے عجب حالات ملتے ہیں

۷۳

۷۴

۷۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہالت کے سمندر میں عرب تہذیب پلتی ہے

زمین کالی ، فضا کالی ، ہواؤں کا چلن کالا
صداقت سرنگوں ہے ، بول ہے اب جھوٹ کا بالا

محبت زخم خوردہ ہے ، یہاں نفرت پہ جوبن ہے
خزاں کے ہاتھ میں انساں کے مستقبل کا گلشن ہے

کسی کے خون سے لمحوں میں ہو جاتا ہے دامن تر
نہیں پروا کسی کو کچھ اگر اُجڑے کسی کا گھر

یہاں عزت کی قیمت ایک کوڑی سے بھی کمتر ہے
کوئی قانون ہے نہ ہی کسی کا خوف یا ڈر ہے

کوئی کمزور ہے تو اس کا جینا موت سے ابتر
بڑا ہے جس کو حاصل ہے بدی میں فوقیت سب پر

قبائل میں سدا زور آزمائی ہوتی رہتی ہے
عرب اس ذیل میں کرتے ہیں وہ، عورت جو کہتی[1] ہے

عظیم و باہنر اولاد پانے کے لیے اکثر
بصد اصرار بیوی سے یہ کہتے ہیں یہاں شوہر

کہ استبضاع[2] کر لو تم فلاں سے تا حمل ٹھہرے
بہادر ، باکمال و نیک ہو گا یوں پسر اُس سے

یہاں ٹولی بنا کے کرتے ہیں عورت سے بدکاری
اگر اولاد ہو تو یہ ہے اس عورت کی مختاری

کہ وہ جس شخص کا لے نام، ہوگا باپ وہ اُس کا
نہیں ہوتا ہے پھر اُس شخص میں انکار کا یارا

یہاں کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں، عیاشی کرتی ہیں
نہ بندوں کا ہے خوف اُن کو، نہ اللہ ہی سے ڈرتی ہیں

لگا رکھا ہے ایسی عورتوں نے گھر پہ اک جھنڈا
کھلے بندوں یہاں بدکاری کا دن رات ہے دھندا

کبھی ایسی کسی عورت سے گر اولاد ہو جائے
قیافے کے لیے لازم ہے وہ ماہر کو بلوائے

وہ ماہر آ کے اپنے فن سے جس کا نام لیتا ہے
اُسی سے ربط ہے اُس کا ، یہ بیٹی ہے یا بیٹا ہے

قبیلہ جب لڑائی میں کوئی مغلوب ہوتا ہے
وہ زر کیا ، اپنی مستورات سے بھی ہاتھ دھوتا ہے

یہ مستورات غالب کے حرم کا حصہ بنتی ہیں
غلامی میں وہاں رہ کر یہ اولادیں بھی جنتی ہیں

یہ وہ بچے ہیں جو تا عمر جیتے ہیں ندامت سے
سدا محروم رہتے ہیں قبیلے کی محبت سے

کوئی تحدید مردوں پر نہیں شادی کے بارے میں
وہ چاہیں گر تو رکھ سکتے ہیں گھر میں دو سگی بہنیں

اگر والد کسی بیوی کو دیتا ہے طلاق ، اُس سے
یا پھر وہ چھوڑ کر مر جاتا ہے بیوہ کوئی پیچھے

تو بیٹا اپنی ماں، جو کہ ہے سوتیلی، اگر چاہے
نہیں کچھ عیب اس میں اُس سے شادی شوق سے کر لے

سوائے چند لوگوں کے سبھی یہ کام کرتے ہیں
برائی میں ملوث ہیں، بھلائی سے یہ ڈرتے ہیں

برائی کرکے اس کا فخر سے اظہار کرتے ہیں
انہیں دختر سے نفرت ہے، پسر سے پیار کرتے ہیں

یہاں فاقوں یا رسوائی کے ڈر سے یہ بھی ہوتا ہے
انہوں نے اپنے بچوں، بیٹیوں کو مار ڈالا ہے

قبائل سب طرفداری کا رس خوش ہوکے پیتے ہیں
اسی پر فخر کر کرکے یہ سب دنیا میں جیتے ہیں

قبیلے میں تعاون کا عمل صدیوں سے جاری ہے
تعلق میں طرفداری انہیں ہر شے سے پیاری ہے

ہے بھائی جھوٹا یا سچا، یہ اس کے ساتھ رہتے ہیں
اُسے ہر حال میں یہ سب فقط سچا ہی کہتے ہیں

یہ ظالم ہے تو اُس کا ظلم میں بھی ساتھ دیتے ہیں
اگر مظلوم ہے تو ظلم کا بدلہ یہ لیتے ہیں

شرف میں اور سرداری میں بڑھنے کے لیے اکثر
ہوئی ہیں کتنی ہی جنگیں، کٹے ہیں جانے کتنے سر

قبیلے اپنے ہمسایہ قبیلوں کے مٹانے کو
جلا لیتے ہیں اپنے گھر کو، اُن کے گھر جلانے کو

خرافاتِ زمانہ لازمی حصہ ہیں مذہب کا
جہالت سے بھری رسموں کا ان پر ہے اثر اتنا

کہ ان رسموں کی عزت میں لڑائی روک دیتے ہیں
بُرائی کی حفاظت میں تعلق توڑ لیتے ہیں

غرض یہ لوگ ہیں منفی رویوں ہی کے رکھوالے
زباں پر فحش باتیں اور دلوں پر جہل کے تالے

یہاں کی زندگی اک جانور کی زندگی جیسی
یہاں کا ہے چلن دھوکہ، یہاں کی ریت خود کامی

عرب کے باسیوں نے دیں کا بھی حلیہ بگاڑا ہے
بتوں ہی کی خدا کے گھر میں اب ہر وقت پوجا ہے

عرب دینِ براہیمی کے پیرو کار تھے سچے
مگر یہ جلد اپنے دین کو بالکل بھلا بیٹھے

ہوا یوں عمرو[3] اک سردار و محسن تھا خزاعہ[4] کا
گیا جب شام وہ تو اس نے جا کر یہ وہاں دیکھا

وہاں کے لوگ کرتے ہیں بتوں کی شوق سے پوجا
عبادت کا یہ انداز اُس کے دل کو بھی بہت بھایا

وہ سمجھا یہ کہ یہ دھرتی سدا سے انبیا کی ہے
بتوں کی پوجا کرنے میں رضا مندی خدا کی ہے

اسے سارے عرب والے دیانتدار کہتے تھے
حقیقت میں اُسے اپنا سبھی غم خوار کہتے تھے

وہ جب لوٹا، ہبل بت کو بھی اپنے ساتھ لے آیا
اُسے لا کے نفاست سے خدا کے گھر میں رکھوایا

پھر اس نے اپنے لوگوں کو دی دعوت بت پرستی کی
بتوں کے نام اُس دن سے انہوں نے اپنی ہستی کی

مشلّل میں منات و نخلہ کی وادی[5] میں عزیٰ کو
برائے نصب کرنے ، عمرو ہی تھا کہ یہ لایا جو

عرب والے انہی تینوں بتوں کو یہ سمجھتے تھے
کہ یہ قادر ہیں ہر شے پر، ہیں دنیا میں بڑے سب سے

کہا جاتا ہے کہ اس عمرو کے اک جن تابع تھا
اُسی نے ہی کسی دن اپنے آقا کو یہ بتلایا

کہ جدہ میں ہیں قومِ نوحؑ کے مدفون سارے بُت
بڑی ہی رحمتوں والے، مقدس اور پیارے بت

ہمارے وڈّ اور نسر و یعوق ان میں کرم والے
یغوث آقا، سواع وقت رحمت اور بھرم والے

جہاں میں ان کی طاقت کا نہیں ہے کوئی بھی ہم سر
گیا اور عمرو لے آیا یہ سارے بت وہ اپنے گھر

وہاں سے ان کو عزت سے تہامہ میں اٹھا لایا
مہینے کچھ ہی گزرے جب زمانہ حج کا آیا

تو اُس نے کچھ قبائل کو دیے بت سارے یہ کہہ کر
کہ کر لو روشن ان کی روشنی سے جاکے اپنے گھر

پھر اس کے بعد کیا تھا، ہر طرف اب بت پرستی تھی
وہاں تھے کفر کے سائے جہاں رحمت برستی تھی

بتوں سے بدنصیبوں نے دیا تھا بھر خدا کا گھر
بنی پھر بت پرستی ہی یہاں کے دین کا مظہر

غضب تو یہ کہ سب مشرک ڈھٹائی سے یہ کہتے تھے
کہ وہ وارث ہیں ابراہیمؑ کے اور پیرو ہیں سچے

بتوں کی پوجا کرنے کے طریقے خاص تھے اُن کے
جو اُن کو عمرو نے ہی گھڑ کے محنت سے سکھائے تھے

بتوں کی پوجا کو وہ بدعتِ حسنہ سمجھتے تھے
اسے وہ دینِ ابراہیمؑ کا حصہ سمجھتے تھے

جہالت کے زمانے میں بتوں ہی سے وہ سب اکثر
مجاور بن کے سب کچھ مانگتے تھے خوب رو رو کر

انہیں مشکل کشا، حاجت روا سارے سمجھتے تھے
انہیں اپنے خدا، بے انتہا پیارے سمجھتے تھے

بتوں کو سجدہ کرتے اور طواف و حج بھی اُن کا
خفا ہو جائیں بُت اُن سے، انہیں یہ کب گوارا تھا

بتوں کے واسطے قربانی کرتے، دیتے نذرانے
بتوں سے قرب کی خاطر، ہوئے اللہ سے بیگانے

کمائی، جانور، کھیتوں کی پیداوار میں حصہ
بتوں کی بندگی اور قرب کی خاطر مقرر تھا

وہ اپنے جانور قربان اُن کے نام پر کرتے
انہی کے نام سے جیتے، انہی کے نام پر مرتے

یقیں تھا اُن کو اللہ ان کی ہر اک بات سنتا ہے
یہ اللہ کو ہیں پیارے اور اللہ صرف ان کا ہے

سفر میں آٹے اور ستو سے وہ مورت بنا لیتے
عبادت کر کے پھر اُن مورتوں کو خود ہی کھا لیتے

فرشتوں، جنّوں، پریوں کو بڑی سرکار کہتے تھے
خدا کا اُن کو بالایمان رشتہ دار کہتے تھے

درختوں، پتھروں کی پوجا بھی اُن کی عبادت تھی
انہیں لاکھوں خداؤں سے دل و جاں سے محبت تھی

انہوں نے بھر دیا تھا خانہ کعبہ کو خداؤں سے
وہ بے جامہ طوافِ کعبہ کرتے التجاؤں سے

کوئی پتھر ملا گر خوب صورت تو کیا سجدہ
مگر کچھ دیر میں اُس کو اٹھا کر اک طرف پھینکا

انہیں اوہام کی بدبختی اور رسموں نے گھیرا تھا
انہیں جو سچ بتاتا، اُس کو دشمن ہی کہا جاتا

وصیلہ[6] اور بحیرہ[7]، سائبہ[8]، حامی[9]، مقدس تھے
نہ ان کے بال کٹواتے، نہ اُن پر وہ سفر کرتے

بھروسا اُن کو ہر اک کام میں ازلام[10] پر ہی تھا
کسی بھی کام کا آغاز ہر اک فال سے کرتا

کئی قسموں کے تیروں سے وہ بازی کھیلتے اکثر
اُسی کی جیت ہوتی تیر جس کا ہو نشانے پر

نسب کے شبہ پر بھی تیر سے وہ کام لیتے تھے
مطابق تیر کے وہ مشتبہ کو درجہ دیتے تھے

ہبل کے پاس اک سو اونٹ لے کر وہ چلے جاتے
پروہت اونٹ لے کر حل بتاتا تیر کو پڑھ کے

جو سارے تیر اس کے پاس تھے، اُن پر لکھا ہوتا
تھے درجے تین، ہر درجے کو تھا مخصوص اک فقرہ

یہ ''تم سے''، ''غیر سے'' یا کہ ہے ''ملحق سے'' بتاتا تیر
انہی لفظوں میں اُس کی زندگی پڑھ کر سناتا تیر

اگر تحریر ہوتی ''تم سے'' تو سب لوگ خوش ہوتے
معزز شخص مانا جاتا اور ملتے سبھی اُس سے

اگر وہ تیر ہوتا ''غیر سے'' والا تو یوں ہوتا
قبیلہ سارا ہی اُس کو سمجھ لیتا حلیف اپنا

اگر وہ تیر ہوتا جس پہ ''ملحق'' لفظ ہے کندہ
ادھر کا نہ ادھر کا، اُس کا درجہ کم تریں ہوتا

عرب میں کاہنوں، عرافوں کا، انجم شناسوں کا
اٹل تھا ہر کہا یعنی کہا جو قولِ فیصل تھا

شگون و بدشگونی اُن کے دیں کا ایک حصہ تھی
شگوں کی جانچ اُن کی زندگی کا عام قصہ تھی

کسی چڑیا، ہرن کو وہ اڑاتے یا بھگاتے تھے
پھر اُس سے اپنی قسمت کا وہ اندازہ لگاتے تھے

اگر وہ دائیں جائے تو یہ اُن کی خوش نصیبی تھی
اگر وہ بائیں جائے تو سمجھتے اُس کو بدبختی

وہ بارش کا سبب اپنے ستاروں کو سمجھتے تھے
انہی سے اپنی قسمت کے اشاروں کو سمجھتے تھے

کئی افعال کو اپنی نحوست کا سبب کہتے
بڑی کوشش سے ان افعال سے وہ بچ کے تھے رہتے

مہینے کچھ تھے ایسے جن کو وہ منحوس کہتے تھے
تھے کچھ دن، جانور ایسے کہ جن سے ڈر کے رہتے تھے

بہت سی عورتوں کے بارے میں تھی اُن کی یہ رائے
کہ یہ منحوس ہیں، ان سے ہمیشہ ہی بچا جائے

جہالت کے اس اندھے غار میں کچھ روشنی بھی تھی
یہاں کچھ لوگ ایسے تھے کہ جن میں حق پرستی تھی

برائی سے جو بچتے، حق کا کھل کر ساتھ دیتے تھے
بتوں سے دور رہتے، اک خدا کا نام لیتے تھے

انہوں نے دینِ ابراہیمؑ کا دامن نہ چھوڑا تھا
انہوں نے بھی مگر کچھ بدعتوں کو اس سے جوڑا تھا

وہ یوں تو کعبے کی تعظیم کرتے، حج بھی کرتے
مگر وہ خود کو اعلیٰ کہتے اور مغرور تھے ایسے

سمجھتے تھے کہ ان کا مرتبہ ہر اک سے بڑھ کر ہے
وہ کہتے حق کے بارے میں کہ ان کا حق فزوں تر ہے

وہ رکھتے نام حمس اپنا، بڑے ہی فخر سے کہتے
حرم ہی کی حدود اندر رہے ہیں ہم ہمیشہ سے

ہم ابراہیمؑ کی اولاد ہیں، وارث ہیں کعبہ کے
بھلا ہم کیوں کہیں جائیں، مبرا ہیں افاضہ سے

چنانچہ حج کے دن خطبہ سننے وہ نہ جاتے تھے
اسی انداز میں اپنی فضیلت وہ جتاتے تھے

وہ کہتے حالتِ احرام میں سائے میں رہنے کو
نہ ہو کمبل کا، ان کے واسطے چمڑے کا خیمہ ہو

برائے حج مزدلفہ سے آگے بڑھ نہ پاتے تھے
افاضہ وہ یہیں کر کے حرم میں لوٹ آتے تھے

۷۹

کئی چیزیں بنانے سے بھی وہ پرہیز کرتے تھے — فضیلت کے جتانے کو وہ ان باتوں سے ڈرتے تھے

وہ بیرونِ حرم کی کوئی شے ہرگز نہ کھاتے تھے — طوافِ اولیں کے ذیل میں سب کو بتاتے تھے

فقط یہ حمس کے کپڑے سے ہو سکتا ہے اے لوگو! — ملے نہ حمس سے کپڑا تو پھر بے جامہ ہی کر لو

بہت سے لوگ بے جامہ طوافِ اولیں کرتے — وہ اپنی بے حیائی پر خدا سے بھی نہ ڈرتے تھے

کوئی احرام گر باہر کے کپڑے کو بنا لیتا — تو وہ بعد از طواف اس کو الگ خود سے یوں کر دیتا

کہ کوئی چھو نہ سکتا اس کو نہ ہی کام میں لاتا — یہ ایسی بدعتیں تھیں جن کو کوئی نہ سمجھ پاتا

قریشی حالتِ احرام میں جب گھر میں جاتے تھے — تو دروازے سے جانے کو برائی وہ بتاتے تھے

وہ پچھواڑے کی ہی دیوار میں رستہ بنا لیتے — اسی رستے سے آتے اور اسی رستے سے جاتے تھے

وہ اپنے اس عمل کو اک بڑی نیکی سمجھتے تھے — برائے آخرت اس کو وہ خوش بختی سمجھتے تھے

مجوسی، صابی، نصرانی، یہودی بھی یہاں آ کر — ہوئے آباد اس خطے میں لٹ جانے پہ اپنے گھر

پڑا تھا جہل کا اذہان پر اُن کے بھی وہ سایہ — کہ اُن میں سے کوئی جس کی نحوست سے نہ بچ پایا

انہی حالات میں اہلِ عرب کی عمر کٹتی تھی — یہاں ہر بات پر ہی جوتیوں میں دال بٹتی تھی

یہ وہ ماحول تھا جس میں عرب کے لوگ رہتے تھے — وہ کتنے پست تھے لیکن بڑا خود کو وہ کہتے تھے

یہ سب باتیں بجا، اُن میں تھیں کچھ باتیں بڑی اعلیٰ — کہ جن کو دیکھ کر ہر شخص اکثر دنگ رہ جاتا

اندھیرے کے سمندر میں نظر کچھ کرنیں آتی ہیں

کرم میں اور سخاوت میں وہ دنیا بھر میں آگے تھے — اسی عادت پہ اپنی جان بھی قربان کرتے تھے

ادب دیکھیں اگر اُن کا تو اس کے آدھے حصے میں — سخاوت ہی کے قصے ہیں، سخاوت ہی کی ہیں باتیں

کسی مفلس کے گھر بھی کوئی گر مہمان آ جاتا — تو وہ اس کے لیے کیا کیا تکلف کر گزرتا تھا

ہے آدھی رات اور آ کر کسی نے در پہ دستک دی — تو سب نے دل کی گہرائی سے اُس کی آ کے خدمت کی

اگر مہماں کہے بھوکا ہوں تو یہ یوں بھی کرتے تھے — ہے گھر میں اُونٹنی اک ہی تو اُس کو ذبح کر دیتے

اگرچہ اونٹنی واحد ذریعہ روزی کا ہوتا — مگر اس بات کی کرتے نہ تھے وہ ذرہ بھر پروا

کرم کی خاص خُو اپنی سدا مہمیز کرنے کو — وہ پیتے تھے شراب اکثر تہی دامن کے بھرنے کو

وہ کہتے یہ کہ نشے میں لٹانا مال ہے آساں — کہ اس حالت میں ہرگز بخل کا رہتا نہیں امکاں

شجر انگور کا نخلِ کرم تھا جس حوالے سے — شراب ان کے لیے بنتِ کرم تھی اس حوالے سے

وفائے عہد کو وہ دین کا حصہ سمجھتے تھے
کبھی حالات میں وہ عہد اپنے کو وفا کرتے
وفائے عہد میں اپنا وہ سب کچھ ہار دیتے تھے
لٹا دیتے تھے گھر اپنا، پسر بھی مار دیتے تھے
وہ خود داری و غیرت کا عجب انداز رکھتے تھے
ذرا سی بات پر اکثر لڑائی پر اتر آتے
پھر اس کے بعد ان کو جان کی پروا نہ رہتی تھی
وہ پیچھے پھر نہ ہٹتے تھے یہ دنیا جو بھی کہتی تھی
مقاصد کے لیے وہ جان دینے پر تھے تل جاتے
اگر الجھن کوئی درپیش ہو تو اس کو سلجھاتے
وہ اپنے کام کو ہر حال میں انجام دیتے تھے
اسے وہ اپنی عزت کا ہمیشہ نام دیتے تھے
بسا اوقات حلم و بردباری دیدنی ہوتی
کئی باتوں میں سنجیدہ روی بھی دیدنی ہوتی
وہ سادا تھے، اسی میں خود کو زیرِ بار کرتے تھے
فریب و مکر سے نفرت، کرم سے پیار کرتے تھے
اسی اخلاق کے باعث قیادت پاسکے تھے وہ
زمانے بھر کے لوگوں کی سیادت پاسکے تھے وہ

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ عرب کے جاہلی معاشرے میں بسا اوقات عورت چاہتی تو قبائل میں جنگ ہوجاتی اور وہ چاہتی تو اُن میں صلح کرا دیتی۔

۲۔ شریف و باکمال لڑکے کے لیے شوہر اپنی بیوی سے خود کہتے کہ فلاں شخص کی شرم گاہ حاصل کرو۔ اس عرصے میں شوہر اُس وقت تک بیوی سے الگ تھلگ رہتا جب تک کہ حمل واضح نہ ہوجاتا۔ اس عمل کو وہ لوگ ''استبضاع'' کا نام دیتے تھے۔

۳۔ عمرو بن لُحی

۴۔ بنوخزاعہ

۵۔ وادیٔ نخلہ

۶۔ ایسی بکری جو مسلسل پانچ دفعہ دو دو مادہ بچے جنے۔ ان دس بچوں کے درمیان کوئی نر پیدا نہ ہو۔

۷۔ سائبہ کی بچی یعنی ایسی اونٹنی کی بچی جو مسلسل دس مادہ بچے جنے۔

۸۔ ایسی اونٹنی جو مسلسل دس مادہ بچے جنے۔ سائبہ اور اُس کے بچوں کے کان چیر دیے جاتے اور انہیں آزاد چھوڑ دیا جاتا۔ ان پر سواری نہ ہوتی، ان کے بال نہ کاٹے جاتے اور سوائے مہمان کے ان کا دودھ کوئی نہ پیتا۔

۹۔ ایسا اونٹ جس کی مادہ سے مسلسل دس دفعہ مادہ بچے پیدا ہوں۔ اس اونٹ پر سواری ترک کر دی جاتی، اس کے بال نہ کاٹے جاتے اور ریوڑ میں اُسے آزاد چھوڑ دیا جاتا۔

۱۰۔ زلم کی جمع۔ ایسا تیر جس میں پر نہ لگے ہوئے ہوں۔ اس تیر کو فال گیری کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

باب

۲

نسب سردارِ دو عالم ﷺ کا اعلیٰ اور یکتا ہے

۸۲

نسب سردارِ دو عالم ﷺ کا اعلیٰ اور یکتا ہے

مرے آقا محمدؐ کا نسب ہر اک سے اعلیٰ ہے
انہیؐ کی ذات کا پھیلا ہوا ہر سو اجالا ہے

یہ عبداللہ کے بیٹے ہیں، پسر تھے جو کہ شیبہ کے
تھے والد جن کے ہاشم، جو مناف و زید میں سے تھے

تھے والد زید کے کلاب، جو بیٹے تھے مرّہ کے
جو کعب ابنِ لؤی، غالب کے والد، فہر میں سے تھے

قریش ان کا لقب تھا، یہ بڑے ہی نام والے تھے
قریش ان کا قبیلہ ان سے ہے منسوب صدیوں سے

کنانہ کے پسر بن مالک و بن قیس کہلائے
کنانہ تھے خزیمہ سے، خزیمہ ابنِ عامر تھے

پسر الیاس کے عامر تھے جو تھے مضر کے بیٹے
نزار اُن کے تھے والد اور معدّ ان کے ہی دادا تھے

تھے عدنان اُن کے والد جو حزا[۲]، دیشان کے بیٹے
ہمارے آقا اسماعیلؑ و ابراہیمؑ میں سے تھے

تھے ابراہیمؑ آزر کے پسر، ناحور کے پوتے
یہ سب ادریسؑ، شیثؑ و حضرتِ آدمؑ کے تھے بیٹے

محمدؐ اسم جن کا، جانِ رحمت سب کے ہیں والی
ہیں نبیوں کی حسیں مالا کے سب سے آخری موتی

محمدؐ کے قبیلے کو بڑا اعزاز تھا حاصل
یہ کعبے کا ولی تھا اور سرداری میں تھا شامل

بنو دار و بنو ہاشم میں منصب پر بڑھی جب بات
بنو ہاشم کے حق میں تب ہوئے ثابت سبھی حالات

ملا تھا ان کو منصب اب سقایہ اور رفادہ کا
وہی حجاج کے تھے میزبان، اُن کا یہ حق ٹھہرا

رسول اللہؐ کے آبا میں سے اک کا نام ہاشم تھا
بڑی ہی شان والے تھے، وہ مال و زر میں تھے یکتا

انہوں نے حاجیوں کو اک انوکھی شے کھلائی تھی
انہوں نے شوربے میں گوشت کر روٹی ملائی تھی

اُسی کھانے کے باعث اُن کا ہاشم تھا لقب ٹھہرا
تھا عمرو اُن کا حقیقی نام، ہاشم کا ہوا چرچا

تجارت کے لیے ہاشم نے جاڑے اور گرمی میں
سفر پر قافلے بھیجے فقط قومی بھلائی میں

تجارت کے سفر پر شام جانے کے لیے نکلے
مدینے آئے تو کچھ عرصہ وہ اس شہر میں ٹھہرے

یہاں رہ کر بنی نجار کی سلمیٰ[۳] سے کی شادی
کئی دن تو رُکے کر لی سفر کی پھر سے تیاری

فلسطیں آئے تو ان کو بلاوا موت کا آیا
ولی کعبہ کا غزّہ سے یوں واپس آ نہیں پایا

ہوا ہاشم کا سلمیٰ بی بی سے اک چاند سا بیٹا
بنی نجار میں نام اس لیے رکھا گیا شیبہ

۸۳

کہ اس بچے کے بالوں میں تھی آمیزش سفیدی کی
اک عرصے تک رہے یثرب میں شیبہ اور سلمٰی بھی

مرے ہاشم تو اُن کا فرض بھائی ہی نبھاتے تھے
تھا اُن کا نامِ نامی مُطّلِب[۴]، یہ شان والے تھے

بڑی عزت تھی ان کی، حکم ان کا مانا جاتا تھا
لقب فیاض کا اہلِ عرب نے ان کو بخشا تھا

بنو ہاشم کو عرصہ تک نہیں تھا علم شیبہ کا
یہی شیبہ تھے عبدالمطلب سرکارؐ کے دادا

چچا[۴] کو جب ہوا یہ علم تو یثرب چلے آئے
ملے آکر بھتیجے[۵] سے تو اشک اُن کے نہ رک پائے

اجازت لے کے ان کی ماں سے لے آئے انہیں مکہ
انہیں جس نے بھی دیکھا، پوچھا کیا یہ عبد ہے تیرا؟

کہا یہ مطلب نے سب سے، یہ میرا بھتیجا ہے
ہے بیٹا بھائی ہاشم کا، مرے بھی دل کا ٹکڑا ہے

یہ جب لائے تھے یثرب سے انہیں، تھی عمر بارہ سال
جواں جب ہوگئے شیبہ تو بدلی وقت نے کچھ چال

چچا آئے یمن تو موت[۶] نے ان کو یہیں گھیرا
یوں شیبہ شہرِ مکہ میں ہوئے اک بار پھر تنہا

چچا اک اور تھا اُن کا کہ جس کا نام نوفل[۷] تھا
وہ شیبہ کے لیے دل میں کدورت خوب تھا رکھتا

مرے جب مطلب تو اُس نے آکر صحنِ شیبہ پر
بڑی ہی بے حیائی سے لیا اک دن میں قبضہ کر

شکایت اس کی شیبہ نے کی اپنے رشتہ داروں سے
مدد چاہی جب اُن کی تو کہی یہ بات ساروں نے

کہ وہ دونوں کے آپس کے بکھیڑے میں نہیں پڑتے
مدد کیا وہ سرے سے اس جھمیلے میں نہیں پڑتے

ہوئے مجبور تو ابنِ عدی[۸] کو شعر لکھ بھیجے
یہ شیبہ کے سگے ماموں تھے اور یثرب میں رہتے تھے

وہ اَسّی گھڑ سواروں کو لیے مکہ چلے آئے
لیے تلوار نوفل کے ہی سر پہ سیدھے آپہنچے

کہا نوفل سے لوٹاؤ زمیں یا پھر لڑو مجھ سے
کہا نوفل نے کعبے میں نہیں لڑ سکتا میں تجھ سے

زمیں شیبہ کو واپس کر رہا ہوں میں اسی لمحے
گواہی اُن کی رکھی جو اکابر تھے وہاں بیٹھے

رہے شیبہ کے گھر ابنِ عدی، عمرہ لیا جب کر
وہاں سے تین دن کے بعد لوٹ آئے وہ اپنے گھر

زمیں کے اس طرح چھننے کا نوفل کو رہا صدمہ
بنو ہاشم کو ساری عمر اُس نے پھر عدو سمجھا

کیا نوفل نے عبدِ شمس والوں سے یہ سمجھوتا
بنو ہاشم سے لیں گے وہ مناسب وقت پر بدلہ

بنو نجار نے کی جس طرح امداد شیبہ کی
خزاعہ والوں نے بھی بات یہ بالکل بجا سمجھی

کہ عبدالمطلب کو وہ کبھی تنہا نہ چھوڑیں گے
بنو نجار سے بڑھ کر محبت سے نوازیں گے

انہیں یاد آیا کہ عبدِ مناف[۹] اُن سب کے ہیں اپنے
تھی اُن کی والدہ کیوں کہ خزاعہ کے قبیلے سے

چنانچہ یہ خزاعہ اور بنو ہاشم میں طے پایا
قبیلہ تیسرا کوئی کرے اُن پر اگر حملہ

تو یہ پابند ہیں اک دوسرے کا ساتھ دینے کے
ہر اک نقصان سہنے اور خطرہ مول لینے کے

۸۴

کیا دونوں نے وعدہ دارِ ندوہ کی فصیلوں میں
محبت کا ہوا آغاز ان دونوں قبیلوں میں

یہی وہ عہد ہے جس کے نبھانے کو مرے آقاؐ
بڑے لشکر کے ساتھ آئے تھے لڑنے کے لیے مکہ

تھے عبدالمطلب جس دور میں نگران کعبے کے
ہے جن کا ذکر لازم، دو ہوئے تھے واقعے ایسے

رسول اللہ ﷺ کے دادا پھر سے زم زم جاری کرتے ہیں

تھے مکہ میں بہت سے چاہ پانی کے مگر اکثر
پڑے تھے خشک گو پانی میسر تھا مگر کمتر

تھے مکہ کے مکیں خاصے پریشانی کے عالم میں
تھے عبدالمطلب بھی مبتلا اُن سب کے اس غم میں

ہوئی مدت کہ کعبہ پر تھی جُرہم[10] کی عمل داری
انہوں نے پیدا کر رکھی تھی لوگوں کے لیے خواری

بڑھا جب حد سے بھی ظلم اُن کا، اہلِ مکہ نے
کیا مجبور اُن کو کہ چلے جائیں وہ مکہ سے

انہوں نے چاہِ زم زم اپنے ہاتھوں پاٹ ڈالا تھا
کیا یوں کام کہ اس کا پتا ہرگز نہ چلتا تھا

کمی پانی کی جب خاصی بڑھی تو ابنِ ہاشم[11] نے
یہ کوشش کی کہ کھودیں چاہِ زم زم کو مگر پہلے

ضروری تھا کہ آئے علم میں اُن کے جگہ اُس کی
ضروری تھا جگہ کا اُن کو بتلائے پتا کوئی

پریشانی کے اس عالم میں کچھ عرصہ ہی گزرا تھا
کہ اک شب چاہِ زم زم کو انہوں نے خواب میں دیکھا

کھدائی کو چلے تو سب مخالف سامنے آئے
تھا مقصد ایک ہی اُن کا، کھدائی ہو نہیں پائے

تھا عبدالمطلب کا اُن دنوں بس ایک ہی بیٹا
یہ دونوں باپ بیٹا تھے مگر یہ کام لمبا تھا

کیا خلقِ خدا کے واسطے یہ کام دونوں نے
قیامت تک کیا زم زم کو سب پر عام دونوں نے

کھدائی کرتے جاتے اور دل ہی دل میں یہ کہتے
خداوندا! مرے بھی کاش ہوتے آج دس بیٹے

ترا یہ کام مجھ پر اس طرح آسان ہوجاتا
بھلائی کے بہت سے کاموں کا امکان ہوجاتا

پھر اللہ سے دعا کرکے یہ منت دل سے تھی مانی
اگر دس بیٹے دے اللہ تو دوں گا اک کی قربانی

ہوا پھر یوں کہ اللہ نے نوازے ان کو دس بیٹے
کروں میں کون سے بیٹے کو قرباں سب سے کہتے تھے

کریں وہ قرعہ اندازی انہوں نے حل نکالا تھا
وہاں لکھا تھا عبداللہ انہوں نے تیر جب کھینچا

بڑے ہی خوب صورت تھے یہ ان کے سارے بیٹوں میں
بہت مقبول تھے وہ شہر کے سارے ہی لوگوں میں

یہ شیبہ کے سبھی بیٹوں میں سب سے پیارے بیٹے تھے
ہمیشہ فیصلہ والد کا سر آنکھوں پہ رکھتے تھے

لیا بیٹے کو ساتھ اپنے، چلے قربان کرنے کو
چلے عبداللہ بھی اپنے پدر کے ہاتھوں مرنے کو

خبر جس نے سنی ہر اک وہاں پر دوڑ کر آیا
بڑی مشکل سے رشتہ داروں نے شیبہ کو سمجھایا

ہوا یہ فیصلہ چل کے کسی سے اس کا حل پوچھیں — ہو جس سے عہد پورا جا کے اُس سے وہ عمل پوچھیں
وہاں پر عاتکہ[12] نامی تھی اک خاتون، جو دانا تھی — جو ہوتا سچ، وہی سنتی، جو ہوتا سچ وہ بتلاتی
کہا اُس نے کہ قرعہ ڈالو دس اونٹوں کا، لڑکے کا — اگر نام آئے عبداللہ تو پھر سے ڈالو تم قرعہ
جہاں عبداللہ کے بدلے میں قرعہ اونٹوں کا نکلے — کرو قربان ہو تعداد جتنی بھی تم اونٹ اُتنے
کیا یونہی گیا، نو بار عبداللہ کا نام آیا — تو دسویں بار اونٹوں کے لیے قرعہ نکل پایا
دی بیٹے کے عوض شیبہ نے سو اونٹوں کی قربانی — یوں پوری کی وہ منت جو انہوں نے تھی کبھی مانی
دیت جو اب مقرر ہے یہ سو اونٹوں کی قیمت ہے — یقیناً اس کے پس منظر میں شیبہ ہی کی منت ہے

یمن سے ابرہہ کعبے پہ حملہ کرنے آتا ہے

چھٹی[13] تھی یہ صدی اور آٹھویں اس کی دہائی تھی — عرب میں خانہ کعبہ پر مصیبت ایسی آئی تھی
کہ جس کی پورے عالم میں مثال اب تک نہیں ملتی — محبت جس میں کعبے سے نظر آتی ہے اللہ کی
یمن میں ابرہہ کی تھی حکومت تھا جو نصرانی — اسے بیٹھے بٹھائے اک عجب ترکیب سوجھی تھی
کیا تعمیر اُس نے اک کلیسا شہرِ صنعاً میں — جسے وہ چاہتا تھا کہ کرے تبدیل کعبہ میں
تھی اس کی ایک یہ خواہش کہ حج اس میں کیا جائے — یہیں دنیا سے لوگ آئیں کوئی مکہ نہ جا پائے
جو سنتا یہ خبر، حیران اس کی سوچ پر ہوتا — جسے کعبہ سے تھی نسبت برا اُس پر اثر ہوتا
کنانہ[14] کے قبیلے والوں تک بھی یہ خبر پہنچی — کنانہ میں سے تھا اک شخص، جانے اس کو کیا سوجھی
وہ چھپ کے رات کے اوقات میں پہنچا کلیسا میں — کیا بول و براز اُس کو دیا پھیلا کلیسا میں
ملی جیسے خبر یہ ابرہہ کو وہ تڑپ اٹھا — لیے اک لشکرِ جرار وہ مکہ پہ چڑھ دوڑا
کہا اُس نے کہ اب کعبہ کو میں برباد کردوں گا — جلا کر راکھ کردوں گا نشان تک بھی نہ چھوڑوں گا
تھے اُس کے ساتھ کچھ ہاتھی، ہزاروں گھوڑے اور پیدل — جہاں سے وہ گزرتا تھا، وہاں مچ جاتی تھی ہل چل
یمن سے وہ مغمس پہنچا اور کچھ دیر کو ٹھہرا — دیا ترتیب لشکر اور مزدلفہ میں آ پہنچا
محسر[15] کے علاقے میں منیٰ سے پہلے جب پہنچا — تو اُس کا خاص ہاتھی اس طرح سے اس جگہ بیٹھا
اُٹھانے پر وہ نہ اٹھتا، اگر اٹھتا تو نہ چلتا — فقط اُس سمت کہ جس سمت مکہ اور کعبہ تھا
اگر رخ اُس کا باقی تینوں جانب کو کیا جاتا — وہ اٹھتا اور تیزی سے ہر اک جانب چلا جاتا
تھی اُس لشکر کے باقی ہاتھیوں کی بھی یہی حالت — اشارہ تھا پلٹ جاؤ مگر سمجھا نہ بدقسمت

پڑاؤ کرلیا لشکر نے کیونکہ یہ ضروری تھا
جو ریوڑ چر رہے تھے اُن پہ فوراً کر لیا قبضہ

اسی قبضے میں شیبہ کے بھی دو سو اونٹ آئے تھے
پتا اُن کو چلا تو اونٹ لینے کے لیے آئے

بتایا ابرہہ کو جاکے نوکر نے کہ آئے ہیں
کوئی شیبہ جو اپنے آپ کو سردار کہتے ہیں

بلایا ابرہہ نے اُن کو اور حیرت سے یہ پوچھا
کہ ہیں وہ کون اور مقصد بتائیں اپنے آنے کا

تعارف اپنا کروا کر کہا شیبہ نے یہ اُس سے
کہ جو قبضے میں ہیں اس کے، وہ اُن کے اونٹ لوٹا دے

اُسے حیرت ہوئی، اس نے کہی یہ بات شیبہ سے
پڑی ہے تم کو اونٹوں کی، نہیں کعبے کی کچھ کہتے

میں کل اُس کو مٹا دوں گا، یہ دنیا کو دکھا دوں گا
میں اس کی اینٹ سے اب اینٹ ہی آکر بجادوں گا

کہا شیبہ نے لوٹا دو فقط جو اونٹ ہیں میرے
یہ کعبہ کیسے بچتا ہے یہ کعبے کا خدا جانے

پھر عبدالمطلب اونٹوں کو لے کے آئے مکہ میں
وہ گھر آئے اور اس کے بعد سیدھے آئے کعبہ میں

دعا مانگی یہ اللہ سے کہ مولا یہ ہے گھر تیرا
سوائے تیرے، تیرا گھر نہیں کوئی بچا سکتا

یہاں پر بھی صلیب آجائے گی گر نہ بچا کعبہ
یہاں ہرگز کوئی بھی نام تیرا لے نہ پائے گا

وہ لے کر اہلِ مکہ کو پہاڑوں پر چلے آئے
خدا نے اپنی قدرت کے انہیں منظر یہ دکھلائے

ابابیلوں کا جھنڈ آیا وہاں کہ تھا جہاں لشکر
ہر اک کی چونچ اور پنجوں میں تھے بس تین ہی پتھر

یہ پتھر ابرہہ کے ہاتھیوں، لشکر پہ برسائے
ہوا وہ حال اُن کا کوئی کیا لفظوں میں بتلائے

یہ لشکر کھائے بھس کا ڈھیر تھا، گر کوئی تھا زندہ
تھا وہ اپنے کیے پر سخت نادم اور شرمندہ

گیا تھا ابرہہ گو بچ مگر آخر نہ بچ پایا
کہ سینہ پھٹ گیا، سینے سے دل باہر نکل آیا

خبر جس کو ہوئی اس واقعے کی وہ ہوا حیراں
بڑھی کعبہ کی دنیا میں بہت عزت، جلالت، شاں

ہوا سب کو یقیں یہ گھر خدا کا گھر ہے دنیا میں
خدا ہر شے پہ قادر ہے، وہی برتر ہے دنیا میں

کسی کو پھر نہ ہمت ہوسکی اس پر چڑھائی کی
نشانی بن کے ابھرا یہ خدا کی کبریائی کی

کھلی یہ بات کہ دنیا میں کوئی آنے والا ہے
اندھیرا مٹنے والا ہے، اجالا چھانے والا ہے

حقیقت میں یہ تمہیدی نشانی تھی اگر سمجھیں
خدائے کعبہ کی یہ مہربانی تھی اگر سمجھیں

بتایا یہ خدا نے، وہ صداقت کا ہے رکھوالا
جو جھٹلائے حقیقت کو اسے ایسے مٹائے گا

یہ وہ دو واقعے ہیں جو ہوئے جب دورِ شیبہ تھا
انہی شیبہ کے دس بیٹے[۱۶] تھے، ان میں اک تھے عبداللہ

یہی عبداللہ تھے، جو خوب صورت، خوب سیرت تھے
سدا سے پاک دامن، حاملِ علم و بصیرت تھے

یہی عبداللہ تھے جن کو ذبیح مکہ کہتے تھے
تھے عبدالمطلب کو جاں سے پیارے، دل میں رہتے تھے

تھیں بنتِ عمرو[١٧]، بی بی فاطمہ، عبداللہ کی امی
بڑی ہی عمرو کی مکہ میں چاہت اور عزت تھی

کی عبدالمطلب نے شادی عبداللہ کی جس گھر میں
وہ یکتا تھا شرف میں، علم میں، عزت میں اور زر میں

تھیں بی بی آمنہ[١٨] افضل تریں خاتوں زمانے کی
عرب میں اُن کے رتبے اور نسب میں تھا نہیں ثانی

گئے یثرب تجارت کے لیے اک بار عبداللہ
وہاں پہنچے تو خاصے ہوگئے بیمار عبداللہ

جوانی ہی میں ان کو موت نے یثرب میں آگھیرا
وہیں پہ چاند عبدالمطلب کا جا کے گہنایا

ہیں عبداللہ رسول اللہؐ کے والد، آمنہ امی
ہیں عبدالمطلب دادا، شرف میں سب ہی لاثانی

توضیحات وحوالہ جات

١۔ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدِ مناف (مغیرہ) بن قصی (زید) بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر (قیس) بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان۔

٢۔ حزا اور دیشان، عدنان کے داداؤں میں سے تھے جو سیدنا اسماعیلؑ و ابراہیمؑ کی اولادوں میں شامل تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد آزر اور آزر کے والد ناحور تھے جو ادریسؑ، شیثؑ اور آدمؑ کی اولادوں میں سے تھے۔

٣۔ سلمٰی زوجہ ہاشم

٤۔ مطلب بن عبدِ مناف

٥۔ عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم

٦۔ مطلب ابنِ عبدِ مناف کا انتقال مقامِ رومان، یمن میں ہوا۔

٧۔ نوفل بن عبدِ مناف۔

٨۔ ابوسعید بن عدی۔

٩۔ بنو عبدِ مناف۔

١٠۔ بنو جُرہم۔

١١۔ عبدالمطلب (شیبہ) ابنِ ہاشم۔

١٢۔ سیرۃ المصطفٰے از مولانا محمد ادریس کاندھلوی، جلد اول، صفحہ نمبر ٣٧۔ یہ آپ V کی پھپھی تھیں جنہوں نے اپنے والد حضرت عبدالمطلب (شیبہ) کو یہ مشورہ دے کر اپنے بھائی عبداللہ کی جان بچائی۔

٨٨

۱۳۔ ۵۷۱ء

۱۴۔ بنو کنانہ

۱۵ وادیٔ مُحسر۔

۱۶۔ عبدالمطلب (شیبہ) کے دس بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ حارث، زبیر، ابوطالب عبدِ مناف، عبداللہ، حمزہؓ، ابولہب عبدالعزیٰ، غیداق، مقوم، صفارا اور عباسؓ۔ چھ بیٹیاں تھیں، نام یہ ہیں۔ ام الحکیم بیضاً، برہ، عاتکہ، صفیہ، اروی اور امیمہ۔

۱۷۔ عمرو بن عائذ بن عمران۔

۱۸۔ آمنہ بنتِ وہب بن عبدِ مناف۔

۸۹

باب

۳

جہاں میں سرورِ کون و مکاں ﷺ تشریف لاتے ہیں

جہاں میں سرورِ کون و مکاں ﷺ تشریف لاتے ہیں

ازل ہی سے چلے آتے ہیں یہ انداز قدرت کے ۔ کہ رکھتی یہ نہیں یکساں کبھی احوال قسمت کے
اگر خوشیاں نہیں رہتیں تو غم بھی مٹنے والے ہیں ۔ خدا کے کام میں حکمت کے سب پہلو نرالے ہیں
ہنسی ہنستے ہوئے ہونٹوں سے بھی وہ چھین لیتا ہے ۔ کبھی غم کی جگہ خوشیوں کے ریلے بھیج دیتا ہے
بھرے کو خالی کر دیتا ہے اور خالی کو بھرتا ہے ۔ مگر اس میں نہیں ہے شک کہ وہ انصاف کرتا ہے
وہ دانا ہے، وہ بینا ہے، وہ قادر ہے بہر صورت ۔ اٹل ہیں فیصلے اُس کے، بدل سکتا ہے وہ قسمت
عذاب اترے، عرب کی صورتِ احوال ایسی تھی ۔ رویے اور قول ایسے، چلن اور چال ایسی تھی
فلک نے اس سے پہلے بھی مناظر ایسے دیکھے تھے ۔ کئی قوموں کے شہر اس نے یہاں پر مٹتے دیکھے تھے
خدا کی حکمتیں لیکن خدا کی ذات ہی جانے ۔ عرب کیا پورے عالم پر لگا ہے لطف فرمانے
چھٹی[1] تھی یہ صدی اور آٹھویں اس کی دہائی تھی ۔ تھا پہلا سال اس کا جب خوشی دنیا میں آئی تھی
خدا نے پوری دنیا کی اداسی کو مٹا ڈالا ۔ تھا چوتھا یہ مہینہ اور دن جبکہ تھا دو شنبہ
خدا نے پورے عالم پر یہ جب احسان فرمایا ۔ سویرا ہونے والا تھا، اجالا ہونے والا تھا
سراپا خیر و رحمت کی گھڑی کے ذیل میں اکثر ۔ بتاتیں آمنہ بی بی بڑا ہی فخر فرما کر
ولادتؐ جب ہوئی تو مجھ کو یہ محسوس ہوتا تھا ۔ کہ جیسے جسم سے میرے سراپا نور ہو نکلا
در و دیوار روشن تھے، ہر اک جانب اجالا تھا ۔ سنا ہے دور ملکِ شام تک یہ نور چمکا تھا
ادھر ایوانِ کسریٰ کے گرے تھے چودہ کنگورے ۔ ادھر آتش کدے ایران کے سب ہوگئے ٹھنڈے
بدلتے جارہے تھے ہر طرف انداز قسمت کے ۔ کئی گرجے گرے، سارے اشارے تھے یہ قدرت کے
کہ دنیا سے بدی کا ابر جلدی چھٹنے والا ہے ۔ کبھی آنکھوں سے تاریکی کا پردہ ہٹنے والا ہے
وہ آئے جو جہاں سے جبر کو بالکل مٹا دیں گے ۔ جو خود پر ظلم کے بدلے میں ظالم کو دعا دیں گے
ہر اک ظالم، ہر اک جابر کے ہاتھوں کو وہ روکیں گے ۔ ہر اک مظلوم کی آنکھوں سے آ کر اشک پونچھیں گے
اشارہ تھا کہ شر کے خاتمے کا وقت آ پہنچا ۔ اشارہ تھا کہ لہرائے گا ہر سو خیر کا جھنڈا
ہوئے شاداں، ولادتؐ کی خبر دادا[2] کو جب پہنچی ۔ گئے کعبہ میں، نومولود کے حق میں دعا مانگی

محمدؐ نام رکھا جو عرب میں تھا نیا بالکل — نہیں تھا اس سے پہلے یہ کسی نے بھی سنا بالکل
کہا جاتا ہے رسمِ گل تراشی ساتویں دن تھی — ہوئے مختون ہی پیدا روایت ایک ہے یہ بھی
سنی جب بو لہب[3] نے یہ خبر تو دوڑ کر آیا — تھی لونڈی ثوبیہ اُس کی، اسے بھی ساتھ وہ لایا
یہی وہ ثوبیہ ہیں، شیر آقاؐ نے پیا جن کا — انہی نے شیر بو سلمہ[4] کو، حمزہؓ کو پلایا تھا

حلیمہ شیر خواری کے لیے آقا ﷺ کو لاتی ہیں

یہ اہلِ مکہ میں تھی رسم کہ بچوں کو وہ اپنے — مضافاتی قبائل کی خواتیں کو تھے دے دیتے
خیال اُن کا تھا بچے دور رہتے ہیں تصنع سے — زباں خالص وہاں ملتی ہے اور لہجے کھرے سچے
ہے اُن کے دودھ میں تاثیر جو بچہ بھی پیتا ہے — توانا، فہم والا اور جری بن کر وہ جیتا ہے
بنو ہاشم کے شہری لوگ بھی اکثر یہ کرتے تھے — کہ اپنے چھوٹے بچوں کو وہ خود سے دور بھجواتے
قبائل دو، بنی سعد و بنی ہاشم میں قائم تھا — ہمیشہ سے تعلق یہ، ہمیشہ سے یہی رشتہ
ابو سفیان[5] و حمزہؓ بھی پلے تھے اس قبیلے میں — وہ سانچے میں دلیری کے ڈھلے تھے اس قبیلے میں
قبیلہ شہرِ مکہ سے ذرا دوری پہ رہتا تھا — رضاعت کے حوالے سے بڑا ہی اس کا چرچا تھا
قبیلہ یہ جہاں بھر میں بڑے ہی بھاگوں والا ہے — کہ اس نے شاہِ بطحاؐ کو بڑی چاہت سے پالا ہے
یہ دنیا رشک کرتی ہے حلیمہ[6] کے نصیبوں پر — محمدؐ کو جو لے آئیں برائے شیر خواری گھر
حلیمہ بی بی کے شوہر کا نامِ نامی حارث[7] تھا — تھیں شیما[8] اور انیسہ[9] بیٹیاں، بیٹا تھا عبداللہ[10]
یہ سب غربت کے سائے میں بڑی عسرت میں جیتے تھے — تھا عالم قحط سالی کا، غموں کے گھونٹ پیتے تھے
کیا چند اک خواتیں نے ارادہ مکہ جانے کا — وہاں جاکر برائے شیرخواری بچے لانے کا
حلیمہ بی بی کہتی تھیں کہ مجبوری کا عالم تھا — غریبی تھی ہمارے گھر میں، جو کچھ تھا بہت کم تھا
ہماری اونٹنی تھی اک مگر اُس کے تھے تھن خالی — گدھی تھی اک سواری کو جو تھی چلنے سے بھی عاری
مجھے کھانا نہ ملتا اس لیے سینہ بھی خالی تھا — نہ سو سکتا مرا بچہ، بلکتا بھوک سے رہتا
یہ خواہش تھی کہ لے آؤں کسی زردار کا بیٹا — چلے گھر میرا بھی اُس سے جو دے بیٹے کا وہ خرچہ
جو بھوکوں مر رہے ہیں، کچھ ملے تو جاں میں جاں آئے — سہارا بھیج دے مولا، کرم ہم پر وہ فرمائے
ہمارے قافلے میں سب اسی مقصد سے آئے تھے — گھروں میں اشتہا کا ناچتا تھا جن، فاقے تھے
جو پہنچے شہر، سب نے جستجو کی، مل گئے بچے — فقط میرے مقدر جو کہ سوئے تھے، نہیں جاگے

تھا اک بچہ، گریزاں تھے سبھی جس کی رضاعت سے
ملے گا کیا انہیں اس سے کہ وہ لے جائیں یہ بچہ
کہا میں نے یہ حارث سے، مجھے اچھا نہیں لگتا
میں اس بچے کو لے چلتی ہوں، یہ میرا نصیبہ ہے
کہا حارث نے کیا ہے ہرج اس میں تم جو کہتی ہو
حلیمہ کہتی تھیں، وہ کیا ملے کہ کھل گئی قسمت
ہوئی جب واپسی مکہ سے تو ہر شخص نے دیکھا
وہ سرپٹ دوڑے جاتی تھی، گدھی جو چل نہ پاتی تھی
محمدؐ کو لگایا سینے سے تو یہ کھلا مجھ پر
مری چھاتی جو اک اک بوند کو ہر دم ترستی تھی
مرے یہ دونوں بچے سیر ہو کر دودھ پی لیتے
گیا جب اونٹنی کے پاس حارث دیکھنے اُس کو
پیا جی بھر کے سب نے دودھ وہ اتنا اٹھا لایا
اُسی دن سے ہماری بکریوں کا رنگ بھی بدلا
وہ چرنے جاتیں، آتیں گھر تو سب کو ایسے لگتا تھا
وہیں جاتیں قبیلے والوں کی بھی بکریاں چرنے
وہؐ بچے تھے مگر اُنؐ کی طبیعت میں تھا ٹھہراؤ
کیے دو سال میں رحمت کے ہم نے کتنے نظارے
ہوئے دو سال پورے تو گئے مکہ انہیں لے کر
محمدؐ خوب صورت تھے مثالی تھا بدن اُنؐ کا
گزاریں وہؐ مرے ہی پاس اپنی زندگی ساری
گزارش کی یہ بی بی آمنہ سے کہ محمدؐ کو
یہ بہتر ہے، رہیں یہ دور زہریلی ہواؤں سے
وہاں انؐ کا بدن کچھ اور بھی مضبوط ہوجائے
میں خوش تھی کہ محمدؐ کو لیے جاتی ہوں ساتھ اپنے

یتیمی تھی نصیب اُس کا، اسی باعث گریزاں تھے
سبھی نے کر دیا انکار جس نے بھی اُسے دیکھا
میں خالی لوٹ جاؤں اور ہر اک کے پاس ہو بچہ
ذرا تم غور سے دیکھو، بڑا ہی پیارا بچہ ہے
ملیں شاید اسی سے رحمتیں، اللہ راضی ہو
اتر آئی مرے گھر میں ہر اک رحمت، ہر اک راحت
وہ ہر شے جس کو نسبت مجھ سے تھی، اس کا چلن بدلا
وہ سارے قافلے کو اپنے پیچھے چھوڑے جاتی تھی
نہیں کمزور ہرگز، ہو گئی ہوں میں توانا تر
اُسی میں سے طلب پر دودھ کی بارش برستی تھی
بڑے ہی چین سے سوتے، ہمیشہ شاد رہتے تھے
بھرے تھن اُس کے دیکھے دودھ سے، رہتے تھے خالی جو
محمدؐ ہی کے باعث یہ ہوا، سب کو یقیں آیا
تھنوں میں دودھ آیا اور وہ ہونے لگیں فربہ
کہ جیسے سارا دن کھاتی رہی ہوں وہ وہاں چارا
مگر وہ سوکھی جاتی تھیں، لگی تھیں بھوک سے مرنے
نہ روتے تھے، نہ لڑتے تھے، ہر اک شے میں تھا سلجھاؤ
دکھوں کے دن خوشی کے دن بنے اُنؐ کے سبب سارے
مگر چھائے ہوئے تھے حزن کے بادل مرے دل پر
تھیں اُنؐ کی ذات کی جو رحمتیں، اُن کا تقاضا تھا
تھے پیارے اُن کے سب انداز اور باتیں سبھی پیاری
میں اپنے پاس رکھ لوں اور کچھ دن، گر اجازت ہو
انہیںؐ خطرہ بہت ہے مکہ میں چھوٹی وباؤں سے
اجازت لی بصد اصرار اور واپس چلے آئے
مکمل خیر کا ساماں کیے جاتی ہوں ساتھ اپنے

جہاں پر جن ﷺ کا سایہ، اُن ﷺ پہ سایہ ابر ہے

محمدؐ یوں تو سارے گھر کے لوگوں ہی کو پیارے تھے
مگر شیما کے اندازِ محبت ہی نیارے تھے

محمدؐ کو ہمیشہ، ہر گھڑی وہ ساتھ رکھتی تھی
محبت کا مسلسل اُنؐ کے سر پر ہاتھ رکھتی تھی

تھی اک دن سخت گرمی، آگ سی ہر سو برستی تھی
تھا اُس کو کام کھیتوں میں، محمدؐ کو بھی لے آئی

اُسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ابر کا ٹکڑا
جدھر جاتے محمدؐ، وہ بھی اُنؐ کے ساتھ چلتا تھا

یہؐ رکتے تو وہ رک جاتا، یہؐ چلتے، وہ بھی چل پڑتا
بہر صورت وہ انؐ کے سر پہ اپنا سایہ رکھتا تھا

فرشتے سرورِ عالم ﷺ کا سینہ چاک کرتے ہیں

محمدؐ تھے ابھی چھوٹے ہوا اک واقعہ ایسا
کہ جس کو دیکھ کر خائف ہوا عبداللہ، گھبرایا

یہ وہ عبداللہ تھا جو کہ رضاعی بھائی تھا اُنؐ کا
پیا تھا دودھ مل کر اور اکثر ساتھ رہتا تھا

ہوا یوں کہ اچانک اُس جگہ دو آدمی آئے
پتا ہی نہ چلا کہ کون سے رستے سے آئے تھے

بہت تھے خوب صورت اور کپڑے تھے سفید ان کے
بڑھے سوئے محمدؐ اور اُنؐ کے پاس آپہنچے

محمدؐ کو لٹایا ایک نے دھرتی پہ عزت سے
قریب آئے محمدؐ کے، یہ ہوتے ہی، جو ساتھی تھے

شکم کو سینے تک تیزی سے آکر چاک کر ڈالا
نکالا دل، جگر سب کچھ، اسے اک طشت میں رکھا

انہوں نے دل سے اک ٹکڑے کو کاٹا اور پرے پھینکا
بتایا اپنے ساتھی کو، یہ تھا شیطان کا ٹکڑا

تھا اُن کے پاس پانی جو بڑا ہی صاف ستھرا تھا
انہوں نے دل کو، ہر اک چیز کو اس پانی سے دھویا

شکم میں ان کو رکھا، پیار سے پھر سی دیا اس کو
شکم ایسا ہوا جیسے ہوا کچھ بھی نہ تھا اس کو

یہ منظر دیکھ کر عبداللہ اپنی ماں کے پاس آیا
کسی نے مار ڈالا بھائی کو اُس نے یہ بتلایا

کسی نے پیٹ بھائی کا چھری سے چیر ڈالا ہے
پڑے ہیں خون میں لت پت، بُرا احوال اُن کا ہے

سنا جب یہ حلیمہ اور حارث نے تو وہ دوڑے
ہوا تھا واقعہ جس جا، وہاں لمحوں میں جا پہنچے

وہاں دیکھا محمدؐ کو، کھڑے تھے، کچھ پریشاں تھے
نہ کوئی زخم تھا، خوں تھا نہ کپڑوں پر کہیں دھبے

پریشانی مگر حارث کو لاحق ہو گئی اس سے
حلیمہ سے کہا کہ اب کریں یہ بات ہم کس سے

مناسب ہے یہی کہ ماں کو اُن کا بچہؐ لوٹا دیں
ہوا جو کچھ ہے یہ بھی اُن کو صدقِ دل سے بتلا دیں

مجھے تو یہ کسی آسیب کا سایہ ہی لگتا ہے
الگ ہو جائیں ہم اس سے، ہمارے حق میں اچھا ہے

انہوں نے آمنہ بی بی کو اُن کا بچہؐ لوٹایا
انہیں جو کچھ ہوا تھا واقعہ بھی کھل کے بتلایا

تسلی آمنہ بی بی نے دی اُن کو، یہ سمجھایا
رسولوں کے نسب سے ہیں محمدؐ،اور بتلایا

کوئی آسیب ہے نہ میرے بیٹے پر کوئی سایہ
محمدؐ شان والے ہیں، زمانہ اُنؐ کو دیکھے گا

حلیمہ آپ ﷺ کو مکہ میں واپس لے کے آتی ہیں

محمدؐ آگئے اب اپنی پیاری ماں کے سائے میں
یہاں اُن کے لیے چاہت تھی ہر اپنے پرائے میں

میسر اُن کو تھی امی کی شفقت، پیار برکہؓ[11] کا
انہی کی شفقتوں میں اُن کا اکثر وقت کٹتا تھا

ہوئے چھ سال کے تو آمنہ بی بی نے یہ چاہا
کہ یثرب جائیں کیونکہ تھے وہاں مدفون عبداللہ

محمدؐ اپنی امی کے سفر میں ہم سفر ٹھہرے
تھیں برکہ ساتھ، یثرب پہنچ کر اپنوں کے گھر ٹھہرے

جہاں تھے دفن عبداللہ، وہاں دی حاضری سب نے
گزارا اک مہینہ، کی وہاں سے واپسی سب نے

وہ ابوا[12] جب سفر کرتے ہوئے اک شام آپہنچے
ہوئیں بیمار بی بی آمنہ، آگے نہ بڑھ پائے

ہوئیں اللہ کو پیاری آمنہ بی بی علالت میں
محمدؐ پھر ہوئے تنہا، یہی لکھا تھا قسمت میں

وہیں دفنایا بی بی کو، محمدؐ آگئے مکہ
جہاں اُنؐ کی کفالت کے لیے موجود تھے دادا

لگایا امِ ایمنؓ یعنی برکہ نے یوں سینے سے
کہ جیسے ہوں محمدؐ اُن کے جائے اور سگے بیٹے

یہی تھی وہ محبت جس کے باعث عمر بھر آقاؐ
یہ کہتے برملا، ہیں امی بعد امی مری برکہؓ

ملی ماں کی جدائی دادا سینے سے لگاتے ہیں

ہوئے محروم ماں کے سائے سے تو آپؐ کے دادا[13]
بنے وہ ابرِ شفقت جو ہمیشہ کھل کے ہی برسا

پدر سے ہو گئے تھے شیبہ بھی محروم بچپن میں
یہ دکھ وہ سہہ چکے تھے زندگی کے زرد گلشن میں

نظر پڑتی جو پوتے پر تو اُن کو یاد آجاتا
یتیمی کا ہر اک قصہ، غریبی کا ہر اک لمحہ

نہیں دیکھا تھا اپنے باپ ہاشم کو انہوں نے بھی
تھے کہلائے یتیم آقاؐ بھی اپنے پیدا ہوتے ہی

وہ کرتے پیار جب بھی آپؐ سے، آنسو نکل آتے
جُدا وہ چند لمحے بھی نہ اُنؐ کو خود سے کر پاتے

محبت کے علاوہ آپؐ کی عزت بھی کرتے تھے
ہمیشہ آپؐ کے کردار کا دم ہی وہ بھرتے تھے

سنا ہے فرش اک کعبہ کے سائے میں سدا بچھتا
جہاں روزانہ آکر بیٹھتے تھے آپؐ کے دادا

٩٥

وہاں آ بیٹھتے چھوٹے بڑے سارے قبیلے کے — یہ طے تھا فرش پر جز شیبہ کوئی اور نہ بیٹھے
محمدؐ لیکن آکر بیٹھ جاتے تھے وہاں اکثر — انہیںؐ جب روکتے اُنؐ کے بڑے اُنؐ سے خفا ہوکر
تو شیبہ اپنے بیٹوں کو ہمیشہ روک دیتے تھے — محمدؐ کو بٹھا کر پاس اپنے وہ یہ فرماتے
محمدؐ شان والے ہیں، انہیںؐ ہرگز نہیں روکو — یہؐ میری جان ہیں، انؐ کو مرے نزدیک رہنے دو
محمدؐ کی سبھی باتیں بڑے ہی غور سے سنتے — وہ اُنؐ کی ساری باتوں پر بہت مسرور ہوتے تھے
محمدؐ آٹھ برسوں کے ہوئے تو اُن کی قسمت میں — اداسی عود کر آئی، گھرے وہؐ یاس و حسرت میں
ہوئے اس بار عبدالمطلب اُنؐ سے جدا مر کر — غموں کی اک گھٹا پھر چھا گئی پیارے محمدؐ پر

چچا آقائے دو عالم ﷺ کو سینے سے لگاتے ہیں

ابو طالب[14] کو مرتے وقت شیبہ نے وصیت کی — بھتیجے کو وہ رکھیں ساتھ اپنے، یہ نصیحت کی
سگے تھے وہ چچا حضرت محمدؐ کے سو غمگیں تھے — بھتیجے کو بچشمِ تر لگایا اپنے سینے سے
چچی[15] نے بھی محبت آپؐ کو ماؤں سے بڑھ کر دی — مٹا کر داغِ غم دل میں خوشی کی روشنی بھر دی
محمدؐ نے گزارا اپنا بچپن ان کے سائے میں — کھلا خوشیوں کا اک معصوم گلشن اُن کے سائے میں
چرانے بکریوں کو لے کے جنگل میں چلے جاتے — جہاں جھڑ بیریوں کے بیر کھاتے، دل کو بہلاتے
رفاقت انؐ کو طالب[16] کی بیاباں میں میسر تھی — جہاں ریوڑ چرانے میں ہی ان کو شام ہوجاتی
وہ دونوں کھیلتے آپس میں یا بکری کے بچوں سے — تھے ان کے جانور جتنے، تھے سب مانوس دونوں سے
محمدؐ ان مناظر کی کشش پر غور فرماتے — نتائج سے وہؐ اپنے دل کو اکثر خوب سمجھاتے
ہوئے کچھ واقعات ایسے کہ حیرت سب کو ہوتی تھی — محمدؐ کے تھے کام ایسے، محبت سب کو ہوتی تھی

دُعا پر آپ ﷺ کی ابرِ کرم کھل کر برستا ہے

روایت بن عساکر[17] نے یہ کی کہ مکہ کا خطہ — تھا زد میں قحط کے، قطرہ پڑا نہ ایک بارش کا
دعا کے واسطے سارے ابو طالب کے پاس آئے — چلو کعبہ میں شاید کچھ کرم اللہ کا ہو جائے
محمدؐ کو لیے وہ ساتھ کعبہ میں چلے آئے — جہاں دیوارِ کعبہ سے لگا کر ٹیک آ بیٹھے
محمدؐ نے ابو طالب کی انگلی تھام رکھی تھی — کہیں بادل نہیں تھا، آسماں تھا سربسر خالی
محمدؐ کے وسیلے آسماں پر چند لمحوں میں — نظر آنے لگا بادل کا لشکر چند لمحوں میں

٩٦

ہوئی پھر ایسی بارش کہ ہر اک جانب ہی جل تھل تھا / وہ گلیاں، شہر، صحرا تھا، وہ ویرانہ یا جنگل تھا
ہوئے شاداب ایسے کہ ابو طالب یہ کہتے تھے / کہ بارش ہم نے پائی ہے فقط فیضِ محمدؐ سے

نبی ﷺ ہیں آپ ﷺ، بو طالب کو اک راہب بتاتا ہے

ہوئی جب عمر بارہ سال، ظاہر ہے روایت سے / ابو طالب تجارت کی غرض سے جانے والے تھے
چلے تھے ساتھ اُن کے اور بھی کچھ قافلے والے / چچا سے یہ کہا آقاؐ نے وہؐ بھی ساتھ جائیں گے
ہوئے مغلوب اصرارِ محمدؐ پر ابو طالب / محبت آگئی اپنے چچا پر آپؐ کی غالب
محمدؐ کے وہ اپنے ساتھ چلنے پر ہوئے راضی / چلے تھے شام کو لیکن ابھی پہنچے تھے بصریٰ ہی
یہاں گرجا تھا اک، برجیس[18] راہب جس میں رہتا تھا / بحیرا جس کو اُس کے شہر کا ہر فرد کہتا تھا
یہ راہب اپنے گرجے سے کبھی باہر نہ آتا تھا / عبادت میں لگا رہتا، کہیں آتا نہ جاتا تھا
پڑاؤ جب کیا اس قافلے نے پاس گرجے کے / تو راہب یہ نکل آیا ابو طالب سے خود ملنے
کہا اُس نے شرف بخشو مجھے تم میزبانی کا / پڑاؤ کر کے تم نے مجھ پہ ہے احسان فرمایا
ہے تم میں یہ جو لڑکا یہ بڑی ہی شان والا ہے / اندھیری رات ہے دنیا، یہ دنیا میں اجالا ہے
پکڑ کر ہاتھ آقاؐ کا بحیرا نے یہ بتلایا / یہی وہ شخص ہیں جن کو خدا رحمت بنائے گا
میں وہ خوش بخت ہوں جس نے زیارت کی محمدؐ کی / یہی ہے میری عزت، میں نے خدمت کی محمدؐ کی
چلے آتے تھے جب اس سمت تم تو میں نے دیکھا تھا / کہ جو پتھر، شجر رستے میں آتا تھا، وہ جھکتا تھا
یہ چیزیں بجز نبی، سجدہ کسی کو بھی نہیں کرتیں / بجز اللہ، نبی کے یہ کسی کا دم نہیں بھرتیں
میں اُس مہرِ نبوت کا مکمل علم رکھتا ہوں / میں انؐ کا، انؐ کی رحمت کا مکمل علم رکھتا ہوں
ابو طالب! انہیں تم شام ہرگز لے کے نہ جاؤ / یہودی انؐ کے دشمن ہیں، انہیںؐ واپس ہی بھجواؤ
وہیں سے کر دیا واپس ابو طالب نے آقاؐ کو / پتا اس بات کا چلنے دیا نہ اہلِ مکہ کو

قبائل جنگ سے حرمت حرم کی چاک کرتے ہیں

نبی جتنے بھی آئے، امن کا پیغام لائے ہیں / زمیں پر قتل و غارت ختم کی، فتنے مٹائے ہیں
محمدؐ ان میں سب سے بڑھ کے امن و آشتی والے / رقابت کے مخالف، دوستی کی روشنی والے
ہوئے جب پندرہ برسوں کے آقاؐ، کچھ قبیلوں میں / لڑائی چھڑ گئی مکہ میں کچھ ایسے مہینوں میں
کہ جن میں جنگ تھی بالکل حرام و ناروا ٹھہری / مگر ان سب قبیلوں نے کسی شے کی نہ پروا کی

عکاظ[19] اک شخص آیا تھا کنانہ[20] کا جہاں آکر
ہوازن[21] سے تھا عروہ، جان لی اُس کی یہ جتلا کر

کرے گا جو بھی جھگڑا مجھ سے، اپنی جاں سے جائے گا
میں البراض ہوں مجھ سے وہ ہرگز بچ نہ پائے گا

کیا حملہ ہوازن والوں نے آکر کنانہ پر
وہ لے آئے تھے اپنے سب حلیفوں کا بڑا لشکر

قریش اک عہد کے باعث کنانہ کے قبیلے کے
حلیف اب تک چلے آتے تھے جانے کتنی مدت سے

پکارا جب انہوں نے تو مدد کو یہ چلے آئے
قبائل دس لڑائی میں مدد ان کی تھے کر پائے

ہوئے شامل لڑائی میں اکابر سب گھرانوں کے
محمدؐ بھی ہوئے شامل، اگرچہ آپؐ کم سن تھے

اٹھا لاتے مخالف کی طرف سے تیر جو آتا
چچا کو لا کے دے دیتے، یہی حصہ تھا بس اُنؐ کا

لڑائی اہلِ مکہ پر تباہی لے کے آئی تھی
مکمل باعثِ رسوائی تھی اور جگ ہنسائی تھی

ہمیشہ سے جو قائم اک روایت تھی وہ اب ٹوٹی
مہینوں اور حرم کے ذیل میں قسمیں ہوئیں جھوٹی

وہ حرمت جس پہ سب نازاں تھے، وہ حرمت گئی اب کے
ہوئی غارت گری، خوں میں نہائی زندگی اب کے

لڑائی ختم ہوتے ہی سبھی اشراف نے سوچا
لڑائی میں انہوں نے کیا ہے پایا اور کیا کھویا

محمدؐ گو ابھی چھوٹے تھے لیکن وہ پریشاں تھے
انہیں نفرت سے نفرت تھی، محبت کے وہ خواہاں تھے

یہ خواہش ان کی تھی، مظلوم کی امداد کی جائے
کوئی مکہ میں ہرگز نہ کسی پہ ظلم کر پائے

۹۸

کئی سردار مکہ کے نیا اک عہد کرتے ہیں

زبیر[22] اک تھے چچا آقاؐ کے جو کہ فہم والے تھے
انہیں احساس اس کا تھا کہ آپس کے سدا جھگڑے

ہماری ہی تباہی کا سدا سامان کرتے ہیں
فنا عزت کا، خوش حالی کا ہر امکان کرتے ہیں

کوئی جب ظلم کرتا ہے تو سب خاموش رہتے ہیں
اگر اپنا ہو جھوٹا بھی تو اُس کو سچا کہتے ہیں

انہوں نے سب اکابر کو کیا اس بات پر راضی
رقابت کو مٹا کر دیں حلف وہ اس عمل کا بھی

کہ وہ ظالم کو ظالم ہی کہیں گے، ساتھ نہ دیں گے
کوئی مظلوم ہوگا تو مدد کو اُس کی آئیں گے

بنی ہاشم، بنی زہرہ، بنی مرّہ، کئی دیگر
اکٹھے سب کے سب عبداللہ تیمی[23] کے ہوئے گھر پر

مہینہ چاند کا تھا آخری سے پہلا[24] کہ جس کی
ہمیشہ سے سبھی کے دل میں عزت اور حرمت تھی

ہوا اک عہد کہ مظلوم کوئی ہو، کہیں کا ہو
لڑیں گے سب ہی ظالم سے وہ ظالم چاہے اپنا ہو

روایت ایک یہ بھی ہے، مرے آقاؐ نے جب دیکھا
کہ ظالم ظلم کر لے اُس کو کوئی کچھ نہیں کہتا

مقامی ایک تاجر نے عرب کے اک مسافر کی
وہ مکہ آیا تو ظالم نے اُس سے چھین لی بیٹی

قبیلہ اُس کا چھوٹا تھا، جو یہ طاقت نہ رکھتا تھا
کہ مکہ کے قبیلوں سے برائے حق وہ لڑ سکتا

وہ رویا سب کے آگے پر کسی نے نہ سنی اُس کی
محمدؐ سے نہ دیکھی جا سکی یہ بے بسی اُس کی

انہوں نے کچھ جوانوں کو اکٹھا کر کے فرمایا
کہ ہم کو شہر میں ایسی بدی کو روکنا ہوگا

جواں یہ سب اکٹھے ہو کے کعبہ میں چلے آئے
قسم کھائی، بدی ہونے نہ دیں گے کچھ بھی ہوجائے

انہوں نے آبِ زم زم سے تھا دھویا سنگِ اسود کو
پیا دھوون کو سب نے تا کہ اُن کا عہد پکا ہو

گئے پھر سب اکٹھے ہو کے اُس تاجر کے ڈیرے پر
کہا اُس سے کہ وہ لوٹا دے اُس پردیسی کی دختر

کہا تاجر نے اس کے واسطے کل تک کی دیں مہلت
میں لوٹا دوں گا اس کے باپ کو لڑکی بہر صورت

جوانوں نے کہا یہ کام ہوگا اور ابھی ہوگا
نہ مستقبل میں پھر یہ کام مکہ میں کبھی ہوگا

ہوا مجبور تاجر، اُس نے لڑکی اُس کو لوٹائی
خلافِ خویش داری کام نے شہرت بڑی پائی

دباؤ ڈال کر قیمت رسول اللہ ﷺ دلاتے ہیں

ہوا اک اور قصہ ان دنوں مکہ میں کہ جس کا
محمدؐ کو ہوا جب علم تو اُنؐ کو ہوا صدمہ

لیا بوجہل[25] نے ساماں بہت سا ایک تاجر سے
کہا اُس سے کہ قیمت اس کی آ کر کچھ دنوں میں لے

وہ آیا اور تقاضا جب کیا ساماں کی قیمت کا
ہوا بوجہل انکاری یہ اظہارِ جہالت تھا

محمدؐ نے کہا بوجہل سے قیمت ادا کردو
مناسب یہ نہیں قیمت نہ دو جس سے بھی ساماں لو

دباؤ ڈالنے پر اُس نے قیمت سب ادا کردی
چچا[26] اک آپؐ کے تھے جن کے باعث یہ ہوئی نیکی

یہی وہ ظلم تھے جن کے خلاف ان سارے لوگوں نے
اکٹھے سب کے سب عبداللہ تیمی کے یہاں ہو کے

اٹھایا تھا حلف ظالم کا ہرگز ساتھ نہ دیں گے
کوئی مظلوم ہوگا تو مدد کو اُس کی آئیں گے

نبوت جب ملی تو آپؐ نے اکثر یہ فرمایا
کہ اک سو سرخ اونٹوں کو عوض اس کے میں ٹھکراتا

یہ وہ پیمان ہے کہ آج بھی کوئی بلائے گر
تو شامل اس میں ہونے کو چلا جاؤں گا اس کے گھر

نبوت کی عطا سے قبل بھی کردار یکتا ہے

وہ بچہ جو یتیمی کے سفر میں آنکھ کھولے گا
جدھر کو وقت لے جائے وہ اس کے ساتھ ہو لے گا

وہ جب چھ سال کا ہو اُس کی ماں اُس سے بچھڑ جائے
وہ ہے اُس پیڑ کے سائے میں جو بالکل ہی جھڑ جائے

وہ جب ہو آٹھ برسوں کا تو دادا اُس کا مر جائے
وہ کیوں نہ ٹوٹ جائے، ٹوٹ کر بالکل بکھر جائے

99

جو بچہ عہدِ طفلی میں چُرائے بکریاں جا کر
کسی استاد کو، نہ ہی کسی مکتب کا دیکھے در

جوانی جس کی گزرے بکریوں کے پیچھے صحرا میں
اُسے کیا علم دنیا کیا ہے، کیا ہوتا ہے دنیا میں

برائی اور نیکی کے تصور کو وہ کیا سمجھے
خدائی کر رہی ہے کیا، اسے کیا، خود خدا دیکھے

مگر جس کو خدا چاہے، اُسے سب کچھ عطا کر دے
عمل اور علم دونوں میں عطا کی انتہا کر دے

محمدؐ بھی خدائے لم یزل کے ایسے بندے ہیں
جنھیں اُس ذات نے اوصافِ لاثانی یہ بخشے ہیں

وہ جو بھی کام کرتے، خیر و خوبی اُس میں آجاتی
خدا کی خاص رحمت اُس میں رنگ اپنا دکھا جاتی

تھا بچپن تو چرائیں بکریاں بی بی حلیمہ کی
ابو طالب کے پاس آئے، ہوا یہ کام پھر جاری

ذریعے دو ہی تھے اس ملک میں روزی کمانے کے
وہ ریوڑ پالتے یا پھر تجارت ہی کیا کرتے

ابو طالب نے لیں کچھ بکریاں روزی کمانے کو
جنھیں صحرا میں لے جاتے محمدؐ ہی چرانے کو

چچا کی آمدن کم تھی، تھا ان کا حال کچھ ایسا
کہ جو کچھ وہ کماتے اُس سے گھر مشکل سے چلتا تھا

ابو طالب تجارت کے لیے باہر بھی جاتے تھے
بہت محنت، مشقت کر کے اپنا گھر چلاتے تھے

محمدؐ نے بٹایا اولیں دن سے ہی ہاتھ اُن کا
دیا ہر حال میں پورے سلیقے ہی سے ساتھ اُن کا

محمدؐ نے چرائیں بکریاں اجرت پہ لوگوں کی
کمائی جو ہوئی اُس سے چچا ہی کو وہ لاکر دی

بڑھی کچھ عمر تو رکھا تجارت میں قدم اپنا
وہ سامانِ تجارت لے کے جاتے جتنا بھی بکتا

انہیںؐ سامان کا مالک بچت سے حصہ دیتا تھا
ابو طالب کو لا دیتے، انہیںؐ جو کچھ بھی تھا ملتا

عجب قصہ، وہ جتنا مال لے جاتے تھے، بک جاتا
منافع آپؐ کے باعث فزوں تر سب کو مل پاتا

وہاں جتنے بھی تاجر تھے سبھی کی یہ تمنا تھی
کہ لے جائیں محمدؐ اُن کا سامانِ تجارت بھی

تجارت میں صداقت کا عمل تھا آپؐ کی حکمت
اسی حکمت کے باعث آپؐ نے پائی بہت عزت

کوئی وعدہ خلافی کی نہ دھوکہ ہی دیا کوئی
کسی سے فائدہ حق سے زیادہ نہ لیا کوئی

سبھی یہ مانتے تھے آپؐ نے جو کچھ کہا، سچ ہے
لیا جو کچھ بجا ہے وہ، کسی کو جو دیا، سچ ہے

کھری باتیں، کھرا سودا، تجارت اس طرح سے کی
کھرا بیچا، کھرا تولا، تجارت اس طرح سے کی

وہ پہلے قیس ابنِ زید کا تھے مال لے جاتے
وہاں سے مال کے بدلے کھرا سونا وہ لے آتے

نہ آیا فرق اک کوڑی کا بھی لانے، لے جانے میں
وگرنہ کیا نہ ہوتا تھا جہالت کے زمانے میں

تھا آجر اُنؐ سے دل سے خوش، بڑی عزت وہ کرتا تھا
محمدؐ کے وہ گُن گاتا، انہیؐ کا دم وہ بھرتا تھا

محمدؐ نے جب اُس کے کام کو چھوڑا تو وہ بولا
''مری جاں تم پہ قرباں ہو، ملے گا کون تم جیسا''

اسی سے علم ہوتا ہے دیانت کا، امانت کا — محمدؐ کی تجارت کا، شرافت کا، صداقت کا
ہوا پچیسواں جب سال عمرِ نور افشاں کا — ہوا روشن ستارہ خود ہی مستقبل کے امکاں کا
وہاں کی ایک خاتوں تھیں تجارت میں بہت نامی — تجارت میں صداقت کی سدا جویا، بہت حامی
محمدؐ کا سنا تو آپؐ کو پیغام بھجوایا — کہ سامانِ تجارت اُن کا لے جائیں تو ہو اچھا
خدیجہؓ[۲۷] نامِ نامی تھا، ہر اک نیکی میں یکتا تھیں — بہت زر، مال رکھتی تھیں، ہر اک خوبی میں اعلیٰ تھیں
برائے مشورہ آقاؐ، ابو طالب کے پاس آئے — کہا پیغام آیا ہے ابھی مجھ کو خدیجہؓ سے
کہ سامانِ تجارت شام لے کے اُنؓ کا میں جاؤں — جو اجرت دوسرے دیتے ہیں، اُن سے بڑھ کے میں پاؤں
جو میرے واسطے بہتر ہو کرنا، وہ بتا دیجے — کروں انکار یا اقرار، مجھ کو مشورہ دیجے
ابو طالب نے فرمایا، خدیجہؓ خوب سیرت ہیں — کشادہ دل، سخی ہیں اور دریائے بصیرت ہیں
کریں گر آپؐ اُن کا کام، اجرت وہ سوا دیں گی — کریں گے جتنی محنت وہ ضرور اس کا صلہ دیں گی
محمدؐ خود خدیجہؓ کے گئے گھر اور بھری ہامی — سفر پر شام جانے کی مکمل کر لی تیاری
خدیجہؓ کے ملازم، اک بھتیجے ہم سفر ٹھہرے — خدیمہ، میسرہ دونوں تھے بندے خاص بی بیؓ کے
وہ بصریٰ پہنچ کر اُس گرجے کے نزدیک جا ٹھہرے — بحیرا سے ملے تھے آپؐ بچپن میں جہاں آ کے
بحیرا مر چکا تھا اب وہاں رہتا تھا نسطورس — بحیرا کی طرح ہر بات سچ کہتا تھا نسطورس
ملا جب وہ محمدؐ سے تو اُس نے بات دہرائی — بحیرا کی جو اُس نے برسوں پہلے سچ تھی فرمائی
سفر میں شام کے جو مال لائے تھے سبھی بیچا — توقع سے زیادہ فائدہ اس مال کا پایا
سفر کا حال دونوں سے سنا بی بی خدیجہؓ نے — محمدؐ سے یہ خوش ہو کر کہا بی بی خدیجہؓ نے
ہمیشہ آپؐ ہی جائیں مرے سامان کو لے کر — مجھے جو فائدہ پہنچا، مسرت ہے مجھے اُس پر
دیا اک اونٹ اجرت میں، جو اجرت سے زیادہ تھا — کہی تھی بات جو پہلے، اسی کا یہ اعادہ تھا
محمدؐ کی یہ عادت تھی، سفر سے جب بھی آتے تھے — چچا سے پہلے ملتے پھر وہ سب سے ملنے جاتے تھے
ضرورت مند لوگوں کی بہت امداد کرتے تھے — کبھی بیگانوں، اپنوں کی بہت امداد کرتے تھے
اسی صورت محمدؐ نے تجارت میں کمائی کی — چچا اور دوسرے لوگوں سے ہر ممکن بھلائی کی

شریکِ زندگی حضرت خدیجہؓ بن کے آتی ہیں

تجارت میں محمدؐ کی متانت اور دیانت کا — کبھی پیش آتے عزت سے، اثر سب پر پڑا ایسا

سبھی سے صدق میں بڑھ کر، امانت میں بھی لاثانی — بڑے ہوں یا ہوں چھوٹے سب نے عظمت آپؐ کی مانی

گئے مالِ تجارت لے کے جب بھی، سرخرو لوٹے — کمائی جو بھی کی ہے آپؐ نے، سب ہی صداقت سے

خدیجہؓ آپ کے طرزِ عمل کی معترف رہتیں — محمدؐ کا کوئی ثانی نہیں وہؓ سب سے یہ کہتیں

سفر سے واپسی ہوتی، محمدؐ اُنؓ کے گھر جاتے — حساب اُن کو سبھی سامان کا خود جاکے سمجھاتے

محمدؐ گفتگو کا منفرد انداز رکھتے تھے — وہ کرتے گفتگو تو لگتا جیسے پھول ہوں جھڑتے

جب اُنؐ کے منفرد کردار کو دیکھا خدیجہؓ نے — حقائق سامنے رکھ کر یہی سوچا خدیجہؓ نے

محمدؐ گر کریں منظور، اُنؐ سے عقد ہوجائے — نجات اُنؓ کو زمانے کی سبھی فکروں سے مل پائے

مگر فطری حیا اس سوچ کے رستے میں تھی حائل — وہؓ خود تو کہہ نہ سکتی تھیں، کرے کون اُن کو پھر قائل

علاوہ اس کے بھی کچھ الجھنیں درپیش تھیں اُنؓ کو — امیری، عمر اور اولاد کی سب الجھنیں تھیں جو

محمدؐ اُنؓ سے دولت میں بہر انداز پیچھے تھے — جہاں تک عمر ہے، وہؐ پندرہ سال اُنؓ سے چھوٹے تھے

خدیجہؓ بی بی تھیں بیوہ، تھے پہلے گھر سے بچے بھی — رضامندی قبیلوں کی بطورِ رسم لازم تھی

ہر اک پہلو پہ غور و فکر کرکے تب غلام[۲۸] اپنا — ارادے اس سے بھجوایا کہ پوچھے کچھ خیال اُنؐ کا

ہوا حاضر غلام، آتے ہی پوچھا یہ محمدؐ سے — ہوئی ہے عمر شادی کی تو شادی کیوں نہیں کرتے؟

اگر منظور ہو تو میری بی بیؓ سے کریں شادی — وہؓ بیوہ ہیں، بڑی ہیں عمر میں بھی آپؐ سے خاصی

محمدؐ بات سن کر میسرہ کی ہوگئے حیراں — کہا کہ وہؓ ہیں دولت مند اور میں اک غریب انساں

بہت سے مالدار اُن سے ہیں خواہش مند شادی کے — خدیجہؓ کیوں کریں پھر شادی مجھ جیسے ہی مفلس سے

غلام آیا تو اُس نے آ کے بی بیؓ کو یہ بتلایا — محمدؐ کی میں باتوں سے سمجھ کچھ بھی نہیں پایا

خدیجہؓ کی سہیلی تھیں، نفیسہ[۲۹] نام تھا اُن کا — خدیجہؓ نے یہ کارِ خیر اب اس بی بی کو سونپا

وہ آئیں آپؐ سے ملنے، یہ مل کے آپؐ سے پوچھا — کہ اب تک آپؐ نے شادی نہیں کی ہے، سبب ہے کیا؟

محمدؐ نے کہا، مزدور ہوں اور بیوی بچوں کی — بہت کم آمدن میں کیسے ہو گی ہر خوشی پوری

چچا میرے نے بچپن سے مری اب تک کفالت کی — یتیمی، بے بسی میں کی انہوں نے پرورش میری

میں ان کو کس طرح بے آسرا اب چھوڑ سکتا ہوں — میں اُن سے عہدِ الفت کس طرح سے توڑ سکتا ہوں

نفیسہ نے کہا کہ آپؐ محنت اور دیانت میں — نہیں رکھتے نظیر اپنی صداقت اور متانت میں

یقیں ہے آپؐ محنت سے ہر اک بگڑی سنواریں گے — خود اپنا کیا، سبھی کا آپؐ مستقبل نکھاریں گے

کہیں تو آپؐ کی شادی خدیجہؓ سے کرادوں میں — وہؓ ہیں تیار شادی پر، وضاحت سے بتا دوں میں

محمدؐ نے سنا تو آپؐ نے یہ اُن سے فرمایا
خدیجہؓ کی رضامندی میں اُنؓ سے خود ہی پوچھوں گا

گئے وہ اگلے دن بی بیؓ کے گھر اور اُنؓ سے جب پوچھا
کہا بی بیؓ نے، میں نے ہی تھا یہ پیغام بھجوایا

چچا سے مل کے آقاؐ نے بتائیں باتیں سب اُن کو
کہا میں وہ کروں گا آپ ہی کا حکم ہو گا جو

عرب میں رسم تھی کہ رشتہ ہو جن دو قبیلوں میں
رضامندی کا سمجھوتا ہو دونوں کے بزرگوں میں

اسد والوں سے تھیں حضرت خدیجہؓ، آپؐ ہاشم سے
کیا اک دوسرے سے مل کے رشتہ طے بزرگوں نے

ابو طالب نے، اور نوفل کے بیٹے[30] نے پڑھے خطبے
مقرر مہر کر کے دی دُعا سارے بزرگوں نے

دیا تب حکم اپنی باندیوں کو یہ خدیجہؓ نے
خوشی کا چاند چمکا ہے، بجاؤ دف تفاخر سے

گزارش یہ بھی پہنچائی محمدؐ تک اُسی لمحے
چچا سے یہ کہیں، وہ مہر کے ان بیس اونٹوں سے

حلال اک اونٹ فرما کر کھلائیں لوگوں کو کھانا
کہ میری زندگی میں اس سے بہتر دن نہیں آنا

چچا نے بعد از شادی، محمدؐ کو اجازت دی
کہ وہؐ زوجہ کے گھر رہ لیں جنہیں اس کی ضرورت تھی

تجارت کے سفر پر آپؐ اس کے بعد بھی جاتے
مدد اپنے چچا کی وہؐ اسی اجرت سے فرماتے

خدیجہؓ نے محمدؐ سے وفا کی انتہا کر دی
معاشی فکر انؐ کی ذات سے بالکل جدا کر دی

ہوئے آقائے عالمؐ کے انہی بی بیؓ سے دو بیٹے
تھا قاسمؓ نام پہلے کا تبھی تو اُنؐ کی نسبت سے

محمدؐ کو عرب والے ابو القاسمؐ کہا کرتے
تھے عبداللہ حضور انورؐ کے اُنؓ سے دوسرے بیٹے

لقب انؓ کا تھا طیب، یہ بڑے ہی خوبصورت تھے
یہ دونوں بیٹے بچپن ہی میں اللہ کو ہوئے پیارے

محمدؐ کی جو چاروں بیٹیاں[31] تھیں، تھیں خدیجہؓ سے
ہوئیں سب ہی مسلماں اور ہجرت بھی کی مکہ سے

سوائے فاطمہؓ سب مر چکی تھیں آپؐ سے پہلے
رسول اللہؐ نے یہ سب دکھ اٹھائے اور سہے صدمے

نبی ﷺ تنصیبِ ''اسود'' کی کشاکش ختم کرتے ہیں

بہت برسوں سے کعبہ کی عمارت گرنے والی تھی
دراڑیں پڑ چکی تھیں اس میں، ہر دیوار کالی تھی

گرا تھا باعثِ سیلاب اک حصہ عمارت کا
لگی پھر آگ اس میں، حال باقی کا بُرا ہی تھا

کیا یہ فیصلہ سب نے کہ کعبہ کی مرمت ہو
قبائل سب تھے ہم آواز، بہتر اس کی حالت ہو

ہوا یہ فیصلہ مل کر قبائل دیں سبھی حصہ
حرام اس میں نہ ہو شامل، ہوا سب میں یہ سمجھوتا

ہوا یوں، ایک کشتی جس میں ساماں تھا کلیسے کا
شعیبیش[32] کے وہ ساحل پر رکی تو یہ ہوا قصہ

دھنسی وہ ریت میں یوں کہ نکلنا نہ رہا ممکن
جو ساماں اُس میں تھا اُس کا سنبھلنا نہ رہا ممکن

تھا اک با قوم نامی شخص اس ساماں کا رکھوالا
وہ نصرانی تھا اور تعمیر کا وہ خوب ماہر تھا

ولید ابنِ مغیرہ آیا اور ساماں خریدا سب
وہ ماہر کو بھی ساتھ اپنے لے آیا لوٹا مکہ جب

دکھائی جب عمارت اُس کو تو اُس نے یہ بتلایا
مرمت کے نہیں قابل، یہ ہو تعمیر دوبارہ

گرانے سے عمارت کو وہ سارے لوگ ڈرتے تھے
سمجھتے تھے کہیں ایسا نہ ہو ہم پر عذاب اترے

ولید ابنِ مغیرہ ہی بڑھا کعبہ کو ڈھانے کو
رہا محفوظ وہ تو سب بڑھے اس کو گرانے کو

ہوا تعمیرِ نو کے کام کا آغاز زوروں سے
قبائل دس کے دس اس کام میں ہر طور شامل تھے

ہوئی دیواروں کی تعمیر اور جب اس جگہ پہنچی
جہاں تنصیب ہونا سنگِ اسود کی ضروری تھی

ہر اک سردار کہتا تھا کہ حق اُس کا ہی فائق ہے
اُسی کو ہے فقط زیبا، یہ کام اُس کے ہی لائق ہے

یہ جھگڑا تھا کہ پتھر کون اپنے ہاتھ سے رکھے
ہر اک کہتا تھا ہو گا کام یہ اُس کے ہی ہاتھوں سے

یہ جھگڑا چار دن ہوتا رہا لیکن نہ حل نکلا
دلائل بے اثر تھے، فیصلہ تلوار تک پہنچا

قبائل خون کا اک اک پیالہ بھر کے لاتے تھے
ڈبو کے انگلی خوں میں، خوں زباں کو یہ لگاتے تھے

قسم کھاتے کہ ہم ہی کام یہ کرکے دکھائیں گے
یہ عزت ہم ہی پائیں گے وگرنہ جاں سے جائیں گے

تصادم کی گھڑی سب کے سروں پر آن پہنچی تھی
یوں لگتا تھا کہ اُن کی تیغ اب نکلی کہ اب نکلی

اک ایسی بات کردی بنو اُمیہ[۳۳] نے وہیں سب سے
کہ جس سے جنگ کا خطرہ اُسی لمحے لگا ٹلنے

کہا اُس نے کہ کل مسجد کے دروازے سے پہلے جو
ہو داخل تو قبائل سب ہی مانیں گے حکم اُس کو

ہوا جب اگلا دن تو سارے لوگوں نے یہی دیکھا
کہ پہلے شخص وہ تھے جن کا چلتا تھا وہاں سکہ

محمدؐ کو سبھی افراد صادق اور امیں کہتے
وہ اُنؐ کے فیصلوں کی راستی پر پُریقیں رہتے

محمدؐ کو وہاں پا کر ہوئے سب ہی قبیلے خوش
کہا جو فیصلہ دیں، وہ رہیں گے فیصلے سے خوش

محمدؐ تھے فقط پینتیس برسوں کے مگر سارے
سمجھتے محترم اُنؐ کو، تھے سب کو جان سے پیارے

سنایا اُنؐ کو سب نے ماجرا اور فیصلہ چاہا
محمدؐ نے طلب کی ایک چادر اور فرمایا

میں رکھتا اس پہ ہوں پتھر، اٹھائیں یہ سبھی مل کر
اٹھا کے لے چلیں سب ہی وہاں رکھنا ہے جس جا پر

خوشی سے سب کے سب چادر پہ پتھر کو اٹھا لائے
دیا جو حکم آقاؐ نے سبھی اُس کو بجالائے

اٹھایا آپؐ نے پتھر کو چادر سے، اُسے رکھا
وہاں کہ نصب کردینا جہاں اس کو ضروری تھا

سبھی سردار دل سے خوش ہوئے، سب نے بجا سمجھا
محمدؐ سے بڑا منصف جہاں میں ہو نہیں سکتا

ٹلی اک جنگ مکہ میں محمدؐ کی فراست سے
ہوا اک مسئلہ پیچیدہ حل اُنؐ کی صداقت سے

یہ وہ کردار ہے جس نے عرب والوں کو چونکایا
محمدؐ کو سبھی نے خود سے بالکل مختلف پایا
سخن شیریں، کرم وافر، مروت میں وہؐ لاثانی
سراپا امن تھے اُس جا، جہاں خوں کی تھی ارزانی
سدا صادق، معتزز، نرم گو، عادت شریفانہ
ہو چھوٹا یا بڑا، سب سے رویہ تھا کریمانہ
وہؐ سب سے پارسا بڑھ کر، وہؐ خوش خوئی کا وہ پیکر
کہ ہر اک کی وضاحت کو، کئی مطلوب ہوں دفتر
بُری رسموں سے بیزاری سدا سے شاملِ عادت
فحاشی سے گریزاں، بت پرستی سے سدا نفرت
حقیقت کے سدا جویا، وہ دانا بھی، وہ بینا بھی
وفائے عہد میں یکتا، مسائل کے شناسا بھی
نہ چوری نہ چکاری میں، نہ بد، نہ بد کی یاری میں
نہ دنگا، نہ لڑائی میں، نہ شامل نشہ کاری میں
امیں ایسے کہ دشمن بھی امانت اُنؐ کو آ کر دیں
سخی ایسے، تہی دستوں کے دامن کو سدا بھر دیں
وہ غور و فکر کے عادی، تلاشِ حق میں سرگرداں
وہ اُمّی ہیں کہ جن کے علم پر سارا جہاں حیراں
کلام و کار و ذات اُنؐ کی، سراپا خیر دنیا میں
یہاں رحمت، یہاں شفقت، شفاعت اُن کی عقبیٰ میں
کسی کو عمر بھر اک عیب اُنؐ میں مل نہیں پایا
جو دشمن تھے، سدا کہتے انہیںؐ وہ بھی کھرا، سچا
محمدؐ پر خدائے برتر و بالا کی رحمت ہے
ہیں اُمّی، انتہائے علم لیکن اُنؐ کی قسمت ہے
عمل ایسا کہ ہر اک کام میں فہم و فراست ہے
کلام ایسا کہ ہر اک حرف میں خیر و فصاحت ہے

سراپا آپ ﷺ کا قرطاس کی زینت بڑھاتا ہے

میانہ قد، اعضائے بدن موزوں تریں سارے
سفید و سرخ رنگت، چوڑی پیشانی، کھلے شانے
تھے سر کے بال پیچیدہ نہ سیدھے اور بڑا سر تھا
کشادہ اور کھلا سینہ، تھا چہرہ آپؐ کا ہلکا
سیاہ و سرمگیں آنکھیں، دہانہ تھا کشادہ سا
تھے دندانِ مبارک خوب صورت، قدرے پیوستہ
تھی بینی آپؐ کی کچھ کچھ درازی کی طرف مائل
جو دیکھے آپؐ کی گردن تو ہو وہ حسن کا قائل
تھے پاؤں نرم و نازک اور تلوے بیچ سے خالی
کھرا چہرہ اور اُس پر آپؐ کی ڈاڑھی گھنی کالی
تھی جلد اتنی نفیس و نرم جو بڑھ کر تھی دیبا سے
بڑی پلکیں، جُڑے ابرو، لب و رخسار موزوں تھے
بڑی ترتیب سے تھے بال شانوں تک ہی آ پائے
تھی شانوں بیچ ایسی مہر جو واضح نظر آئے
بدن سے ایک خوشبو سی مسلسل آتی رہتی تھی
جو عنبر، مشک سے بہتر تھی، ساری دنیا کہتی تھی
جو چلتے، تمکنت قدموں سے لپٹی سی نظر آتی
تھی ایسی منفرد صورت کہ ہر اک دل پہ چھا جاتی
تبسم زیرِ لب سے سب کو گرویدہ تھے کر لیتے
جو آئے سامنے اُس کو محبت سے دعا دیتے

۱۰۵

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ بروز پیر، اپریل ۵۷۱ء، (۹ ربیع الاول اعام الفیل)

۲۔ عبدالمطلب شیبہ

۳۔ عبدالعزیٰ ابنِ عبدالمطلب شیبہ

۴۔ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد

۵۔ ابوسفیان صخر بن حرب

۶۔ حلیمہؓ بنتِ ابی ذویب عبداللہ

۷۔ حارث بن عبدالعزیٰ (کنیت ابو کبشہ)

۸۔ شیما بنتِ حارث

۹۔ انیسہ بنتِ حارث

۱۰۔ عبداللہ ابنِ حارث

۱۱۔ امِ ایمن زوجہ حضرت زیدؓ بن حارثہ۔ ام ایمن کا اصل نام برکہ بنتِ ثعلبہ بن عمرو تھا۔

۱۲۔ مدینہ منورہ سے تھوڑے فاصلے پر مقامِ ابوا ہے جہاں حضرت آمنہ بی بی دفن ہیں۔

۱۳۔ عبدالمطلب شیبہ

۱۴۔ حضرت ابوطالب عبدِ مناف بن حضرت عبدالمطلب شیبہ

۱۵ فاطمہ بنتِ اسد

۱۶۔ طالب ابنِ ابوطالب عبدِ مناف

۱۷۔ محمد بن علی

۱۸۔ بحیرا راہب برجیس

۱۹۔ نخلہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ جہاں ہر سال ایک بڑا مذہبی میلہ ہوتا تھا جس میں عرب کے سبھی قبائل شامل ہوتے تھے۔

۲۰۔ بنو کنانہ۔

۲۱۔ بنو ہوازن۔

۲۲۔ زبیر بن عبد المطلب شیبہ۔

۲۳۔ عبداللہ بن جدعان تیمی ۔

۲۴۔ ذی قعدہ۔

۲۵۔ ابوالحکم عمرو بن ہشام کا نام ابوجہل یوں پڑا کہ قرآن کی آیات میں ایک شجرِ زقوم کا ذکر آیا جسے آخرت میں مجرموں اور خطا کاروں کی خوراک بتایا گیا۔ یہ ایک نیا لفظ تھا۔ ابوجہل نے سنا تو مضحکہ خیز انداز میں بولا ''یہ ایک کھجور کی قسم ہے، بہت شیریں اور لذیذ۔ اگر وہ سامنے آجائے تو میں مٹھی بھر کے منہ میں ڈال لوں اور خوب مزے لے لے کر چباؤں اور کھاؤں۔ مکھن کے ساتھ تو خوب مزہ دے گی۔ معلوم نہیں کیوں محمد ﷺ کو اتنا عمدہ پھل پسند نہیں ہے کہ اس کو بُرا ٹھہراتے اور لوگوں کو اس سے ڈراتے ہیں''۔ جب نبیِ اکرم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے سورہ الدخان کی آیت ۴۳ تا ۴۶ پڑھیں اور فرمایا کہ جاؤ، ابوجہل سے کہہ دو کہ وہ غم نہ کھائے۔ وہ خوب پیٹ بھر کر زقوم کھائے گا۔ دوزخ میں اُس کے لیے اور تمام بت پرستوں کے لیے اسی زقوم کی ضیافت ہوگی۔ انہیں وہیں پتا چلے گا کہ یہ کتنی میٹھی کھجور ہے۔ اُسی دن سے لوگوں نے عمرو بن ہشام کو ابوجہل کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔

۲۶۔ زبیر ابنِ عبدالمطلب شیبہ۔

۲۷۔ حضرت خدیجہؓ بنتِ خویلد۔

۲۸۔ میسرہ (یسرہ)

۲۹۔ نفیسہ بنتِ علیہ۔

۳۰۔ ورقہ ابنِ نوفل۔

۳۱۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ۔

۳۲۔ ایک روایت کے مطابق جدہ کا پُرانا نام ۔شیعبش کو بعض کتب میں شعیبہ بھی لکھا گیا ہے۔

۳۳۔ ابوامیہ مخزومی۔

باب

۴

حِرا میں نور میں ڈوبا ہوا پیغام آتا ہے

۱۰۸

حرا میں اولیں پیغامِ حق آقا ﷺ کو ملتا ہے

مہینہ روزوں کا آتا تو عبدالمطلب جا کر
بیاباں میں کیا کرتے عبادت وہ مہینہ بھر

روایت یہ بھی ہے کہ وہ حرا کے غار میں جاتے
مہینہ ختم ہونے پر وہ گھر واپس چلے آتے

محمدؐ بت پرستی کے تو بچپن سے مخالف تھے
خلاف اس کے ہوا جب بھی ضروری، بات وہ کرتے

سبھی انداز اُنؐ کے مختلف تھے اہلِ مکہ سے
بہت سے تھے جو اُنؐ سے خار کھاتے، دشمنی کرتے

محمدؐ ایسی باتوں پر توجہ ہی نہ دیتے تھے
وہ دلچسپی بھلائی کے سبھی کاموں میں لیتے تھے

بُروں سے اور برائی سے ہمیشہ تھے وہ کتراتے
تلاشِ حق کی خاطر وہؐ بیاباں میں چلے جاتے

کئی برسوں سے تنہائی تھی اُن کی ذات میں شامل
بجائے گھر کے اب اُن کا حرا جا کر تھا لگتا دل

حرا اک غار ہے، مکہ سے تھوڑے فاصلے پر ہے
پہاڑی نور[1] میں ہے، نور ہی اس کا مقدر ہے

اکیلے وہؐ یہاں آتے مگر یہ بھی روایت ہے
خدیجہؓ بھی یہاں آئیں، حرا وہ نیک قسمت ہے

حرا ایسی جگہ ہے کہ جہاں سے تھا نظر آتا
محمدؐ کو خدا کا گھر، مکمل شہر مکہ کا

محمدؐ کا یہ فرماں ہے کہ وہؐ جب غار میں آتے
یہاں دنیاوی قصوں کو کبھی نہ ذہن میں لاتے

یہاں وہ غور فرماتے خدا کی کبریائی پر
عبادت میں مگن رہتے، جھکاتے اُس کے آگے سر

عجب تبدیلی آتی جا رہی تھی چھ مہینوں سے
نظر اُنؐ کو انوکھے خواب اکثر نیند میں آتے

تھے ان خوابوں سے آثارِ نبوت اب نمایاں تر
پھر اک شب اُنؐ پہ مولا نے کیا وا رحمتوں کا در

ہوا یہ کہ حرا میں لے کے چادر سو رہے تھے وہؐ
وہاں اک شخص آیا، جب جگایا فوری اٹھے وہؐ

کہا اس شخص نے جاگیں، جو جاگے تو کہا ''اقرا''
محمدؐ نے یہ فرمایا کہ میں تو پڑھ نہیں سکتا

یہ سن کر اُس نے اُن کو بازوؤں میں لے کے یوں بھینچا
کہ جیسے وہ بدن سے اُنؐ کے سارا خوں نچوڑے گا

مرے آقاؐ کہا کرتے کہ تب مجھ کو لگا ایسے
گئی ہو جسم سے طاقت مری ساری نچڑ جیسے

پھر اس کے بعد اُس نے جو کہا تھا، اُس کو دہرایا
کہا میں نے کہ اُمّی ہوں، میں کچھ بھی پڑھ نہیں سکتا

ہوا یہ تین بار ایسے، کہا میں نے بھی ویسا ہی
پھر اس کے بعد آیت اُس نے خود ہی ایک پڑھ ڈالی

پڑھو[2] نامِ خدا سے جس نے انساں کو کیا پیدا
کیا اک لوتھڑے سے، رب تیرا ہے کرم والا

١٠٩

یہ سب کچھ دیکھ، سن کر، دل مرا تیزی سے دھڑکا تھا
رہا کچھ دیر تو میں غار میں، پھر آگیا باہر
میں چلتا تھا مگر چلنے میں دقت پیش آتی تھی
مجھے بھاتے نہیں مجنون و شاعر روزِ اول سے
وحی آئی تو میں خود کو انہی میں سے سمجھ بیٹھا
یہ سوچا کہ پہاڑی سے کسی گھاٹی میں گر جاؤں
چلا تھا کچھ قدم کہ اک نئے منظر نے چونکایا
مجھے آواز اک آئی، ہوا آواز میں مَیں گم
اُٹھایا سر کہ دیکھوں کون ہے، دی ہے صدا کس نے
اِدھر دیکھا وہی منظر، اُدھر دیکھا وہی منظر
میں چلنا چاہتا تھا پر قدم اُٹھ ہی نہ پاتے تھے
رہا کچھ دیر یہ منظر، ہوا جب ختم تو آیا
پریشانی بڑھی اُن کی جو میرا حال یہ دیکھا
تسلی دی خدیجہؓ نے، سنا جب حال یہ میرا
سدا مہماں نوازی، حق پرستی، آپؐ کا شیوہ
تہی دستوں کی ہر حالت میں خدمت آپؐ کرتے ہیں
میں لیٹا اور کہا اُن سے کہ مجھ پر ڈال دیں چادر
روایت ہے کہ جب کمبل لپیٹے آپؐ لیٹے تھے
کہا کہ اے مدثر والے[۳]، اٹھ کر سارے لوگوں کو
انہیں بالکل یقیں آیا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے
یہ قصہ نور پھیلانے کا دنیا میں ہوا تھا جب
تھی چھ سو دس کی اک شب، رحمتوں کا چاند جب چمکا
تھے وہ چالیس کے سن میں؛ خدا نے جب یہ رحمت کی
خدیجہؓ نے بتایا جا کے یہ سب ابنِ نوفل[۵] کو
سنائیں آپؐ نے باتیں جو وہ ہیں سب وہی باتیں

گیا میں بیٹھ نیچے، مجھ سے اٹھا ہی نہ جاتا تھا
نقاہت کا تھا غلبہ اُس گھڑی پوری طرح مجھ پر
لرزتی تھیں مری ٹانگیں، تھکن سینہ دکھاتی تھی
جہاں آیا نظر ان میں سے کوئی، میں چلا بچ کے
خیال آیا کہ ایسی زندگی سے مجھ کو مطلب کیا
جہاں میں ایسے جینے سے ہے بہتر میں نہ جی پاؤں
یہ منظر دیکھ کر میں ڈر گیا اور خوب گھبرایا
''محمدؐ! میں ہوں جبرائیلؑ، اللہ کے نبی ہو تم''
افق میں پاؤں رکھ کر سامنے جبریلؑ ٹھہرے تھے
جدھر دیکھا وہی منظر، مجھے لگنے لگا اب ڈر
اُدھر جبریلؑ اس فقرے کو دہرائے ہی جاتے تھے
میں اپنے گھر تو بیوی کو پریشاں اور دکھی پایا
ہوئی تھی زرد رنگت میری، میں چل بھی نہ سکتا تھا
کہا کہ آپؐ کو اللہ کرے گا نہ کبھی رسوا
عزیزوں پر عنایت میں کوئی ہم سر نہیں دیکھا
کوئی درماندہ ہو تو اُس پہ شفقت آپؐ کرتے ہیں
رہا گھر پر گیا نہ دل سے جب تک واقعے کا ڈر
تو جبرائیلؑ اُنؐ سے ملنے اُنؐ کے پاس آئے تھے
ہدایت کا دکھا رستہ، محمدؐ نے سنا یہ تو
گماں ہرگز نہیں میرا، یہ سب کچھ اک حقیقت ہے
تھا دسواں دن[۴]، مہینہ آٹھواں ہی چل رہا تھا تب
یہ شب تھی قدر کی، تھا پیر، روزوں کا مہینہ تھا
سیادت دو جہاں کی آپ ﷺ کو بخشی 'نبوت دی
وہ چونکے اور کہا کہ آپؐ کو بی بیؓ مبارک ہو
یقیناً جو کیا کرتے ہیں اللہ کے نبی باتیں

جو پاس آئے تھے موسیٰ کے وہی ناموسِ اکبرؑ ہیں
قسم سے آپؐ کے شوہر رسولِ ربِ اطہر ہیں

محمدؐ سے ملے آکر، سنیں سب آپ کی باتیں
کہا کہ آپؐ سچے ہیں، یہ سچی ہیں سبھی باتیں

کتابوں میں ہے لکھا، آپؐ جو باتیں سنائیں گے
مخالف آپؐ کے اپنے، پرائے ہوتے جائیں گے

یہ ٹھکرائیں گے اور پھر آپؐ کو مجبور کردیں گے
وطن کو بھی یہ چھڑوا دیں گے، غم سے چُور کردیں گے

منادی جب کریں گے آپؐ دینِ حق کی اے آقاؐ
مدد کو آپؐ کی اے کاش بندہ تب بھی ہو زندہ

تعطل ہے وحی میں، سو اُداسی بڑھتی جاتی ہے

محمدؐ کی یہ عادت بن گئی، غارِ حرا جاتے
وہیں رہ جاتے تھے اکثر، کبھی گھر لوٹ بھی آتے

وہاں کرتے وہ غور و فکر اور ذکرِ خدا کرتے
وہ اپنے اور سب کے واسطے دل سے دعا کرتے

وحی کے بعد ڈر جاتا رہا تھا آپؐ کے دل سے
تسلسل سے وحی اترے گی، خود سے یہ سمجھتے تھے

محمدؐ ہوں جہاں بھی وہ یہی امید کرتے تھے
وحی جبریلؑ اُنؐ کے پاس جلدی لے کے آئیں گے

توقع کے مطابق جب نہیں یہ کام ہو پایا
تو خود سے دل ہی دل میں آپؐ نے اکثر یہ فرمایا

گماں تھا یا حقیقت تھی، سمجھ میں کچھ نہیں آتا
نہ کچھ کھاتے نہ پیتے کیوں کہ تھا کچھ بھی نہیں بھاتا

جب اُکتاتے تو جاں سے جانے کا بھی سوچتے تھے وہؐ
ہر اک لمحہ، ہر اک پل، ہر گھڑی ہی سوچتے تھے وہؐ

حقیقت میں تعطل تھا برائے تربیت اُنؐ کی
کہ فکرِ نو ہو پیدا اور ڈر بھی نہ رہے باقی

وہؐ آنے والے وقتوں کے لیے تیار ہو پائیں
سبھی حالات کے بارے میں اپنے دل کو سمجھائیں

جب ایسا ہو چکا تو پھر خدا نے رحم فرمایا
محمدؐ کو بڑے ہی لطف کا پیغام بھجوایا

قسم[۶] اُس وقت کی سورج کی کرنیں جب ہوں روشن تر
قسم شب کی کہ جب چھائے اندھیرا اندر و باہر

تھا فترت کا وحی میں سلسلہ یہ عارضی بالکل
وحی کی روشنی انؐ کو تسلسل سے ملی بالکل

کبھی خوابوں کی صورت میں، کبھی دل میں اتر آتی
کبھی جبریلؑ خود آتے، کبھی گھنٹی سی بج جاتی

فرشتے اپنی یا انسان کی صورت میں آتے تھے
وہ جو کہتے محمدؐ اُس کو فوراً یاد کرلیتے

ہوا یہ بھی، وسیلے کے بنا فرماں ہوئے جاری
ملی یوں روشنی اور یہ وحی کی شکلیں تھیں ساری

پیمبر ﷺ کو عمل کے واسطے پیغام ملتا ہے

حرا میں روشنی اتری تو ہر شے کا چلن بدلا
دل و ذہن و نظر بدلی، یہاں تک کہ وطن بدلا

صداقت، شفقت و کردار سب کچھ ہی مثالی تھا ۔۔۔ یہ رستہ ٹھیک تھا لیکن، کسی منزل سے خالی تھا
نبوت کی عطا سے آپؐ نے وہ زندگی پائی ۔۔۔ اندھیرے مٹ گئے جس سے، جہاں نے روشنی پائی
ہوئیں سوچیں مجسم، راستے کو مل گئی منزل ۔۔۔ کہانی کو ملا عنواں، ہر اک کوشش کو اک حاصل
خدا نے اپنے بندوں پر کیا احسان پھر ایسا ۔۔۔ کہ لے کر بابا آدمؑ سے کیا نہ تھا کبھی ویسا
نبوت مل گئی تو آپؐ کو فرماں ہوا جاری ۔۔۔ سنا مولائے کلؐ نے تو تھکن جاتی رہی ساری
ہوا یہ حکم کہے جائیں اور لوگوں کو یہ بتلائیں ۔۔۔ کہ سیدھا راستہ کیا ہے، وضاحت کر کے سمجھائیں
خلافِ خواہشِ مولا جو چلتے ہیں کہیں سب سے ۔۔۔ کہ ایسوں کے لیے پوری سزا رکھی ہے اللہ نے
ہے اللہ ہی بڑا، اُس کی جہاں میں کبریائی ہے ۔۔۔ سنیں وہ آپؐ کی باتیں، اسی میں ہی بھلائی ہے
بتائیں اُن کو ایسے کہ وہ فوراً اس طرف آئیں ۔۔۔ ضروری ہے مثالِ خیرِ کُل اب آپؐ بن جائیں
ہے یہ وہ کام جس میں استقامت شرطِ اول ہے ۔۔۔ مقابل وہ ہیں جن کی آنکھ سے ہر خیر اوجھل ہے
کٹھن ہے کام، اس میں مشکلیں بھی خوب آئیں گی ۔۔۔ فقط اب صبر کی راہیں ہی منزل پہ لے جائیں گی
یہ وہ پیغام تھا جس کا بظاہر سادہ تھا مطلب ۔۔۔ مگر اس میں چھپے تھے اک بڑے مقصد کے پہلو سب
تھا واضح حکم کہ دنیا میں نورِ حق کو پھیلائیں ۔۔۔ حقائق منکشف سب پر کریں اور ان کو سمجھائیں
یہ وہ آیات تھیں جن سے کھلا کہ اک نبی کو جب ۔۔۔ نبوت ہو عطا تو چین سے رہتا نہیں مطلب
وہ اپنی ہر گھڑی، ہر پل خدا کے نام کرتا ہے ۔۔۔ کسی سے وہ نہیں ڈرتا، خدا ہی سے وہ ڈرتا ہے
نبی کی زندگی جہدِ مسلسل سے عبارت ہے ۔۔۔ ہے وہ بارِ گراں جس کا اٹھانا اک مشقت ہے
زمانے کے شدائد، دشمنی، اس کا مقدر ہے ۔۔۔ ہر اک لمحے وہ جویائے رضائے ربِ اکبر ہے
انھی آیات سے واضح ہوا توحید پھیلائیں ۔۔۔ قیامت اک حقیقت ہے یہ ایماں اس پہ لے آئیں
خبائث سے، فواحش سے کریں پرہیز ہر صورت ۔۔۔ خدا کے اب کریں سب کچھ حوالے تو ہیں خوش قسمت
رسالت پر بھی لے آئیں یہ ایماں لازمی ہے یہ ۔۔۔ چلائیں آپؐ جس رستے، چلیں کہ زندگی ہے یہ
یہ وہ احکام تھے جن کو سنا تو آپؐ اٹھ بیٹھے ۔۔۔ اٹھے ایسے کہ پھر اک پل کو بھی بے فکر نہ سوئے
نہ گھر کی فکر تھی، آرام بھی سب چھن گیا اُنؐ سے ۔۔۔ بس اس کی فکر تھی جو کچھ خدا نے تھا کہا اُنؐ سے
ملا جو حکم، سر آنکھوں پہ رکھا اور چلے اُس پر ۔۔۔ نہ کی کوئی بھی پروا، دکھ ملے گا یا کٹے گا سر
ہر اک لمحہ شدائد میں، مصیبت ہی میں گزرا پھر ۔۔۔ چلے جس راہ پر آقاؐ، پلٹ کر بھی نہ دیکھا پھر
خدا کی ذات نے اپنے نبیؐ کو سرفرازی دی ۔۔۔ ہوئے وہ سرخرو، اللہ نے انؐ کو کامیابی دی

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ جبلِ نور جواب شہر کے اندر آ گیا ہے۔ آپ ﷺ کے زمانے میں مکہ سے تھوڑے سے فاصلے پر تھا۔

۲۔ اقرا باسم ربك الذی خلق ○ خلق الانسان مِن علق ○ اِقرا و ربك الاکرام ○
۔۔۔۔۔۔کل پانچ آیات نازل ہوئیں۔

۳۔ یاایھاالمدثر________ والرجز فاھجر۔

۴۔ ۱۰اگست ۶۱۰ ء ۲۱شب قدر، پیر، ماہِ رمضان۔

۵۔ ورقہ ابن نوفل۔

۶۔ والضحی○والیل اذاسجیٰ۔۔۔۔۔۔

۷۔ یاایھا المدثر۔۔۔۔۔ولربك فاصبر

باب

۵

رسول اللہ ﷺ فروغِ دیں کا منصوبہ بناتے ہیں

۱۱۳

رسول اللہ ﷺ فروغِ دیں کا منصوبہ بناتے ہیں

نبوت کی عطا کے بعد تیرہ سال مکہ میں
گزارے ایسے آقا نے ،ہوں جیسے غم کے دریا میں

ملا جب حکمِ ربی کہ کریں تبلیغ کو جاری
نہیں تاخیر اک لمحے کی بھی کی ، کر لی تیاری

مراحل میں اگر اس عرصے کو تقسیم کر لیں ہم
مراحل تین ہی دعوت کے بنتے ہیں، جو سوچیں ہم

مراحل تین میں تبلیغِ دیں تقسیم ہوتی ہے

ہے پہلا مرحلہ جو دعوتِ اسلام دینے کا
ہے یہ وہ مرحلہ جس میں رہی دعوت بہت خفیہ

خدا کے حکم سے دی خفیہ دعوت تین برسوں تک
رہی محدود یہ دعوت فقط مخصوص لوگوں تک

کھلے بندوں ہوا آغاز دیں کا اور دعوت کا
سمجھتے ہیں اسی کو دوسرا سب دور دعوت کا

رہا جاری مکمل سات برسوں تک یہ مکے میں
مسلماں پا سکے اس مرحلے میں غم ہی حصے میں

رسول اللہؐ کی مکی زندگی کا آخری حصہ
ہے ایسا جس میں دیں مکہ سے باہر ہر جگہ پہنچا

رہا تھا تین برسوں تک یہاں یہ مرحلہ جاری
فروغِ دیں کے خاطر جان آقا نے بہت ماری

فروغِ دین کا آغاز اپنے گھر سے ہوتا ہے

فروغِ دیں کا آقا نے کیا آغاز مکے سے
رہا ہے مکہ ہی مرکز عرب کا اک زمانے سے

یہاں کعبہ ہے جس کے سب نگہباں بھی یہیں پر تھے
بتوں کا شہر تھا اور بت پرستی ہی کے منظر تھے

یہاں تبلیغِ دیں کا کام کرنا تھا بہت مشکل
خلوص اپنا خدا کے نام کرنا تھا بہت مشکل

نفی کرنا بتوں کی اور وہ بھی شہرِ مکہ میں
تھا ایسے جیسے کوئی گھر بسائے وسطِ دریا میں

یہاں دیں کی اشاعت کے لیے درکار تھا وہ دل
اٹل ہوں فیصلے جس کے ،جو ہو ہر بات میں کامل

پہاڑوں کی طرح قائم رہے وہ شخص ، تھا مطلوب
پھرے نہ قول سے اپنے ہو سچا، سچ جسے محبوب

عمل جس کا ہر اک ایسا ہو جس میں ہو صداقت ہی
اگر دیکھیں چلن اُس کا نظر آئے شرافت ہی

نفی کا ایک پہلو بھی نہ ہو، کردار ہو ایسا
ضروری ہو تو فولادی وگرنہ موم کے جیسا

ہو دل ایسا کہ دھڑکے ہر دکھی کے ساتھ اس کا دل
کرے وہ بات ایسی جس سے پتھر دل بھی ہوں قائل

تھا لازم اس لیے سب کچھ کہ مکہ کی فضاؤں میں
وہ جھوٹے تھے مگر خود کو کھرا ، سچا سمجھتے تھے
جہاں تھے وہ، وہاں سے اُن کا لوٹ آنا تھا ناممکن
مگر آقائے عالمؐ کو یہی تو کام کرنا تھا
چنانچہ آپؐ نے کی ابتدا اپنے گھرانے سے
خدیجہؓ سے کہا آقاؐ نے کہ ایمان لے آئیں
پھر ان کے بعد حضرت زیدؓ[1] کا روشن ہوا تھا دل
خدیجہؓ بیوی تھیں، تھے زیدؓ خادم اور علیؓ بھائی
پھر انؓ کے بعد آئی تھی نبیؐ کے یار کی باری
مسلماں جب ہوئے بو بکرؓ[2] تو شامل ہوئے یہ بھی
یہ تاجر تھے، بہت اخلاق والے تھے، مدبر تھے
ملی عثمانؓ[3]، طلحہؓ[4]، سعدؓ[5] کو اسلام کی منزل
بہت سارے دلوں کو نورِ حق نے کر دیا روشن
عبیدہؓ[8] اور بو سلمہؓ[9]، بلالؓ[10] ایسے مرے آقا
سعیدؓ[14] و عامرؓ[15] وعبداللہؓ بن مسعود[16]، ارقمؓ[17] سب
خواتیں میں مسلماں ہو چکی تھیں دخترِ[18] خطاب
غلاموں اور کنیزوں نے اماں اسلام میں پائی
روایت ہے کہ پہلے مرحلے میں تھے یہ گل چالیس[20]
گروہِ اولیں میں یہ ہوئے شامل، سبب ان کے
رسول اللہؐ نے یہ سب کچھ کیا تھا استقامت سے
کہی جو بات اس میں تھی دیانت اور صداقت ہی

بہاروں کو چھپا رکھا تھا لوگوں نے خزاؤں میں
خدا سے دور رہتے، کفر کو اچھا سمجھتے تھے
انہیں حق بات کہنا اور سمجھانا تھا ناممکن
دلوں میں کفر کے بدلے خدا کا نور بھرنا تھا
کہ پہلے ہو نہیں سکتی تھیں یہ باتیں زمانے سے
کہا بی بیؓ نے حاضر ہوں، مرے آقاؐ جو فرمائیں
علیؓ کو بھی عطا مولا نے کی ایمان کی منزل
خدا نے زندگی اُن کی بہت جلدی ہی مہکائی
نبیؐ کے یار کی یعنی کہ یارِ غار کی باری
فروغِ دیں کے کاموں پہ ہر اک لمحہ توجہ دی
سمجھتے جن کو اس لائق، انہیں دعوت یہ دے دیتے
ہوئے بن عوفؓ[6] اور حضرت زبیرؓ[7] ان ہی سے تو قائل
چمکنے لگ گئے اسلام کے انوار سے آنگن
قدامہؓ[11]، حضرتِ عثمانؓ بن مظعون[12] و عبداللہؓ[13]
ہوئے تھے یہ مسلماں جب تو مہکا سارا گلشن تب
مسلمانوں میں تھے شامل کہ جن کا نام تھا خبابؓ[19]
صداقت اس کی کچھ روشن دلوں میں تھی اتر آئی
تھا مہکا جن سے دینِ حق کا گلشن یہ تھے گل چالیس
بہت سے آنگنوں میں پھول دینِ حق کے مہکے تھے
بتائی جس کو حق کی بات، بتلائی وضاحت سے
تھی شامل اس میں سب سے بڑھ کے اللہ کی اعانت بھی

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ۔

۲۔ حضرت ابوبکر عبداللہؓ بن ابی قحافہ عثمان۔ زمانۂ جاہلیت میں ابوبکرؓ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ اسلام قبول کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے اُن کا نام عبداللہ رکھا لیکن یہ اپنی کنیت ابوبکرؓ سے بہت مشہور ہوئے۔

۳۔ حضرت عثمانؓ بن عفان۔

۴۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ۔

۵۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص

۶۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔

۷۔ حضرت زبیرؓ بن العوام۔

۸۔ حضرت عبیدہؓ بن حارث بن مطلب۔

۹۔ حضرت بوسلمہ عبداللہؓ بن عبدالاسد۔

۱۰۔ حضرت بلالؓ ابنِ رباح۔

۱۱۔ حضرت قدامہؓ بن مظعون۔

۱۲۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون۔

۱۳۔ حضرت عبداللہؓ بن مظعون۔

۱۴۔ حضرت سعیدؓ بن زید۔

۱۵۔ حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح۔

۱۶۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود۔

۱۷۔ حضرت ارقمؓ بن ابی ارقم عبدِ مناف۔

۱۸۔ حضرت فاطمہؓ بنتِ خطاب۔

۱۹۔ حضرت خبابؓ بن الارت۔

۲۰۔ کچھ سیرت نگاروں نے اولیں مسلمانوں کی تعداد چالیس لکھی ہے۔ ابنِ ہشام نے سابقین اولین کی تعداد چالیس سے زیادہ بتائی ہے لیکن ان کے ناموں میں اختلاف کی صورت سامنے آئی ہے۔ سابقین اولین میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ حضرت اسماءؓ بنتِ ابوبکرؓ، عمیرؓ بن ابی وقاص، حضرت عبداللہؓ بن جحش، حضرت ابواحمدؓ بن جحش، حضرت جعفرؓ بن ابی طالبؓ اور ان کی بیوی حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس، حضرت سلیطؓ بن عمرو، حضرت عیاشؓ بن ابی ربیعہ اور اُن کی بیوی اسماءؓ بنت سلامہ، حضرت ابوحذیفہ ہشیم ابنِ عتبہ، حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت عامرؓ بن فہیرہ، حضرت خنیسؓ بن خدافہ، حضرت سائبؓ بن عثمان بن مظعون، حضرت حارث بن الحارث اور ان کی بیوی فاطمہ بنتِ مجلل وغیرہ۔

باب

۶

فروغِ دیں میں اب اگلا قدم آقا ﷺ اٹھاتے ہیں

فروغِ دیں میں اب اگلا قدم آقاﷺ اٹھاتے ہیں

روایت یہ رہی ہے ابتدا سے اہلِ مکہ کی
کوئی کیا کر رہا ہے اس سے اُن کو کچھ غرض نہ تھی

وہ مذہب میں رواداری کے پہلے دن سے قائل تھے
وہاں کی زندگی میں ہر طرح کے لوگ شامل تھے

بتوں کی کوئی پوجا کر رہا ہے، تو کرے پوجا
کوئی خالی ہی سجدہ کر رہا ہے، تو کرے سجدہ

کسی کے کام میں دیتے نہیں تھے دخل بے مطلب
یہی کردار اُن کا تھا، ہمیشہ سے یہی تھا ڈھب

کیا آغاز جب تبلیغ کا آقاؐ نے مکے میں
یہ مشکل کام خفیہ ہی کیا آقاؐ نے مکے میں

مگر کچھ لوگوں نے کچھ دن میں سن گن لے ہی لی اُس کی
ہوا معلوم ان کو پر کسی نے نہ توجہ دی

وہ سمجھے کہ یہاں یہ کام تو ہوتا ہی رہتا ہے
جو آتا ہے کسی کے جی میں، جی بھر کر وہ کہتا ہے

تھیں اُن کے سامنے قس[1] کی، اُمیہ[2] کی مثالیں بھی
سنے تھے سب نے اُن کے قصے اور بھڑکیلی باتیں بھی

وہ سمجھے کہ محمدؐ بھی کریں گے چار دن باتیں
پھر اس کے بعد اُنؐ کے بھی یہی دن اور یہی راتیں

مگر جب آپؐ کا انداز و عنواں مختلف دیکھا
تو اس پہ ماتھا اُن کے سارے ہی سرداروں کا ٹھنکا

محمدؐ کو خدائے برتر و بالا کا حکم آیا
بڑھائیں اک قدم آگے، نتیجہ جو بھی ہو اس کا

بلا کر سب قرابت داروں کو، یہ اُن کو سمجھائیں
سنائیں اُن کو قرآں اور مآلِ کفر بتلائیں

انہیں فرعون[3] کا قصہ سنائیں تاکہ ہو عبرت
بتائیں ان کو قومِ نوحؑ، قومِ لوطؑ کی بابت

ثمود و عاد کا انجام اور نمرود کا قصہ
کرے تکذیب جو مرسل کی، سمجھائیں عذاب اس کا

اسی پیغام کا اک خاص پہلو یہ بھی ظاہر تھا
نبیؐ اور انؐ کے پیاروں پر کٹھن اب وقت آئے گا

نتیجہ اس کا بالکل سامنے تھا یہ کہ بالآخر
نبیؐ ہی کامراں ہوں گے، تھا ان قصوں سے یہ ظاہر

سنا یہ حکم تو حضرت علیؓ کو آپؐ نے بھیجا
بلا لاؤ ہر اک کو جو بھی رشتہ دار ہے اپنا

ہیں شامل سب چچا ان میں اور ان کے اہلِ خانہ بھی
کہو اُن سے ضیافت ہے، ہوں شامل اس میں سارے ہی

ہوئے جب سب قرابت دار یک جا تو یہ فرمایا
خدائے برتر و بالا سے یہ پیغام ہے آیا

ہوئی تھی ابتدا کہ بولہب نے فوری کاٹی بات
محمدؐ تم ہمارے ہو، بگاڑو نہ یہاں حالات

سمجھداری سے تم لو کام، سب کو نہ کرو دشمن
ہمارے واسطے پیدا کرو نہ یہ نئی الجھن

تمہارے واسطے سارے عرب سے لڑ نہیں سکتے
کرو نہ پیدا یہ شر تم، ہے بہتر کہ بچو اس سے

کریں گے سب ہی حملہ تم پہ، گر تم یوں نہ باز آئے — رہے خاموش آقاؐ، نہ کوئی بھی بات کر پائے
کئی دن بعد آقاؐ نے بلایا رشتے داروں کو — ضیافت ہو چکی تو آپؐ نے بتلایا ساروں کو
کہا اللہ ہی ہے، جو ہے سبھی تعریف کے لائق — مدد اُس سے طلب کرتا ہوں، وہ ہے برتر و فائق
بھروسہ پورا ہے اُس پر مجھے، شاہد ہوں میں اس کا — عبادت کے وہی لائق، وہ یکتا اور ہے تنہا
سنو! کوئی بھی رہبر اپنے گھر والوں سے، پیاروں سے — غلط گوئی نہیں کرتا، میں کہتا ہوں یہ ساروں سے
کہ میں اللہ کا مرسل ہوں، میں اللہ ہی کا بندہ ہوں — عموماً سارے لوگوں سے، خصوصاً تم سے کہتا ہوں
کہ موت آئے گی تم پہ یوں کہ جیسے کوئی سوتا ہے — اٹھو گے جیسے کوئی نیند سے بیدار ہوتا ہے
حسابِ روزِ آخر سے سنو! تم بچ نہ پاؤ گے — ہمیشہ کے لیے جنت میں، یا دوزخ میں جاؤ گے
ابو طالب نے سن کے باتیں آقاؐ کی، یہ فرمایا — نصیحت کی ہے جو بھی آپؐ نے، میں ہوں سمجھ پایا
یہاں جو بھی ہیں سب کے سب قرابت دار ہیں اپنے — یہ جو کچھ بھی کریں، میں کھل کے کہتا ہوں یہ ان سب سے
محمدؐ آپؐ کو جو حکم آیا، وہ کریں پورا — یہ وعدہ ہے کہ جب تک ہوں، ہمیشہ ساتھ میں دوں گا
مگر میں مطلب کے دیں سے ہرگز پھر نہ پاؤں گا — ہوں جس حالت میں دنیا سے اسی حالت میں جاؤں گا
اٹھا پھر بولہب اور سخت بیزاری سے وہ بولا — یہ سب کچھ ہے بُرائی، میں سبھی لوگوں سے ہوں کہتا
ہے بہتر روک لو تم، اس سے پہلے کہ کوئی روکے — برائی کو مٹا ڈالو، مبادا تم کو آ جکڑے
ابو طالب نے فرمایا، ہے جب تک میری جاں میں جاں — رہوں گا پاسباں انؐ کا، جہاں تک بھی ہوا امکاں
نبیؐ کے سب قرابت دار تب اُٹھ کر چلے آئے — سبب تھا بولہب، سو اُن کے دل روشن نہ ہو پائے

صفا پر چڑھ کے سارے شہر کو آقا ﷺ بلاتے ہیں

ابھی گزرے تھے کچھ دن کہ سنا یہ اہلِ مکہ نے — صفا سے ''صبح کا حملہ[۲]'' کی دی آواز آقاؐ نے
گئے جب وہ وہاں، سب نے محمدؐ کو وہاں پایا — اکٹھے ہو چکے جب وہ، محمدؐ نے یہ فرمایا
سنو لوگو! کہوں تم سے کہ حملہ ہونے والا ہے — پہاڑی کے ادھر دشمن کا لشکر ایک اترا ہے
تو کیا تم میری اِن باتوں کو سچ تسلیم کر لو گے — مرے کہنے پہ اس دشمن کی فوری تم خبر لو گے
کہا سب نے کہ ہم اس بات کو سچا ہی مانیں گے — ہمیشہ آپؐ سچ کہتے ہیں، اس کو سچ ہی جانیں گے
سنی یہ بات جب اُن کی، محبت سے یہ فرمایا — تو لوگو! یہ بھی سچ ہے کہ پیام اللہ کا ہے آیا
وہ واحد ہے، میں اُس کا بندہ ہوں اور ہوں نبیؐ اس کا — اٹل ہے آخرت کہ فیصلہ ہے بس یہی اُس کا

۱۳۱

اگر لے آؤ تم ایماں، تمہارے حق میں بہتر ہے | وگرنہ آخرت کا قہر تم لوگوں کے سر پر ہے

سنا یہ بولہب[5] نے تو بہت غصے میں وہ بولا | تو سارا دن ہی غارت ہو، یہی کہنے کو آیا تھا

خدا نے اُس کی یاوہ گوئی پر غصہ کیا ایسے | کہا کہ خود ہو غارت اور دونوں ہاتھ بھی اس کے

پھر اس کے بعد کیا تھا، دشمنی کا ایک طوفاں تھا | سبھی تھے جان کے دشمن فقط اللہ نگہباں تھا

بجا کہ اہلِ مکہ تھے رواداری میں یکتا ہی | کسی کا کوئی مذہب ہو انہیں اس کی نہ پروا تھی

مگر اسلام میں اُن کو فنا اپنی نظر آئی | نفی اس میں انہیں اپنے خداؤں کی نظر آئی

رسالت کے سبب سے اُن کی سرداری تھی خطرے میں | بڑائی کی فنا تھی اور بدکاری تھی خطرے میں

رسالت کو سبھی سردار رسوائی سمجھتے تھے | خدائے پاک پر ایماں کو بدبختی سمجھتے تھے

رسولِ پاکؐ پر ایماں کی کرتے وہ وضاحت یوں | مسلمانوں کی ہے حالت، غلاموں کی ہو حالت جوں

کوئی بھی شے نہیں اپنی، ہے جو کچھ بھی خدا کا ہے | اگر کچھ بچ رہے اُس سے، محمدؐ مصطفےٰ کا ہے

اسے اپنی معیشت، دین پر وہ ضرب کہتے تھے | تبھی تو ہر مسلماں کے وہ دشمن بن کے رہتے تھے

شکایت کے لیے عتبہ، ابو طالب سے ملتا ہے

قریش اب چاہتے تھے کہ محمدؐ باز آجائیں | بتوں کی نہ کریں توہین، یہ سوچا، اُنؐ کو سمجھائیں

ہوا یہ فیصلہ چل کر ابو طالب سے کہتے ہیں | سب اُن کے ہی باتیں ہم محمدؐ کی یہ سہتے ہیں

چنانچہ عتبہ[6] بو طالب کے پاس آیا، کہا اُن سے | محمدؐ کہتے ہیں جو، آپ نے بھی ہے سنا اُنؐ سے

جو اُنؐ کے جی میں آتا ہے، کہے جاتے ہیں سب سے وہؐ | بزرگوں کی بھی کرتے پھرتے ہیں توہین کب سے وہؐ

اگر سہنے کی ہوتی ہے کوئی تو آچکی وہ حد | وہ کرلیں ٹھیک خود کو تو، نہیں پھر اُنؐ سے کوئی کد

وگرنہ کچھ بھی کرنے کو سبھی تیار بیٹھے ہیں | قبائل کے سبھی سردار کھائے خار بیٹھے ہیں

ابو طالب بلا کر آپ ﷺ کو سب بات کرتے ہیں

تحمل سے سنی ہر بات بو طالب نے عتبہ کی | محمدؐ سے کروں گا بات اُس کو یہ تسلی دی

چچا نے اُس کے جاتے ہی بلا بھیجا بھتیجےؐ کو | کہا بیٹا، میں بوڑھا ہوں، توجہ سے مری سن لو

کہا اُنؐ سے وہی کچھ جو کہا تھا اُن سے عتبہ نے | سنی سب بات تو اُن سے کہا یہ میرے آقاؐ نے

مرے اک ہاتھ پر سورج وہ رکھ دیں، دوسرے پر چاند | تو اس پر بھی مرا دل پڑ سکے گا نہ ذرا بھی ماند

میں سچا ہوں، میں سچ کہنے سے ہرگز ٹل نہیں سکتا | رسالت کا وہ سورج ہوں کبھی جو ڈھل نہیں سکتا

قبیلے والوں کے کہنے پہ بے شک اس قبیلے سے
نکالیں آپ مجھ کو یا کوئی یہ جان بھی لے لے

خدا نے جو کہا، تعمیل کرنا مجھ پہ لازم ہے
اُسی کے نام سے جینا یا مرنا مجھ پہ لازم ہے

رسول اللہ ﷺ سے سودا بازی مشرک کرنے آتے ہیں

ہوا معلوم جب کفار کو یہ کہ محمدؐ نے
وہ ساری بات ٹھکرا دی ہے، ہم نے جو کہی اُنؐ سے

یہ ناکامی تھی ایسی جس پہ سب کفار نے سوچا
یہ بہتر ہے کہ کرلیں ہم محمدؐ سے کوئی سودا

کہا اُنؐ سے کہ جو کچھ ہے تمہیں مطلوب بتلاؤ
حکومت، زر یا زن کوئی، جو مانگو ہم سے وہ پاؤ

محمدؐ نے کہا اُن سے متانت سے، محبت سے
غرض مجھ کو نہیں ہے کچھ زر و زن یا حکومت سے

میں مرسل ہوں مجھے سب کو یہی پیغام دینا ہے
بتوں کی چھوڑ دو پوجا، خدا کا نام لینا ہے

کہا کفار نے کہ اب رعایت حق نہیں اُنؐ کا
مسلمانوں پہ اب ہر وقت سورج غم کا اترے گا

پھر اس کے بعد غم کی دھوپ تھی یا سرورِ عالمؐ
عمل غم کی تپش، ردِ عمل تھا لطف کی شبنم

مسلمانوں پہ دورانِ عبادت حملہ ہوتا ہے

عبادت دین کی پہچان ہوتی ہے زمانے میں
ہے بنیادی عمل انسان کو انساں بنانے میں

عبادت عبد اور معبود میں ہے رابطے کا نام
عبادت وہ عمل ہے جو بنائے سارے بگڑے کام

رسول اللہؐ نبوت ملنے سے پہلے بھی عابد تھے
سدا سے متقی، پرہیز گار و نیک و زاہد تھے

نبوت جب ملی جبریلؑ نے اُنؐ کو سکھایا تھا
عبادت کیسے ہوتی ہے، وضو کا ہے طریقہ کیا

نمازوں کا ہوا آغاز تو دو ہی نمازیں تھیں
جو صبح و شام کے اوقات میں تنہا پڑھی جاتیں

نمازیں پانچ اللہ نے عطا آقاؐ کو کی تھیں تب
گئے معراج پر تو پہنچے تھے عرشِ بریں پر جب

نمازیں ابتدا میں آپؐ تنہا ہی پڑھا کرتے
عبادت سب حرا، کعبہ میں یا گھر پر کیا کرتے

مسلماں ابتدا میں چھپ کے پڑھتے تھے نمازیں سب
بلالؓ اکثر اذاں دیتے، امامت آپؐ کرتے تب

ہوا یوں بھی کہ اکثر گھاٹیوں میں سب چلے جاتے
جہاں پڑھتے نمازیں، دیں کی باتیں بھی سمجھ پاتے

ابو سفیان اور دیگر ہمیشہ کھوج میں رہتے
مسلماں جانے جاتے ہیں کہاں، وہ خود سے تھے کہتے

وہ نگرانی کیا کرتے مسلمانوں کے ہر گھر کی
وہ سب ہی کو مٹا ڈالیں، یہی اُن کی تمنا تھی

چلا کفار کو جب یہ پتا کہ گھاٹیوں میں یہ
چلے جاتے ہیں اور چھپ کر ہیں پڑھتے سب نمازیں یہ

مسلمانوں پہ حملے کا بنایا ایک منصوبہ ۔۔۔ ابو سفیان کے گھر پر سبھی کافر ہوئے یک جا
مسلماں جب تھے سجدے میں، محمدؐ کی امامت میں ۔۔۔ تو کافر آئے بو سفیان و اخنس[8] کی قیادت میں
یہ مصروفِ عبادت تھے، انہوں نے کر دیا حملہ ۔۔۔ مسلمانوں کو ہر صورت تحفظ اپنا کرنا تھا
نہتے تھے مگر اتنی دلیری سے لڑے اُن سے ۔۔۔ کہ تھوڑی دیر میں پاؤں اکھڑنے لگ گئے اُن کے
کہیں سے مل گئی تھی سعدؓ[9] کو ایک اونٹ کی ہڈی ۔۔۔ انہوں نے ایک کافر کے وہ سر پر زور سے ماری
پھٹا جیسے ہی سر، چہرہ لہو سے تر ہوا اس کا ۔۔۔ اسے دیکھا تو ہر کافر وہاں سے اس طرح بھاگا
کہ جیسے موت لکھی جا چکی اُس کے مقدر میں ۔۔۔ وہاں سے بھاگ کر لی سانس جا کر اپنے ہی گھر میں

توضیحات و حوالہ جات

۱۔ قُس بن ساعدہ۔

۲۔ امیہ بن ابی الصلت

۳۔ قدیم زمانے کے مصری بادشاہوں کا لقب۔ یہاں مراد وہ فرعون ہے جس کا مقابلہ حضرت موسیٰ نے کیا تھا۔ اس فرعون کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کسی نے اس کا نام پتامن، کسی نے آموس، کسی نے رعمیس، کسی نے مصعب بن ریان اور کسی نے قابوش بن ریان بتایا ہے۔ اکثریت رعمیس دوم کے نام پر اتفاق کرتی ہے جو ۱۵۰۷ ق م سے پہلے حکومت کرتا تھا۔

۴۔ یاصَبَا حاہُ (ہائے صبح)۔ اہلِ عرب میں رواج تھا کہ دشمن کے حملے کی اطلاع دینے کے لیے کسی بلند جگہ پر چلے جاتے اور انہیں ان الفاظ سے پکارتے۔

۵۔ اصل نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب شیبہ۔ نبی اکرم ﷺ کا چچا ہے۔ آپ ﷺ کے خلاف یاوہ گوئی پر خدا نے اسے ابی لہب گردانا اور وہ اسی نام سے مشہور ہے۔

۶۔ عتبہ بن ربیعہ

۷۔ ابوسفیان صخر بن حرب۔ کنیتیں دو، ابوحنظلہ، ابوسفیان۔ دوسری کنیت سے زیادہ مشہور ہوئے۔

۸۔ اخنس بن شُریق ثقفی۔

۹۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔

باب

۷

مسلمانوں پہ کیا کیا ظلم مشرک روز ڈھاتے ہیں

مسلمانوں پہ کیا کیا ظلم مشرک روز ڈھاتے ہیں

تھے عمرو[1] و بولہب[2] ہی آپؐ کے سب سے بڑے دشمن — علاوہ اُن کے تھے کچھ اور بھی کافر کڑے دشمن
اُمیہ[1]، عقبہ[4]، اخنس[5] اور عتبہ[6] ایسے کافر تھے — مسلمانوں پہ جو ظلم و ستم کرنے میں ماہر تھے
انہی لوگوں میں شامل بولہب کی بیوی اروی تھی — بہن تھی یہ ابوسفیان کی، اشعار تھی کہتی
خصوصاً ہجو کہنے میں بڑی ماہر تھی وہ عورت — بُری تھی اور بُرائی ہی رہی اس کی سدا قسمت
تھا اروی[7] نام، کہتے تھے مگر امِ جمیل اُس کو — بھائی دیتے تھے منفی مضامیں بے دلیل اُس کو
چچی رشتے میں تھی پر آپؐ سے اک خار تھی اُس کو — نبیؐ کی بیٹیوں سے وہ جھگڑتی، بات ہو نہ ہو
نبیؐ کی بیٹیاں اروی کے بیٹوں[8] سے بیاہی تھیں — یہ دونوں بیبیاں اروی کے ہاتھوں تنگ رہتی تھیں
کیا انکار جب مولائے کُلؐ نے بت پرستی سے — کہا اللہ ہے پیارا آپؐ کو، حتیٰ کہ ہستی سے
نبیؐ کی بیٹیوں کو تب اسی اروی کے بیٹوں نے — طلاقیں دے کے گھر بھجوا دیا دونوں کے دونوں نے
کہا یہ بھی کہ ہم کو زیب دیتا یہ نہیں کہ اب — محمدؐ کا کہیں داماد ہم کو اہلِ مکہ سب
وہ کہتی ہجو اور پھر اُس کو پھیلاتی تھی مکہ میں — بڑی بے ہودگی سے شعر سنواتی تھی مکہ میں
اثر والی تھی اس کے ساتھ دولت بھی وہ رکھتی تھی — محمدؐ کے گھرانے سے کدورت بھی وہ رکھتی تھی
نبیؐ سے دشمنی کرنے کو فرضِ اولیں کہتی — ستانے کے نئے انداز ہر دم سوچتی رہتی
بلا لیتی وہ بچوں کو، انہیں کچھ پیسے دے دیتی — کراتی آپؐ کے گھر پر وہ پتھراؤ، مزہ لیتی
کوئی پتھر اگر لگتا، رسول اللہؐ کے چہرے پر — تو ہو جاتا تھا اکثر آپؐ کا چہرہ لہو سے تر
کبھی آقاؐ کے رستے میں بچھا دیتی تھی کانٹے وہ — کبھی کستی تھی آتے جاتے بے ہودہ سے فقرے وہ
ہمیشہ بولہب بھی کھل کے اُس کا ساتھ دیتا تھا — محمدؐ کا غلط انداز میں وہ نام لیتا تھا
وہ مردہ جانور بھی لا کے رکھتے آپؐ کے گھر میں — سمایا تھا کوئی خناس گویا دونوں کے سر میں
مجنہ یا عکاظ و ذوالمجاز ایسی جگہ جا کر — لگاتا تھا غلط الزام اکثر وہ محمدؐ پر
جہاں جاتے محمدؐ، آپؐ کے پیچھے چلا آتا — ہے دیں ان کا بُرا، جھوٹے ہیں یہ اکثر وہ چلاتا
اٹھا لایا تھا عمرو[1] اک اوجڑی گندی خدا کے گھر — محمدؐ جب تھے سجدے میں، چڑھا دی اُس نے یوں سر پر

کہ جس سے رک چلی تھی سانس بالکل میرے آقاؐ کی
سبھی بوجہل سے ڈرتے تھے، اُس سے خوف کھاتے تھے
مرے آقاؐ نے کوشش کی مگر ناکام ہی ٹھہرے
وہؓ آئیں اور نکالا آپؐ کا اس اوجڑی سے سر
سبھی مشرک سمجھتے تھے کہ شاید ڈر وہؐ جائیں گے
چلے آئے مگر اگلے ہی دن کعبہ میں پھر آقاؐ
تھا عقبہ[10] نام کا اک شخص، جو آقاؐ کا دشمن تھا
لیے پھرتا تھا اپنے ہاتھ میں وہ اک بڑی چادر
بڑی پھرتی سے ڈالی آپؐ کی گردن میں وہ چادر
ہوا وہ حملہ آور ایسی شدت سے کہ لمحوں میں
گرایا آپؐ کو تو آپؐ کا چہرہ ہوا زخمی
چھڑا پائے وہؐ خود کو پر لہو سے تر ہوا چہرہ
اُمیہ[11] میرے آقاؐ کو جہاں بھی دیکھ لیتا تھا
ولید ابن مغیرہ آپؐ پر تہمت لگاتا تھا
یہ سب ظالم مسلسل ظلم اُنؐ پر کرتے رہتے تھے
کوئی دن بھی نہ جاتا اُن کی ایسی باتوں سے خالی
محمدؐ کے علاوہ سب مسلماں بھی پریشاں تھے
وہ سب کے سب تحمل سے بسر اپنی کیے جاتے
دلوں میں سب کے سب پختہ لیے ایمان پھرتے تھے
بلالؓ اپنے خدا کے نام پر جو ظلم سہتے تھے
انہیں گرمی کے موسم میں لٹایا جاتا حرہ پر
ہزاروں کوڑے اُسؓ اللہ کے شیدائی نے کھائے تھے
گلے میں اُنؓ کا آقاؐ ایک رسی ڈال دیتا تھا
سمیہؓ[12] بی بی تھیں بوجہل[13] کی لونڈی جنہیں اک دن
کہا بی بیؓ نے یہ کہ دینِ حق سے پھر نہیں سکتی

بہت سے لوگ تھے لیکن نہ چلتی تھی کسی کی بھی
جو کرتا وہ اُسے ہرگز نہیں وہ روک پاتے تھے
کسی عورت نے سب کچھ جا کہا بی بی رقیہؓ[9] سے
رخِ انور کو کر کے صاف، لے آئیں وہؓ اُن کو گھر
اسی ڈر کے سبب کعبہ میں ہرگز اب نہ آئیں گے
انہیں دیکھے سے لگتا تھا کہ جیسے کچھ ہوا نہ تھا
محمدؐ جب تھے کعبہ میں، وہاں چپکے سے وہ آیا
محمدؐ جب گئے سجدہ میں، اُس نے بے خطر ہو کر
یہ کوشش اُس نے کی کہ دم گھٹے اور آپؐ جائیں مر
عجب بے چینی پھیلا دی تھی ایسا کر کے لوگوں میں
چھڑانے کے لیے خود کو رسول اللہؐ نے کوشش کی
وہ خاموشی سے لوٹے گھر لیے زخموں بھرا چہرہ
نہ جانے کیسی کیسی گالیاں وہ اُنؐ کو دیتا تھا
وہ کہتا آپؐ جادوگر ہیں، ہر اک کو بتاتا تھا
مرے آقاؐ سبھی سہتے، انہیں کچھ بھی نہ کہتے تھے
کیا جو کچھ، سہا اُس کو، بُری کی بات، تو ٹالی
وہ جتنے تھے سبھی تصویرِ غم تھے اور حیراں تھے
غموں کے زرد طوفاں میں وہ لب اپنے سیے جاتے
ہتھیلی پر لیے سارے ہی اپنی جان پھرتے تھے
ہزاروں ظلم سہہ کر بھی سدا خاموش رہتے تھے
لٹا کر اُنؓ کے سینے پر امیہ رکھتا تھا پتھر
مگر حرفِ شکایت وہ کبھی لب پر نہ لائے تھے
وہ بچوں سے یہ کہتا کھینچو، جب تک مر نہیں جاتا
حرم کے سامنے لا کر کہا انکار کو لیکن
سزا تم چاہے جتنی دو، رہوں گی میں مسلماں ہی

کہا بوبکرؓ نے سو اونٹ لے لو تم سمیہؓ کے
مگر بوجہل نہ مانا لگاتا ہی رہا کوڑے

کیا بوجہل نے پھر قتل اُنؓ کو اپنے نیزے سے
یہ پہلی تھیں شہیدہ سو خدا اُنؓ کو صلہ بخشے

شہادت کی خبر سن کر رسول اللہؐ نے فرمایا
ترا چہرہ رہے روشن سدا، رحمت کا ہو سایہ

میاں[14] اُنؓ کے بھی راہِ حق میں اپنی جان سے گزرے
کیا بوجہل نے تھا قتل اُنؓ کو اپنے ہاتھوں سے

تھا یاسرؓ ان کا نامِ نامی، بے حد صبر والے تھے
محمدؐ کے تھے شیدائی، محمدؐ کے جیالے تھے

چچا عثمانؓ[15] کا اُنؓ پر انوکھا ظلم کرتا تھا
چٹائی گول کر کے آپؓ کو اُس میں کھڑا کرتا

پھر اس کے بعد اُس میں وہ دھواں یوں چھوڑ دیتا تھا
کہ اس میں رہ کے لینا سانس کا دشوار ہو جاتا

ہوئے جب حضرتِ مصعبؓ[16] مسلماں تو کیے فاقے
کیا امی نے کھانا بند اور باہر کیا گھر سے

فکیہہؓ[17] کو گھسیٹا جاتا، پاؤں باندھ کر اُنؓ کے
مسلسل یوں ستم ہوتا، بدن پر زخم پڑ جاتے

بہت ظالم تھی اک عورت خزاعہ کے قبیلے سے
سزا خبابؓ[18] کو دیتے سبھی مشرک قبیلے کے

پکڑ کے بال اُن کے نوچتے، گردن پکڑ لیتے
لٹا کر اُنؓ کو انگاروں پہ پتھر اُنؓ پہ رکھ دیتے

زنیرہ، نہدیہ، امِ عبیس[19] ایسی خواتیں پر
ستم ہوتا، سزائیں ان کو ملتی رہتی تھیں اکثر

عمرؓ نے بھی سزا کوڑوں سے دی اپنی کنیزوں کو
خدا سے روک نہ پائے مگر ان خوش نصیبوں کو

لپیٹا جاتا انؓ کو گائے یا اونٹوں کی کھالوں میں
سزائیں وہ سبھی ملتیں جو ممکن تھیں خیالوں میں

خدیجہؓ بی بی کے فرزند حارثؓ خانہ کعبہ میں
تھے مصروفِ عبادت اور جب پہنچے وہ سجدہ میں

کیا کفار نے حملہ، وہیں پر قتل کر ڈالا
شہیدِ اولیں کا آپؓ نے یوں مرتبہ پایا

غرض کہ اہلِ ایماں پر قیامت ہی قیامت تھی
خدا کے نام سے لیکن ہر اک دل میں محبت تھی

کیے کفار نے انؓ پر ستم کیا کیا نہ بڑھ چڑھ کر
مگر بڑھتا گیا انؓ کا بھروسہ اپنے اللہ پر

ہوئی تکذیب بھی، تحقیر بھی پیارے محمدؐ کی
مگر بڑھ کے رہی تنویر ہی پیارے محمدؐ کی

وہ کہتے آپؐ کے جادو سے شوہر بیوی کو چھوڑے
لڑے بھائی سے بھائی، بیٹا رشتہ باپ سے توڑے

عجب قصہ تھا اخنس کا، وہ کھاتا چغلیاں اکثر
جفا کرتا، خفا ہوتا، وہ بکتا گالیاں منہ پر

لگائیں تہمتیں، شاعر کہا، بتلایا جادوگر
مگر بڑھتا ہی جاتا تھا یہاں اسلام کا لشکر

ڈرایا سب کو گر ایمان لائے تو تباہی ہے
گھڑے قصے، کہا اس بات کی ان میں گواہی ہے

کیے ظلم و ستم لیکن رہے ناکام ہی سارے
ستم سے رکنے تھے نہ رک سکے اسلام کے دھارے

انہوں نے آپؐ پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی
جواباً آپؐ نے رحم و کرم کی انتہا کر دی

مسلماں اپنا مرکز دارِ ارقم کو بناتے ہیں

بڑھی جب دشمنی کفار سے تو آپؐ نے سوچا — چلیں اس راستے پر جس پہ اب کوئی نہ ہو خطرہ
کیے کفار نے پیدا تصادم کے کئی رستے — وہ اس کوشش میں تھے اسلام ہرگز نہ پھلے پھولے
مٹانا چاہتے تھے دین کو ، اک اک مسلماں کو — دلوں سے وہ کھرچنا چاہتے تھے ان کے ایقاں کو
انہیں خطرہ تھا گر یہ نہ مٹے، ہم کو مٹا دیں گے — سبھی رسمیں فنا ہوں گی، عبادت گاہیں ڈھا دیں گے
ادھر آقاؐ نے سوچا کہ ابھی تعداد ہے تھوڑی — کمی قربانی دینے میں کسی نے بھی نہیں چھوڑی
انہیں گو جز خدا ہرگز نہیں تھا ڈر کسی کا بھی — مگر اس وقت جھگڑے میں تھا سب نقصان ان کا ہی
چنانچہ آپؐ نے سارے مسلمانوں کو سمجھایا — پسِ پردہ چلے جاؤ سبھی، یہ سب سے فرمایا
اکیلا میں ہی سر انجام دوں گا اب خدا کا کام — یہی اسلام کے حق میں ہے، لے کوئی نہ سر الزام
عمل سے، قول سے، اظہار ہرگز نہ کرے کوئی — کسی کو دین پر آنے کی دعوت بھی نہ دے کوئی
اکٹھے دارِ ارقم[٢٠] میں اگر ہوں تو نہیں خطرہ — وہیں پہ ہو عبادت تو اسی میں ہے بھلا سب کا
یہ فرمایا نہیں ہے کچھ پتا کفار کو اس کا — یہ گھر ایسی جگہ ہے، ان کے حملے کا نہیں خطرہ
چنانچہ دارِ ارقم بن گیا مرکز تجلی کا — یہاں پر تربیت فرماتے سب لوگوں کی خود آقاؐ
یہ گھر کوہِ صفا پر اک صحابیؓ نے تھا بنوایا — جہاں کوئی مکاں تھا اور نہ ہی کوئی ہمسایہ
صحابیؓ یہ تھے ارقمؓ جو محمدؐ کے تھے شیدائی — خدا کے نام پر قرباں ، شہادت کے تمنائی

بقائے دین کی خاطر حبش[٢١] کچھ لوگ جاتے ہیں

سبھی کفار دینِ حق کے پھیلاؤ سے تھے خائف — تھا سرداروں کی سرداری کو خطرہ سو ہوئے خائف
مٹانے کے مسلمانوں کو منصوبے بناتے تھے — کبھی وہ گالیاں دیتے، کبھی اُن کو ستاتے تھے
سزائیں جو بھی ممکن تھیں، وہ دیتے تھے غلاموں کو — مسلماں جو ہوئے اُن پہ روا رکھتے سزاؤں کو
بچھاتے راہوں میں کانٹے، تشدد اُن پہ کرتے تھے — تھی اہلِ حق کی یہ حالت کہ جیتے تھے نہ مرتے تھے
معاشی اور سماجی طور پر مفلوج کرتے تھے — مسلماں چھا نہ جائیں اہلِ مکہ پر، وہ ڈرتے تھے
وہ منصوبے بناتے اُن کو اپنے دیں پہ لانے کے — نبیؐ نے جو دکھایا راستہ، اُس سے ہٹانے کے
کھلے بندوں وہ توہینِ رسالتؐ کر کے خوش ہوتے — وہ سچائی کی تکذیب و مذمت کر کے خوش ہوتے

بہت سوں کو کیا زخمی تو کچھ کو قتل کر ڈالا — رسول اللہؐ کا تھا ظلم و ستم سے ہر گھڑی پالا
مسلمانوں کو اُن سے دین کا اور جاں کا خطرہ تھا — رسول اللہؐ نے ایسے میں کیا اک فیصلہ ایسا
کہ اس سے پہلے کوئی بھی نبی ویسا نہ کر پایا — حبش مکہ سے کچھ لوگوں کے ہجرت کرکے جانے کا
یہ فرمایا نبیؐ نے کچھ مسلمانوں سے کہ تم سب — چلے جاؤ یہاں سے کہ یہاں جینا ہے مشکل اب
یہاں بڑھتا ہی جاتا ہے ہمارے دین کو خطرہ — حبش جانا تمہارے واسطے بالکل بجا ہوگا
یہ کل سولہ مسلماں تھے جنہوں نے پہلی ہجرت کی — یہاں سے حکمِ آقاؐ سے گئے تھے چھپ چھپا کے ہی
یہ مکہ سے شعیبہ[۲۲] آئے پوری رازداری سے — جہاں سے بحرِ احمر پار کر کے یہ حبش پہنچے
نجاشی[۲۳] نام کے اک بادشہ کی تھی یہاں شاہی — جو نصرانی تھا اور انصاف کا خطے میں تھا داعی
کسی کا کوئی مذہب ہو، غرض اس سے نہ تھی اُس کو — بڑے کردار کا حامل سمجھتے تھے سبھی اُس کو
رقیہ بی بیؓ[۲۴] بھی اس قافلے کے ساتھ آئی تھیں — یہ تھیں عثمانؓ[۲۵] کی بیوی، رسول اللہؐ کی بیٹی تھیں
علاوہ آپؓ اور عثمانؓ کے چودہ ہوئے شامل — زبیرؓ[۲۶] و عامرؓ[۲۷] و بن عتبہؓ[۲۸] کی بھی تھی یہی منزل
شریک اُن میں تھیں بی بی ام سلمہؓ[۲۹]، سہلہؓ[۳۰] و لیلیٰؓ[۳۱] — رفاقت میں تھے ابنِ عوفؓ[۳۲]، بیویؓ[۳۳] اور بوسبرہؓ[۳۴]
سہیلؓ[۳۵] و حاطبؓ[۳۶] و عثمانؓ[۳۷] و معصبؓ[۳۸] اور بوسلمہؓ[۳۹] — انہی سولہ نے فرمائی تھی مل کر ہجرتِ اولیٰ
اسی ہجرت کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا — کہ ابراہیمؑ و حضرت لوطؑ پہ بھی وقت تھا آیا
تھے نبیوں میں یہی دو کہ جنہوں نے گھر کو چھوڑا تھا — خدا کی راہ میں میرا گھرانہ دکھ یہ جھیلے گا
چلا جب اہلِ مکہ کو پتا ہجرت کے بارے میں — تو وہ محسوس کرنے لگ گئے خود کو خسارے میں
وہ اپنے واسطے ہجرت کو ناکامی سمجھتے تھے — خیال اُن کا تھا دینِ حق نہ دنیا میں کہیں پہنچے
سمجھتے تھے مسلماں جب ستم کو سہہ نہ پائیں گے — تو وہ اپنے پرانے دین پر ہی لوٹ آئیں گے
مگر ہجرت سے منصوبے ملے سب خاک میں اُن کے — اسی باعث وہ اس کو اپنی کوتاہی سمجھتے تھے
گئے ان کے تعاقب میں پتا جیسے چلا اُن کو — مسلمانوں نے لیکن ذرہ بھر نہ دی ہوا اُن کو
بہر صورت ہوئے ناکام تو سوچا کہ اب کیا ہو — کیا یہ فیصلہ کہ اب بڑھا دیں وہ تشدد کو

مقامِ سجدہ پر مشرک سبھی سجدے میں جاتے ہیں

رسول اللہؐ نے کعبہ میں تشدد کی گھٹاؤں میں — کئی سردار تھے موجود، ان مشرک فضاؤں میں
ہزاروں لوگ تھے کیوں کہ یہ روزوں کا مہینہ تھا — سو دعوت کے لیے موقع غنیمت آپؐ نے سمجھا

تلاوت آپؐ نے فرمائی اس موقع پہ جب اُٹھ کر
تو اک سکتے کا عالم ہوگیا طاری وہاں سب پر

سبھی آیات[140] میں وہ دل کشی تھی سب ہوئے حیراں
بہت سوں نے سنا ہی نہ تھا قبل اس سے کبھی قرآں

سنا ہر لفظ کو کفار نے یوں دم بخود ہو کر
یہ لگتا تھا کہ ہر جانب نہیں انساں، یہ ہیں پتھر

تلاوت کے عمل میں ہی مقامِ سجدہ[141] جب آیا
رسول اللہؐ نے حسبِ حکم اس پر سجدہ فرمایا

تو اُنؐ کے ساتھ سب کفار نے بھی کر دیا سجدہ
اثر قرآن کا تھا اور اعجازِ تلاوت تھا

یوں لگتا تھا، رسول اللہؐ ہیں عامل اور سب معمول
اگرچہ ان کے دل پہ جم چکی تھی کفر ہی کی دھول

ہوا کفار کو احساس جب اس کا تو اُٹھ بیٹھے
ندامت سے مگر سارے جھکا کے سر کو بیٹھے تھے

وہ سب کفار جو اُن میں نہیں تھے، سخت نالاں تھے
جو نادانی انہوں نے کی تھی، اس پہ سب پریشاں تھے

جنہوں نے تھا کیا سجدہ، وہ اُن لوگوں سے کہتے تھے
ہمارے ہی بتوں کی شان میں کچھ لفظ ایسے تھے

کہ سجدہ کر دیا ہم نے بتوں کی شان میں یارو
غلط ثابت اگر ہم ہوں، ہمیں تم جان سے مارو

وہ جھوٹے تھے یہاں بھی جھوٹ کی ناؤ میں آبیٹھے
وہ نادم تھے، ندامت میں صداقت کو بھلا بیٹھے

مسلماں اور کچھ سوئے حبش ہجرت پہ جاتے ہیں

ابو جہل و ابو سفیان، عبدالعزیٰ و دیگر
سبھی یک جا ہوئے اور جوڑ کر بیٹھے وہ اپنے سر

کیا یہ فیصلہ کہ اب تشدد میں اضافہ ہو
مسلمانوں کو گھاٹا ہی سدا دیں، چاہے جیسا ہو

ستایا جائے اُن کو ہر قدم، ہر اک گھڑی، ہر پل
تبھی مقصد ہمارا ہوگا پورا، آج ہو یا کل

حبش جو جا چکے تھے اہلِ ایماں اُن کے بارے میں
پتا کروایا کہ ہیں فائدے میں یا خسارے میں

پتا جب یہ چلا کہ وہ وہاں ہیں سب کے سب خوش حال
عبادت کی ہے آزادی، کماتے بھی ہیں کافی مال

تو یہ سن کر رقابت اُن کی اُن سے بڑھ گئی یک دم
ستاتے یہ مسلمانوں کو، دیتے ہر قدم پر غم

مسلمانوں کا اپنے گھر میں رہنا ہو گیا دوبھر
یوں لگتا تھا انہیں کہ جیسے دشمن ہو گیا ہو گھر

تشدد کی فضا ایسی بنی کہ خوف طاری تھا
تشدد اور ستم کا سلسلہ ہر وقت جاری تھا

بہت سے لوگ جو اسلام لانا چاہتے تھے، اب
یہ خواہش اُن کے دل میں خوف کے باعث گئی تھی دب

کوئی اشراف سے ہے تو ملامت اُس کی کی جاتی
اگر کمزور ہے تو پھر سزا اُس کو تھی دی جاتی

کوئی تاجر ہے تو اُس سے کہا جاتا کہ سوچو تو
خریدیں نہ اگر تم سے تمہارا مال تب کیا ہو

جو مانے بات اُس کو سر پہ اپنے وہ بٹھاتے تھے
جو نہ مانے اُسے دن رات مل کے سب ستاتے تھے

مسلمانوں کی نگرانی ہمیشہ کرتے رہتے تھے
حبش جانے نہیں دیں گے، کھلے بندوں وہ کہتے تھے

یہ ہجرت، ہجرتِ اولیٰ سے تھی دشوار و مشکل تر
دیا جب حکم آقاؐ نے تو پھر کس چیز کا تھا ڈر

حبش کی راہ لی سب نے مناسب وقت جب دیکھا
خدا کے فضل سے جو سامنے تھا ٹل گیا خطرہ

بیاسی ۸۲ لوگ تھے، آقا سے جب رخصت انہوں نے لی
انہیں خطرہ تھا جاں کا پر حفاظت خود خدا نے کی

حبش پہنچے تو پایا سب نے خود کو سُکھ کی دنیا میں
بڑے ہی دکھ اٹھائے تھے انہوں نے اپنے مکہ میں

وہاں پہنچے تو اسمؓا[۴۲] کو ملا اک چاند سا بیٹا
نجاشی کو بھی اللہ نے اُسی دن اک پسر بخشا

کہا اسمؓا نے سلطانہ[۴۳] سے بہتر آپ گر سمجھیں
تو یہ بیٹا برائے شیر خواری آپ مجھ کو دیں

قبول اُس نے کیا یہ مشورہ اور دے دیا بیٹا
رضاعی بھائی یوں وہ بن گیا جعفرؓ کے بیٹے کا

خلافِ ہجرت و اسلام سازش کفر کرتا ہے

ہر اک تدبیر جب الٹی ہوئی، کفار نے سوچا
کہ کیوں نہ وفد بھیجیں ہم حبش کچھ خاص لوگوں کا

نجاشی سے ملے جو اور سنائے ان کی سب باتیں
یقیں تھا اُن کو جا کے وفد بتلائے گا جب باتیں

تو اُن کو حکم دے گا کہ حبش سے تم نکل جاؤ
مناسب ہے پُرانا دین ہی تم جا کے اپناؤ

چُنے کفار نے دو شخص جانے کے لیے ایسے
تھے جن کی خوبصورت گفتگو اور علم کے چرچے

یہ دو تھے عمرو[۴۴]، عبداللہ[۴۵]، سفارت ان کو زیبا تھی
سبھی کفار میں فہم و فراست اُن کی یکتا تھی

حبش میں وفد یہ لے کر تحائف جلد آ پہنچا
ملا پہلے وزیروں اور امیروں سے، کہا قصہ

دیے تحفے سفیروں نے، کیا قائل کہ سچے ہیں
انہوں نے بھی کیا وعدہ وہ بالکل ساتھ اُن کے ہیں

کرو گے بات جب تم بادشہ کے روبرو تب ہم
حمایت میں تمہاری ہی کریں گے گفتگو سب ہم

یہ دونوں پھر ہوئے حاضر حضورِ شہ، گزارش کی
کہ ہم نے آپ کے انصاف کی شہرت ہے سن رکھی

ہم اپنے کچھ عزیزوں کی شکایت لے کے آئے ہیں
شکایت کی صداقت میں دلیلیں ساتھ لائے ہیں

ہمارے شہر کے کچھ لوگ جو نادان و خبطی ہیں
نہیں اُن کا تعلق دین سے، وہ دیں کے باغی ہیں

انہوں نے اک نیا دیں گھڑ لیا ہے، وہ یہ کہتے ہیں
کہ اُن کا دین سچا ہے، پُرانے دین جھوٹے ہیں

ہمیں بھیجا ہے ان ہی کے بزرگوں نے، یہ عرضی ہے
کہ ان کو آپ واپس بھیج دیں، ہم سب کی مرضی ہے

ہماری ہے یہ خواہش ہم کریں ان سب کی نگرانی
وگرنہ یہ یونہی کرتے پھریں گے اپنی من مانی

ہے خطرہ آپ کے دیں کو بھی ان بے دین لوگوں سے
ہمیں لوٹا دیں ان کو تاکہ لے جائیں انہیں کے

گزارش کر چکے دونوں تو کچھ درباری بول اُٹھے
حضور ان دونوں نے جو کچھ کہا، اس میں ہیں یہ سچے

ہمیں کیا لینا ہے ان سے، نکالیں اس علاقے سے
ہمیں بھی ان سے خطرہ ہے، بچیں ہم فوری خطرے سے

تحمل سے سنیں باتیں نجاشی نے، کہا سب سے
مسلمانوں سے کیا نقصان پہنچا، آئے ہیں جب سے

میں تب تک فیصلہ کوئی بھی ہرگز کر نہیں سکتا
نہ سن لوں جب تک دونوں طرف کے ہیں مواقف کیا

جو اہلِ وفد لائے تھے وہ لے لیں اُن سے سوغاتیں
بلا بھیجا مسلمانوں کو تا اُن کی سنے باتیں

مسلماں آئے جب دربار میں تو اُن سے یہ پوچھا
کہ اہلِ وفد جو کہتے ہیں اس میں ہے حقیقت کیا

اٹھے جعفرؓ[۲۶] تسلی سے، ہوئے وہ اس طرح گویا
کہ اے شاہِ حبش! مکہ کو ہم نے اس لیے چھوڑا

کہ جاہل تھے، بتوں کی روز و شب پوجا تھے کرتے ہم
کیا کرتے تھے بدکاری، شرافت سے تھے ڈرتے ہم

ہمارا کام تھا مردار کھانا اور لڑ مرنا
عزیزوں اور اپنوں سے لڑائی ہی سدا کرنا

جو طاقت ور تھا ہم میں، وہ ستم کمزور پر کرتا
کھلے بندوں ستم کرتا، کسی سے تھا نہیں ڈرتا

برائی کون سی تھی جو نہیں کرتے تھے ہم سارے
بُرے اعمال تھے ہم کو ہماری جان سے پیارے

ہمارے حال پر احسان، اللہ نے یہ فرمایا
ہمارے پاس اک مرسل، جو ہم میں سے ہے، وہ بھیجا

نسب میں جو ہے اعلیٰ اور صداقت میں بھی یکتا ہے
امانت میں جو لاثانی، جو ہم میں سے ہے، اپنا ہے

ہے دامن پاک جس کا جھوٹ سے، ہر اک بُرائی سے
جو بے پایاں محبت کرتا ہے ساری خدائی سے

کہا اُس نے کہ اللہ ایک ہے، اُس نے یہ سمجھایا
بتوں کی چھوڑ دو پوجا، یہ پتھر ہیں، یہ بتلایا

ہمیشہ سچ کہو، اپنوں سے پیش آؤ محبت سے
پڑوسی، رشتہ داروں سے ملو اُنس و مروت سے

بچو بدکاری سے، خوں ریزی سے اور جھوٹ سے ہر دم
تراشو نہ کسی پر تہمتیں، نہ دو کسی کو غم

امانت میں خیانت نہ کرو کہ یہ بُرائی ہے
یتیموں کا نہ کھاؤ مال، اس میں ہی بھلائی ہے

کہا اُس نے کہ اللہ ایک ہے اُس کو کرو سجدہ
شریک اس کا نہیں کوئی، نہیں کوئی بھی اُس جیسا

عبادت کے وہی لائق، کرو حمد و ثنا اُس کی
وہی مالک، وہی خالق، ہر اک شے ہے اُسی کی ہی

دیا اُس نے ہمیں جو حکم، ہم سب وہ بجا لائے
بتوں کی چھوڑ کر پوجا، وہ کرتے ہیں جو سمجھائے

حلال اُس نے کہا جس چیز کو، ہم نے وہ اپنائی
حرام اُس نے کہا جس چیز کو، ہم نے وہ ٹھکرائی

برائی ترک کی ہم نے، بھلائی کو بڑھے آگے
ہماری زندگی بدلی، ہمارے بھاگ بھی جاگے

ہوئے ہیں جب سے ہم پیرو محمدؐ کے، یہ سارے لوگ
خفا ہیں اور دشمن بن گئے ہیں سب ہمارے لوگ

یہ کہتے ہیں بُرائی کی طرف پھر سے پلٹ جائیں
ہم اپنے دین کو چھوڑیں، انہی کا دین اپنائیں

انہوں نے ہر ستم ہم پر کیا، ہم کو ستایا ہے
کیا ہے ہر تشدد جو سمجھ میں ان کی آیا ہے

یہ وہ حالات ہیں جن میں رسول اللہؐ نے فرمایا
تحفظ کے لیے جاؤ حبش تم، چھوڑ دو مکہ

رواداری وہاں کے حکمرانوں کا وتیرہ ہے
بہت انصاف والے ہیں، بھلائی اُن کا شیوہ ہے

کوئی پوچھے ذرا ان سے، کیا ہے جرم کیا ہم نے؟
کیا ہے قتل، لوٹا مال یا دی ہے دغا ہم نے

خطا کوئی بھی کی، کوئی بتائے تو ہیں حاضر ہم
برائی کوئی بھی ہم کر کے آئے تو ہیں حاضر ہم

نجاشی نے توجہ سے سنی ہر بات جعفرؓ کی
سفیرانِ عرب[47] سے یہ کہا کہ بات ہے سچی

مجھے جعفرؓ کی باتوں میں صداقت ہی نظر آئی
یہ سچے ہیں، مجھے ان میں شرافت ہی نظر آئی

پھر اس کے بعد جعفرؓ سے یہ پوچھا یہ بتاؤ تو
رسول اللہؐ جو لائے ہیں، کچھ اپنے ساتھ لائے ہو

کہا جعفرؓ نے کہ اے بادشہ! میں وہ سناتا ہوں
رسول اللہؐ جو لائے ہیں، میں وہ سب کو بتاتا ہوں

تلاوت سورتِ مریم کی فرمائی جسے سن کر
وہاں موجود تھے جتنے ہوئیں آنکھیں سبھی کی تر

نجاشی نے کہا کہ یہ کلام ایسا ہی ہے جیسا
کئی سو سال پہلے حضرتِ عیسیٰؑ پہ اترا تھا

ملی ہے اک دیے سے ہی یہ ساری روشنی ہم کو
یہ ویسی باتیں ہیں، سب سے کہا کرتے تھے عیسیٰؑ جو

کہا عبداللہ و بن عاص سے کہ تم چلے جاؤ
یہ باتیں تم سمجھ لو، اہلِ مکہ کو بھی سمجھاؤ

رہیں اس ملک میں سارے مسلماں خوب عزت سے
یہاں محفوظ ہیں یہ اہلِ مکہ کی عداوت سے

علاوہ عمرو کے عبداللہ کو بھی تو ندامت تھی
مگر اُن کے ابھی تک دل میں کچھ کرنے کی حسرت تھی

مسلسل سوچتے تھے وہ کہ آخر کیا کیا جائے
کہ جس سے اُن کی کوشش کا نتیجہ کچھ تو مل پائے

اچانک عمرو بولا، اک انوکھی بات سوجھی ہے
کہوں گا جب نجاشی سے تو جیت اپنی یقینی ہے

میں اپنی بات سے اُن کی جڑوں کو کاٹ ڈالوں گا
میں اُن کے دین کے پودے میں ہریالی نہ چھوڑوں گا

وہ اگلے روز دربارِ نجاشی میں پھر آپہنچے
بڑی تمہید باندھی اور اس کے بعد یہ بولے

پتا شاید نہیں ہے آپ کو کہ یہ مسلماں سب
غلط کہتے ہیں عیسیٰؑ کو ہمیشہ، بولتے ہیں جب

نجاشی نے بلا بھیجا مسلمانوں کو اور پوچھا
تمہارے دین میں عیسیٰؑ کے بارے میں ہے کیا آیا

کہا جعفرؓ نے، عیسیٰؑ کی ہمارے دل میں عزت ہے
ہمارے دین میں اُن کے لیے جو ہے، صداقت ہے

پڑھیں آیات کچھ پھر سورتِ مریم سے جن میں تھا
ہیں اللہ کا کلام ایسا ہوا مریم کو جو القا

وہؑ اللہ ہی کے بندے اور نبی ہیں اور سچے ہیں
ہیں وہ بھی اک نبی دنیا میں اللہ نے جو بھیجے ہیں

نجاشی نے اٹھایا ایک تنکا فرش سے، بولا
نہیں تنکا برابر بڑھ کے اس سے حضرتِ عیسیٰؑ

سنا بطریقوں نے تو ناگواری قدرے ظاہر کی
نجاشی نے کہا کہ آپ سب مجھ سے کہیں جو بھی
مگر جو کچھ کہا جعفرؓ نے عیسیٰؑ بس وہی کچھ ہیں
وہی کچھ کا مرے نزدیک مطلب ہے سبھی کچھ ہیں
کہا پھر یہ سفیروں سے تحائف اپنے لے جاؤ
مسلمانوں سے فرمایا، نہ ذرہ بھر بھی گھبراؤ
یہاں امن و اماں سے تم رہو، خطرہ نہیں تم کو
تحفظ کے لیے اقدام ہوں گے، ہیں ضروری جو
چلے کفار جو بھی چال وہ ہوتی گئی ناکام
نظر آنے لگا اس میں انہیں اپنا بُرا انجام
وہ ناکامی کا دُکھ اپنے دلوں میں لے کے گھر آئے
مگر جتنی بھی اُن کے بس میں تھی کوشش وہ کر آئے

قریشِ مکہ بوطالب کو دھمکی آ کے دیتے ہیں

ہوئی ملکِ حبش میں اُن کو ناکامی تو سب کافر
نئے اقدام کرنے پر ہوئے تیار اب کافر
کہا سب نے کہ کر دیں اب محمدؐ کی زباں بندی
انہیںؐ ہم ختم کر دیں اور مٹا ڈالیں یہ جھگڑا ہی
مگر بہتر ہے پہلے ہم ابو طالب کو سمجھائیں
محمدؐ کو وہ روکیں اور انہیں وہ صاف بتلائیں
بتوں کو، بت پرستی کو نہیں باطل وہ سمجھیں گے
رویہ گر نہ بدلا ہم انہیں زندہ نہ چھوڑیں گے
ابو طالب کے پاس آئے، کہیں سب آپؐ کی باتیں
مدد نہ آپؐ کی کرنے کی اور دل کی سبھی باتیں
کہا یہ بھی کہ گر جاری رہی اُنؐ کی مدد یونہی
یقینی طور پر ہوگی یہاں پر ایک جنگ ایسی
کہ جس میں دو فریقوں[۴۸] میں سے اک کا خاتمہ ہوگا
سوائے اس کے اب یہ ختم جھگڑا ہو نہیں سکتا
گئے وہ تو ابوطالب نے بلوایا محمدؐ کو
کہیں اُن سے وہ سب باتیں، کہی کفار نے تھیں جو
کہا بیٹا! کرو تم رحم خود پر اور مجھ پر بھی
نہ ڈالو مجھ پہ بوجھ اتنا کہ ہو جاؤں میں بے بس ہی
چچا کی جب سنیں باتیں تو سمجھے یہ رسول اللہؐ
مدد کرنے سے بو طالب نے کھینچا ہاتھ ہے اپنا
چچا سے یہ کہا کہ آپ اُن لوگوں کو بتلا دیں
مرے ہاتھوں پہ چاہے چاند سورج لا کے رکھوا دیں
میں اپنے فرض سے اک پل بھی غافل ہو نہیں سکتا
ہے جب تک جسم میں جاں، فرض اپنا میں نبھاؤں گا
خدا کا دیں یہاں جب تک کہ غالب آ نہیں جاتا
مجھے اس کام سے ہرگز نہ کوئی روک پائے گا
چچا نے غور سے باتیں سنیں ساری، ذرا سوچا
کہا اشعار کی صورت[۴۹] میں اُنؐ سے کہ سنو بیٹا
ہوں جب تک زندہ میں، تم کو کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا
تمہاری آنکھ ہو پُر نم، میں ہرگز سہہ نہیں سکتا
گروہِ دشمناں اس وقت تک تم تک نہ پہنچے گا
میں زندہ ہوں، زمیں میں دفن جب تک ہو نہیں جاتا
ہے تم کو اب اجازت کہ کھلے بندوں کہو ہر بات
رہوں گا ساتھ چاہے بدتریں ہو جائیں اب حالات

۱۳۴

ہوا معلوم جب کفار کو یہ ماجرا سارا
انہوں نے اپنے منصوبے میں کیں تبدیلیاں پیدا

سمجھ میں آ گیا اُن کی کہ بو طالب کسی صورت
محمدؐ کو نہیں وہ چھوڑ سکتے، وہ بہر قیمت

انہی کا ساتھ دیں گے، ہر عداوت مول لے لیں گے
محمدؐ کے لیے سارے عرب کو چھوڑ بھی دیں گے

چنانچہ وہ ولید ابن مغیرہ کی اجازت سے
لے آئے اُس کے بیٹے کو بچیں تا کہ عداوت سے

ابو طالب سے بولے کہ عمارہ خوبصورت ہے
محمدؐ سے بجا ہے آپ کو گہری محبت ہے

مگر اُس نے ہمارے دین کو باطل ہے گردانا
نہیں ممکن ہمارے ہاتھوں اُس کا زندہ بچ جانا

ہمیشہ سے ہے ہم سب کے دلوں میں آپ کی عزت
کوئی تکلیف پہنچے آپ کو ہم سے، نہیں چاہت

عمارہ [50] کو محمدؐ کی جگہ بیٹا بنا لیں آپ
ہمیں دے کر محمدؐ، دین اپنے کو بچا لیں آپ

عمارہ پر مکمل حق ہمیشہ آپ کا ہو گا
محمدؐ کو کریں ہم قتل، اس میں ہے بھلا سب کا

کیا ہے منتشر اُس نے ہماری قوم کو اب تک
نہ ہوں گے متحد ہم سب، محمدؐ زندہ ہے جب تک

نہیں کوئی خسارہ آپ کو اس سودے میں ہرگز
کوئی نہ پا سکے گا اتنا عمدہ بدلے میں ہرگز

سنی کفار کی باتیں تو بو طالب نے فرمایا
جسے تم اچھا کہتے ہو، بڑا ہی ہے بُرا سودا

تم اپنا بیٹا دے کے مجھ سے کہتے ہو، اسے پالو
مرا بیٹا طلب کرتے ہو تا کہ جان سے مارو

بھلا اس سے بُرا بدلا کسی کو کیا مِلا ہوگا
کسی احمق نے ہی دنیا میں یہ سودا کیا ہوگا

کہا مطعم [51] نے ساری بات بو طالب کی جب سن لی
بڑے انصاف کی ہر بات تم سے قوم نے کی تھی

بُرے حالات سے بچنے کی خواہش تھی ہمیں ورنہ
کوئی کیا روک پائے گا، کریں گے ہم جو ہے کرنا

یہ سن کر بات مطعم کی، ابو طالب ہوئے گویا
بنا رکھا ہے میری قوم نے کیا خوب منصوبہ

مجھے گر چھوڑنا ہے قوم نے تو شوق سے چھوڑے
نہ ٹوٹوں گا محمدؐ سے کوئی جتنا مجھے توڑے

جو کرنا ہے کرو، مجھ کو نہیں پروا ذرا اس کی
کرے وہ دشمنی کھل کر ہے خواہش دشمنی جس کی

مخالف سے مری گر قوم ملتی ہے تو مل جائے
سمجھتا ہوں میں سب باتیں، مجھے کوئی نہ سمجھائے

ہوئے مایوس مشرک سب ابو طالب کی باتوں سے
کہا سب نے مصیبت یہ نہ ٹل پائے گی باتوں سے

ستاؤ سب مسلمانوں کو اتنا کہ وہ ڈر جائیں
ڈریں اتنا کہ پہلے دین کی جانب پلٹ آئیں

محمدؐ کو منائیں گے، کئی سرکش یہ کہتے تھے
اسی خواہش میں اُنؐ کی تاک میں دن رات رہتے تھے

بنے جتنے بھی منصوبے، کیے ناکام اللہ نے
زمانے بھر میں اُن کو کر دیا بدنام اللہ نے

یہی وہ سوچ تھی جس سے ملے اسلام کو حمزہؓ
یہی حالات تھے جن میں عمرؓ اسلام نے پایا

١٣٥

خدا کے فضل سے حمزہؓ بھی اب ایمان لاتے ہیں

محمدؐ پر ستم کرنا تھی اہلِ مکہ کی عادت
بڑے ہی صبر سے سہنا تھی میرے آقاؐ کی عادت

سدا بوجہل ان کاموں میں سب سے آگے رہتا تھا
وہ خود بھی گالیاں بکتا، یہی لوگوں سے کہتا تھا

صفا کے راستے پر آپؐ کو وہ مل گیا اک دن
ہمیشہ کی طرح وہ گالیاں دینے لگا لیکن

تسلی نہ ہوئی تو ایک پتھر آپؐ کو مارا
کہ جس سے زخم آیا، خوں سے تر چہرہ ہوا سارا

صفا پر رہتی تھی عبداللہ بن جدعان کی لونڈی
سبھی بوجہل کے بے ہودگی لونڈی نے خود دیکھی

سنایا اُنؓ کو یہ قصہ وہاں سے حمزہؓ جب گزرے
جہاں بوجہل تھا حمزہؓ وہیں پر آگئے سیدھے

حرم میں ہونے والی ایک مجلس میں وہ بیٹھا تھا
اٹھایا اُس کو گالی دے کے اور غصے سے یہ پوچھا

بھتیجے میرے کو کیوں گالیاں بکتے ہو، بتلاؤ
مسلماں ہو گیا ہوں میں، جو چاہو تم کرو، جاؤ

کماں تھی ہاتھ میں اُنؓ کے وہ اس کے سر پہ دے ماری
ہوا بوجہل زخمی اور بُری حالت ہوئی اس کی

بڑھے بوجہل کی خاطر سبھی کفار لڑنے کو
انہیں بوجہل نے روکا، کہا کہ ان کو جانے دو

کہ میں نے دی تھی جو گالی محمدؐ کو، غلط دی تھی
قصور ان کا نہیں کوئی، قصور اس میں ہے میرا ہی

کہا حمزہؓ نے سن لو سب، میں کہتا ہوں تمہیں کھل کر
محمدؐ کو جو گالی دے گا، چھوڑوں گا میں اُس کا سر

یہ کہہ کر آپؐ کی خدمت میں سیدھے وہؓ چلے آئے
وہاں جو کچھ ہوا تھا، سب کے سب حالات بتلائے

چچا سے یہ کہا آقاؐ نے، مجھ کو تب خوشی ہو گی
کہ دل میں آپؓ کے بھی دین کی جب روشنی ہو گی

سنا حمزہؓ نے تو بولے، گواہی میں یہ دیتا ہوں
نبی ہیں آپؐ اللہ کے، گواہی میں یہ دیتا ہوں

مسلماں جب ہوئے حمزہؓ تو طاقت دین نے پائی
وہؓ طاقت ور تھے، طاقت اُن کی دیں کے کام ہی آئی

دعائے خاص پر اللہ، عمرؓ آقاﷺ کو دیتے ہیں

کیے پتھر بھی موم آخر محمدؐ نے محبت سے
فروغِ دیں ہوا ممکن فقط اللہ کی رحمت سے

مسلمانوں پہ جب کفار نے کھل کر ستم ڈھایا
مرے آقاؐ نے اک دن یہ خضوع دل سے فرمایا

مرے مولا! مجھے دے عمرو[۵۲] یا پھر تو عمرؓ[۵۳] دے دے
مرے مولا! فروغِ دیں کی خاطر جلد تر دے دے

خدا نے اپنے بندے کی دعا منظور فرمائی
عمرؓ دے کر پریشانی خدا نے دور فرمائی

عمرؓ بھی دینِ حق کے ابتدا سے سخت دشمن تھے
جو کر سکتے خلافِ دیں، وہ روز و شب کیا کرتے

۱۳۶

لیے تلوار گھر سے نکلے اک دن اس ارادے سے
محمدؐ کو کریں گے قتل تاکہ اُنؐ سے جاں چھوٹے

نعیمؓ[۵۴] اُنؓ کو ملے رستے میں، مل کے اُنؓ سے یہ پوچھا
عمرؓ جاتے ہو کس جانب، بتاؤ ہے ارادہ کیا

عمرؓ بولے، محمدؐ کو کروں گا قتل جو بھی ہو
کہاں مل جائیں گے وہؐ، تم پتا اُنؐ کا مکمل دو

محمدؐ کو کرو گے قتل، سوچو کہ بنو زہرہ
بنو ہاشم کا اک اک فرد کیوں خاموش بیٹھے گا

وہ کیوں نہ قتل کر دے گا، محمدؐ کے عوض تم کو
تمہیں مل جائے گا کیا قتل کرکے اُنؐ کو سوچو تو

مجھے لگتا ہے باتوں سے کہ تم بھی ہو محمدؐ کے
پلٹ کر تم سے نمٹوں گا، میں جاتا ہوں اُدھر پہلے

کہا اُنؓ سے کہ بہنوئی کے گھر جاؤ، وہاں دیکھو
محمدؐ بعد میں، پہلے خبر کچھ اپنے گھر کی لو

بہن[۵۵]، بہنوئی[۵۶] کب کے ایک اللہ کے ہیں ہو بیٹھے
محمدؐ کی غلامی میں پرانا دین کھو بیٹھے

یہ سنتے ہی عمرؓ تو ہو گئے غصے میں بے قابو
بہن کو دیکھتا ہوں، جانے اُس پہ کیا ہوا جادو

وہ آئے فاطمہؓ کے گھر تو اک آواز سن پائے
جہاں تھیں فاطمہؓ بیٹھی وہیں وہ بھی چلے آئے

بہن، بہنوئی اور خبابؓ[۵۷] تینوں تھے وہاں بیٹھے
صحیفہ اُن کے ہاتھوں میں تھا، اک سورت وہ پڑھتے تھے

یہ منظر دیکھتے ہی اُنؓ کو غصہ اس طرح آیا
جو تھا اک ہاتھ میں کوڑا، وہ اُن دونوں پہ برسایا

کہا اُن سے کہ فوراً چھوڑ دو مذہب محمدؐ کا
وگرنہ با خدا دونوں کو جاں سے مار ڈالوں گا

عمرؓ کی بات سن کر فاطمہؓ نے یہ کہا اُن سے
وہؓ لے لیں جاں مگر ہم اپنے مذہب کو نہ چھوڑیں گے

لہو سے تر تھا چہرہ فاطمہؓ اور اُن کے شوہر کا
مگر اُن کو سزا کا خوف تھا کوئی، نہ کچھ ڈر تھا

کہا یہ فاطمہؓ نے، اے عمرؓ! سن لو توجہ سے
کہ میرا دین سچا ہے، مرے آقاؐ بھی ہیں سچے

مرے بھائی! مرے دیں پر ذرا تم غور تو کر لو
اگر اس میں نہ ہو سچ تو جو چاہے پھر سزا دے دو

بہن کی دیکھی حالت اور عمرؓ نے اُن کی ہمت بھی
ہوئے غمگیں، انہیں ہونے لگی تھی کچھ خجالت بھی

وہ بولے، لاؤ مجھ کو بھی سناؤ، پڑھ رہے تھے جو
یہ بولیں فاطمہؓ لازم ہے پہلے غسل تم کر لو

سنا خبابؓ نے تو بولے، اے پیارے عمرؓ بھائی
دُعا پوری ہوئی جو میرے آقاؐ نے تھی فرمائی

عمرؓ نے غسل کرکے اپنے بہنوئی سے فرمایا
سناؤ، کیا تمہارے دین نے ہے تم کو سمجھایا

پڑھیں بن زیدؓ[۵۶] نے آیات بے حد حسنِ قرأت سے
عمرؓ نے جب سنی قرأت تو بولے وہ عقیدت سے

ارے یہ تو بڑی ہی محترم اور عمدہ باتیں ہیں
یہ اللہ ہی کا بالکل ہے کرم اور عمدہ باتیں ہیں

محمدؐ سے میں ملنا چاہتا ہوں، وہ کہاں ہوں گے
بتاؤ تم پتا مجھ کو، ملوں گا میں جہاں ہوں گے

روایت یہ بھی ہے کہ یہ تلاوت خود عمرؓ نے کی
تلاوت کرتے ہی دل کے نگر میں روشنی اتری

وہاں سے اٹھ کر سیدھے دارِ ارقم وہؓ چلے آئے — جہاں موجود کچھ اشخاص نے دیکھا تو گھبرائے
خبر پاتے ہی حمزہؓ نے کہا کہ اسؓ کو آنے دو — وہ جس نیت سے آیا ہے، اُسے آکر بتانے دو
اگر ہے خیر کی نیت، یہاں سے خیر پائے گا — ارادہ ہے اگر شر کا، نہ بچ کر زندہ جائے گا
وحی اُس وقت نازل ہو رہی تھی میرے آقاؐ پر — سنا جب کہ عمرؓ آئے ہیں، آئے یہ خبر سن کر
گریباں کو محبت سے پکڑ کر اُنؓ سے فرمایا — ولید ابنِ مغیرہ[۵۸] پر جو بیتی، سن نہیں پایا
یہی تُو چاہتا ہے کیا وہی انجام ہو تیرا — الٰہی! تُو عمرؓ سے دیں کو طاقت دے، یہ ہو میرا
عمر ایمان لے آئے، دُعا نے رنگ دکھلایا — خدا نے دین کے گلشن میں اک گل اور مہکایا
ہوا اسلام سے جب قلب روشن تو یہ فرمایا — عبادت اب کریں گے ہم حرم میں، ہے حرم سب کا
ہمارا دین سچا ہے تو کیوں چھپتے پھریں اب ہم — وہ آئے اور روکے ہم کو دیں سے جس میں ہو دم خم
روایت ہے وہاں سے وہ گئے بوجہل ہی کے گھر — بتایا یہ کہ میں ایمان لے آیا محمدؐ پر
وہ بولا، ہو بُرا تیرا، جو تُو لایا بُرا اس کا — چلا جا تُو مرے گھر سے، اسی میں ہے بھلا تیرا
کیا جھگڑا عمرؓ کے ساتھ آکر چند لوگوں نے — کہا، وہ دین مت چھوڑو، جو اپنایا تھا پُرکھوں نے
عمرؓ جیسے نڈر سے کی انہوں نے ہاتھا پائی بھی — بہت سے کافروں نے آکے کی اُن سے لڑائی بھی
پھر اس کے بعد مکہ کے سبھی کفار نے مل کر — بڑے ہی زور کا حملہ کیا فاروقؓ کے گھر پر
ارادہ کر کے آئے تھے عمرؓ کی جان لینے کا — ارادے کو مگر سہمی[۵۹] نے ہونے نہ دیا پورا
عمرؓ ایمان لے آئے، گزارش کی یہ آقاؐ سے — کوئی بھی رکھ نہیں سکتا ہمیں اب دور کعبہ سے
عمرؓ اُس روز ہی کعبہ میں اہلِ حق کو لے آئے — کھلے بندوں ادا دو فرض آکر سب نے فرمائے
تھے حمزہؓ بھی رفاقت میں، ہوئے دونوں اکٹھے جب — رہے کفار اُنؓ سے دور کیونکہ جانتے تھے سب
اگر چھیڑا انہیں تو ایسا جھگڑا طول پکڑے گا — کہ جس میں دونوں جانب کا خسارہ ہی خسارہ تھا
یہ وہ دن تھا کہ جس دن دین کی قوت ہوئی بالا — یہ وہ دن تھا کہ جب اظہار کی طاقت ہوئی بالا
ہوئے تھے بولہب، بوجہل و بوسفیاں نڈھال اُس دن — ہوا واضح عمرؓ کا اہلِ مکہ پر جلال اُس دن
عمرؓ فاروق کہلائے اُسی دن سے زمانے میں — بڑا کردار ہے اس دن کا دیں کو جگمگانے میں
محمدؐ پاک کی محنت اثر لانے لگی تھی اب — بتوں کی برتری مکہ میں گہنانے لگی تھی اب
کھلے بندوں اُسی دن دیں کی دعوت کا ہوا آغاز — نئے انداز میں حضرت محمدؐ نے کیا آغاز

۱۳۸

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ ابوالحکم عمرو بن ہشام (ابوجہل)

۲۔ عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب

۳۔ امیہ بن خلف

۴۔ عقبہ بن ابی مُعیط

۵۔ اخنس بن شریق

۶۔ عتبہ بن ربیعہ

۷۔ امِ جمیل اروٰی بنت حرب بن امیہ

۸۔ عقبہ بن ابی لہب اور عتیبہ بن ابی لہب

۹۔ رقیہؓ بنت محمد ﷺ

۱۰۔ عقبہ بن ابی معیط

۱۱۔ امیہ بن خلف جمحی

۱۲۔ امِ عمار سمیہ بنت خباط زوجہ یاسر۔ آپؓ عمار بن یاسرؓ کی والدہ تھیں۔

۱۳۔ ابوجہل عمرو بن ہشام

۱۴۔ حضرت یاسرؓ بن عامر بن مالک

۱۵۔ حضرت عثمانؓ بن عفان۔

۱۶۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ۔

۱۷۔ فُکیہہ کا اصل نام افلحؓ تھا۔ آپؓ بنی عبدالدار کے غلام تھے۔

۱۸۔ حضرت خباب بن ارتؓ قبیلہ خزاعہ کی امِ انمار کے غلام تھے۔

۱۹۔ زنیرہؓ، نہدیہؓ، ان کی بیٹی اور امِ عبیسؓ سب لونڈیاں تھیں۔

۲۰۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی حضرت ارقم بن ابی الارقم عبدِ مناف مخزومی کا کوہِ صفا پر واقع گھر۔

۲۱۔ حبشہ۔

۲۲۔ جدہ کا قدیم نام۔

۲۳۔ اصل نام اصحمہ۔

۲۴۔ سیدہ رقیہ بنتِ محمد ﷺ جو حضرت عثمان بن عفانؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

۲۵۔ حضرت عثمان بن عفانؓ۔

۲۶۔ حضرت زبیر بن عوامؓ۔

۲۷۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ۔

۲۸۔ حضرت ابو حذیفہ ہشیم بن عتبہؓ۔

۲۹۔ حضرت ام سلمہ ہند بنتِ ابی امیہؓ۔

۳۰۔ سہیلہؓ بنتِ سہیل۔ حضرت ابو حذیفہ ہشیمؓ کی زوجہ محترمہ۔

۳۱۔ لیلیٰؓ بنتِ ابی حثمہ۔ حضرت عامرؓ بن ربیعہ کی بیوی۔

۳۲۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔

۳۳۔ حضرت ام کلثوم بنتِ سہیل۔ حضرت ابو سبرہؓ کی بیوی۔

۳۴۔ ابو سبرہ بن ابی رہم عامریؓ۔

۳۵۔ حضرت سہیل بن بیضاؓ۔

۳۶۔ حضرت حاطب بن عمروؓ۔

۳۷۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ۔

۳۸۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ۔

۳۹۔ حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن الاسد۔

۴۰۔ لاتسمعوا لھذا القرآن ۔۔۔۔ سورہ نجم۔

۴۱۔ فاسجدوا للہ واعبدوا ٥ سورہ نجم۔

۴۲۔ اسماءؓ بنتِ عمیسؓ، حضرت جعفرؓ ابنِ ابی طالب کی بیوی۔

۴۳۔ اصحمہ نجاشی شاہِ حبش کی بیوی۔

۴۴۔ عمرو بن عاص۔

۴۵۔ عبداللہ بن ربیعہ۔

۴۶۔ حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب عبدِ مناف۔

۴۷۔ عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ۔

۱۴۰

۴۸۔ مسلمان خاص طور پر رسول اللہ ﷺ اور کفار۔

۴۹۔

وَاللہ لن یصلوا الیك بجمعھم حتی اُوسد فی التراب دَفینا

فاصدع بامرك ما علیك غضاضۃٌ وابشر وقر بذاك منك عیونا

ترجمہ: بخدا وہ لوگ تمہارے پاس اپنی جمعیت سمیت بھی ہرگز نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ مَیں مٹی میں دفن کر دیا جاؤں۔ تم اپنی بات کھلم کھلا کہو۔ تم پر کوئی قدغن نہیں۔ تم خوش ہو جاؤ اور تمہاری آنکھیں اس سے ٹھنڈی ہو جائیں۔

۵۰۔ عمارہ بن ولید ابنِ مغیرہ۔ ۵۱۔ مطعم بن عدی۔

۵۲۔ ابو جہل عمرو بن ہشام۔ ۵۳۔ حضرت عمرؓ ابنِ خطاب۔

۵۴۔ حضرت نعیم بن عبداللہ النحام عدوی۔ ۵۵۔ حضرت فاطمہ بنتِ خطابؓ۔

۵۶۔ حضرت سعید بن زیدؓ۔ ۵۷۔ حضرت خباب بن ارتؓ۔

۵۸۔ یوں تو تقریباً سبھی کفار آپ ﷺ کو ستاتے لیکن کچھ کافر جن کا اشرافِ قریش میں شمار ہوتا تھا، آپ ﷺ کی تضحیک کرنے میں حد سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ان میں ولید ابنِ مغیرہ بھی شامل تھا۔ آپ ﷺ نے ان کافروں کی شرارتوں سے تحفظ کے لیے دعا فرمائی۔ آپ ﷺ کی دعا قبولیت کے درجے کو پہنچی اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجر کی آیات ۹۵ اور ۹۶ نازل فرمائیں۔

ترجمہ: آپ ﷺ سے جو لوگ مسخرہ پن کرتے ہیں، اُن کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو مقرر کرتے ہیں، انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

ولید ابنِ مغیرہ ایک دن بنو خزاعہ میں ایک تیر ساز کی دکان کے پاس سے گزرا تو ایک تیر اُس کی چادر سے چمٹ گیا۔ وہ چادر کا دامن اپنے کندھے پر ڈالنے لگا تو تیر کی نوک اُس کی گردن میں گھس گئی جس سے اُس کی رگِ ہفت اندام کٹ گئی۔ اُس کے سر، سینے، پشت، دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں یعنی ساتوں اعضاً سے یوں خون جاری ہوا کہ اُس کی موت تک نہ رکا۔ اسی عبرت ناک حالت میں اُس نے جان دے دی۔ جن لوگوں کی شرارتوں سے تحفظ کے لیے آپ ﷺ نے دعا مانگی تھی، سبھی اپنے عبرت ناک انجام کو پہنچے۔

۵۹۔ عاص بن وائل سہمی۔

باب

۸

محمد ﷺ کی صداقت کے اشارے خاص ملتے ہیں

۱۴۲

عُتیبہ کو مقامِ زرقا پر اک شیر کھاتا ہے

محمدؐ پر ستم ڈھا کر کبھی کفار خوش ہوتے — نہ کرلیں ظلم وہ جب تک، نہیں تھے چین سے سوتے
محمدؐ کی صداقت کے اشارے بھی انہیں ملتے — مگر کرتے نظر انداز، تھے وہ بدنصیب ایسے
عتیبہ[1] سے جو پیش آیا تھا قصہ، اک اشارہ تھا — محمدؐ کو گریباں سے پکڑ کر اُس نے مارا تھا
دیا تھا پھاڑ اُس نے آپ کا کرتہ سرِ بازار — کی اُس نے ایسی گستاخی، بیاں بھی جس کا ہے دشوار
وہ بھونکا آپؐ پر تو آپؐ نے اس وقت فرمایا — عتیبہ پر کوئی کتا مسلط کر خداوندا
سفر کرکے عتیبہ کچھ دنوں میں شام آیا جب — مقامِ زرقا پر پہنچے تو اُس کے ساتھی بولے سب
بسر ہم رات کرتے ہیں یہیں کہ ہے مقام اچھا — رہے گا رات بھر کا اس جگہ اپنا قیام اچھا
پڑاؤ ڈالا ہی تھا کہ وہاں اک شیر آپہنچا — جسے دیکھا عتیبہ نے تو سب کے سامنے چیخا
محمدؐ گرچہ مکہ میں ہے جب کہ شام میں ہوں میں — مگر اُس کے سبب مشکل میں ہوں، آلام میں ہوں میں
یقیناً دوستو، یہ شیر مجھ کو آج کھائے گا — یوں لگتا ہے کہ تم میں سے بچا کوئی نہ پائے گا
یہاں جو شیر آیا ہے، اُسیؐ نے اس کو بھیجا ہے — کہا اُسؐ کا ہمیشہ میں نے پورا ہوتے دیکھا ہے
دلاسا دے کے اُس کو درمیاں اپنے سُلا ڈالا — حصار اک گرد اُس کے سارے لوگوں نے بنا ڈالا
ہوئی جب رات آدھی تو اچانک شیر آپہنچا — عتیبہ تھا جہاں، وہ سیدھا اُس کے سر پہ جا پہنچا
پلک جھپکی نہ تھی کہ اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا — ہوا ویسے ہی جیسا کہ محمدؐ نے تھا فرمایا

چپک جاتا ہے پتھر ہاتھ سے جو عمرو لاتا ہے

تھے اک دن آپؐ سجدے میں تو عقبہ[2] نے یہ کی حالت — دبا کر آپؐ کی گردن لگا دی اُس نے سب طاقت
یوں لگتا تھا نکل آئیں گی کچھ ہی دیر میں آنکھیں — چھڑائے آپؐ نے وہ ہاتھ دونوں جو تھے گردن میں
بہت سے لوگ تھے، بو جہل آیا، یوں ہوا گویا — محمدؐ نے نئے دیں کا یہاں وہ بیج ہے بویا
کہ جس سے ہر طرف اب نفرتوں کا دور دورہ ہے — محمدؐ سب کو جھوٹا اور سچا خود کو کہتا ہے
جہاں تک ہو سکا ہے صبر سب نے ہے کیا اب تک — محمدؐ نے مگر سب کو انوکھا دُکھ دیا اب تک

ہمارے دین کی توہین کرنا اُس کا شیوہ ہے
بتوں کو صرف پتھر اور خدا کو ایک کہتا ہے

وہ اب جب سجدے میں ہوگا، اسے پتھر سے ماروں گا
اُسے میں موت کے دریا میں لوگو، اب اتاروں گا

جو اس کے بعد ہوگا، دوستو! وہ دیکھا جائے گا
نہیں پروا مجھے اس کی، بُرا گر وقت آئے گا

کوئی چھوڑے مجھے تو وہ خوشی سے چھوڑ سکتا ہے
جو ناتا توڑنا چاہے، خوشی سے توڑ سکتا ہے

مری جاں شوق سے لے لیں بنو عبدِ مناف آکر
میں اپنا دیں بچاؤں گا، نہیں مجھ کو کسی کا ڈر

کہا سب نے کہ ہم تم سے کبھی رشتہ نہ توڑیں گے
تمہارے ساتھ ہیں ہم سب، تمہیں تنہا نہ چھوڑیں گے

پھر اگلے روز وہ پتھر لیے کعبہ میں آ بیٹھا
تماشا دیکھنے کو لگ گیا کفار کا میلا

رسول اللہؐ حرم میں حسبِ سابق وقت پر آئے
طوافِ کعبہ کی نیت کے کچھ الفاظ فرمائے

وہاں سے ہوکے فارغ اک جگہ آئے، دعا مانگی
ہوئے فارغ دُعا سے، اب نماز آقاؐ کو پڑھنی تھی

وہؐ پڑھنے کو نماز آئے تو سب محوِ تماشا تھے
بڑھا بوجہل ہاتھوں میں لیے پتھر تکبر سے

گئے جب آپؐ سجدے میں، بڑھا تیزی سے وہ آگے
قدم دو ہی اٹھائے تھے کہ دوڑا تیزی سے پیچھے

جو پتھر ہاتھ میں تھا، وہ الگ اُس کو نہ کر پایا
یوں لگتا تھا کسی نے ہاتھ سے پتھر ہو چپکایا

بڑی مشکل سے پتھر کو الگ وہ کر سکا خود سے
لگا یوں جیسے اُس نے جملہ کوئی ہو کہا خود سے

وہ گھبرایا ہوا تھا، دیکھتا تھا وہ محمدؐ کو
عبادت میں خدائے دو جہاں کی منہمک تھے جو

کسی نے اُس سے یہ پوچھا، بتاؤ کیا ہوا تم کو
وہ بولا، ہے یہ بہتر کیا ہوا ہے مجھ سے مت پوچھو

عجب قصہ کہ پتھر لے کے جب آگے بڑھا تھا میں
محمدؐ بچ نہ پائے گا، یہی سمجھے ہوا تھا میں

مرے رستے میں حائل اونٹ تھا ایسا کہ اُس جیسا
زمانے بھر میں ہم نے آج تک ہرگز نہیں دیکھا

عجب تھی کھوپڑی، گردن، عجب تھے دانت بھی اُس کے
کہ ہم نے اس طرح کے اونٹ دنیا میں نہیں دیکھے

مجھے وہ دیکھتا تھا اس طرح کہ مار ڈالے گا
ذرا آگے گیا تو مجھ کو زندہ ہی نہ چھوڑے گا

روایت ہے یہ بن اسحاق سے کہ آپؐ کہتے تھے
بچانے فتنے سے بوجہل کے جبریلؑ آئے تھے

۱۴۴

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ عتیبہ ابنِ ابی لہب عبد العزیٰ

۲۔ عقبہ بن ابی معیط

باب

۹

تحمل سے ہر اک ظلم وستم کو آپ ﷺ سہتے ہیں

۱۴۶

ستم کفار جو ڈھاتے ہیں، ہنس کر آپ ﷺ سہتے ہیں

طوافِ کعبہ میں اک روز تھے مصروف جب آقاؐ　　حطیمِ کعبہ میں کفار آکر ہوگئے یک جا
گزرتے جب وہاں سے آپؐ، وہ طعنہ زنی کرتے　　کبھی وہ گالیاں دیتے، کبھی الزام کچھ دھرتے
تحمل سے رسول اللہؐ یہ سنتے اور گزر جاتے　　کہوں میں کیا انہیں، نادان ہیں یہ دل میں فرماتے
ہر اک چکر پہ اُن کی بدتمیزی بڑھتی جاتی تھی　　کھڑے ہیں کس جگہ اس کی بھی شرم اُن کو نہ آتی تھی
ہوا جب تیسرا چکر، محمدؐ رک گئے آکر　　رُکے کچھ دیر پھر آگے بڑھے اُن سے یہ فرما کر
قسم ہے مجھ کو پیدا کرنے والے کی، سنو تم سب　　تمہارے قتل کا میں لے کے آیا حکم ہوں اور اب
رہو تیار کہ تم سب کے مرنے کی گھڑی آئی　　سنا یہ تو سبھی پر خوف کا عالم ہوا طاری
ہوئے وہ گنگ جو گستاخیوں میں سب سے آگے تھے　　کسی کے منہ سے نکلے تو فقط یہ لفظ ہی نکلے
ابو القاسمؐ! قسم ہے آپؐ نادانی نہیں کرتے　　تبھی تو آپؐ اظہارِ پشیمانی نہیں کرتے
یہاں سے آپؐ واپس ہی چلے جائیں تو اچھا ہے　　ابو القاسمؐ! اسی میں اب بھلا ہم، آپؐ سب کا ہے

تشدد سے بچانے آپ ﷺ کو بوبکرؓ آتے ہیں

محمدؐ آئے کعبہ میں تو سب کفار یک جا تھے　　محمدؐ ہی کے بارے میں وہ باری باری گویا تھے
انہیںؐ آتے ہوئے دیکھا تو سب نے کر دیا حملہ　　یہ اتنا سخت حملہ تھا کہ جاں جانے کا خطرہ تھا
کسی نے آکے کپڑا آپؐ کی گردن میں یوں ڈالا　　کہ اس سے بچ نکلنا آپؐ کا مشکل نظر آیا
کبھی کپڑے کو بل دیتا، کبھی گردن دباتا تھا　　لگی تھی سانس رکنے اور نظر کچھ بھی نہ آتا تھا
وہاں پر آگئے بوبکرؓ، آکر اُنؐ کو چھڑوایا　　وہؓ روئے اور رو رو کر انہوںؓ نے سب سے فرمایا
تم ایسے شخص کے درپے ہو جو تم سے یہ کہتا ہے　　خدا میرا نہیں ہے اور کوئی، صرف اللہ ہے
یہ سن کر پل پڑا بوبکرؓ پر کفار کا ٹولا　　انہیں زخمی کیا اور دیر تک بے دردی سے پیٹا
سزا کے ذیل میں یہ دن بڑا ہی سخت تھا جس میں　　بہت کیں سختیاں کفار نے، کی انتہا اس میں
مگر اس روشنی کو وہ کبھی نہ ماند کر پائے　　ہوئے جو چاند روشن، وہ رہے روشن، نہ گہنائے

قریشی ترجماں عتبہ، رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے

عمرؓ اور حضرتِ حمزہؓ مسلماں ہو گئے تو اب　　گھرے یکبارگی کافر نرالے وسوسوں میں سب

١٤٧

لگی تعداد بڑھنے اب مسلمانوں کی تیزی سے
پریشاں تھے سبھی سردار، کہتے تھے کہ جلدی سے

کرو اقدام ایسے جس سے بچ جائے ہمارا دیں
نہ روکا گر اُسےؐ، کیسے بچے گا اپنا پیارا دیں

وہ کہتے کہ تشدد کرکے بھی ہم نے بہت دیکھا
مگر دینِ محمدؐ کو نہ مٹنا تھا، نہ مٹ پایا

محمدؐ ایک دن تنہا تھے صحنِ کعبہ میں بیٹھے
انہیںؐ دیکھا تو سب سے یہ کہا سردار عتبہ[1] نے

اگر دو مشورہ تو میں محمدؐ سے کروں اک بات
یہ ممکن ہے کہ بہتر اس طرح ہوجائیں کچھ حالات

کہا سب نے کہ عتبہ، جو کرو اس کی اجازت ہے
حقیقت میں ہمیں بالکل اسی شے کی ضرورت ہے

محمدؐ مان جائیں، تم کرو اُنؐ سے کچھ ایسی بات
کہ جس سے خوش رہیں تم سے ہُبل، عزیٰ، منات ولات

اٹھا عتبہ وہاں سے اور محمدؐ کی طرف آیا
محمدؐ کو وہاں آنے کا مقصد اُس نے بتلایا

وہ بولا کہ بھتیجے! تم نسب میں سب سے اعلیٰ ہو
ہماری قوم میں ہر زاویے سے تم ہی بالا ہو

مناسب تھا، روایاتِ کہن کے پاسباں رہتے
کہا جو کچھ تمہارے باپ دادا نے وہی کہتے

پرانے دین کی ہی ہر طرح سے پیروی کرتے
بتوں کے نام سے جیتے، بتوں کے نام پر مرتے

مگر تم نے نرالا فرق آکے ہم میں ڈالا ہے
ہمارا اب عجب احوال سے ہر وقت پالا ہے

ہمیں کافر، ہمارے دین کو باطل سمجھتے ہو
ہمارے سب بزرگوں کو بھی تم جاہل سمجھتے ہو

عجب حالات سے دوچار ہم کو کر دیا تم نے
ہماری زندگی میں زہرِ غم کا بھر دیا تم نے

بھتیجے! جو ہوا، اُس کو بھلا دو، بہتری سوچو
میں لایا ہوں تمہارے پاس اک تجویز وہ سن لو

محمدؐ نے کہا جو کہنا ہے، کھل کر کہو مجھ سے
پھر اس کے بعد میں جو کچھ کہوں تم بھی سنو مجھ سے

کہا عتبہ نے، پوری قوم نے یہ کہہ کے بھیجا ہے
محمدؐ کو ہر اک صورت میں واپس لے کے آنا ہے

اگر ہے مال کی حاجت، تو جتنا چاہو وہ لے لو
اگر ہے مرتبے کی بات تو سردار سب کے ہو

یہ خواہش ہے کہ تم کو ہم بنائیں بادشہ اپنا
تمہیں ہم مانتے ہیں بادشہ، سب سے بڑا اپنا

سنا ہے جن بھی کوئی تمہارے پاس آتا ہے
وہی دیں کی تباہی کی تمہیں پٹی پڑھاتا ہے

بھتیجے! یہ ضروری ہے، اُسے مل کر بھگائیں ہم
تمہاری جان اُس ظالم کے پنجے سے چھڑائیں ہم

ہماری ذمہ داری ہے، علاج اس کا کرائیں ہم
لگے اس کام میں جتنی بھی دولت، وہ لگائیں ہم

کرو منظور یہ باتیں اگر تم تو کرم ہوگا
کبھی ہم نہ چکا پائیں گے اس احسان کا بدلہ

محمدؐ نے تحمل سے سنی ہر بات عتبہ کی
جواباً آپؐ نے پڑھ دیں کئی آیات قرآنی

سنا آیات کو اُس نے توجہ سے، وہ اٹھ آیا
کہا کفار نے آتے ہوئے عتبہ کو جب دیکھا

کہ یہ بدلا ہوا عتبہ ہماری سمت آتا ہے
گیا تھا لے کے جو چہرہ، وہ چہرہ بدلا بدلا ہے

وہ آیا اور بیٹھا تو ہر اک نے اُس سے یہ پوچھا
ہوئی کیا بات اور اُس بات کا نکلا نتیجہ کیا

وہ بولا دوستو! میں نے کلام اُسؐ سے سنا ایسا
قسم عزیٰ کی میں نے تو نہیں پہلے سُنا ویسا

نہیں وہ شاعری لیکن اثر اُس کا نرالا ہے
سنیں تو خود بخود دل اُس کی جانب کھنچا جاتا ہے

نہیں ہرگز کوئی جادو، صداقت ہی صداقت ہے
کہا جو کچھ محمدؐ نے سراپا خیر و حکمت ہے

مری مانو تو اُس کو حال پر اُس کے ہی رہنے دو
وہ جو کرتا ہے، کرنے دو، وہ جو کہتا ہے، کہنے دو

کہا ہے اُسؐ نے جو کچھ، اُس سے مجھ کو ایسے لگتا ہے
عرب میں اک انوکھا واقعہ اب ہونے والا ہے

محمدؐ کو کرے گر قتل کوئی تو کرے بے شک
وہؐ مر جاتا ہے ہاتھوں سے کسی کے تو مرے بے شک

یوں اُس کے قتل کا الزام ہم پر آ نہ پائے گا
یہ مشکل کام جو ہم کر نہیں سکتے، ہو جائے گا

اگر آ جاتا ہے غالب محمدؐ تو ذرا سوچو
خسارہ اس میں کیا ہے گر محمدؐ کی حکومت ہو

اگر اُسؐ کی ہے عزت تو ہماری بھی ہے عزت وہ
اگر اُس کی حکومت ہے، ہماری ہے حکومت وہ

اگر وہ حکمراں ہوگا، ہماری ہی سیادت ہے
اگر ہے بادشہ وہ تو ہماری بادشاہت ہے

سنیں کفار نے عتبہ کی باتیں تو ہوئے حیراں
نظر آنے لگے اُن کو خسارے کے سبھی امکاں

وہ بولے سب کہ عتبہ پر بھی جادو چل گیا اُسؐ کا
محمدؐ ہے وہ جادوگر کہ اُس جیسا نہیں دیکھا

کہا عتبہ نے میں نے جو حقیقت تھی، بیاں کر دی
نہیں گر مانتے تو وہ کرو جو سب کی ہو مرضی

ابو طالب قرابت داروں کو گھر پر بلاتے ہیں

ہوئے حالات بدتر تو ابو طالب نے یہ سوچا
محمدؐ کو ہر اک دشمن سے ہے اب جان کا خطرہ

بلایا خانداں اپنے کو گھر پر اور کہا سب سے
محمدؐ کی حفاظت کر رہا ہوں جانے میں کب سے

کہا ہے دشمنوں نے جان اُنؐ کی لے کے چھوڑیں گے
کوئی پیماں بھی حائل ہوا تو اُس کو توڑیں گے

محمدؐ کی حفاظت اب اکیلا کر نہیں سکتا
کریں مل کر حفاظت اُنؐ کی کیونکہ فرض ہے سب کا

بنو ہاشم، قبیلہ مطلب کا ہر جواں بولا
محمدؐ کی حفاظت میں مکمل ساتھ وہ دے گا

فقط وہ بولہب تھا جو یہ بولا کہ ابو طالب!
محمدؐ میرا دشمن ہے وہؐ ہو مغلوب یا غالب

کسی صورت میں اُسؐ کا ساتھ میں تو دے نہیں سکتا
میں اپنے دوستوں میں نام اُسؐ کا لے نہیں سکتا

سوائے بولہب کے چاہے مشرک تھا یا مومن تھا
ہر اک نے یہ کہا کہ فرض اپنا وہ نبھائے گا

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ عتبہ ابنِ ربیعہ

باب

۱۰

بنی ہاشم سے مشرک ہر تعلق توڑ لیتے ہیں

خلافِ سرورِ عالم ﷺ قریش اک عہد کرتے ہیں

ہوئے ناکام ہر کوشش میں تو مشرک ہوئے یک جا — انہوں نے سب مسائل پر نئے انداز میں سوچا
ہوئیں ناکامیاں اُن کو مسلسل تو وہ گھبرائے — ہوا محسوس خطرہ اُن کو دیں اُن کا نہ مٹ جائے
حبش میں دیکھی ناکامی تو کافر اب یہی سمجھے — بُرے دن اُن کی قسمت میں بہر صورت گئے لکھے
مسلمانوں میں ہوتا جا رہا تھا اب اضافہ بھی — رسول اللہؐ نے اب تبلیغ کی پھر ابتدا کر دی
ہوئے حمزہؓ مسلماں تو انہیں پہنچا بڑا صدمہ — عمرؓ نے روشنی پائی تو یہ تھا دوسرا صدمہ
سوائے بولہب سب خانداں نے متحد ہو کر — محمدؐ کی حفاظت کی لی ذمہ داری اپنے سر
نئے حالات میں قتلِ محمدؐ ہو گیا مشکل — مگر ظلم و ستم ڈھانے سے ہرگز نہ ہوئے غافل
نئے انداز میں ظلم و ستم کی ابتدا کر دی — بڑھے اس کام میں آگے وہ یوں کہ انتہا کر دی
مُحصّب کی وہ وادی میں اکٹھے ہو کے بیٹھے تو — کیا یہ فیصلہ کہ اب محمدؐ کو سزا وہ دو
کہ جس سے وہ مرے اور خانداں گھٹ گھٹ کے مرجائے — کیا جائے وہ حال اُس کا، جو دیکھے اُس کو ڈر جائے
کیا اک عہد کہ جب تک بنی ہاشم محمدؐ کو — حوالے اُن کے نہ کردیں برائے قتل خود ہی تو
محمدؐ کے قبیلے سے تعلق توڑ دیں سارے — کریں وہ حال، اُن کو دن میں بھی آئیں نظر تارے
کوئی بیچے نہ مال اُن کو، کوئی رشتہ نہ لے، نہ دے — نہ مال اُن سے خریدے، نہ ہی اُن کے پاس جا بیٹھے
کرے اُن سے زباں ساجھی نہ کوئی اُن کے گھر جائے — ملائے ہاتھ نہ اُن سے، نہ قرضہ اُن کا لوٹائے
لکھا یہ عہد نامہ ابنِ عامر[1] نے دیا لٹکا — اسے دیوارِ کعبہ سے کہ اس کا ہو سکے چرچا
کیا کفار نے جو عہد، اُس پہ اترے وہ پورے — محمدؐ کے قبیلے نے اٹھائے ان گنت صدمے

۱۵۱

محمد ﷺ کا قبیلہ شعبِ بوطالب میں آتا ہے

ہوا یہ عہد تو فرمایا بو طالب نے اپنوں سے — چلو شعبِ ابی طالب، یہاں اب رہ نہیں سکتے
محمدؐ کے علاوہ اب تمہاری جاں کو خطرہ ہے — یہاں ہر موڑ پر دشمن تمہارا چھپ کے بیٹھا ہے
محمدؐ کا قبیلہ اُٹھ کے گھاٹی میں چلا آیا — محمدؐ کے لیے سب نے سہے صدمے، ستم جھیلا

عجب حالات سے تھا واسطہ شاہِ دو عالمؐ کو
سہا ہر اک ستم ہنس کر کیا کفار نے جو جو

لکھا کفار نے جو عہد نامہ، اُس کی شرطوں پر
عمل کرنے کو چوکس ہو گیا مکے کا ہر اک گھر

تجارت کے لیے جو قافلہ باہر سے آتا تھا
محمدؐ کا قبیلہ مال اُس سے لے نہ پاتا تھا

بڑھا کر دام مشرک اُس سے اک اک چیز لے لیتے
جو قیمت منہ سے مانگے وہ، اُسے فوراً وہ دے دیتے

سبھی محصور سارا سال گھاٹی میں یہ رہتے تھے
بلکتے بھوک سے بچے تو رو رو کے یہ کہتے تھے

ہمیں کھانے کو دو، کھانا ہمیں تم کیوں نہیں دیتے
کھلی ہیں سب دکانیں، غلہ جا کر کیوں نہیں لیتے

وہ حرمت کے مہینوں میں اگر مکہ چلے جاتے
تو درپردہ ہی کچھ لوگوں سے کچھ چیزیں وہ لے آتے

وہ پتے اور چمڑا کھاتے تھے، مر مر کے جیتے تھے
بڑے بوڑھے یہ منظر دیکھ کر آنسو ہی پیتے تھے

بہت سے ہو گئے بیمار خالی پیٹ رہ رہ کر
بہت سے مر گئے بے چارگی کے رنج سہہ سہہ کر

بلکتیں بھوک سے جب عورتیں اور روتے بچے جب
وہاں سے دور تک آواز اُن لوگوں کی جاتی تب

یہ آوازیں اگر کافر کوئی سنتا تو خوش ہوتا
وہ جا کر شہر میں کہتا، میں سن آیا انہیں روتا

اسے وہ کامیابی اپنی کہتے اور خوش ہوتے
اتارا کرتے وہ نقلیں، اُسی انداز میں روتے

بہر صورت محمدؐ صبر کی تلقین فرماتے
ستم جتنے بھی ہوتے آپؐ پر ہرگز نہ گھبراتے

وہ فرماتے، مصیبت صبر کی طاقت بڑھاتی ہے
صداقت جبر کی قوت کو تیزی سے گھٹاتی ہے

رہو ثابت قدم کیونکہ مصیبت ٹلنے والی ہے
غموں کی رات جو سر پر ہے جلدی ڈھلنے والی ہے

ستم میں جو ملوث ہے، محمدؐ نے یہ فرمایا
سزا اُس کو ملے گی، مجھ کو ہے پیغام یہ آیا

لکھا تھا عہد نامہ ابنِ عامر[۲] نے سو اُس کے ساتھ
ہوا یوں کہ ہوئے شل کچھ دنوں میں اُس کے دونوں ہاتھ

رہے محصور وہؐ شعبِ ابی طالب میں جتنے سال
قبیلہ اور ابوطالب بنے اُنؐ کی ہمیشہ ڈھال

محمدؐ نے خدا کے دیں کی کی تبلیغ ہر لمحہ
ملا جیسے ہی موقع، دینِ حق کو خوب پھیلایا

خصوصاً حج کے موسم میں جو بھی اجنبی آتے
انہیں اسلام کے بارے میں تفصیلاً وہؐ بتلاتے

رہے سب تین سال اس گھاٹی میں، اس میں رہے جب تک
کیے فاقے، اٹھائے دکھ، سہے غم ان گنت بے شک

کھلی آنکھوں ابو طالب نے ہر لمحہ یہاں کاٹا
محمدؐ کی حفاظت کو عجب انداز اپنایا

محمدؐ کو سلا دیتے وہ اُنؐ کے خاص بستر پر
محمدؐ کو کوئی نہ قتل کر دے رہتا اُن کو ڈر

سلاتے اس لیے بستر پہ تاکہ سازشی دیکھیں
محمدؐ کا یہ بستر ہے، یہیں سوتے ہیں، وہ سمجھیں

سبھی سو جاتے تو جا کر اُٹھا دیتے محمدؐ کو
کسی بھی اور بستر پر سُلا دیتے محمدؐ کو

١٥٢

۱۵۳

محمدؐ کی جگہ پر وہ سلا دیتے کسی کو بھی — عمل دہراتے رہتے تھے ہمیشہ اس طرح سے ہی
جو گزرا وقت گھاٹی میں، وہ غم کی دھوپ میں گزرا — کٹھن اتنا تھا ہر لمحہ کہ لمحہ سال لگتا تھا
مثال اس کی نہیں ملتی، دکھائی استقامت جو — اُسے صبر و تحمل سے سہا، ٹوٹی قیامت جو

جو آویزاں تھا کعبہ میں، صحیفہ چاک ہوتا ہے

نبوت کا تھا دسواں سال، کچھ کفارِ مکہ کو — ہوا احساس کہ اب تک محمدؐ سے کیا جو جو
بنو ہاشم سے اس بارے میں جو کچھ کرتے آئے ہیں — ستم اُن پر غلط انداز ہی میں سب نے ڈھائے ہیں
ہوا جو عہد ہے، بالکل غلط ہے، ناروا ہے وہ — خلافِ خویش داری اور فطرت ہی ہوا ہے وہ
مخالف اُن دنوں بھی تھے بہت سے لوگ لیکن تب — فضا جذبات کی تھی عہد یہ سب نے کیا تھا جب
محمدؐ کا قبیلہ شعبِ بوطالب میں جب آیا — بہت محدود سامانِ ضرورت ساتھ اُس کے تھا
بہت تنگی کے عالم میں یہاں یہ لوگ رہتے تھے — تھے ایسے چند مشرک جو دبے لفظوں میں کہتے تھے
یہ ایسا عہد نامہ ہے، غلط انجام ہے جس کا — قرابت کے تقاضوں سے نہیں کچھ واسطہ اس کا
مدد کرتے تھے اہلِ شعب کی درپردہ یہ کافر — مگر خود کو مخالف ہی کیا کرتے تھے یہ ظاہر
ہشام[3] اک ایسا کافر تھا، جو تھا اس کام میں آگے — ابو طالب کے اُس نے بھانجے سے یہ کہا، جاگے
کہا اُس سے گوارا کیسے کرتے ہو کہ تم کھاؤ — ابوطالب رہے بھوکا، مجھے یہ کچھ تو سمجھاؤ
بتاؤ تو زہیر![4] اس عہد نامے کے پسِ پردہ — کہیں انصاف ذرہ بھر بھی ہے تم کو نظر آتا
اگر تم ساتھ دو تو عہد نامہ پھاڑ ڈالیں ہم — مسائل شعب والوں کے کریں ہم اس طرح سے کم
کہا یہ بھانجے[5] نے یوں اگر ہو، ساتھ میں دوں گا — اگر کرنی پڑی کچھ بات، بڑھ چڑھ کر میں بولوں گا
ہوا وعدہ کہ دونوں مل کے اوروں کو ملائیں گے — مظالم سے محمدؐ کے قبیلے کو بچائیں گے
بہت ہی مختصر عرصہ میں کچھ مشرک ہوئے یک جا — شعور و آدمیت کے حوالے سے کیا وعدہ
لگا ہے عہد نامہ جو، اُسے مل کر ہٹانا ہے — کیا ہے غیر جن اپنوں کو، پھر اپنا بنانا ہے
ہوا پھر یوں کہ اگلے دن زہیر آ پہنچا بیت اللہ — لگائے اس نے چکر سات اور پھر یوں ہوا گویا
سنو لوگو! توجہ سے سنو میری کھری باتیں — رہو تم خوش ہمیشہ اور بنو ہاشم ستم جھیلیں
ملے تم کو تو کھانا اور وہ مرتے رہیں بھوکے — نہ اُن سے تم خریدو کچھ، نہ کوئی اُن کو کچھ بیچے
کیا ہے عہد جو تم نے، اسے اب توڑنا ہوگا — بنو ہاشم کو اپنے ساتھ پھر سے جوڑنا ہوگا

نہیں میں چین سے بیٹھوں گا جب تک عہد نامے کو
نہیں میں پھاڑ دیتا کعبے پر لٹکا ہوا ہے جو

بڑے سردار و بو طالب، وہاں موجود تھے سارے
اُسے حیرت سے، خاموشی سے تکتے رہ گئے سارے

اٹھا بو جہل اور بولا، تُو ایسا کر نہیں سکتا
جو پھاڑے اس صحیفے کو ہوا اب تک نہیں پیدا

اٹھا زمعہ[6]، وہ بولا کہ غلط ہے تُو جو کہتا ہے
تُو کرتا ہے یہ کیا باتیں، تُو کس دنیا میں رہتا ہے

لکھا تھا عہد نامہ جب، نہیں تھے اس پہ راضی ہم
غلط اب تک کیا ہم نے، ہمیں اس کا ہے بے حد غم

اٹھا بوالبختری[7] بولا کہ زمعہ ٹھیک کہتا ہے
کہا مطعم[8] نے کہ بوالبختری کا قول سچا ہے

ہشام[9] اٹھا تو اُس نے بھی کہا بو جہل کو جھوٹا
کہا اُس نے، ہوا جو عہد تھا سمجھو اُسے ٹوٹا

کہا بوجہل نے کہ یہ نہیں بالکل یہاں کی بات
یقیناً یہ وہ سازش ہے، ہوئی تیار جو کل رات

ابو طالب جو تھے خاموش، وہ اٹھے، ہوئے گویا
کروں میں گفتگو رکھتا نہیں ہرگز میں حق اس کا

محمدؐ نے مگر مجھ کو انوکھی بات بتلائی
سنی تو اے قریش، اس سے ہوئی ہے مجھ کو حیرانی

وہ کہتا ہے صحیفے میں جو باتیں تم نے تھیں لکھی
سوائے نامِ اللہ کے نہیں اُس میں کوئی باقی

قرابت شکنی اور ظلم و ستم کی ساری باتوں کو
لیا ہے چاٹ دیمک نے یقیں نہ ہو تو خود دیکھو

خبر دے کر محمدؐ نے مجھے مکہ میں بھیجا ہے
خدا نے یہ خبر دی ہے اُسےؐ وہ مجھ سے کہتا ہے

میں تم سے کہنے آیا ہوں کہ تم دیکھو صحیفے کو
محمدؐ نے خبر جو دی، غلط ہو گر خبر وہ تو

یہ وعدہ ہے مرا کہ ساتھ اُس کا چھوڑ دوں گا میں
جو ہے ناتا مرا اُس سے مکمل توڑ لوں گا میں

سنی کفار نے یہ بات بو طالب کی، اٹھے سب
صحیفے کی طرف آئے، پڑھا مطعم نے اُس کو جب

سوائے نامِ اللہ کے وہاں کچھ بھی نہ تھا باقی
لیا تھا چاٹ دیمک نے، وہاں مٹی ہی مٹی تھی

صداقت جان کر مشرک عجب اظہار کرتے ہیں

نشانی کافروں کو ملتی تو منہ پھیر لیتے تھے
محمدؐ تو ہے جادوگر، یہ الزام اُنؐ کو دیتے تھے

ہوا اس بار بھی یوں ہی، صداقت دیکھ کر مشرک
پریشاں ہوگئے، اپنے پکڑ کے بیٹھے سر مشرک

کہا سب نے، محمدؐ لوٹ آئے شہر میں اُس دن
کمی کفار کے آئی نہ ہرگز قہر میں لیکن

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ بغیض بن عامر بن ہاشم۔

۲۔ بغیض بن عامر بن ہاشم۔

۳۔ ہشام ابن عمرو۔

۴۔ زہیر بن ابی امیہ مخزومی۔

۵۔ زہیر حضرت ابی طالب عبدِ مناف کی بہن عاتکہ بنتِ عبدالمطلب شیبہ کا بیٹا تھا۔

۶۔ زمعہ بن اسود۔

۷۔ ابوالبختری بن ہشام۔

۸۔ مطعم بن عدی۔

۹۔ ہشام بن عمرو۔

۱۵۵

باب

۱۱

ابوطالب کی خدمت میں قریشی وفد آتا ہے

ابو طالب کی خدمت میں قریشی وفد آتا ہے

محمدؐ نے کیا آغاز آ کر دیں کی دعوت کا
کیا کفار نے بھی سلسلہ جاری شرارت کا

مظالم میں بظاہر کچھ کمی محسوس ہوتی تھی
خلافِ دیں مگر جاری رہیں سرگرمیاں اُن کی

مسلمانوں کی حالت تھی شکستہ اور خستہ بھی
خراب اُن کی تھی صحت اور کمی تھی اُن کو پیسے کی

مگر وہ استقامت میں مثالی تھے، بہر صورت
ادا کرنے کو تھے تیار راہ حق میں ہر قیمت

ابو طالب کی صحت میں خرابی بڑھتی جاتی تھی
سبھی کفار کو درپیش تھی اس سے پریشانی

ابو طالب کو گر کچھ ہو گیا تو وہ سمجھتے تھے
وہاں کے لوگ ہرگز اُن کے قابو میں نہ آئیں گے

محمدؐ سے وہ سمجھوتا کوئی کرلیں تو اچھا ہے
اسے ہرگز نہ ٹالیں کل پہ، کل کو کس نے دیکھا ہے

عرب میں دینِ حق کی روشنی اب بڑھتی جاتی تھی
پریشانی کے باعث نیند ہی نہ اُن کو آتی تھی

چنانچہ وہ اکٹھے ہو کے بو طالب کے پاس آئے
بڑے سردار تھے جتنے، انہیں بھی ساتھ وہ لائے

تھے شامل اُن میں بو سفیان، عتبہ[1] اور امیہ[2] بھی
وہاں بوجہل وشیبہ[3] نے مفصل بات ان سے کی

کہا کہ آپ کا پورے عرب میں رتبہ ہے اونچا
سبھی کرتے ہیں عزت اور یہ اعزاز ہے سب کا

ہوئے ہیں آپ کی خدمت میں حاضر، ایک مقصد تھا
محمدؐ سے جو چلتا آ رہا ہے کب سے اک جھگڑا

مناسب ہے کہ آپ اُنؐ سے کوئی سمجھوتا کروا دیں
ہمارے دین کو وہ، ہم نہ اُن کے دین کو چھیڑیں

اگر یہ آپ ہی کی زندگی میں کام ہو جائے
تو چھٹ جائیں گے سب کے دل سے نفرت کے سبھی سائے

سبب کوئی بھی ہو، گر کام یہ اب ہو نہیں پاتا
قیامت تک رہے گا جاری ہم میں اُنؐ میں یہ جھگڑا

یہ وہ جھگڑا ہے جس میں جانے لُٹ جائیں گے کتنے گھر
رہا جھگڑا اگر جاری تو کٹ جائیں گے کتنے سر

سنی ہر بات بو طالب نے، بلوایا محمدؐ کو
ذرا سی دیر میں تشریف لے آئے محمدؐ تو

کہا اُنؐ سے ابو طالب نے، بیٹا! یہ جو آئے ہیں
تمہارے حق میں اک تجویز اپنے ساتھ لائے ہیں

تمہاری قوم کے ہیں، چاہتے ہیں تم سے سمجھوتا
بنا کے لائے ہیں یہ امن سے رہنے کا منصوبہ

سنو ان کی، اگر چاہو تو اپنی بھی سناؤ تم
اگر امکان سمجھوتے کا ہے، کھل کر بتاؤ تم

رسول اللہؐ نے فرمایا، کہیں ان سے، یہ فرمائیں
یہ مجھ سے چاہتے ہیں کیا، میں سنتا ہوں، یہ بتلائیں

رہے خاموش سب کافر، ابوطالب نے فرمایا
یہ کہتے ہیں کہ ان کو اک انوکھا ہے خیال آیا

تعرض نہ کریں ایک دوسرے سے، ہے خیال ان کا
فقط اس شرط پر یہ چاہتے ہیں تم سے سمجھوتا

مخاطب ہو کے سب سے یہ رسول اللہؐ نے فرمایا
مرے بھی ذہن میں اس سے الگ ہے اک خیال آیا

کہ قائل بات اک ایسی کے گر سب آپ ہو جائیں
عرب کیا، بادشہ دنیا کے بالکل آپ کہلائیں

چچا سے یہ کہا کہ ان کو بہتر سمت لے آئیں
ہے حق میں ان کے جو بہتر، انہیں وہ بات سمجھائیں

کہا بوجہل نے ایسی اگر ہے بات، بتلاؤ
بنیں ہم بادشہ، ہم کو مفصل طور سمجھاؤ

ہم ایسی ایک کیا، دس باتیں فوراً مان جائیں گے
اگر ہم فائدہ ان میں مکمل اپنا پائیں گے

یہ فرمایا محمدؐ نے، کہو اک بار تم یہ سب
کہ اللہ ایک ہی ہے ربّ، اس کے بعد سارے اب

بتوں کی چھوڑ کر پوجا، کرو اُس کی عبادت تم
یقیناً پا سکو گے اس جہاں کی بادشاہت تم

ہوئے سب سیخ پا، بولے، عجب تم باتیں کرتے ہو
بہت سارے خداؤں کی جگہ دم اک کا بھرتے ہو

پھر اک نے دوسروں سے یہ کہا کہ تم نے دیکھا ہے
محمدؐ سب کی سنتا ہے مگر اپنی ہی کرتا ہے

ہم اپنے دیں پہ ڈٹ جائیں یہاں تک کہ خدا دے دے
ایک ایسا فیصلہ جس میں غلط کو وہ سزا دے دے

١٥٨

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ عتبہ بن ربیعہ

۲۔ امیہ بن خلف

۳۔ شیبہ بن ربیعہ

۱۵۹

باب

۱۲

ملے دو صدمے جس میں اس کو سالِ حزن کہتے ہیں

ابو طالب جہانِ آب و گِل سے کوچ کرتے ہیں

محمدؐ کے لیے حضرت ابوطالب کی قربانی / زمانے بھر کے لوگوں نے ہمیشہ منفرد مانی
اٹھائے غم ہزاروں پر کبھی ناتا نہیں توڑا / ہر اک شے چھوڑ دی لیکن محمدؐ کو نہیں چھوڑا
لڑے کفارِ مکہ سے وہ پوری زندگی تنہا / چچا کوئی ابو طالب سا دنیا میں نہیں دیکھا
رسول اللہؐ بھی اُن سے انتہا کا پیار کرتے تھے / انہیں محسن سمجھتے تھے، انہی کا دم وہؐ بھرتے تھے
ہوئی جب واپسی شعبِ ابی طالب سے تو اُن کی / رہی ویسی نہ صحت جو وہاں جانے سے پہلے تھی
مرض بڑھتا گیا تو اب نظر آنے لگا سب کو / ابو طالب بچھڑ جائیں گے جلدی، چاہے کچھ بھی ہو
رسول اللہؐ تواتر سے ابوطالب کے گھر آتے / وہ سب کچھ کرتے جو اُن کے لیے تھے آپ کر پاتے
جب آیا وقتِ آخر تو رسول اللہؐ وہاں جا کر / ہوئے کوشاں مسلماں کر سکیں اُن کو یہ سمجھا کر
شفاعت کے لیے اللہ سے یہ حجت ضروری ہے / چچا کرلیں قبول اسلام کی دعوت، ضروری ہے
وہاں بوجہل و عبداللہ[1] بھی تھے موجود، وہ بولے / ابوطالب! کہو منہ باپ کی ملت سے موڑو گے؟
پھر اس کے بعد ان دونوں نے مہلت نہ کسی کو دی / ابو طالب کے منہ سے آخری یہ بات نکلی تھی
میں قائم ہوں ہمیشہ کی طرح والد کی ملت پر / رسول اللہؐ نے فرمایا تھا اُن کی بات کو سن کر
کروں گا میں دُعا اُن کے لیے جب تک خدا مجھ کو / نہ روکے ایسا کرنے سے مگر پھر بھی سنو لوگو
انہیں ہو فائدہ میری شفاعت سے یہ ممکن ہے / مکیں بن جائیں وہ کم گہری دوزخ کے یہ ممکن ہے
تھے بچھڑے جب ابو طالب، نبوت کا تھا دسواں سال / رہے وہ زندگی بھر سرورِ عالمؐ کی بن کر ڈھال
رسول اللہؐ کو اُن کی موت کا صدمہ ہوا ایسا / وہؐ فرماتے کہ محسن مل نہ پائے گا مجھے ویسا

خدیجہؓ داغِ فرقت دے کے اس دنیا سے جاتی ہیں

ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ غم کی وہ گھڑی آئی / گھڑی جو غم کا اک طوفان اپنے ساتھ تھی لائی
رسول اللہؐ کے دل میں تھا ابو طالب کا غم باقی / لبوں پر اُن کا ہی تھا ذکر، آنکھوں میں تھا نم باقی
کہ ایسے میں محمدؐ کو ملا صدمہ خدیجہؓ کا / یہ وہ صدمہ تھا جس کا بھول جانا سخت مشکل تھا

نچھاور کر دیا سب کچھ خدیجہؓ نے محمدؐ پر
محمدؐ خود ہی فرماتے تھے اُنؓ کے بارے میں اکثر

کیا جب کفر لوگوں نے تو وہ ایمان تھیں لائی
تھا جب جھٹلایا لوگوں نے، مری تصدیق فرمائی

کیا محروم سب نے تو خدیجہؓ لائیں اپنا مال
بنا کے حصہ دار اپنا، دیا قدموں میں میرے ڈال

مجھے اولاد اللہ نے خدیجہؓ سے عطا کی تھی
کٹھن جتنا بھی وقت آیا، انہوںؓ نے ہی تسلی دی

ملے دو صدمے، آقا ﷺ اس کو سالِ حزن کہتے ہیں

خدیجہؓ اور چچا جب چل بسے تو آپؐ پر گویا
کوئی ابرِ ستم برسا، کوئی کوہِ الم ٹوٹا

یہ دونوں ہستیاں وہ تھیں کہ جن کے اُنس والفت سے
لڑے سینہ سپر ہو کر محمدؐ ہر مصیبت سے

ہر اک طوفان کو ان کی وفا نے روک کے رکھا
یہ جب تک تھیں، مزہ کفار نے تھا ہار کا چکھا

پریشاں حال جب ہوتے تو دیتیں حوصلہ اُنؐ کو
تھی دونوں ہستیوں کی ہر قدم حاصل وفا اُنؐ کو

جسارت بڑھ گئی کفار کی اب، وہ محمدؐ کو
پریشاں ہر طرح کرتے، انہیں ملتا تھا موقع جو

کھلے بندوں بھی اب تکلیف دینے سے نہ ٹلتے تھے
وہ روزانہ بُرائی کے نئے سانچوں میں ڈھلتے تھے

ہوا اک روز یوں بھی کہ کسی کم عقل نے اُنؐ پر
بہت سی مٹی ڈالی سر میں بالکل بے خطر ہو کر

رسول اللہؐ کی بیٹی نے، رسول اللہؐ جب آئے گھر
بچشمِ تر نکالی سر سے مٹی اور دھویا سر

کہا بیٹیؓ سے باباؐ نے، نہ رووٴ، دیکھتی جاوٴ
خدا میری حفاظت خود کرے گا، تم نہ گھبراوٴ

ابو طالب رہے جب تک جہاں میں، قوم نے میری
برائی اس طرح مجھ سے نہیں ہرگز کبھی کی تھی

فقط میں کیا، مرے ساتھی ہیں سب کے سب مصیبت میں
بہت ممکن ہے کہ آجائے اب اسلام طاقت میں

ملے صدمے یہ دونوں، غم سہے کتنے ہی روزانہ
اسی باعث نبیؐ نے اس کو سالِ حزن گردانا

شرف سودہؓ نبی ﷺ کی اہلیہ بننے کا پاتی ہیں

نبوت کا تھا دسواں سال جب یہ آپؐ نے سوچا
کہ گھر میں بیٹیاں ہیں اور اکثر ہوتی ہیں تنہا

نبوت کے کٹھن کاموں کو کرنے کے لیے اکثر
انہیں جانا ہی پڑتا ہے اکیلا چھوڑ کر گھر پر

سنبھالے گھر کی ذمہ داری ایسی کوئی عورت ہو
مری اولاد، میرے گھر سے بھی جس کو محبت ہو

انہیںؐ معلوم تھا کہ ہوچکی ہیں سودہؓ بھی بیوہ
وہ خوش اخلاق و خوش گفتار ہیں اور کرتی ہیں تقویٰ

رسول اللہؐ نے خولہؓ[2] سے کہا، پیغام لے جاوٴ
ملو زمعہؓ[3] سے اور اُن کو مری یہ بات سمجھاوٴ

ہوا آغاز دینِ حق کا مکہ میں تو سودہؓ بھی — منور کرچکی تھیں دینِ حق سے زندگی اپنی
مسلماں ہوگیا سکران[۴] بھی اور اُس کے بھائی سب — مظالم کے سبب سے تھے حبش آئے مسلماں جب
تو اُن میں ہو کے شامل سودہؓ و سکران آئے تھے — خدا کے دین کی خاطر بہت صدمے اٹھائے تھے
حبش سے آئے تو سکران کو بیماری نے گھیرا — وہ بیماری کے اس حملے سے جانبر ہو نہیں پایا
مرا سکران اور جب ختم سودہؓ کی ہوئی عدت — ملی اُنؓ کو رسول اللہؐ کی بیوی ہونے کی عظمت
نبھایا بی بی سودہؓ نے بڑی خوبی سے فرض اپنا — سنبھالا گھر، نبیؐ کی بیٹیوں کو اس طرح چاہا
کہ اُن کو ماں کی ہرگز نہ کمی محسوس ہونے دی — نبیؐ نے جس طرح چاہا، کی اُن کی تربیت ویسی
تھیں بی بی فاطمہؓ اور امِ کلثومؓ اُنؓ سے خوش اتنی — انہیں تا عمر وہؓ کہتی رہیں اپنی سگی امی
کیا آزاد گھر کی فکر سے آقاؐ کو سودہؓ نے — چلا خوبی سے گھر ایسے سراہا ساری دنیا نے
ہمیشہ سودہؓ خوش رہتیں، خوشی اوروں کو بھی دیتیں — رسول اللہؐ جو دیتے ذمہ داری ہنس کے وہ لیتیں
وہ اپنی منفرد باتوں سے محفل کو ہنسا دیتیں — جو ملتا ایک پل میں اپنا گرویدہ بنالیتیں

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ عبداللہ بن امیہ
۲۔ خولہ بنت حکیمؓ جو حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ محترمہ تھیں۔
۳۔ سیدہ سودہؓ کے والد کا پورا نام زمعہ بن قیس۔
۴۔ سکران بن عمرو۔ سیدہ سودہؓ کے شوہر۔

باب

۱۳

سعادت منفرد معراج کی آقا ﷺ کو ملتی ہے

رسول اللہ ﷺ سفر معراج کا انجام دیتے ہیں

رجب کا تھا مہینہ اور نبوت کا تھا دسواں سال
مسلماں ہو چکے تھے ظلم سہہ سہہ کر ہی خستہ حال

بڑی ہی بے حیائی سے انہیں کافر ستاتے تھے
انہیں وہ گالیاں دیتے، ستم ڈھاتے، ڈراتے تھے

محمدؐ کو ستا کر وہ خوشی محسوس کرتے تھے
وہ اب گستاخیاں کرتے ہوئے ہرگز نہ ڈرتے تھے

یہ وہ حالات تھے جن میں خدا نے رحم فرمایا
محمدؐ کو بڑی چاہت سے اپنے پاس بلوایا

سفر معراج کا کرنا نبیؐ کا حکمِ ربی سے
یہ ایسا واقعہ ہے، منفرد پہلو ہیں سب جس کے

کیا حیرت زدہ اس واقعہ نے پورے عالم کو
عجب ردِ عمل کا کرتا وہ اظہار، سنتا جو

سفر معراج کا آقاؐ کو جس صورت میں پیش آیا
بڑی تفصیل سے آقاؐ نے سب لوگوں کو بتلایا

قبیلے نے ابھی خارج قبیلے سے کیا نہ تھا
تھے کمرے میں رسول اللہؐ تو اک شب آپؐ نے دیکھا

شگاف اک پڑ گیا چھت میں، وہاں سے آئے جبرائیل
اٹھا کر آپؐ کو بستر سے باہر لائے جبرائیل

وہ لائے چاہِ زم زم پر، فرشتے ساتھ اُن کے تھے
کیا سینے کو چاک اتنا، نکالا دل کو سینے سے

اسے زم زم سے دھویا، سی دیا ابریق سے بھر کے
رکھا سینے میں اُس کو اور سینہ سی دیا پھر سے

پکڑ کر ہاتھ فرمایا چلیں سوئے براق آقاؐ
بڑی یہ خوبصورت تھی سواری جس پہ بٹھلایا

تھا سر تو اُس کا عورت کا، بدن گھوڑے کا تھا باقی
تھی رفتار اُس کی اتنی تیز جو گنتی سے باہر تھی

یہ سب کچھ ہو رہا تھا عین بیداری کے عالم میں
کبھی لگتا کہ ہے یہ نیم خوابی ہی کے عالم میں

سفر کا جب ہوا آغاز تو بیت المقدس ہی
رسول اللہؐ کے اس لمبے سفر میں پہلی منزل تھی

یہاں پہلا ہے قبلہ کہ جہاں تشریف وہؐ لائے
ہوئے جب مسجدِ اقصیٰ میں داخل تو نظر آئے

ہزاروں لوگ ایسے جن کے چہروں پر مسرت تھی
یہ سب کے سب نبی تھے، آپؐ نے جن کی امامت کی

ملے سب انبیاء سے باری باری آپؐ خود جا کر
سبھی مسرور تھے مولائے کلؐ کو درمیاں پا کر

یہاں سے ہو کے فارغ آپؐ مسجد سے نکل آئے
جہاں جبریلؑ دو کاسے بھرے مشروب سے لائے

شراب اک میں تھی جبکہ دوسرا تھا دودھ کا کاسہ
رسول اللہؐ نے لیکن دودھ ہی سے شوق فرمایا

کہا جبریلؑ نے کہ آپؐ کا ہے انتخاب اچھا
یقیناً آپؐ سے میں بھی یہی امید رکھتا تھا

براق اک بار پھر حاضر ہوا، راکب ہوئے اس پر
سفر کی ابتدا کی آپؐ نے نامِ خدا لے کر

پلک جھپکی تو پہلا آسماں قدموں کے نیچے تھا
وہاں پر حضرتِ آدمؑ کو اپنے سامنے پایا

وہاں دو ٹولیوں کی شکل میں موجود تھے انساں
کھڑے تھے درمیاں دونوں کے آدمؑ اور تھے حیراں

وہ دائیں دیکھتے تو خود بخود مسرور ہوجاتے
وہ بائیں دیکھتے تو غم سے فوراً چور ہوجاتے

ہوا معلوم، جو دائیں ہیں، جنت جانے والے ہیں
جو بائیں ہیں، وہ دوزخ میں سزائیں پانے والے ہیں

رسول اللہؐ کو دیکھا تو بڑھے آگے محبت سے
کیا آدمؑ کو آقاؐ نے سلام اُنس و عقیدت سے

کہا پھر مرحبا آدمؑ نے آقائے دو عالمؐ کو
نبوت کا کیا اقرار آدمؑ نے تو آدمؑ کو

خدا حافظ کہا آقاؐ نے اور پھر چل دیے آگے
ذرا سی دیر میں ہی دوسرے اب آسماں پر تھے

وہاں یحییٰؑ و عیسیٰؑ کو نبیؐ نے منتظر پایا
ملے یہ آپؐ سے، اقرار فرمایا نبوت کا

وہاں سے تیسرے جب آسماں پر آپؐ آپہنچے
تو دیکھا حضرتِ یوسفؑ یہاں تشریف فرما تھے

ملے وہ آپؐ سے اور دی مبارک باد آنے کی
وہ بولے کہ خوشی ہے آپؐ کے تشریف لانے کی

کیا یوسفؑ نے اقرارِ نبوت، آپؐ نے اُن سے
اجازت لی، بنے راہی مکرر اپنی منزل کے

یہاں سے آسماں چوتھے پہ آئے پانچویں پر پھر
چھٹے پر آپؐ آئے، ساتویں پر پہنچے بالآخر

ملے ادریسؑ، ہارونؑ اور موسیٰؑ سے رسول اللہؐ
ملے آخر میں ابراہیمؑ سے آکے رسول اللہؐ

کہا ہر اک نبی نے مرحبا اور دی مبارک بھی
نبوت کا کیا اقرار اور دل سے دعا بھی دی

مقامِ منتہیٰ تک آپؐ کو جبریلؑ لے آئے
سبھی اسرارِ سدرہ آپؐ کو خوبی سے سمجھائے

یہاں سے آپؐ دربارِ خداوندی میں آپہنچے
سمٹ کے رہ گئے وہ فاصلے، اب تک جو باقی تھے

کہا جاتا ہے کہ تھی دو کمانوں کی فقط دوری
صریرِ خامۂ ربی سنائی صاف دیتی تھی

وحی کتنی ہی باتیں آپؐ پر اللہ نے فرمائیں
وہاں جبریلؑ ہی نے آپؐ تک باتیں یہ پہنچائیں

خدا نے صبر کی تلقین فرمائی، بشارت دی
دکھائیں استقامت، کامرانی آپؐ کی ہوگی

ملے احکام بارہ، پاسداری جن کی لازم ہے
جو ان کی نہ کرے تعمیل، وہ اللہ کا مجرم ہے

سوائے ایک اللہ کے عبادت نہ کسی کی ہو
کرو ماں باپ کی عزت، اگر چاہو بھلائی تو

عزیزوں اور رشتہ داروں سے بہتر رویہ ہو
مدد کے مستحق ہوں جو، مدد سے ہاتھ مت کھینچو

ہے لازم تم پہ یہ، اسراف سے بچتے رہو ہر دم ۔۔۔ کرو ہرگز نہ کنجوسی کہ اس میں ہیں ہزاروں غم
زنا کاری سے بچنا ہے، کرو نہ قتل انساں کو ۔۔۔ کسی کا اور یتیموں کا نہیں تم مال ہرگز لو
کرو ہرگز نہ بے ایمانی، نہ ہی مال تولو کم ۔۔۔ خلاف عقل کاموں سے کرو پرہیز تم ہردم
غرور اچھا نہیں، لازم ہے تم پر کہ بچو اس سے ۔۔۔ بہر صورت کرو تعمیل، غافل نہ رہو اس سے
نمازوں کے لیے معراج میں اللہ نے فرمایا ۔۔۔ نمازیں پانچ ہیں اب فرض تم پر، فرض بھی ایسا
حساب اس کا لیا جائے گا سب سے پہلے لوگوں سے ۔۔۔ وہ بدقسمت ہے بے شک، جو رہا غافل نمازوں سے
عطائے خاص حاصل کرکے آئے آپؐ جنت میں ۔۔۔ اضافہ آپؐ نے محسوس فرمایا مسرت میں
سکوں اتنا ملا، الفاظ میں اظہار ناممکن ۔۔۔ وہ منظر ایسا تھا، الفاظ میں اظہار ناممکن
یہاں سے آپؐ اور جبریلؑ دوزخ دیکھنے آئے ۔۔۔ جہنم کے عجب احوال داروغہ نے بتلائے
انہیں دیکھا، یتیموں کا جنہوں نے مال کھایا تھا ۔۔۔ نظر آئے جنہوں نے سود کو شیوہ بنایا تھا
زناکاروں کو دیکھا اور ایسی عورتیں دیکھیں ۔۔۔ جو شوہر کی بجائے مہرباں اوروں پہ رہتی تھیں
کسی کے منہ میں شعلے تھے، کوئی کانٹوں پہ سوتا تھا ۔۔۔ عجب خوراک تھی اُن کی، یہی محسوس ہوتا تھا
کہ اب اُن کے نصیبوں میں فقط نارِ جہنم ہے ۔۔۔ جہنم میں جو ہے، اُس پر مسلط آگ ہر دم ہے
یہاں سے آپؐ کو جبریلؑ واپس مکہ لے آئے ۔۔۔ اگرچہ آپؐ مدت بعد ہی تشریف تھے لائے
مگر حیرت ہوئی جب آپؐ نے منظر یہاں دیکھا ۔۔۔ ہوا محسوس یوں کہ جیسے لمحہ بھی نہ گزرا تھا
گئے معراج پر تو در کی کنڈی ہلتی چھوڑی تھی ۔۔۔ ہوئی جب واپسی تو اُس کی کنڈی اب بھی ہلتی تھی
خدا نے وقت کو روکا، تحرک آپؐ کو بخشا ۔۔۔ گزارا آپؐ نے عرصہ مگر لمحہ نہیں گزرا
خدا نے اپنی قدرت سے نرالا کام کر ڈالا ۔۔۔ سنا جس نے بھی حیرت سے کھلا منہ رہ گیا اس کا
ہوا جب دن تو آقاؐ نے بلایا امِ ہانیؓ[1] کو ۔۔۔ انہیںؓ تفصیل سے بتلایا گزری آپؐ پر تھی جو
کہا یہ امِ ہانیؓ نے، نہ بتلائیں کسی کو بھی ۔۔۔ بتائیں ہم زمانے کو، ضرورت کیا ہمیں اس کی
سنیں گے جیسے ہی، سن کر مذاق اس کا اڑائیں گے ۔۔۔ کسی کو بھی صداقت اس کی ہم سمجھا نہ پائیں گے
رسول اللہؐ نے فرمایا، جو سچ ہے کیوں نہ بتلاؤں ۔۔۔ سمجھنا چاہے جو مجھ سے، مرا ہے فرض سمجھاؤں
چنانچہ آپؐ نے سب کو سنائیں رات کی باتیں ۔۔۔ سنائیں مسجدِ اقصیٰ، خدا کی ذات کی باتیں
سنیں کفار نے معراج کی باتیں تو وہ بولے ۔۔۔ کہو اسؐ سے کہ جو بولے، اُسے پہلے ذرا تولے

پھر اس کے بعد ہر منہ میں تھیں بس معراج کی باتیں
انہی میں دن گزرتے اور کٹتی اُن کی سب راتیں

تمسخر وہ اڑاتے، ہر گھڑی تکذیب وہ کرتے
جو منہ میں آتا کہہ دیتے، ذرا بھی تھے نہیں ڈرتے

سفر کی حضرتِ صدیقؓ یوں تصدیق کرتے ہیں

ملے بوبکرؓ سے کچھ لوگ، مل کر اُنؓ کو بتلایا
سنا ہے آسمانوں سے تمہارا یار ہو آیا

وہ کہتا ہے کہ لمحوں میں گیا وہ مسجدِ اقصیٰ
وہاں سے جا کے لمحوں میں خدا سے بھی وہ مل آیا

تمہارا یار ہر اک سے الگ اک بات کہتا ہے
کہو تم کیا ہے وہؐ اور کون سی دنیا میں رہتا ہے

کہا صدیقؓ نے میرے نبیؐ کی شان کیا جانو
فرشتے اُنؐ سے ملتے ہیں، یہ مانو تم یا نہ مانو

کہا گر یہ رسول اللہؐ نے، بالکل سچ وہؐ کہتے ہیں
وہؐ سچے ہیں، ہمیشہ سچ کی دنیا ہی میں رہتے ہیں

کریں تکذیب، کافر ایک منصوبہ بناتے ہیں

بنایا کافروں نے ایک منصوبہ، محمدؐ کو
کریں جھوٹا اُسی میں سے، وہؐ ہم سے کہتا ہے اب جو

اکٹھے ہو کے آئے، آپؐ سے مل کر یہی پوچھا
بتاؤ تو محمدؐ! مسجدِ اقصیٰ میں کیا دیکھا

ہوئی کچھ فکر لاحق آپؐ کو کہ اب بتائیں کیا
یقیں تھا کافروں کو بھی، کریں گے آپؐ کو جھوٹا

خدا نے اپنے بندےؐ کی مدد کیا خوب فرمائی
وہیں پر بیٹھے بیٹھے آپؐ کو مسجد وہ دکھلائی

کہا یہ آپؐ نے اُن سے کہ پوچھو، پوچھنا ہے جو
ہے کیسی مسجدِ اقصیٰ، جو سننا ہے سبھی سن لو

جنھوں نے دیکھی تھی مسجد، وہ کہتے کیسا ہے نقشہ
ہیں کیسی اس کی دیواریں، بتاؤ فرش ہے کیسا

جو پوچھا کافروں نے وہ رسول اللہؐ نے بتلایا
انہیں اس میں کہیں بھی عیب کوئی نہ نظر آیا

کہا بھنا کہ اچھا یہ بتاؤ رہ میں کیا دیکھا
کہا یہ آپؐ نے کہ میں نے ایسا قافلہ دیکھا

تھی منزل اُس کی ملکِ شام، پر تھا راستے میں جو
ہوا تھا اونٹ گم اور ڈھونڈنے نکلے تھے سب اُس کو

وہاں اک کاسے میں پانی پڑا تھا، جو پیا میں نے
پیا پانی تو کاسے کو وہیں پہ رکھ دیا میں نے

ملا اک اور بھی تھا قافلہ جو مکے آتا تھا
ڈرے تھے اونٹ اس کے جب براق اوپر سے گزرا تھا

بتائی آپؐ نے اُس قافلے کی ہر نشانی جب
تو سب نے دل ہی دل میں سوچا کیسے یہ بچے گا اب

ابھی بولے نہ تھے وہ، آپؐ نے اُن سے یہ فرمایا
یقیناً بدھ کے دن یہ قافلہ مکہ میں پہنچے گا

ہوا جب بدھ کا دن تو قافلہ مکہ میں آپہنچا
کہا تھا آپؐ نے جو کچھ، ہوئی تصدیق، سب سچ تھا

١٦٨

ہوا مقصد نہ پورا اُن کا تو بولے وہ سب کے سب	محمدؐ جادوگر ہے، شک نہیں اس میں رہا کچھ اب
وہ دشمن آپؐ کے پہلے سے بڑھ کر ہو گئے سارے	ستم میں پہلے سے بڑھ کر ستم گر ہو گئے سارے

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ امِ ہانی فاختہ بنتِ ابی طالب عبدِ مناف۔

باب

۱۴

بنا ہے بولہب سردار، غم کا باب کھلتا ہے

۱۷۰

نبی ﷺ کو بولہب خارج قبیلے سے کراتا ہے

بنو ہاشم کا جب سردار عبدالعزیٰ[۱] بن پایا
تو اس سے ایک کافر نے بڑی حیرت سے یہ پوچھا
محمدؐ کا مخالف ہو کے تو نے کیا غضب ڈھایا
کہ خود شعبِ ابی طالب سے اُسؐ کو مکہ لے آیا
نہ کرتا عہد نامہ ختم، نہ مکہ وہ آ پاتا
نہ آتا وہ یہاں تو کیسے فتنے دیں کے پھیلاتا
کہا یہ بولہب نے ایسا کرنا مجھ پہ لازم تھا
میں ہوں سردار تو سردار کا یہ فرض ہے پہلا
حفاظت وہ کرے اُن کی قبیلے میں جو شامل ہیں
قبیلے میں مساوی حق سبھی لوگوں کو حاصل ہیں
بنو ہاشم قبیلے میں محمدؐ بھی تو شامل ہے
اُسے بھی حق وہی حاصل ہے جو ہر اک کو حاصل ہے
قوانینِ قبیلہ کا کرے گا پاس جب تک وہؐ
رہے گا مستحق میری حمایت کا بھی تب تک وہؐ
مخالف اُس کے دیں کا ہوں، مخالف ہی رہوں گا میں
علاوہ دیں کے اس کی ساری باتیں ہی سنوں گا میں
مگر جو بغض دل میں تھا وہ کھل کر سامنے آیا
ابھی گزرے تھے کچھ ہی دن کہ سب کو اس نے بلوایا
قبیلے کو کھلایا کھانا، اس کے بعد سب بیٹھے
وہاں اہلِ قبیلہ مختلف باتیں لگے کرنے
محمدؐ بھی وہاں موجود تھے سب رشتہ داروں میں
مگر بالکل الگ لگتے تھے وہ سارے کے ساروں میں
اچانک بولہب بولا، محمدؐ یہ تو بتلاؤ
تمہارے دین کی رو سے بنے گا کیا، یہ سمجھاؤ
ہمارے جن بزرگوں کا الگ تھا دیں تمہارے سے
انہیں جنت ملے گی یا کہ دوزخ میں وہ جائیں گے
خلاف اپنے بزرگوں کے عرب باتیں نہیں سنتے
سنی یہ بولہب کی بات تو اس پر سبھی چونکے
تلاوت کی محمدؐ نے اک آیت[۲] ایسی قرآں سے
کھلا مفہوم تھا جس کا سبھی الفاظ واضح تھے
خدا نے اس میں فرمایا کہ جو ایماں نہ لائے گا
ٹھکانہ اس کا دوزخ ہے، وہ دوزخ ہی میں جائے گا
سنی آیت تو جتنے تھے سبھی غصے میں پھنکارے
خدا سمجھے تمہیں، کہتے ہو کیا، چیخے وہاں سارے
کرایا چپ سبھی کو بولہب نے اور یہ پوچھا
نہیں تم پہ جو اب ایمان لایا، اس کا کیا ہوگا
محمدؐ نے یہ فرمایا، وہی جو کہہ دیا پہلے
خدا کا فیصلہ ہے اور اٹل ہیں فیصلے اس کے
سنا یہ تو وہ چیخا، پھر تمہارا فائدہ کیا ہے
بزرگوں کو ہمارے گر جہنم ہی میں جانا ہے
یہ فرمایا محمدؐ نے، بڑا ہے فائدہ میرا
شفاعت سے مری اُن کو جہنم میں وہی ٹکڑا
ملے گا جو کہ کم گہرا ہے، جس میں آگ ٹخنوں تک
جلائے گی انہیں، پہنچے خبر یہ تم بزرگوں تک

ہوئے وہ سیخ پا سن کر محمدؐ کی یہ باتیں سب
کہا سب نے، نہیں ہے کوئی رشتہ، تم میں ہم میں اب

یہ پوچھا بولہب نے اپنے سارے رشتہ داروں سے
محمدؐ جو بزرگوں اور ہمارے دیں کے ہے در پے

خفا نہ ہو اگر کوئی تو کردوں فیصلہ اسؐ کا
پھر اس کے بعد یہ جانے یا جانے اک خدا اسؐ کا

کہا سب نے کہ یہ حق ہے تمہارا تم کرو جو بھی
کرو وہ فیصلہ کہ جو سنے، پکڑے وہ عبرت ہی

کہا یہ سب سے فوراً بولہب نے کہ بنو ہاشم
تعلق رکھ نہیں سکتے محمدؐ سے کوئی قائم

کیا جاتا ہے اسؐ کو آج خارج اس قبیلے سے
ہوئے ہیں ختم اس سے آج سے ہم سب کے سب رشتے

جو خارج ہو قبیلے سے، وہ بے قیمت ہو جاتا ہے

اگر خارج قبیلے سے عرب میں کوئی ہوتا تھا
کوئی نہ قدر رہتی اس کی، بے قیمت وہ ہو جاتا

اگر وہ قتل ہو جاتا تو قاتل کو سزا نہ تھی
عمل بے کار تھے اس کے، وفا اس کی وفا نہ تھی

غلام اس کو بنا لیتا کوئی تو اس پہ قادر تھا
مشقت اس سے لے سکتا تھا، اس کو بیچ بھی سکتا

رسول اللہؐ پہ ایسا وقت آیا کہ وہؐ تنہا تھے
جہاں جاتے وہاں بے مہریوں کے سلسلے ملتے

انہیںؐ حضرت ابو طالب کے جملے یاد آتے تھے
خدیجہؓ کے دلاسے خون کے آنسو رلاتے تھے

مگر آقائے عالمؐ کو خدا نے حوصلہ بخشا
مصائب ختم ہونے والے ہیں، پیغام بھجوایا

مسلمانوں میں ایسی استقامت کیسے آتی ہے؟

جہالت کے بڑے جنگل کو کاٹا آپؐ نے تنہا
کیا آتش فشاں نفرت کا ٹھنڈا آپؐ نے تنہا

وہ مکہ جس کے ہر گھر میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا
جہاں کے راستوں پر دشمنی کا زرد ڈیرا تھا

برائی کو نشانِ عظمتِ انساں کہا جاتا
غلط کاری کو اپنے درد کا درماں کہا جاتا

خدا کے گھر میں بت رکھے، اسے بت گھر بنا ڈالا
خدا کہہ کر کیا کرتے بتوں کی روز و شب پوجا

وہاں کے لوگ باطل کو سمجھ بیٹھے تھے حق ایسے
فزوں تر قوتِ باطل ہو، حق کمزور ہو جیسے

اندھیرے کے اسی صحرا میں لے کر آپؐ نور آئے
مخالف سمت سے کفار نے کیا کیا ستم ڈھائے

سنیں کفار کے ظلم و ستم تو دل لرز جائے
مگر ظلم و ستم سہہ کر کبھی نہ آپؐ گھبرائے

مسلماں جو ہوا، کفار نے اس پر ستم توڑا
کسی نے بھی مگر اسلام کا دامن نہیں چھوڑا

خیال آتا ہے، آخر کون سی طاقت نے ان سب کو
سکھایا صبر کرنا، صورتِ احوال جو بھی ہو

مسلماں ڈٹ گئے کفار کے آگے، گو تھوڑے تھے
سہے ایسے ستم کہ آج بھی مشہور ہیں قصے

۱۷۴

رسول اللہؐ تو مفلس تھے، کسی کو مال کیا دیتے
مسلماں جو ہوا اس کو محبت سے بتا دیتے
کہ یہ رستہ کٹھن ہے، اس پہ چلنا سخت مشکل ہے
مگر اس کا صلہ سب سے حسیں پر نور منزل ہے
رسول اللہؐ نے ایسی روشنی دی ہر مسلماں کو
سمجھتا تھا وہ ایماں سے حقیر و کمتریں جاں کو
قیادت وہ مہیا آپؐ نے کی پرکشش ان کو
نکل پایا نہ حلقے سے ہوا اک بار داخل جو
کرم، اخلاق، عظمت، اور جسمانی جمال ایسا
نہیں یک جا کبھی دیکھا کہیں حسنِ کمال ایسا
دلایا آپؐ نے احساس سب کو ذمہ داری کا
کیا ایمان پختہ آخرت پر، سب کو سمجھایا
کہ یہ دنیا تو ہے بس چار دن کی سب کو جانا ہے
صلہ اپنے کیے کا سب کو واپس جاکے پانا ہے
کہا یہ آپؐ نے سب سے، خدا نے ہے یہ فرمایا
مصائب عارضی ہیں، دکھ ہمیشہ رہ نہیں پایا
مقدر ہوگیا ہے کفر پر اسلام کا غلبہ
خدا کا تم سے وعدہ ہے، وہ وعدے کو نبھائے گا
یہی باتیں نبیؐ کرتے تو ملتا حوصلہ سب کو
اسی سچائی نے آقاؐ کا شیدا کردیا سب کو
یہ قائد کی قیادت کا اثر تھا ، آپؐ کہتے تو
سبھی تیار ہو جاتے تھے اپنی جان دینے کو

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ ابولہب عبدالعزیٰ ابنِ عبدالمطلب شیبہ۔

۲۔ ماکان للنبی والذین امنوا اَن یستغفروا للمُشرکین وَلَو کانوا اُولی قُربیٰ من م
بعدما تبین لهم انهم اصحٰب الجحیمO التوبہ:۱۱۳۔

ترجمہ: نبی ﷺ اور اہلِ ایمان کے لیے درست نہیں کہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ اُن پر واضح ہو چکا ہے کہ وہ لوگ جہنمی ہیں۔

باب

۱۵

سفر طائف کا کر کے آپ ﷺ مکے لوٹ آتے ہیں

۱۷۴

١٧٥

فروغِ دین کے مقصد سے طائف آپ ﷺ جاتے ہیں

مصائب کے گھنے جنگل، دکھوں کی دھوپ میں رہ کر — رسول اللہؐ تھے رنجیدہ ستم اپنوں کے سہہ سہہ کر
یقیں تھا آپؐ کو یہ، اس لیے ہمت نہیں ہارے — جسے رکھے خدا، مرتا نہیں، کوئی اگر مارے
قبیلے سے نکالا آپؐ کو تو اب یہ حالت تھی — قبائل کی نظر میں قدر تھی نہ کوئی قیمت تھی
تحفظ آپؐ کو ہرگز کوئی حاصل نہیں تھا اب — بظاہر سب ہی اپنے تھے مگر تھے غیر ہی اب سب
چنانچہ آپؐ نے سوچا کہ مکہ سے چلے جائیں — نئے قصبوں، نئے شہروں میں یہ پیغام پہنچائیں
خیال آیا کہ طائف شہر کی جانب چلا جائے — فروغِ دین کی خاطر وہاں کچھ دن رہا جائے
پہاڑی شہر ہے طائف، یہاں سبزہ ہی سبزہ ہے — یہاں کے لوگ ہیں خوش حال، کاروبار اچھا ہے
یہاں کے لوگ مال اپنا ربا ہی سے بڑھاتے ہیں — پھنسا کر سُود کے چکر میں لوگوں کو، ستاتے ہیں
یہاں مکہ سے پیدل چل کے پہنچے آپؐ دو دن میں — قبائل سب کو دی دعوت، گئے رستے میں جن جن میں
چلیں مکہ سے تو طائف ہے دو دن کی مسافت پر — یہاں پر اس علاقے کے سبھی سرداروں کے ہیں گھر
قبائل اور بھی رہتے ہیں پر اہلِ ثقیف ان میں — گنے جاتے ہیں طاقت ور مگر قدرے لطیف ان میں
قبیلے کے حبیب و عبدیا، مسعود[1] تھے سردار — ملے جب آپؐ اُن سے تو ہوئے لڑنے پہ وہ تیار
وہ تینوں بھائی تھے، دعوت انہیں جب آپؐ نے دی تو — کہا اک نے، نبیؐ کیا تم ہی مل پائے تھے اللہ کو
کہا پھر دوسرے نے، میں اگر تم کو نبیؐ مانوں — غلافِ کعبہ کو جاکر میں اپنے ہاتھ سے پھاڑوں
کہا یہ تیسرے نے، بات تم سے میں نہیں کرتا — اگر تم ہو نبیؐ تو کس طرح تم کو کہوں جھوٹا
اگر تم نے نبیؐ ہونے کا خود ہی جھوٹ بولا ہے — تو ظاہر ہے کہ تم سے بات نہ کرنا ہی اچھا ہے
سبھی نے آپؐ سے باتوں میں بے حد بدتمیزی کی — اگرچہ آپؐ سے اُن کی قریبی رشتہ داری تھی
رہے طائف میں دس دن آپؐ، سب سے بات کی لیکن — نہ لایا ایک بھی ایماں، گئے بے کار یہ سب دن
کہا یہ آپؐ سے کہ آپؐ طائف سے چلے جائیں — ضروری ہے کہ پھر اس شہر میں ہرگز نہ آپؐ آئیں
بلایا عبدیا نے شہر کے اوباش لوگوں کو — کہا اُن سے ''نبی'' آیا ہے، اس کی کچھ خبر تو لو
کہا پھر آپؐ سے کہ آج ہی اس شہر کو چھوڑو — رسول اللہؐ روانہ شہر سے ہونے لگے جب تو
اکٹھے شہر کے لونڈے لپاڑے ہوگئے سارے — انہوں نے گالیاں دیں، آپؐ کو پتھر بہت مارے

لگے پاؤں پہ زخم اتنے کہ خوں سے بھر گئے جوتے
پھٹا سر آپؐ کا، خوں سے ہوئے تر آپؐ کے کپڑے

تھی بارش پتھروں کی، آپؐ تھے یا پھر ستم گر تھے
ستم سہہ کر بھی الفاظِ دُعا آقاؐ کے لب پر تھے

قریبِ شہر تھا اک باغ جس تک آپؐ آپہنچے
یہاں سے حملہ آور بھی پلٹ کر شہر جا پہنچے

یہ تھا عتبہ[۲] و شیبہ کا کہ جو مکہ میں رہتے تھے
مگر کچھ دیر پہلے ہی وہاں وہ آ کے بیٹھے تھے

لگا کر ٹیک اک دیوار سے جب آپؐ بیٹھے تو
ہوا محسوس جیسے آدمی اک پاس آیا ہو

اٹھایا سر تو دیکھا ہاتھ میں انگور لے کر وہ
کھڑا ہے سامنے، بولا، ابھی انگور دے کر وہ

مرا مالک ہے عتبہ، اُس نے بھیجے ہیں کہ کھائیں آپؐ
وہ کہتا ہے، یہ کھالیں تو یہاں سے جلدی جائیں آپؐ

مخالف بھی ہے وہ پر آپؐ سے رشتہ بتاتا ہے
دکھی ہے آپؐ کی حالت پہ، رشتے کا تقاضا ہے

اٹھایا آپؐ نے خوشہ، پڑھی بسم اللہ اور کھایا
سنا اُس نے تو بولا، آپؐ نے کیا ہے یہ فرمایا

یہاں کے لوگ کھاتے وقت یہ ہرگز نہیں کہتے
کہیں باہر سے آئے ہیں، یہاں ہرگز نہیں رہتے

یہ پوچھا آپؐ نے کہ نام کیا ہے اور کہاں سے ہو
عدس ہے نام، ہوں میں نینویٰ کا، دور ہی ہے جو

یہ فرمایا رسول اللہؐ نے یونسؑ بن متی بھی تھے
نبی میری طرح کے اور تھے وہ نینویٰ ہی کے

عدس سن کر ہوا حیران یہ سب آپؐ کی باتیں
اترتی جا رہی تھیں دل میں اُس کے یہ سبھی باتیں

وہ بیٹھا آپؐ کے قدموں میں، ہاتھوں پر دیا بوسہ
ہوئے خاصے پریشاں دیکھ کر یہ عتبہ اور شیبہ

بلا کر شیبہ نے ڈانٹا اُسے، برباد ہوتے ہو
تم اپنے دین سے، ایمان سے کیوں ہاتھ دھوتے ہو

عدس بولا کہ اُسؐ کی باتوں نے مجھ کو دیا چونکا
یہ باتیں عام سا اک شخص ہرگز کر نہیں سکتا

رسول اللہؐ رہے کچھ دیر تک اس باغ میں، پھر آپؐ
سمیٹے غم روانہ ہوگئے مکہ ہی آخر آپؐ

طبیعت میں اداسی، غم کی شدت، جسم زخمی تھا
ہوا جو کچھ بھی طائف میں، تھے اُس پر آپؐ رنجیدہ

سفر کچھ ہی کیا تھا، حضرتِ جبریلؑ آپہنچے
یہ فرمایا کہ مجھ کو کہہ کے بھیجا ہے یہ اللہ نے

کہ جس جس نے ستایا آپؐ کو گر آپؐ فرمائیں
تو اُس کو دو پہاڑوں بیچ رکھ کر پیس ہم ڈالیں

پہاڑوں کا فرشتہ ساتھ تھا، اُس نے گزارش کی
اگر فرمائیں تو لگتے ہیں اس میں چند لمحے ہی

کہا یہ آپؐ نے کہ میں کبھی یہ کر نہیں سکتا
خدا نے مجھ کو رحمت ہی بنا کر ہے یہاں بھیجا

یقیں ہے مجھ کو جن لوگوں نے کی تکذیب ہے میری
انہی میں سے سبھی دیکھیں گے ایسی نسل آئے گی

خدائے برتر و بالا پہ جو ایمان لائے گی
شریک اُس ذات کا ہرگز کسی کو نہ بنائے گی

یہاں سے آپؐ چل کر نخلہ کی وادی میں آپہنچے
جہاں حاضر ہوئے کچھ جن جو ایمان لے آئے

کرم تھا یہ خدائے برتر و بالا کا جس سے غم — ملے تھے آپؐ کو طائف میں جو، ہونے لگے وہ کم

اماں مطعم سے ملنے پر، نبی ﷺ مکہ میں آتے ہیں

رہے نخلہ کی وادی میں کئی دن پھر بڑھے آگے — وہاں سے دامنِ کوہِ حرا میں رک گئے آ کے
خزاعہ کا یہاں اک آدمی آیا جسے بھیجا — کہ اخنس[3] سے کہے جا کر، اٹھائے امن کا ذمہ
وہ ذمہ آپؐ کا لے، بات یہ اخنس نے نہ مانی — کیا یہ عذر کہ گرچہ یہی کرنے کی خواہش تھی
مگر جو عہد سب نے ہے کیا میں اُس میں شامل ہوں — کرو جو عہد اُس کو نہ کبھی توڑو کا قائل ہوں
سہیل[4] اک شخص تھا جس کو یہی پیغام بھجوایا — کہا اُس نے بھی کہ اُس کے لیے ممکن نہیں ایسا
پھر اس کے بعد مطعم بن عدی کو آزمایا تو — کہا اُس نے کہ بالکل میں اماں دوں گا محمدؐ کو
سبھی ہتھیار باندھے، لے کے آیا اپنے بیٹوں کو — کہا یہ قوم سے آ کر کہ میری بات سب سن لو
محمدؐ کو اماں دیتا ہوں میں، جس نے اُسےؐ چھیڑا — تو مجھ سے سوچ لو ہرگز کبھی وہ بچ نہ پائے گا
پھر اس کے بعد اُس نے آپؐ کو پیغام بھجوایا — کہ مکہ آپؐ کا ہے، آئیں ہو کے بے دھڑک مکہ
سنا پیغام تو تشریف فوراً آپؐ لے آئے — گئے سیدھے ہی بیت اللہ، زیارت اس کی کر پائے
عقیدت سے نبیؐ نے سنگِ اسود کو دیے بوسے — عبادت کے لیے پھر آپؐ صحنِ کعبہ میں آئے
تھے مطعم بن عدی موجود کعبہ میں، انہیں مل کر — پڑھیں دو رکعتیں اور آ گئے پھر آپؐ اپنے گھر
یہ صورت دیکھ کر بوجہل نے پوچھا یہ مطعم سے — اماں دی یا کہ پیرو ہو گئے ہیں آپ بھی اُنؐ کے
کہا مطعم نے کہ میں نے فقط اُن کو اماں دی ہے — کہا بوجہل نے کہ آپ نے جو بھی زباں دی ہے
کیا ہے آپ نے وعدہ تو ہم اُس کو نبھائیں گے — دیا ہے قول جو، سر اُس کے آگے ہم جھکائیں گے
مدینے قید ہو کے بدر سے آئے تھے کافر جب — جبیر[5] آئے تھے کچھ قیدی چھڑانے کو مدینے تب
کہا مطعم کے بیٹے سے رسول اللہؐ نے، اے بیٹے! — اگر والد تمہارے زندہ ہوتے اور وہ کہتے
کہ ان بودار سب لوگوں کو چھوڑو، چھوڑ دیتا میں — کبھی پھر نام اس احسان کا ہرگز نہ لیتا میں
ہو تم بیٹے مرے محسن کے، جس کو چاہو لے جاؤ — سدا عزت کروں گا میں تمہاری بار بار آؤ

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حبیب، عبد یالیل اور مسعود ابنائے عمرو بن عمیر ثقفی۔
۲۔ عتبہ وشیبہ ابنائے ربیعہ ۳۔ اخنس بن شریق۔
۴۔ سہیل بن عمرو۔ ۵۔ جبیر بن مطعم بن عدی۔

باب

۱۶

نئے انداز میں تبلیغِ دیں کا کام ہوتا ہے

۱۷۸

نبی ﷺ مکہ سے باہر دین کی تبلیغ کرتے ہیں

نبوت کا تھا دسواں سال، آیا حج کا موسم — اگرچہ آپؐ کو مکہ میں آئے دن ہوئے تھے کم
مگر جو فرض تھا، اُس کو نبھانا بھی ضروری تھا — چنانچہ آپؐ کو تبلیغ کا منصوبہ اک سوجھا
ہزاروں لوگ مکہ آ چکے، کچھ آنے والے تھے — جو آئے تھے انہوں نے گھاٹیوں میں ڈیرے ڈالے تھے
رسول اللہؐ کئی برسوں سے آنے والوں کو اکثر — خدا کی ذات کے بارے میں بتلاتے انہیں مل کر
مگر اب آپؐ نے اس کے لیے سوچا قبائل کے — پڑاؤ ہی میں جائیں اور ملیں اُن سے تواتر سے
بنو عامر، فزارہ، کلب، غسان و عبس، عذرہ — سُلیم و حارث و مرّہ، محارب، نصر و عبداللہ[1]
قبائل اور بھی تھے جن سے ہوتی تھیں ملاقاتیں — خدا کے دین کی کرتے بڑی تفصیل سے باتیں
مگر کوئی بھی اُن میں سے مسلماں ہو نہیں پایا — کوئی اللہ، رسولِ پاکؐ پر ایماں نہیں لایا
بنو عامر کو دعوت دی تو اُن میں سے کوئی بولا — اگر بیعت کریں، ہو جائے حاصل آپؐ کو غلبہ
تو بعد اپنے حکومت ہم کو دیں گے، وعدہ فرمائیں — اگر انکار اس سے ہے تو ہم ایمان کیوں لائیں
یہ فرمایا نبیؐ نے اُن سے، حاکم صرف اللہ ہے — حکومت وہ جسے چاہے، اُسی کو بخش دیتا ہے
حکومت کا کروں وعدہ میں تم سے، یہ غلط ہوگا — خدا جانے کہ کل کیا ہو، میں کچھ بھی کہہ نہیں سکتا
بنو عامر یہ بولے کہ نہیں انصاف یہ کہ ہم — لڑیں دشمن سے ساری عمر، اور سارے اٹھائیں غم
ہو حاصل آپؐ کو غلبہ تو کوئی اور آ بیٹھے — حکومت ہو اُسی کی اور اچھے دن بھی وہ دیکھے
یہ سودا سخت گھاٹے کا ہے، ہم یہ کر نہیں سکتے — کسی کے فائدے کے واسطے ہم مر نہیں سکتے
گیا واپس قبیلہ جب، ملا اپنے بزرگوں سے — بتائیں آپؐ کی باتیں، سنائے جو ہوئے قصے
یہ بولا اک معمر شخص، تم نے بے وقوفی کی — وہ بے شک اک نبیؐ ہے، بات ہر اک اُس کی ہے سچی
اگر ممکن ہے تو جاؤ، اُسے تم ڈھونڈ کر لاؤ — سنو اُسؐ کی سبھی باتیں، جو کہتا ہے وہ اپناؤ
تلافی کی کرو صورت کوئی پیدا تو بہتر ہے — کرو گر تم وہی جو تم سے ہے کہتا تو بہتر ہے

سویدؓ آقا ﷺ سے مل کر آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں

بالآخر آگیا وہ وقت کہ محنت ثمرور ہو — ملے اُن کا صلہ، صدمے اُٹھائے آپؐ نے جو جو

قبائل سے ملے، دعوت انہیں دی اور باتیں کیں   بسر اس کام میں کتنے ہی دن، کتنی ہی راتیں کیں
نتیجہ محنتِ شاقہ کا کچھ کچھ سامنے آیا   خدائے برتر و بالا نے دینِ حق کو پھیلایا
سُوید[2] اک شاعرِ خوش گو تھے، کامل تھا خطاب اُن کا   بڑا ہی خوب صورت تھا، سوال اُن کا، جواب اُن کا
برائے حج مکہ میں یہ آئے تو ملے آقاؐ   انہیں دیتے ہوئے اسلام کی دعوت، یہ فرمایا
نسب اور علم میں اعلیٰ، بڑے خوش فکر شاعر ہو   سناتا ہوں جو میں تم کو، اسے اچھی طرح سمجھو
وہ بولے، جو سنائیں گے مجھے، ویسا میں کہتا ہوں   مگر پہلے سنائیں آپؐ، میں خاموش رہتا ہوں
تمہاری شاعری میں، آپؐ نے پوچھا، کہو کیا ہے   وہ بولے حکمتِ لقمان، سوچوں کا اجالا ہے
سناؤ، میں توجہ سے سنوں گا، اُن سے فرمایا   بڑا اچھا کلام اُن کا تھا، سن کے اُن کو بتلایا
بہت اچھا کہا تم نے مگر میں جو سناؤں گا   یقیناً داد اُس کی تم سے بڑھ کر ہی میں پاؤں گا
سنایا جب کلام اللہ تو شاعر سن کے یہ بولا   کہا جو آپؐ نے میرے کہے سے ہے بہت اچھا
انہیں جب دعوتِ اسلام دی، ایمان لے آئے   انہوںؓ نے دین کی خوشبو سے اپنے شعر مہکائے
مدینہ واپس آئے تو یہ کام آئے لڑائی میں   ملا نہ اُنؓ کو موقع کام کا دیں کی بھلائی میں

ایاس آتے ہیں مکہ، آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں

قبائل اوس و خزرج میں تناؤ بڑھ گیا خاصا   حمایت کے لیے ایک وفد مکہ اوس کا آیا
ایاسؓ[3] اس وفد کے لوگوں میں تھے جو اہلِ یثرب تھے   ہوا معلوم آقاؐ کو تو آپؐ آئے، ملے اُن سے
سنی اُن کی تو سن کر آپؐ نے یہ اُن سے فرمایا   حمایت سے بہت اچھی میں ہوں اک چیز لے آیا
عبادت اک خدا کی گر کرو تم، تو یہ جانو تم   کٹے گی ہر مصیبت گر خدا کو ایک مانو تم
انہوں نے جب سنی یہ بات تو فوراً کہا سب سے   محمدؐ نے کہا ہے ٹھیک، اللہ ہے بڑا سب سے
اگر ایمان لے آئیں تو اس میں کیا خسارہ ہے   خسارہ اس میں ہے، آنے کا جو مقصد ہمارا ہے
ابو الحیسر نے سن کے اپنی مٹھی میں بھری مٹی   بہت غصے میں اپنے ساتھی کے چہرے پہ دے ماری
کہا کہ کرنے کیا آئے تھے اور کیا کر رہے ہو تم   قسم سے مرنے سے پہلے ہی یارو مر رہے ہو تم
رسول اللہؐ وہاں سے اُٹھ کے اپنے گھر چلے آئے   قبیلہ اوس کے افراد پر تھے خوف کے سائے
حمایت کے لیے ملتے رہے وہ اہلِ مکہ سے   مگر حاصل حمایت اُن کی بالکل وہ نہ کر پائے
ایاس آکر مدینہ ہوگئے اللہ کو پیارے   زباں پر آخری لمحے، حروفِ حمد تھے سارے

ابوذرؓ آپ ﷺ سے ملتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں

ایاس آئے مدینہ، دین پہنچا اُن سے بوذرؓ[۴] تک ۔۔۔ ابوذرؓ نے یہ چاہا کہ وہ پہنچیں آپؐ کے در تک
کہا بھائی سے جاؤ تم، خبر کچھ آپؐ کی لاؤ ۔۔۔ رسول اللہؐ کے فرمودات مجھ کو آ کے سمجھاؤ
گیا بھائی، ملا وہ آپؐ سے، جب لوٹ کر آیا ۔۔۔ ابوذرؓ کو بڑی تفصیل سے اُس نے یہ بتلایا
کہ مکہ میں محمدؐ نام کے اک شخص رہتے ہیں ۔۔۔ بڑے ہی نیک ہیں، خود کو نبیؐ اللہ کا کہتے ہیں
صداقت میں، امانت میں نہیں اُن کا کوئی ثانی ۔۔۔ ہر اک انداز میں یکتا ہیں، باتیں اُنؐ کی لافانی
بُرائی کے مخالف ہیں، بھلائی اُن کا شیوہ ہے ۔۔۔ وہ سچ کہتے ہیں، پورا شہر صادق اُنؐ کو کہتا ہے
سُنیں بھائی کی باتیں تو وہ خود مکہ چلے آئے ۔۔۔ تلاش اُنؓ کو تھی ایسے شخص کی جو اُنؓ کو بتلائے
رسول اللہ کہاں رہتے ہیں، کیسے وہؐ ملیں اُنؐ سے ۔۔۔ کہیں دل میں جو تھا اُنؓ کے، جو وہؐ بولیں سُنیں اُنؐ سے
حرم پہنچے تو خود حضرت علیؓ اُنؓ کے قریب آئے ۔۔۔ یہ پوچھا کون ہیں، کس شہر سے تشریف ہیں لائے
مرے لائق اگر ہو حکم کوئی تو بجا لاؤں ۔۔۔ ہو کوئی مسئلہ درپیش تو میں اُس کو سلجھاؤں
ابوذرؓ بولے، ایسا کوئی ہو جو مجھ کو لے جائے ۔۔۔ رسول اللہؐ سے ملنے کی مجھے ترکیب بتلائے
علیؓ بولے کہ سمجھیں آپؓ نے منزل ہی پالی ہے ۔۔۔ چلیں میں لے چلوں اُس جا، جہاں ہر شے نرالی ہے
علیؓ پھر لے گئے بوذرؓ کو آنحضرتؐ سے ملوانے ۔۔۔ ملے تو ملتے ہی توفیق دی یہ اُنؓ کو مولا نے
کہ وہؐ آقائے عالمؐ پر وہیں ایمان لے آئے ۔۔۔ انہوںؓ نے ذہن و دل یوں دین کی خوشبو سے مہکائے
ابوذرؓ سے یہ فرمایا کہ اب واپس چلے جاؤ ۔۔۔ ابھی اس بات کی بابت کسی کو کچھ نہ بتلاؤ
گزارش کی ابوذرؓ نے کہ جب ایمان لایا ہوں ۔۔۔ تو کیوں نہ اس کے بارے میں مَیں دنیا بھر کو بتلاؤں
ابوذرؓ آئے کعبہ میں، وہاں اعلان فرمایا ۔۔۔ سنو لوگو! رسول اللہؐ پہ میں ایمان لے آیا
یہ سنتے ہی ابوذرؓ پر کیا کفار نے حملہ ۔۔۔ بہت پیٹا، انہیںؓ پٹتے ہوئے عباسؓ نے دیکھا
کہا کفار سے عباسؓ نے کہ یہ ہے غفاری ۔۔۔ تجارت ہوتی ہے جس راستے سے آپ کی ساری
وہ رستہ اس قبیلے ہی کے بیچوں بیچ جاتا ہے ۔۔۔ اگر مارو گے اس کو تو سراسر اس میں گھاٹا ہے

طفیلؓ آتے ہیں مکہ، آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں

طفیلؓ[۵] اک شاعر و سردار تھے اپنے قبیلے کے ۔۔۔ قبیلہ دوس کیا، سب لوگ عزت اُن کی کرتے تھے

١٨١

وہ آئے مکہ تو کفار سے اُن کو ملی عزت
کی اُن کی پیشوائی اور سب نے کی بہت خدمت

انہیں آتے ہی بتلایا، یہاں اک شخص رہتا ہے
وہ ہم میں سے ہے لیکن اب نبی وہؐ خود کو کہتا ہے

کیا ہے انتشار اُس نے ہماری قوم میں پیدا
کلام ایسا سناتا ہے کہ جس میں ہے اثر ایسا

کہ جو سنتا ہے، سنتے ہی اُسیؐ کا وہ ہوجاتا ہے
وہؐ جادوگر ہے، جادو سے ہر اک دل کو لبھاتا ہے

طفیلؓ اب آپ پر لازم ہے، اُس سے نہ ملیں ہرگز
ملے تو آپ اُس کی بات کوئی نہ سنیں ہرگز

کہیں ایسی انہیں باتیں، تھا باتوں کا اثر اُن پر
گئے کعبہ میں اگلے روز، روئی کان میں دے کر

مگر ہونا ہو جس پر بھی کرم، ہو کر ہی رہتا ہے
چمک اٹھتا ہے دل اُس کا، صداقت وہ اجالا ہے

طفیلؓ اک سادہ انساں تھے، خدا نے رحم فرمایا
انہوں نے احتیاط اتنی کی پر قرآن سنوایا

سنیں آیاتِ قرآنی تو دل ہی دل میں یہ سوچا
کہ ملنا چاہیے اس شخص سے، یہ کیا بگاڑے گا

اگر جھوٹا ہے تو جھوٹا کروں گا ایک لمحے میں
اگر سچا ہے، بن جاؤں گا اُسؐ کا ایک لمحے میں

کسی سے کچھ کہے بن آگئے کعبے میں چپکے سے
ہوئے فارغ رسول اللہؐ تو یہ بھی چل پڑے پیچھے

ہوئے جب آپؐ داخل گھر میں تو آکر اجازت لی
گئے اندر تو آقاؐ سے انہوں نے بات کھل کر کی

ہوا جو بھی تھا مکہ میں، بتایا آپؐ کو سب کچھ
گزارش کی کہ فرمائیں کلام اپنا عطا اب کچھ

تلاوت آپؐ نے فرمائیں کچھ آیاتِ قرآنی
سنیں تو دل پہ کندہ ہو گیا اک نقشِ لافانی

وہ ایمان لائے اور آقائے عالمؐ سے گزارش کی
میں واپس جا رہا ہوں، ہو عطا کوئی نشانی بھی

دعا فرمائی آقاؐ نے، ہوا اس کا اثر ایسا
کہ جب پہنچے قبیلے میں تو چہرہ یوں چمکتا تھا

کہ جیسے اُن کے چہرے پر ہو روشن اک دیا کوئی
بہت حیرت زدہ ہوتا، انہیں جب دیکھتا کوئی

انہوں نے یہ خدا سے کی دُعا، بدلے میں چہرے کے
بدن کے اور حصے میں انہیں یہ روشنی دے دے

دعا پوری ہوئی، اُن کے عصا نے روشنی پائی
رہے جب تک وہ زندہ، یہ ہمیشہ ہی نظر آئی

بہت سے لوگ اُن کے کہنے پر ایمان لے آئے
بہت اسلام کی خدمت کی، کام انجام فرمائے

ہوئے جنگِ یمامہ میں خدا کے نام پر قرباں
ہماری قوم پر ہیں سب شہیدوں کے بڑے احساں

ضماد ازدیؓ یمن سے آتے اور ایمان لاتے ہیں

ضماد ازدی یمن کے اک قبیلے[6] کے وہ عامل تھے
لگے بیماری جو جنوں سے اُس کو وہ رفع کرتے

وہ مکے آئے تو کم ظرف لوگوں نے کہا اُن سے
اثر میں جنوں کے اک شخص ہے، کی التجا اُن سے

۱۸۳

کہ وہ آسیب کے مارے ہوئے کا کچھ کریں چارہ
نرالی باتوں ہی میں اُس کا کٹ جاتا ہے دن سارا

سنی یہ بات تو ازدی ملے آقائے عالمؐ سے
ملے جب آپؐ سے تو آپؐ مصروفِ عبادت تھے

ہوئے فارغ عبادت سے تو ازدی نے یہ فرمایا
ہے سایہ آپؐ پر جنوں کا سب نے ہے یہ بتلایا

مجھے بتلائیں کیا تکلیف ہے، چارہ کروں کوئی
سنائیں آپؐ کوئی بات، میں بھی تو سنوں کوئی

رسول اللہؐ نے کچھ آیاتِ قرآنی تلاوت کیں
توجہ سے ضماد ازدی نے جب آیات سب سن لیں

وہ بولے پھر سنائیں آپؐ مجھ کو یہ سبھی آیات
جدا ہیں یہ سبھی باتیں، اثر والی ہے ہر اک بات

سنیں آیات ازدی نے رسول اللہؐ سے سہ بارہ
گئے چارہ گری کو بھول، کیا کرتے وہ اب چارہ

کہا کہ شاعروں، جادوگروں اور کاہنوں سے بھی
سنیں باتیں، نہ سن پایا مگر باتیں یہ حکمت کی

سنایا آپؐ نے جو کچھ یقیناً سب سے اعلیٰ ہے
میں ایماں آپؐ پر لایا، کرم مجھ پر خدا کا ہے

خدائے برتر و بالا نے اپنے خاص بندے کو
زمیں پر سب سے مشکل کام کرنے کو تھا سونپا جو

جسے انجام دینے کو اُسے وہ حوصلہ بخشا
کہ اُس سا حوصلہ چشمِ فلک نے ہے نہیں دیکھا

صلہ جہدِ مسلسل کا نظر آنے لگا ہے اب
کہ بتدریج نورِ حق یہاں چھانے لگا ہے اب

منور دین سے چھ اہلِ یثرب دل کو کرتے ہیں

حدودِ مکہ سے باہر بھی اب اسلام کی کرنیں
لگی ہیں پھیلنے اللہ کے روشن نام کی کرنیں

اگرچہ اہلِ مکہ نے تھے اٹکائے بہت روڑے
خلافِ دینِ حق سب نے شگوفے بھی بہت چھوڑے

مگر باطل تو باطل ہے، اسے دبنا ہی ہوتا ہے
ازل سے آج تک سب نے یہی کچھ ہوتے دیکھا ہے

چلیں کیا کیا نہیں چالیں، ستم کیا کیا نہیں ڈھائے
مگر اسلام کی طاقت کو ہرگز روک نہ پائے

رسول اللہؐ اگر دن میں کہیں جاتے تو سب کفار
تعاقب کرنے کی خاطر نظر آتے سدا تیار

جدھر جاتے رسول اللہؐ، یہ سب پیچھے چلے آتے
پریشاں آپؐ کو کرتے، یہ ہر تکلیف پہنچاتے

چنانچہ اب رسول اللہؐ نکلتے رات کو اکثر
قبائل سے ملا کرتے ہمیشہ رات کو جاکر

گئے اک رات بوبکرؓ و علیؓ کے ساتھ ملنے کو
بنو شیباں، ذہل کے ڈیروں پر جب آپؐ پہنچے تو

ملے دونوں قبائل آپؐ سے اتنی خوشی کے ساتھ
ملے نہ تھے کبھی ایسی خوشی سے وہ کسی کے ساتھ

کلامِ پاک کی آیات کو دل سے سنا سب نے
کریں گے غور اس پر ہم، محبت سے کہا سب نے

وہاں سے اٹھ کے جب آئے منیٰ میں، آپؐ نے دیکھا
کہ اک گھاٹی میں چھ افراد کا اک ٹولا بیٹھا تھا

یہ سارے آئے تھے یثرب سے، خزرج سے تعلق تھا   تھے زیرک اور مثبت سوچ کا انداز تھا سب کا
ہوئیں باتیں تو وہ بولے، یہودی اُن سے کہتے ہیں   یہودی وہ جو اُن کے ساتھ یثرب ہی میں رہتے ہیں
وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں نبی اک آنے والا ہے   کریں گے پیروی اُس کی وہ غلبہ پانے والا ہے
تمہیں عادِ ارم کی شکل مل کر مار ڈالیں گے   فضا میں تب یقیناً ہم تمہارے سر اچھالیں گے
تھے شامل اُن میں اسعد[7]، عوف[8]، رافع[9]، حارث[10]، وقطبہ[11]   یہ کل تھے چھ، چھٹے اُن میں تھے عقبہ[12] نام تھا جن کا
رسول اللہؐ نے فرمایا، یہودی تو ہیں خزرج کے   حلیف و یار یثرب میں نجانے کتنی مدت سے
اجازت دو تو تم سب سے کریں ہم کام کی باتیں   خدائے برتر و بالا کے روشن نام کی باتیں
تلاوت کر کے آقاؐ نے انہیں دی دعوتِ اسلام   کہا اک دوسرے سے سب نے، سن رکھا تھا جن کا نام
اگر ہیں یہ نبیؐ بالکل وہی تو کیوں نہ اپنائیں   قبول اسلام کر کے کیوں نہ سبقت سب پہ لے جائیں
چنانچہ چند لمحوں میں مسلماں ہو گئے سارے   بدل ڈالے خدا نے اُن سبھی کی سوچ کے دھارے
یہ تھا سالِ نبوت گیارہواں جس میں مہک اٹھا   خدا کے نام اور اسلام سے یثرب کا ہر حصہ
یہی وہ سال ہے جب عائشہؓ سے عقد فرمایا   خدا نے کر دیا اپنے کرم کا دین پر سایہ

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ بنو عامر، بنو فزارہ، بنو کلب، بنو غسان، بنو عبس، بنو عذرہ، بنو سُلیم، بنو حارث، بنو مرہ، بنو محارب، بنو نصر، بنو عبداللہ۔

۲۔ سوید بن صامتؓ۔

۳۔ ایاس بن معاذؓ۔

۴۔ حضرت ابوذرؓ کا اصل نام روایت کے اختلاف کے ساتھ کہیں بریر اور کہیں جندب ابنِ جنادہ لکھا ہوا ہے۔

۵۔ حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی۔

۶۔ قبیلہ اُزدشنودہ۔

۷۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ۔

۸۔ حضرت عوف بن حارث بن رفاعہ (ابنِ غفرا)

۹۔ حضرت رافعؓ بن مالک بن عجلان۔

۱۰۔ حضرت حارثؓ بن عبداللہ بن رئاب۔

۱۱۔ حضرت قطبہؓ بن عامر بن حدیدہ۔

۱۲۔ حضرت عقبہؓ بن عامر بن نابی۔

۱۸۵

باب

۱۷

عمل میں بیعتِ اولیٰ بفضل ربی آتی ہے

۱۸۶

عمل میں بیعتِ اولیٰ بفضلِ ربی آتی ہے

تھا موسم حج کا، سالِ نبوت بارہواں جب تھا ۔۔۔ تو یثرب سے برائے حج آئے آدمی بارہ
تھے اُن میں پانچ تو ایسے جو پہلے تھے یہاں آئے ۔۔۔ تھے اُن میں سات جو تشریف پہلی بار تھے لائے
بہت مشہور اک گھاٹی منیٰ کے راستے پر ہے ۔۔۔ منیٰ کے غرب میں جو جمرہ کبریٰ کے برابر ہے
منیٰ میں آنے والے لوگ اس جانب نہیں آتے ۔۔۔ عموماً ہیں وہ سب جمرات کے مشرق میں رہ جاتے
اسی باعث چنی آقاؐ نے بیعت کو یہی گھاٹی ۔۔۔ خدا نے مرتبہ اس کو عطا فرمایا، عزت دی
ابوالہیثمؓ[1]، معاذؓ[2] و ابنِ صامتؓ[3] اور یزیدؓ[4] آئے ۔۔۔ عویمؓ[5] و حضرتِ عباسؓ[6] اور ذکوانؓ[7] کو لائے
یہ سب آئے، ملا سب کو وہ رتبہ جو ہے لاثانی ۔۔۔ اسی دن کے سبب ٹھہرے ہیں سب کے سب یہ لافانی
یہ بارہ تھے، رسول اللہؐ نے ان سے اس پہ بیعت لی ۔۔۔ شریک اللہ کا ہرگز نہ کریں گے یہ کسی کو بھی
نہ چوری اور بدکاری کے ہرگز پاس جائیں گے ۔۔۔ کسی پر بھی نہ اب بہتان ہرگز یہ لگائیں گے
نہیں یہ اب کریں گے قتل ہرگز اپنے بچوں کو ۔۔۔ کہا میرا بھلائی پہ یہ مانیں گے، کہوں گا جو
رسول اللہؐ نے فرمایا، عمل ان پر کرے گا جو ۔۔۔ جزا اس کی وہ پائے گا، توجہ سے سبھی سن لو
اگر کوئی خلاف اس کے کرے گا کام کوئی بھی ۔۔۔ تو اُس پر لازمی نافذ سزا اُس جرم کی ہوگی
ادا کفارہ اُس کو لازمی کرنا پڑے گا اب ۔۔۔ یہاں موجود ہیں جو بھی توجہ سے سنیں وہ سب
بُرائی کا کوئی گر کام درپردہ کہیں ہوگا ۔۔۔ بُرائی جو کرے گا وہ خدا سے بچ نہیں سکتا
سزا دے یا تمہیں وہ چھوڑ دے، فرمایا آقاؐ نے ۔۔۔ وہی مختارِ کل ہے، کیا کرے گا، یہ وہی جانے
ہوئی جن باتوں پر بیعت سراسر خیر و حکمت ہیں ۔۔۔ فروغِ امن کی خاطر یہ بنیادی ضرورت ہیں
یہ باتیں آپؐ نے اس وقت کہیں جب کہ برائی کا ۔۔۔ عرب پر راج تھا، سکہ وہاں اُس کا ہی چلتا تھا
اسی سے آپؐ کے کردار کی عظمت جھلکتی ہے ۔۔۔ اسی سے آپؐ کے افکار کی عظمت جھلکتی ہے

روانہ حضرتِ مصعبؓ کو یثرب آپ ﷺ کرتے ہیں

کریں گر غور تو واضح یہ ہوتا ہے کہ ہر اک کام ۔۔۔ دیا موزوں ترین اوقات میں آقاؐ نے سرانجام
ہوا آغاز دینِ حق کا جب یثرب میں تو سوچا ۔۔۔ کوئی اقدام ہو ایسا کہ جس سے ہو بھلا سب کا

ہوئے تھے جو مسلماں لوگ یثرب میں سب ان کے
بہت سے لوگ اک اللہ پہ ایماں لے کے آئے تھے

ضرورت تھی کہ یثرب میں کوئی اک شخص وہ جائے
جو لوگوں کو بڑی خوبی سے باتیں دیں کی سکھلائے

چنانچہ آپؐ نے مصعبؓ[8] سے فرمایا، وہاں جائیں
وہاں کے لوگوں کو اسلام کے بارے میں بتلائیں

گئے مصعبؓ مدینہ اور اسعدؓ[9] کے یہاں ٹھہرے
دلوں نے روشنی پائی یہاں اُن کے وسیلے سے

بہت ہی تھوڑے عرصے میں یہاں اسلام یوں پھیلا
کہ جیسے اس زمیں کو صدیوں سے تھا انتظار اس کا

ہوا اک بار یوں، مصعبؓ لیے ابنِ زرارہؓ کو
وہاں کے اک محلے میں گئے تبلیغ کرنے تو

وہاں اک باغ میں تھا اک کنواں جس پر وہ جا بیٹھے
سنا جب انؓ کے بارے میں، وہاں کچھ لوگ آ بیٹھے

وہاں کے لوگ سارے اس کو بیرِ مرق کہتے تھے
اُسیدؓ[10] و سعدؓ[11] دونوں اس محلے ہی میں رہتے تھے

یہ تھے سردار، دونوں کا تھا لوگوں پر اثر پورا
سنا مصعبؓ کا، اسعدؓ کا، تو سن کے سعدؓ یہ بولا

اُسیدؓ اب آپ ہی جائیں کہ اسعدؓ بھائی ہے میرا
مری خالہ کا بیٹا ہے، میں کچھ بھی کہہ نہیں سکتا

انہیں جا کر بہت ڈانٹیں، کہیں کہ وہ چلے جائیں
یہاں کمزور لوگوں میں نہ اپنا دین پھیلائیں

کہیں اُن سے کہ دوبارہ اگر اس سمت آئیں گے
یقیناً وہ بُرا ہی اُس کا پھر انجام پائیں گے

اُسیدؓ آئے، انہوں نے آکے لہجہ سخت اپنایا
کہا تم میں سے ہم کو گر یہاں کوئی نظر آیا

تو پھر وہ جان سے اپنی یقیناً ہاتھ دھوئے گا
اسی لمحے منوں مٹی کے نیچے جا کے سوئے گا

سنیں باتیں تو مصعبؓ نے کہا ان سے لطافت سے
لڑیں کیوں، کام ہو جائے اگر انس و محبت سے

یہاں بیٹھیں، سنیں ہم کو، نہ ہرگز آپ گھبرائیں
اگر سچ ہو تو اپنائیں، نہ ہو سچ صاف بتلائیں

کہ اب ہم اس محلے میں قدم ہرگز نہ رکھیں گے
کسی کے پاس آئیں گے نہ اس کے پاس بیٹھیں گے

سنی یہ بات تو بولے اُسیدؓ اس میں حقیقت ہے
کہی انصاف کی تم نے، کہو تم کو اجازت ہے

سنائیں پہلے مصعبؓ نے کئی اسلام کی باتیں
خدائے پاک کے فرماں، نبیؐ کے کام کی باتیں

پھر اس کے بعد قرآں کی تلاوت کرکے فرمایا
خدا کی باتوں کو فرمائیں کیسا آپ نے پایا

وہ بولے کہ کلامِ پاک دل کش اور عمدہ ہے
سبھی الفاظ پاکیزہ، سبھی کی شان بالا ہے

خدا نے ان کو دی توفیق، وہ ایمان لے آئے
کلامِ پاک کا مفہوم دل سے وہ سمجھ پائے

یہ کہہ کر وہ اُٹھے کہ آپ بیٹھیں میں ابھی آیا
مجھے بھیجا تھا جس نے جا کے میں اس کو ابھی لایا

وہ آئے سیدھے محفل میں جہاں کہ سعدؓ بیٹھے تھے
انہیں دیکھا تو محفل کے کئی اشخاص یہ بولے

گئے تھے آپ جس چہرے سے، ہرگز وہ نہیں چہرہ
ہوئی تصدیق اُن سب سے انہیں جس جس نے بھی دیکھا

یہ پوچھا سعدؓ[۱۲] نے ان سے کہ وہ کیا کرکے آئے ہیں — انہوں نے یہ کہا کہ وہ عجب پیغام لائے ہیں

وہ بولے، جب انہیں میں نے کہا کہ آپ کیوں آئے — محلے میں ہمارے آپ نے کیا جال پھیلائے

کہا میں نے کہ فوراً وہ نکل جائیں محلے سے — ابھی یہ بات باقی تھی، بنی حارث وہاں پہنچے

وہ کہتے تھے کہ اسعدؓ کو کسی صورت نہ چھوڑیں گے — یہ بھائی سعدؓ کے ہیں، آپ کا وہ عہد توڑیں گے

سنا یہ سعدؓ نے تو لے کے نیزہ وہ وہاں پہنچے — وہاں لیکن وہ دونوں پرسکوں حالت میں بیٹھے تھے

انہیں اس حال میں دیکھا تو فوراً یہ سمجھ پائے — یہی سمجھے اُسیدؓ ان کے لیے ہی کہہ کے آئے تھے

تھی خواہش ان کی یہ آکر سنیں ان کی سبھی باتیں — وہی باتیں جو مصعبؓ سے انہوں نے تھیں سنی باتیں

قبیلہ سعدؓ کا ان کے کہے پر جان دیتا تھا — محبت اور عزت سے ہمیشہ نام لیتا تھا

وہ آئے تو کیا شکوہ انہوں نے اپنے بھائی سے — کہ مصعبؓ کو یہاں لاکر وہ کیا کرنے کو آئے تھے

اگر وہ بھائی نہ ہوتے، یہاں یہ کام نہ کرتے — اگر یہ کام کرتے تو ہمارے ہاتھوں ہی مرتے

ہے بہتر کہ یہاں سے دونوں اب فوراً چلے جائیں — بجا ہوگا یہ کہنا کہ یہاں نہ پھر کبھی آئیں

سنیں باتیں سبھی ان کی تو مصعبؓ نے یہ فرمایا — برے مقصد کی خاطر میں یہاں ہرگز نہیں آیا

اجازت ہو تو آنے کا میں مقصد کھل کے بتلاؤں — میں پہلے آپ کو تفصیل سے ہر بات سمجھاؤں

برائی اس میں کوئی ہو تو ہر ممکن سزا دیں آپ — اگر ہو جھوٹ اس میں تو مجھے کھل کر بتا دیں آپ

سنیں پہلے رسول اللہؐ نے جو پیغام بھیجا ہے — اگر سچا ہے مانیں، رد کر دیں گر یہ جھوٹا ہے

سنیں مصعبؓ کی باتیں سعدؓ نے تو سوچ کر بولے — بہت انصاف کی باتیں کہی ہیں آپؓ نے مجھ سے

کہیں جو کچھ ہے کہنا آپ کو، دل سے سنوں گا میں — قسم ہے فیصلہ انصاف ہی پر پھر کروں گا میں

دیا مصعبؓ نے سب پیغام ان کو اس لطافت سے — کہ روشن ہو گیا دل ان کا، اللہ کی محبت سے

کلامِ پاک کی آیات مصعبؓ نے سنائیں تو — وہ بولے، ہے سراسر سچ، سنا ہے میں نے اب تک جو

مسلماں ہوگئے، اللہ نے ان پر رحم فرمایا — گئے اپنے قبیلے میں تو لوگوں کو یہ بتلایا

سنا ہے میں نے جو کچھ اس سے اچھا ہو نہیں سکتا — خسارہ ہو تمہارا یہ گوارا ہو نہیں سکتا

مری خواہش ہے، تم سب بھی ابھی ایمان لے آؤ — مقدر کو سنوارو، اپنی ہر الجھن کو سلجھاؤ

قبیلہ ہو گیا سارا مسلماں ایک ہی دن میں — سوائے ایک[۱۳] کے سب لائے ایماں ایک ہی دن میں

اگر سوچیں تو یہ تاثیر مصعبؓ کو ملی کیسے — تھی شاخِ خشک ذات ان کی، کھلی اس پر کلی کیسے

بنا یہ سخت پتھر موم، کس نے کی مسیحائی — لطافت نطق میں ان کو عطا کس نے تھی فرمائی

ہنر کوئی نہ تھا مصعبؓ میں، فیضانِ نظر ہی تھا — کہ جس سے بن گیا بے علم، عالم، مقری[۱۴] یثرب کا
جسے چشمِ کرم سے دیکھا، اس کی بن گئی تقدیر — سیاہی مٹ گئی دل سے بنا وہ علم کی تصویر

۱۹۰

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت ابوالہیثمؓ مالک بن التیہان۔
۲۔ حضرت معاذؓ بن الحارث ابن غفراؓ۔
۳۔ حضرت عبادہؓ بن صامت۔
۴۔ حضرت یزید بن ثعلبہؓ۔
۵۔ حضرت عویمؓ بن ساعدہ۔
۶۔ حضرت عباسؓ بن عبادہ بن نضلہ۔
۷۔ حضرت ذکوان بن عبدالقیس۔
۸۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر عبدری۔
۹۔ حضرت اسعدؓ بن زرارہ۔
۱۰۔ حضرت اُسیدؓ بن حضیر۔
۱۱۔ حضرت سعدؓ بن معاذؓ۔
۱۲۔ حضرت سعدؓ بن معاذ۔
۱۳۔ اس شخص کا نام اصیرم تھا۔
۱۴۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر کو مقرئ یثرب یعنی یثرب کے استاد کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

۱۹۱

۱۹۴

باب

۱۸

عمل میں بیعتِ ثانی بفضلِ ربی آتی ہے

عمل میں بیعتِ ثانی بفضلِ ربی آتی ہے

نبوت کا تھا سال اب تیرھواں کہ آئے یثرب سے
پچھتر لوگ کہ جن میں کئی کافر بھی شامل تھے

ہوئے کچھ دن کہ مصعبؓ آپؐ سے ملنے کو آئے تھے
وہ اپنے کام کی تفصیل اپنے ساتھ لائے تھے

گزارش کی تھی مصعبؓ نے کہ جتنے لوگ آئیں گے
خدا کے فضل سے اکثر یہاں ایمان لائیں گے

ملاقاتیں ہوئی آقاؐ سے کچھ کی اور طے پایا
منیٰ کے پاس گھاٹی میں سبھی ہوں شب کو وہ یک جا

ڈھلی جب رات تو گھاٹی میں سارے ہوگئے یک جا
وہاں اپنے چچا[1] کے ساتھ آئے وقت پر آقاؐ

یہ وہ لمحے تھے جو تاریخِ عالم میں ہیں لاثانی
خدا نے اپنے بندے کو عطا کی فتحِ لافانی

یہ وہ لمحے تھے کالی رات کے جنگل میں اتری تھی
کرن ایسی کہ جس نے سب دلوں کو روشنی بخشی

یہ وہ لمحے تھے جب بدلا چلن پورے زمانے کا
جہالت کے بدن کو آگہی نے روند ڈالا تھا

ہوئے جو فیصلے، چہرہ دھلا ان سے صداقت کا
ہوا یثرب میں اب آغاز تسلیمِ رسالت کا

پچھتر میں تہتر مرد تھے اور دو خواتیں تھیں
بڑی ہی حوصلے والی تھیں شامل جو خواتیں تھیں

نسیبہؓ[2] اور اسماءؓ[3] نام ان دو بیبیوں کے تھے
بہت سے کارنامے آج تک منسوب ہیں ان سے

تھے اس محفل میں ابنِ مالک[4] و عبداللہؓ[5]، جابرؓ[6] بھی
ابوالہیثمؓ[7] نے، براءؓ[8] نے مفصل بات اس میں کی

ابھی عباسؓ کے دل میں کرن دیں کی نہ اتری تھی
بھتیجے کی حفاظت کی مگر تشویش رہتی تھی

اٹھے وہؓ اور بولے کہ بنوخزرج سنو تم سب
انوکھا مرحلہ در پیش آنے والا ہے اک اب

محمدؐ کی یہ خواہش ہے کہ یہؐ یثرب چلے جائیں
تمہارے شہر میں جا کر یہ اپنا دین پھیلائیں

ہمارے شہر میں ان کو حفاظت پوری حاصل ہے
کریں ان کی حفاظت فرض میں ہم سب کے شامل ہے

بڑی عزت ہے انؐ کی، مرتبے میں سب سے بڑھ کر ہیں
یہؐ اپنے دین پر ہیں اور ہم سب اپنے دیں پر ہیں

مگر ہم نے انہیںؐ ہر حال میں محفوظ رکھا ہے
تمہاری ذمہ داری کیا ہے، کیا تم نے یہ سوچا ہے

حفاظت کر سکو ہر حال میں تو ساتھ لے جاؤ
وگرنہ جو مسائل ہیں انہیں نہ اور الجھاؤ

سنیں عباسؓ کی باتیں تو حضرت کعبؓ یہ بولے
سنی ہے آپؓ کی ہر بات، مقصد آپؓ کا سمجھے

سراپا گوش ہیں ہم اب رسول اللہؐ یہ فرمائیں
کریں کیا عہد، اس کی ہم کو اک اک شرط بتلائیں

جو ڈالیں ذمہ داری ہم پہ ہم اس کو نبھائیں گے
ہم اپنا فرض پورا ہر طرح کر کے دکھائیں گے

رسول اللہؐ نے کی پہلے تلاوت پھر یہ فرمایا
بھلائی اس نے پائی مجھ پہ جو ایمان لے آیا

یقیناً ہے خدا سب سے بڑا، برتر ہے، بالا ہے
اجالا آپ کے دل میں اسی نے دیں کا ڈالا ہے

عبادت کے وہی لائق، وہی تکریم کے لائق
اسی کو سجدہ ہے زیبا، وہی تعظیم کے لائق

اسی کے راستے پر اب ہمیں اک ساتھ چلنا ہے
جو سانچا وہ تراشے، اب اسی سانچے میں ڈھلنا ہے

تمہیں یہ عہد کرنا ہے کہ سستی ہو یا چستی ہو
کہوں میں جو سنو، اس کو، مکمل طور پر مانو

ہو تنگی یا کہ خوش حالی، وہ زر جو پاس رکھا ہے
تمہیں ہر حال میں راہِ خدا میں خرچ کرنا ہے

بھلائی کا کہو گے اور برائی سے بھی روکو گے
خدا کی راہ میں کوئی ملامت تم نہ سمجھو گے

ہو راہِ حق پہ تو پروا نہیں کرنی کسی کی بھی
تمہیں ہر حال میں کرنی ہے دنیا سے بھلائی ہی

میں آؤں تم میں تو میری حفاظت فرض ہے تم پر
مدد میری کرو ایسے کہ جیسے قرض ہے تم پر

اگر باتیں یہ مانو گے، صِلہ اس کا خدا دے گا
یہاں بھی اور وہاں بھی، مرتبہ تم کو بڑا دے گا

اٹھے براءؓ[9] پکڑ کر آپؐ کے دستِ مبارک کو
ادب سے بولے کہ آقاؐ اشارہ آپؐ کا گر ہو

تو ہم ہیں جنگ کے بیٹے، پلے ہیں نیزوں، بھالوں میں
ہیں تلواریں رفیق اپنی، جیے ہیں ان خیالوں میں

کریں جو عہد ہم اس کو بہر صورت نبھاتے ہیں
روایت ہے یہی اپنوں کی خاطر سر کٹاتے ہیں

حفاظت ہم کریں گے آپؐ کی آقاؐ بہر صورت
خیال ایسے رکھیں گے جیسے اپنوں کا بہر صورت

ابوالہیثمؓ[10] نے ان کی بات کاٹی اور فرمایا
یہود و خزرجِ یثرب میں ہے عرصے سے سمجھوتا

انہوں نے بارہا ہم سے بہت بیگانہ باتیں کیں
دیئے طعنے ہمیں، بے عذر کھل کر دھمکیاں بھی دیں

کٹیں گی رسیاں اس عہد کی جلدی، یہ لگتا ہے
بہت عرصے سے ان کا اب رویہ ہی کچھ ایسا ہے

کہیں ایسا تو نہ ہوگا کہ ہم ان سے بھی کٹ جائیں
خدا کی رحمتوں سے آپؐ غلبہ کفر پر پائیں

تو غلبہ ملتے ہی لوٹ آئیں اپنی قوم میں مکہ
کٹیں ہم سب سے، کردیں آپؐ بھی بالکل ہمیں تنہا

تبسم آپؐ نے فرمایا سن کر یہ سبھی باتیں
کہا اک بار ان باتوں پہ پورا غور پھر کر لیں

مِرے نزدیک اب سے ہے تمہارا خون، خوں میرا
تمہارے ہر خسارے کو خسارہ اپنا سمجھوں گا

مرا ساتھی وہی ہوگا، تمہارا جو کہ ساتھی ہو
کروں گا جنگ میں اس سے، کرے گا جنگ تم سے جو

ہوئے مسرور سن کے سب رسول اللہؐ کے یہ افکار
دل و جاں سے ہوئے تکمیلِ بیعت پر سبھی تیار

اٹھے عباسؓ، بولے کہ ابھی ٹھہرو، سنو میری
نہیں بیعت کے کرنے میں کرو اتنی بھی تم جلدی

جسے تم عام شے سمجھے ہوئے ہو، یہ نہیں ایسی ہر اک پہلو پہ سوچو، غور کر لو کہ کہیں تم بھی
کسی غلبے کی چاہت میں خیالِ مال و دولت میں لیے بیٹھے ہو دل چھپی میرے بیٹے کی بیعت میں
سمجھ لو کارِ مشکل ہے، وفا کرنا نبوت سے پڑے گا واسطہ اس میں عداوت سے، جہالت سے
یہ ممکن ہے کہ تم سے سب تمہارا مال چھن جائے تمہارے قتل ہوں اشراف سارے اک نہ بچ پائے
اگر یہ دکھ اٹھا سکتے ہو، بیعت کی اجازت ہے وگرنہ تم ابھی سوچو، تمہیں اس کی ضرورت ہے
سنیں عباسؓ کی باتیں تو سب نے یک زباں ہو کر کہا کہ راہِ حق میں مال جائے یا ہمارا سر
خسارہ ہر طرح کا ہم اٹھانے کو ہیں سب تیار کریں گے ہم تو بیعت ہی بڑھائیں ہاتھ اب سرکارؐ
اٹھے اسعدؓ[11] پکڑ کر آپؐ کے دستِ مبارک کو وہ بولے، اہلِ یثرب ہے بجا کہ تم ابھی سوچو
کہا پھر آپؐ سے فرطِ ادب سے، اے میرے آقاؐ بہت لمبی مسافت کر کے طے ہر اک یہاں پہنچا
ہمیں معلوم ہے کہ آپؐ سے اب دوستی کرنا ہے ایسے جس طرح سارے عرب سے دشمنی کرنا
سنو لوگو! اگر پیارے نبیؐ کو لے کے جانا ہے تو سمجھو پھر زمانے کا ہر اک دکھ بھی اٹھانا ہے
کٹیں سر یا لٹیں گھر پھر انہیؐ کے ساتھ رہنا ہے سمجھ لو، سوچ لو مجھ کو تو بس اتنا ہی کہنا ہے
اگر ہے جان پیاری تو انہیںؐ ہرگز نہ اپناؤ ہے بہتر کہ ابھی اٹھ کر یہاں سے تم چلے جاؤ
کہا سب نے کہ اسعدؓ[12] آپؐ چھوڑیں ہاتھ کہ حضرتؐ کرم فرمائیں ہم پر اور لیں ہم سب سے اب بیعت
یہ وعدہ ہے کہ یہ بیعت قیامت تک نہ توڑیں گے لیا ہے ہاتھ ہاتھوں میں تو ہم ہرگز نہ چھوڑیں گے
رسول اللہؐ نے اک اک کو بلایا اور بیعت لی عوض میں آج کی بیعت کے جنّت کی بشارت دی

نقیبِ دینِ حق بارہ مقرر آپ ﷺ کرتے ہیں

مکمل ہو چکی بیعت تو آقاؐ نے یہ فرمایا کہ اب کندھوں پہ سب کے ایک بھاری بوجھ ہے آیا
جسے ہر اک نے پوری ذمہ داری سے اٹھانا ہے بہت خوبی سے اپنا فرض اب سب کو نبھانا ہے
ہے بہتر کہ نقیب ایسے ابھی خود میں سے ہم چُن لیں عمل بیعت پہ کیسے ہوتا ہے یثرب میں جو دیکھیں
چنا بارہ نقیبوں کو، تھے نو تو ان میں خزرج سے تھے باقی اوس سے، بارہ کے بارہ ہی معزز تھے
تھے خزرج سے تو اسعد بن زرارہؓ، سعدؓ[13] و عبداللہؓ[14] عبادہؓ[15] ابنِ عمرو[16] و بن عبادہؓ[17]، حضرتِ براءؓ[18]
علاوہ ان کے منذرؓ[19] اور رافعؓ[20] کو ملا رتبہ ہوئے ثابت عمل سے یہ رسول اللہؐ کے سب شیدا
رفاعہؓ[21] اور اُسیدؓ[22] و سعدؓ[23] تینوں اوس سے آئے ادا عمدہ طریقے سے فرائض سب نے فرمائے

لیا آقاؐ نے ان سے بھی الگ اک عہد کہ یہ سب
حواری عیسیٰؑ کے جیسے تھے نگراں ویسے یہ ہیں اب

کفیل اب سے یہ اپنی قوم کے ہر کام کے ہوں گے
یہ سارے کام جو ہوں گے، خدا کے نام سے ہوں گے

جہاں بھی ہوں مسلماں، اب کفالت میرا ذمہ ہے
امورِ خیر میں اُن کی وکالت میرا ذمہ ہے

خبر بیعت کی شیطاں دشمنوں تک لے کے جاتا ہے

ابھی بیعت سے فارغ سب ہوئے تھے کہ صدا آئی
پہاڑی سے خبر بیعت کی اس جانب اڑا لائی

صدا جس سمت سے آئی تھی، ہر اک نے ادھر دیکھا
اگر کوئی وہاں ہوتا، یقیناً وہ نظر آتا

سبھی حیران تھے کس نے صدا دی تھی ہوا یہ کیا
رسول اللہؐ نے فرمایا، یہ اس گھاٹی کا شیطاں تھا

پتا تاخیر سے اس کو چلا سو وہ پریشاں تھا
خبر وہ دشمنانِ دین تک پہنچا نہیں پایا

اگر بروقت پہنچاتا تو حملہ ہم پہ ہو جاتا
ہوا جو کام حملے کے سبب ہرگز نہ ہو پاتا

صدا ایسی تھی قبل اس کے کسی نے بھی سنی نہ تھی
عجب انداز تھا اس کا نہ تھی ہرگز وہ انساں کی

صدا یہ تھی، منیٰ والو محمدؐ کو ذرا دیکھو
وہؐ لوگوں کو یہاں بے دین کرنے آگیا دیکھو

ہیں یک جا خیمے والو حملہ کرنے کو یہ سارے لوگ
کہیں ایسا نہ ہو کہ قتل ہو جائیں ہمارے لوگ

سنی آواز تو آقائے عالمؐ نے یہ فرمایا
ارے مردود! میں تیری خبر لینے ابھی آیا

کہا پھر سارے لوگوں سے کہ ڈیروں پر چلے جاؤ
تسلی سے وہاں بیٹھو، کسی صورت نہ گھبراؤ

خبر سن کر قریشِ مکہ استفسار کرتے ہیں

ہوا معلوم جب کفار کو بیعت کا، گھبرائے
ہوئے وہ دل گرفتہ، دوڑ کر ہر ڈیرے پر آئے

جہاں ٹھہرے ہوئے تھے اہلِ یثرب، وہ وہاں پہنچے
کہیں سے نہ ہوئی تصدیق وہ جس کے یہاں پہنچے

وہ ہر ڈیرے پہ جاتے اور جاکر یہ گلہ کرتے
کہ اے خزرج کے لوگو، یہ توقع تو نہیں تم سے

سنا ہے تم محمدؐ کو یہاں سے لے کے جاؤ گے
وہاں لے جا کے تم اسؐ کو بڑا اپنا بناؤ گے

ہمیشہ سے بُرا کہتے ہیں تم سے جنگ کرنے کو
مگر اس بات پر لڑنے کو ہیں تیار، تم سن لو

وہؐ دشمن ہے ہمارے دیں کا تم اسؐ کے بنے ساتھی
کسی صورت ہمارے حق میں یہ بیعت نہیں اچھی

مدینے کے سبھی مشرک بھی بیعت سے تھے ناواقف
ہوا کل شب تھا جو کچھ، اس حقیقت سے تھے ناواقف

وہ کہتے کہ غلط ہے یہ ہمیں جو کچھ کہ کہتے ہو
یہ لگتا ہے کہ تم سب خوابوں کی دنیا میں رہتے ہو

١٩٦

جو تم کہتے ہو ہم سے ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا
کہ ہم میں سے کوئی بھی تخمِ نفرت بو نہیں سکتا

مسلماں سن کے یہ باتیں وہاں خاموش ہی رہتے
یوں لگتا ان کے چہروں سے کہ وہ بھی ہوں یہی کہتے

تھے بیعت کی خبر سے سب پریشاں اس لیے کافر
کہ ان پر ہر خسارہ بیعتِ کبریٰ کا تھا ظاہر

تسلی جب ہوئی ان کی تو یہ کہتے ہوئے لوٹے
ہمارے ساتھ خزرج اس طرح تو کر نہیں سکتے

مگر دل میں جو شک تھا چین سے سونے نہ دیتا تھا
اسی کی کھوج میں رہتے، یہی تھا کام اب ان کا

بالآخر مل گیا ان کو سراغ اس کی حقیقت کا
ثبوت اس کا مگر ان تک بڑی تاخیر سے پہنچا

تعاقب میں گئے خزرج کے لیکن قافلے سارے
بہت ہی دور جا پہنچے سو لوٹ آئے تھکے ہارے

ابھی تھے راستے میں کہ نظر دو آدمی آئے
یہ حضرت سعدؓ[24]، منذرؓ[25] تھے جو ان کو دیکھ نہ پائے

پتا چلنے پہ منذرؓ تو نہ ان کے ہاتھ آ پائے
اکیلے سعدؓ کو پکڑا، پکڑ کر ساتھ لے آئے

انہوں نے ہاتھوں کو گردن سے باندھا پھر کجاوے سے
سزا میں انؓ کے نوچے بال، پیٹا آ گئے مکے

یہاں انؓ کو چھڑایا حارثؓ[26] و مطعم[27] نے یہ کہہ کر
ہمارے قافلے انؓ کی اماں میں جاتے ہیں اکثر

ہوا معلوم جب خزرج کو حضرت سعدؓ کی بابت
کیا یہ مشورہ، انؓ کو چھڑائیں گے بہر صورت

یہ منصوبہ تھا دھاوا بول دیں کہ وہؓ نظر آئے
لیا انؓ کو رفاقت میں مدینہ بے خطر آئے

انہیں اب فکر یہ تھی کہ وہاں آقاؐ پہ کیا گزری
ہے مکہ اب جفاؤں کا جہاں آقاؐ پہ کیا گزری

جفاؤں سے بھرے اس شہر میں ایمان والوں کا
کٹے گا وقت اب کیونکر، گزارہ کس طرح ہوگا

اسی احساس نے رشتے کا ایسا روپ دھارا تھا
کہ دینی بھائی جس میں خون کے رشتے سے پیارا تھا

یہی وہ فکر تھی جس نے اندھیروں کو مٹا ڈالا
اسی نے منتشر لوگوں کو اک طاقت بنا ڈالا

۱۹۷

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب شیبہ۔

۲۔ ام عمارہ نسیبہؓ بنتِ کعب۔

۳۔ ام منیع اسمأ بنتِ عمرو۔

۴۔ حضرت کعبؓ بن مالک۔

۵۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن حرام۔

۶۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ۔

۷۔ حضرت ابوالہیثم مالکؓ بن التیہان۔

۸۔ حضرت براؓ بن معرور۔

۹۔ حضرت براؓ بن معرور۔

۱۰۔ حضرت ابوالہیثم مالکؓ بن التیہان۔

۱۱۔ حضرت اسعدؓ بن زرارہ بن عدس۔

۱۲۔ حضرت اسعدؓ بن زرارہ۔

۱۳۔ حضرت سعدؓ بن ربیع۔

۱۴۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ۔

۱۵۔ حضرت عبادہؓ بن صامت بن قیس۔

۱۶۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن حرام۔

۱۷۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ۔

۱۸۔ حضرت براؓ بن معرور بن صخر۔

۱۹۔ حضرت منذرؓ بن عمرو بن خنیس۔

۲۰۔ حضرت رافعؓ بن مالک بن عجلان۔

۲۱۔ حضرت رفاعہؓ بن المنذر بن زبیر۔

۲۲۔ حضرت اُسیدؓ بن حضیر بن سماک۔

۲۳۔ حضرت سعدؓ بن خیثمہ بن حارث۔

۲۴۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ۔

۲۵۔ حضرت منذرؓ بن عمرو۔

۲۶۔ حضرت حارثؓ بن حرب بن امیہ۔

۲۷۔ مطعم بن عدی۔

۱۹۹

باب

۱۹

اجازت آپ ﷺ سب کو ہجرتِ یثرب کی دیتے ہیں

اجازت آپ ﷺ سب کو ہجرتِ یثرب کی دیتے ہیں

ہوئی جب دوسری بیعت[1] زمانے میں کھلا سب پر
اندھیروں نے سنی گھاٹی سے کچھ خطرات کی گھنٹی
جہاں سے جبر کی اب حکمرانی جانے والی ہے
اسی کا تھا ثمر کہ اک وطن اسلام نے پایا
دکھوں کے زرد صحرا میں کہیں کوئی شجر نہ تھا
ملا سایہ سلگتی دھوپ میں ہر اک مسلماں کو
چنانچہ آپؐ نے ہر اک دکھی سے کہہ دیا کھل کر
اجازت دے کے ہجرت کی رسول اللہؐ نے فرمایا
عزیز و اقربا، گھر بار، سب قربان کر دینا
مگر ایسا کیا راہِ خدا میں سب نے دیکھا ہے
سنا جب کافروں نے کہ مسلماں جانے والے ہیں
کہا سب نے کہ مکہ سے اگر یہ لوگ جائیں گے
ابھی کمزور ہیں جا کر وہاں طاقت یہ پکڑیں گے
ہمارے مال و دیں خطرے میں جلدی پڑنے والے ہیں
ستم ہم نے جو ڈھائے یہ چکائیں گے حساب اپنا
چنانچہ بہتری اس میں ہے کہ جانے نہ دیں ان کو
حقیقت میں مسلماں تو ہمیشہ سے پریشاں تھے
قریشِ مکہ لیکن اب ستم میں بڑھ گئے آگے
مسلمانوں کے رستے میں انہوں نے روڑے اٹکائے
ادھر تازہ جفاؤں کی انہوں نے ابتدا کر دی
مگر کفارِ مکہ کا غضب بڑھتا ہی جاتا تھا

روانہ ہو چکا منزل کی جانب نور کا لشکر
کھلے لفظوں صدا دینے لگی لمحات کی گھنٹی
یہاں شفقت، محبت، مہربانی آنے والی ہے
دلوں میں مرتبہ ربِ جہاں کے نام نے پایا
مسافت ہی مسافت تھی مگر اس کا ثمر نہ تھا
میسر آ گئی راحت غموں سے چُور انساں کو
کہ اب یثرب میں رہنا ہے یہاں کے رہنے سے بہتر
نہیں آسان سب کچھ چھوڑ دینا، سب کو سمجھایا
خدا کے نام اپنی عمر، اپنی جان کر دینا
صلہ ان کو توقع سے خدا نے بڑھ کے بخشا ہے
تو سب بولے ہمارے اب برے دن آنے والے ہیں
یقیناً بدلہ لینے کے لیے واپس یہ آئیں گے
پھر اپنے ہر مخالف کو شکنجے میں یہ جکڑیں گے
مسلماں اب منظم ہو کے ہم سے لڑنے والے ہیں
کہا جو کچھ انہیں ہم نے یہ دیں گے اب جواب اپنا
انہیں جا کر وہاں طاقت میں ہی آنے نہ دیں ان کو
ہمیشہ جبر کے، ظلم و ستم کے زیرِ عنواں تھے
ستم جاگے، ضمیر ان کے مگر ہرگز نہیں جاگے
لگائیں بندشیں، کھل کر ہزاروں ظلم بھی ڈھائے
ادھر آقائے عالمؐ نے دعا کی انتہا کر دی
غضب ایسا کہ ان کو اب نظر ہی کچھ نہ آتا تھا

مہاجر گر کوئی کفار رستے سے پکڑ لیتے
سزا دیتے، اسے زنجیر میں لا کے جکڑ دیتے
ابو سلمہؓ[2] و ابنِ عاصؓ[3] اور عیاشؓ[4] سب نے تب
بہت جھیلے ستم کفار کے، پکڑے گئے تھے جب
وہ روکیں اہلِ حق کو، زور مارا کافروں نے پر
جنہیں مکہ سے جانا تھا، گئے مکہ سے ہجرت کر

عجب انداز میں مکہ سے ہجرت لوگ کرتے ہیں

کوئی ہے رہنما تو اس پہ لازم ہے کہ وہ پہلے
اٹھائے سب سے بڑھ کر غم، سہے بڑھ چڑھ کے وہ صدمے
اگر سکھ کی گھڑی آئے تو آخر میں اٹھائے سکھ
اگر دکھ کا ہو موسم تو وہ بڑھ چڑھ کر یہ جھیلے دکھ
رسول اللہؐ نے اپنی زندگی کی ہر گھڑی، ہر پل
سہے صدمے مگر ماتھے پہ آ پایا نہ اک بھی بل
گھڑی دکھ کی اگر آئی تو آگے ہی رہے سب سے
ہمیشہ سب سے آگے بڑھ کے آقاؐ نے سہے صدمے
بھلا کے خود کو، سب کی آپؐ نے بڑھ کر حفاظت کی
مسلمانوں پہ ہر حالت میں شفقت کی، محبت کی
یہی جذبہ ہمیں ہجرت کے ہر پہلو میں ملتا ہے
سبھی باتوں، سبھی الفاظ کی خوشبو میں ملتا ہے
ہوا آغاز ہجرت کا تو تھوڑے ہی دنوں میں سب
مسلماں جا چکے یثرب، بچے پیچھے کچھ ایسے اب
جنہیں کفار نے طاقت کے بل بوتے پہ روکا تھا
یہ تھے وہ جن کے بارے میں ہر اک مشرک یہ کہتا تھا
کسی صورت میں مکہ سے انہیں جانے نہیں دیں گے
یہاں سے جا چکے ہیں جو انہیں آنے نہیں دیں گے
خسارہ دین کو درپیش ہے اور جان کو بھی ہے
ہر اک ممکن خسارے کا سبب ان میں سے جو بھی ہے
ہم اپنے آپ کو ممکن خساروں سے بچائیں گے
خساروں کے سبھی اسباب کو بالکل مٹائیں گے

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ بیعتِ کبریٰ ثانی۔

۲۔ ابو سلمہ عبداللہؓ بن الاسد۔

۳۔ ہشام بن عاص بن وائل۔

۴۔ عیاشؓ ابنِ ابی ربیعہ۔

باب

۲۰

قریش اب فیصلہ آقا ﷺ کی جاں لینے کا کرتے ہیں

۲۰۴

قریش اب فیصلہ آقا ﷺ کی جاں لینے کا کرتے ہیں

ہوا معلوم جب کفار کو کہ جاچکے سارے
وہ اپنے عشق میں جیتے یہ اپنے قول میں ہارے

لگا ایسا انہیں کہ یہ سبھی کچھ ہار بیٹھے ہیں
یہ اپنے ہاتھ ہی سے خود کو جیسے مار بیٹھے ہیں

مسلمانوں کے جس گھر پر گئے، دیکھا تو خالی ہے
وہ چیخے کہ محمدؐ نے انوکھی ریت ڈالی ہے

وہ خود تو ہے یہاں، سب سے کہا یثرب چلے جاؤ
وہاں جاکر رہو، الجھے ہوئے حالات سلجھاؤ

بنواوس و بنو خزرج کی طاقت جب نظر آتی
غم و غصے سے حالت ان کی بالکل غیر ہو جاتی

وہ کہتے کہ تجارت اب ہماری ہو نہ پائے گی
بہت جلدی ہماری دشمنی جوبن دکھائے گی

ہمارے دین کو خطرہ ہماری جان کو خطرہ
ہمارے رزق کو خطرہ، ہماری آن کو خطرہ

اگر کچھ نہ کیا فوراً تو سب کچھ لٹنے والا ہے
ہمیں تو اس جہنم میں محمدؐ ہی نے ڈالا ہے

چنانچہ کچھ ہوئے یک جا، کہا کہ سارے مل بیٹھو
ابھی ہے وقت کچھ کر لو، ہے بہتر کہ ابھی سوچو

کیا یہ فیصلہ کہ سب قبائل کو کرو یک جا
قدم ایسا اٹھاؤ تم کہ باقی نہ رہے خطرہ

چنانچہ دن مقرر ہو گیا سب کو بلانے کا
تحفظ کے لیے مشترکہ منصوبہ بنانے کا

ہمیشہ کے لیے خطرے سے جان اپنی چھڑانے کا
فقط باتیں نہیں، ان پر عمل کر کے دکھانے کا

بلایا ندوہ[1] مکہ میں وہاں کے سب قبائل کو
کہ آئیں آ کے سلجھائیں سبھی الجھے مسائل کو

نبوت کا برس تھا چودھواں ماہِ صفر اس کا
یہ دن تھا ساتواں ہفتے کا اور تھا آخری ہفتہ[2]

بنی مخزوم سے بوجہل کو شرکت کی دعوت تھی
جبیر[3] و بن عدی[4]، حارث[5] نے نوفل سے تھی شرکت کی

صخر[6] شیبہ[7] کی عتبہ[8] کی ذہانت کے تھے سب قائل
یہ عبدِ شمس سے تھے اور نضر[9] تھے دار[10] سے شامل

یہاں بوالبختری[11]، زمعہ[12] حکیم[13] اس طور سے آئے
اسد[14] کے سارے لوگوں کی حمایت ساتھ لے آئے

ہوئے حجاج کے بیٹے[15] بھی شامل اور امیہ[16] بھی
بنو جمح و بنو سہم آ کے بیٹھے، ڈٹ کے شرکت کی

تھے دیگر بھی کئی شامل مگر یہ سب نمایاں تھے
یہی تھے مرتبوں والے، یہی بے حد پریشان تھے

سنا ہے شیخ کی صورت میں شیطاں بھی وہاں آیا
سبھی حیران تھے اک دوسرے سے سب نے یہ پوچھا

کہ یہ ہیں کون اور تشریف لائے ہیں کہاں سے یہ
کوئی بتلائے یہ ہم کو کہ آئے ہیں کہاں سے یہ

۲۰۵

سنا شیطان نے، بولا کہ آیا نجد سے ہوں میں
تمہارے مسئلے کا حل بھی لایا نجد سے ہوں میں

اگر چاہو تو مجھ سے پوچھ لینا، میں بتاؤں گا
اگر خود ہی نکالو گے کوئی حل تو دعا دوں گا

سبھی تعظیم سے عزت سے اس کو ساتھ لے آئے
کہا اس سے بتانا حل جو اپنے ساتھ تم لائے

ہوا آغاز، بوالاسود[1] یہ بولا کہ کریں ایسے
محمدؐ کو نکالیں قوم سے اور شہر سے جیسے

ہمارا کوئی رشتہ اس سے اب ہے اور نہ تھا پہلے
تعلق کچھ نہیں اس سے کرے جو یا کیا پہلے

کہا اس شیخ نے تجویز اچھی یہ نہیں کوئی
محمدؐ کے لیے ہرگز برائی یہ نہیں کوئی

سنی ہیں اسؐ کی باتیں، کیسے ہر دل کو لبھاتی ہیں
یہ پل بھر میں جو دشمن ہو اسے اپنا بناتی ہیں

ذرا سوچو اگر تم نے اسے مکہ دیا چھڑوا
پھر اسؐ کی راہ میں حائل کوئی بھی ہو نہیں سکتا

وہؐ اپنی میٹھی باتوں سے عرب کے کچھ قبائل کو
اگر پیرو بنا لیتا ہے اسؐ کے واسطے پھر تو

بہت آسان ہے مکہ پہ آ کے حملہ کر دینا
کچل کر تم کو رکھ دینا یا تم کو زیر کر لینا

ہے بہتر یہ کہ تم اسؐ کے لیے ایسی سزا سوچو
کہ جس کے بعد اسؐ سے تم کو کوئی بھی نہ خطرہ ہو

اٹھا بوالبختری، بولا کہ اسؐ کو قید کر ڈالو
جکڑ دو اس کو زنجیروں میں، پھر گھٹ گھٹ کے مرنے دو

زہیر و نابغہ کو اس سزا نے مار ڈالا تھا
وہ شاعر تھے، انہوں نے بھی ہمیں ایسے ستایا تھا

کہا اس شیخ نے، تجویز یہ بھی تو نہیں اچھی
تمہیں معلوم ہے کہ یہ خبر باہر تو نکلے گی

محمدؐ کے حلیفوں تک خبر جیسے ہی پہنچے گی
قسم سے پھر اسی لمحے ہُبل کی آنکھ دیکھے گی

کریں گے پوری طاقت سے وہ حملہ اور چھڑا لیں گے
اکٹھی کر کے طاقت وہ تمہیں مکہ میں آ لیں گے

ہے بہتر یہ کہ تم اسؐ کے لیے ایسی سزا سوچو
کہ جس کے بعد اسؐ سے تم کو کوئی بھی نہ خطرہ ہو

اٹھا بوجہل، بولا کہ اگر تم سب مری مانو
یہاں جتنے قبائل ہیں، جواں ہر اک سے ایسا لو

سبھی سے جو کہ بڑھ کر ہو ہنر والا، نسب والا
دیا جائے ہر اک کے ہاتھ میں تلوار یا بھالا

کریں یکبارگی حملہ محمدؐ پر لگے ایسے
کہ اک ہی آدمی نے قتل اسؐ کو ہو کیا جیسے

محمدؐ قتل ہو گا، ذمہ داری سب پہ آئے گی
ہماری جان اسؐ کے شر سے فوراً چھوٹ جائے گی

قبیلہ تب محمدؐ کا یہ بدلہ لے نہ پائے گا
چنانچہ خوں بہا پہ آخرش راضی ہو جائے گا

سنی یہ بات، بولے سب کہ کوڑی دور کی لائے
یہی رائے تھی جس کو سب کے سب منظور کر پائے

یہی وہ وقت تھا، جبریلؑ نے پیغام پہنچایا
کہا آ کر رسول اللہؐ سے، اللہ نے ہے فرمایا

کہ ہجرت کر کے فوراً آپ یثرب کو چلے جائیں
یہ بہتر ہے کہ امشب اس جگہ سے کوچ فرمائیں

نہ سوئیں رات کو بستر پہ اپنے، یہ ضروری ہے   روانہ رات کو یثرب کو ہوں اس میں بھلائی ہے

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ دارالندوہ۔

۲۔ ۲۶ صفر، بروز جمعرات ۱۴واں سال نبوت (۱۲ ستمبر ۶۲۲ء)۔

۳۔ جبیر بن مطعم۔

۴۔ مطعم بن عدی۔

۵۔ حارث بن عامر۔

۶۔ ابوسفیان صخر بن حرب۔

۷۔ شیبہ ابن ربیعہ۔

۸۔ عتبہ ابنِ ربیعہ۔

۹۔ نضر بن حارث۔

۱۰۔ بنی عبدالدار۔

۱۱۔ ابوالبختری بن ہشام۔

۱۲۔ زمعہ بن اسود۔

۱۳۔ حکیم بن حزام۔

۱۴۔ بنی اسد۔

۱۵۔ نبیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج۔

۱۶۔ امیہ بن خلف۔

۱۷۔ ابوالاسود حزام۔

باب

۲۱

روانہ آپ ﷺ ہجرت کے سفر پر شب کو ہوتے ہیں

۲۰۸

روانہ آپ ﷺ ہجرت کے سفر پر شب کو ہوتے ہیں

رسول اللہؐ پہ پہلے ہی یہ ظاہر تھا کہ جانا ہے
ہمیں یثرب کو جاکر اب وطن اپنا بنانا ہے

ضروری تھی جو تیاری، وہ پہلے کر کے رکھی تھی
بہت جلدی یہاں سے جانا ہے، امید اس کی تھی

سنا یہ حکم تو تشریف فوراً آپؐ لے آئے
ملے بوبکرؓ سے گھر پر، انہیںؓ احکام سمجھائے

عموماً آپؐ ملنے کے لیے آتے تھے روزانہ
یہاں ہوتا تھا اکثر شام ہی کو آپؐ کا آنا

جب آئے آپؐ تو سورج تھا سر پر، سخت گرمی تھی
کہا صدیقؓ نے کہ بات ہے کچھ غیر معمولی

سنا ہجرت کی بابت تو خوشی سے نم ہوئیں آنکھیں
کہا صدیقؓ نے، رکنے کو ہیں اب غم کی برساتیں

کیا تھا فیصلہ کفار نے جو آج ندوہ میں
اسے خفیہ ہی رکھا تھا بڑی کوشش سے مکہ میں

قبائل کے بڑے اپنے سروں کو جوڑے بیٹھے تھے
کریں فوراً عمل اس پر وہ سب یہ بات کہتے تھے

حقیقی مسئلہ تھا، ہر قبیلے سے جواں لینا
اُسے ہتھیار دینا اور ہر اک سے زباں لینا

کہ وہ اس عہد کو جیسے کہا، ویسے نبھائے گا
کوئی تبدیلی اس میں وہ کہیں ہرگز نہ لائے گا

چنے گیارہ جواں سارے قبائل سے، کہا اُن سے
کہ سرانجام دینا ہے "یہ کارِ خیر" تم سب نے

یہ بدبختی جنہوں نے لکھی اپنے نام اُن میں تھے
اُمیہ[1]، عقبہ[2] اور بوجہل[3]، دو حجاج[4] کے بیٹے

نضر[5]، ابنِ خلف[6]، زمعہ[7] نے بڑھ کر لی یہ رسوائی
یہی رسوائی باقی تین کے حصے میں بھی آئی

طعیمہ[8]، بولہب[9]، بن عاص[10]، تینوں اس میں شامل تھے
فطانت کے یہ داعی تھے، حقیقت میں یہ جاہل تھے

ہوئی جب شام اور ہر سو اندھیرا چھانے والا تھا
رسول اللہؐ کے دروازے پہ سب نے ڈیرا آ ڈالا

کیا یہ طے انہوں نے کہ ڈھلے گی رات جیسے ہی
تو منصوبے کو عملی جامہ پہنائیں گے سب ساتھی

رسول اللہؐ پہ سوتے میں کریں گے وار اک ایسا
کہ منصوبہ بنایا تھا انہوں نے آج ہی جیسا

انہیں کامل یقیں تھا اب محمدؐ بچ نہیں سکتا
یقیناً کل کا سورج اُسؐ کی میت آ کے دیکھے گا

لگا کر گھات بیٹھے تھے مبادا وہ نکل جائے
پھر اس کے بعد ساری زندگی موقع نہ ہاتھ آئے

تھا سب سے بڑھ کے خوش بوجہل، پھولا نہ سماتا تھا
تمسخر وہ اڑاتا آپؐ کا، باتیں بناتا تھا

وہ کہتا کہ سنا تم نے، محمدؐ مجھ سے کہتا تھا
بنوں گا بادشہ دنیا کا گر پیرو بنوں اسؐ کا

صِلہ یہ اس جہاں میں ہے، مروں گا تو عطا ہوگا — مجھے اردن کے باغوں کی طرح کا باغ، جنت کا
اگر ایمان نہ لایا تو دوزخ میں ہی جاؤں گا — سزا جلتے ہی رہنے کی وہاں جاکر میں پاؤں گا
اگر ایمان نہ لایا، یہاں بھی ہے مقدر قتل — جو پیرو نہ محمدؐ کے بنیں گے، ہوں گے اکثر قتل
یہاں تو بات الٹی لگ رہی ہے، تم ذرا سوچو — مرے گا کون اب تلوار سے، مجھ کو بتاؤ تو
غرض ایسی ہی لایعنی سی باتیں کر رہے تھے وہ — رسول اللہؐ پہ ہی الزام ہر اک دھر رہے تھے وہ
اُدھر کفار کی سازش محمدؐ کو مٹانے کی — اِدھر اللہ نے ٹھانی اپنے بندے کو بچانے کی
علیؓ کو آپؐ نے بلوا کے ہر اک بات سمجھا دی — لٹایا اپنے بستر پر، انہیںؓ اپنی ردا بخشی
تمہیں نقصان ہرگز ہو نہیں سکتا، یہ فرمایا — جو ذمہ کام تھے، تفصیل سے ہر کام سمجھایا
ہوئے تیار خالی ہاتھ اپنے گھر سے جانے کو — خدائے برتر و بالا کی خوشنودی کے پانے کو
یہ کہنا ہے بہت آساں کہ ہر ناتے کو توڑیں گے — خدا کی راہ میں گھر بار، ہر رشتے کو چھوڑیں گے
مگر اس پر عمل کرنا بہت دشوار ہوتا ہے — قدم اُٹھتے نہیں، دل خون کے آنسو ہی روتا ہے
رسول اللہؐ نے لیکن یہ کہا بھی ہے، کیا بھی ہے — خدا کی راہ میں اپنا سبھی کچھ دے دیا بھی ہے
خدا سے عشق ہو جس کو وہ یہ سب کر گزرتا ہے — اسی رستے پہ جیتا ہے، اسی رستے پہ مرتا ہے
رسول اللہؐ نے بسم اللہ پڑھی، باہر قدم رکھا — وہاں تلوار سونتے ہر عدو تیار ٹھہرا تھا
زمیں سے آپؐ نے سنگریزے اور تھوڑی سے مٹی لی — یہ سنگریزوں بھری مٹی، سروں پر اُن کے جب پھینکی
خدا نے اُن کی فوراً چھین لی کچھ لمحے بینائی — کوئی بھی شے، جو اُن کے سامنے تھی، نہ نظر آئی
صفوں کو چیر کر آقائے عالمؐ بڑھ گئے آگے — نہ ٹھٹھکے اور جھجکے آپؐ، نہ ہی خوف سے بھاگے
اگرچہ آپؐ قرآں کی تلاوت کرتے جاتے تھے — مگر قرآن کے الفاظ کافر سن نہ پاتے تھے
وہاں سے آپؐ سیدھے آگئے بوبکرؓ کے گھر پر — روانہ کچھ ہی لمحوں میں ہوئے صدیقؓ کو لے کر
وہاں سے آپؐ پیدل چل کے غارِ ثور میں آئے — گزاریں تین راتیں تاکہ ہل چل ختم ہوجائے
اسے کہتے ہیں منصوبہ، ذہانت اس کو کہتے ہیں — صداقت اس کو کہتے ہیں، نبوت اس کو کہتے ہیں
صفِ دشمن کو چیرا، نہ نظر آئے، نبوت ہے — گئے بالکل مخالف سمت یثرب کی، ذہانت ہے
ہوا جب وقت سازش پر عمل کرنے کا تو کافر — درِ اقدس پہ سب یک جا ہوئے تنظیم کی خاطر
انہوں نے جھانک کر دیکھا، نظر آئی ہری چادر — رسول اللہؐ ہمیشہ لے کے سوتے تھے یہی چادر
کہا سب نے، یوں لگتا ہے ابھی باہر وہؐ آئے گا — اگر آیا، ہر اک ہم میں سے طاقت آزمائے گا

کھلا دروازہ جب، دیکھا، علیؓ تشریف لاتے ہیں
تو کافر دیکھ کر غصے سے پاگل ہوتے جاتے ہیں

سبھی چیخے، محمدؐ ہے کہاں اور تم یہاں کیسے
میں بھائی ہوں، یہاں آیا ہوں، آتا بھائی ہے جیسے

مجھے اس کا نہیں ہرگز پتا کہ اب کہاں ہیں وہؐ
خدا محفوظ رکھے گا انہیں، سن لو جہاں ہیں وہؐ

یہ سنتے ہی سبھی جھپٹے علیؓ پر، کھینچ کر لائے
انہیں کعبہ میں تاکہ کچھ پتا حضرتؐ کا چل پائے

مگر حضرت علیؓ نے کچھ بتانا تھا نہ بتلایا
یہاں سے غول یہ صدیقؓ کے گھر کی طرف دوڑا

دی دستک اُن کے دروازے پہ، اسماؓ نے یہ فرمایا
بتا یہ کون ہے تو، کام ہے کیا، کیوں یہاں آیا

جواباً یہ کہا بوجہل نے، آکر سنو اک بات
وہ باہر آئیں تو پوچھا کہ باباؓ کیا یہیں تھے رات

کہا اسماؓ نے مجھ کو کچھ نہیں معلوم باباؓ کا
سنی بوجہل نے یہ بات، تھپڑ اُن کو دے مارا

یہ تھپڑ اتنی طاقت سے لگایا، کان سے بالی
زمیں پر گر گئی اور کان بھی کچھ ہو گیا زخمی

سبھی کفار پاگل ہو رہے تھے، چیختے تھے سب
محمدؐ کو پکڑ لو، وقت تھوڑا رہ گیا ہے اب

یہاں سے وہ زیادہ دور ہرگز جا نہیں سکتا
اگر کوشش کریں تو وہ یقیناً پکڑا جائے گا

مقرر کر دیا انعام سو اونٹوں کا یہ کہہ کے
محمدؐ کو جو پکڑے، قتل کر ڈالے، وہ یہ پائے

سنا جس نے بھی وہ بھاگا بڑا انعام پانے کو
نبیؐ کو قتل کرنے یا پکڑ کر زندہ لانے کو

بنا کر ٹولیاں چاروں طرف بھاگے سبھی کافر
بگڑتا اُسؐ کا کیا جس کا خدا ہو حامی و ناصر

گئے ہر اک جگہ، دیکھا علاقہ غور سے سارا
مگر اوجھل رہے نظروں سے اُن کی چاندؐ اور تاراؓ

ہوا یہ بھی کہ غارِ ثور تک اک ٹولا آپہنچا
مگر جالا جب اُس کے منہ پہ مکڑی کا بُنا دیکھا

پڑے تھے جالے پر جنگلی پرندوں کے کئی انڈے
انہیں دیکھا تو کافر دیکھ کر اُن کو یہی سمجھے

یہاں سے ایک مدت سے کوئی انساں نہیں گزرا
گزرتا گر یہاں سے کوئی تو جالا نہیں ہوتا

گزرنے والوں کے پاؤں نظر آتے تھے اندر سے
کہا صدیقؓ نے اس وقت یہ آقائے انورؐ سے

کہ میری جان جاتی ہے تو جائے کچھ نہیں قیمت
مگر کچھ ہو گیا سرکارؐ کو تو ڈوبے گی امت

کہا بوبکرؓ سے آقاؐ نے ہرگز تم نہ گھبراؤ
خدا کیسے بچاتا ہے ذرا تم دیکھتے جاؤ

یہاں پہنچے تھے جب دونوں، کہا صدیقؓ نے بڑھ کر
مرے آقاؐ رہیں باہر، میں پہلے جاتا ہوں اندر

گئے جب غار میں بوبکرؓ تو دیکھے وہاں سوراخ
کیے چادر کے ٹکڑے، ٹھونسے اُن میں تھے جہاں سوراخ

بچے سوراخ دو، پاؤں رکھے صدیقؓ نے جن پر
گزارش تب رسول اللہؐ سے کی کہ آئیں اب اندر

کہا پھر آپؐ سے، میں جاگتا ہوں، آپؐ سو جائیں
رکھیں زانو پہ سر میرے، ذرا آرام فرمائیں

٢١١

کھلی تب آنکھ جب رخسار پر آکر گرا آنسو
ہوئے یہ سوچ کے حیراں، کہاں سے آگیا آنسو

یہ پوچھا آپؐ نے اپنے رفیقِ غارؓ سے، کیا ہے
کہا صدیقؓ نے کہ سانپ نے پاؤں پہ کاٹا ہے

جگانا آپؐ کو میں نے مناسب یوں نہیں سمجھا
جگایا تو خلل آرام میں آقاؐ کے آئے گا

یہ فرمایا لعاب اپنا لگا کر اُن کے پاؤں پر
رہے گا درد باقی نہ نشاں اب تیرے پاؤں پر

یہاں عبداللہ بن بوبکرؓ آدھی رات کو آتے
سبھی خبریں رسول اللہؐ کو پورے دن کی پہنچاتے

یہاں آکر وہ شب کو، صبح مکہ لوٹ بھی آتے
جہاں کفار کی محفل میں سارا دن وہ رہ جاتے

اندھیرا شام کو ہوتا تو عامرؓ[۱۲] بکریاں لے کر
چلے آتے تھے غارِ ثور کے بالکل دہانے پر

یہ دونوں یارِ غار ان بکریوں کا دودھ پی لیتے
ہدایت جو بھی دینا چاہتے اُن کو وہ دے دیتے

سویرے بکریوں کو لے کے عامر پھر چلے جاتے
کہانی شام کو عامر یہی روزانہ دہراتے

وہ جاتے وقت پاؤں کے نشاں سارے مٹا جاتے
جو لگ جاتے تھے رستے پر یہاں عبداللہ جب آتے

روانہ غار سے یثرب کی جانب آپ ﷺ ہوتے ہیں

خبر جب یہ ملی، کفار کوشش اپنی کر پائے
ہیں غمگیں کہ عمل نہ فیصلے پر کچھ بھی کر پائے

تو اس پر آپؐ نے عبداللہؓ و عامرؓ سے فرمایا
سفر کے واسطے اللہ، بہتر وقت لے آیا

کہو عبداللہ بن لیثی سے وہ انواق لے آئے
صِلہ جو طے شدہ ہے اُس میں یثرب ہم کو پہنچائے

تھا کافر گرچہ بن لیثی مگر تھا قول کا پکا
کسی کو وہ بتا دے گا، نہیں تھا ذرہ بھر خطرہ

یہ وہ انواق تھیں، بوبکرؓ نے تب اُن کو پالا تھا
دیا مولائے کلؐ نے جب کہ ہجرت کا اشارہ تھا

یہ عبداللہ تھا صحرائی سفر کا اک بڑا ماہر
تھا اُس پر اس علاقے کا ہر اک رستہ عیاں، ظاہر

ہوئی جب رات تو انواق ابنِ لیثی لے آیا
وہاں اسمأؓ[۱۳] و عبداللہؓ[۱۴] و عامرؓ[۱۵] کو کھڑے پایا

پکا کے لائی تھیں اسمأ کئی کھانے کہ لے جائیں
رسول اللہؐ بھی کھائیں اور بابا جانؓ بھی کھائیں

خدا حافظ کہا اسمأؓ و عبداللہؓ کو باقی اب
خدا کا نام لے کر چل پڑے یثرب کی جانب سب

انہیں عبداللہ[۱۶] اک بالکل الگ رستے پہ لے آیا
انوکھے اور الگ انداز میں یثرب جو جاتا تھا

یہ وہ رستہ تھا جس پر اُن کو خطرہ تھا، مگر تھوڑا
اسی خطرے سے بچنے کو تھا اصلی راستہ چھوڑا

انہیں عبداللہ پہلے تو یمن کی راہ پر لایا
جنوبی سمت میں اُس نے انہیں کچھ دور پہنچایا

مڑا مغرب کی جانب وہ قرینِ ساحلِ احمر
وہ بڑھتا ہی گیا ساحل سے تھوڑا فاصلہ رکھ کر

چلا تھا زیریں مکہ سے تو وہ عسفان آپہنچا — یہاں سے راستہ کاٹا، امج تک سب کو لے آیا
قدید اُس نے یہاں سے پار کر کے راستہ کاٹا — خرار اُس راستے پر تھا، جہاں سے تیزی سے گزرا
گزر کر وہ لقف سے، اک بیاباں میں چلا آیا — مڑا کچھ دور آگے جا کے، ذوالغضوین آنکلا
یہاں سے قافلے کو اک نشیبی راہ پر ڈالا — چلا ذی کشر کی وادی میں تو اَجرد میں آپہنچا
یہاں سے ذو سلم آیا، عبابید آکے فاجہ کا — کیا رخ ایسے کہ آخر عَرج میں آن کر اترا
رکوبہ سے ثنیۃ العائر آیا اور جہاں سے اب — وہ آیا رئم کی وادی میں، پہنچا یوں قبأ میں تب

سراقہ قید کرنے کے لیے آقا ﷺ کو آتا ہے

یہ رستہ گو کہ ویراں تھا مگر کچھ لوگ مل پائے — بہت سے واقعات اس راستے میں اُن کو پیش آئے
نبی کی یہ نشانی ہے کہ جس رستے پہ آتا ہے — وہؐ اُس رستے پہ خوشبو اپنی پھیلاتا ہی جاتا ہے
تھے یثرب کے سفر پر، راستے میں اک مقام آیا — سُراقہ کے کو جہاں بوبکرؓ نے آتے ہوئے دیکھا
سُراقہ نے تعاقب کی کہانی یوں سنائی تھی — کہ میرے دل میں بھی سب کی طرح یہ بات آئی تھی
صِلہ سو اونٹ ہے حضرت محمدؐ کو پکڑنے کا — اگر موقع ملا تو میں بھی قسمت آزماؤں گا
میں اک محفل میں بیٹھا تھا، وہاں اک شخص آپہنچا — مجھے باہر بلایا، اک طرف جا کر یہ بتلایا
قرینِ ساحل ایسے کچھ ہیں اُس نے آدمی دیکھے — محمدؐ اُن میں شامل ہیں، نظر آتا ہے حلیے سے
سنی جب اُس سے سب تفصیل تو فوراً سمجھ پایا — یقیناً اُس نے بوبکرؓ و محمدؐ ہی کو ہے دیکھا
مگر میں نے کہا اُس سے کہ اُس نے ہے غلط سمجھا — کہ وہ تو ہیں فلاں جن کو گزرتے میں نے بھی دیکھا
یہ بولا جھوٹ کہ انعام میں شامل نہ ہو پائے — پکڑ لوں میں، مجھے انعام سب کا سب ہی مل جائے
لیا نیزہ، کمان و تیر، گھوڑے پر چڑھا، دوڑا — جہاں یہ قافلہ جاتا تھا، فوراً میں وہاں پہنچا
نکالا پاسے کا اک تیر تاکہ بھانپ لوں قسمت — غلط نکلا مرا جب تیر تو مجھ کو ہوئی وحشت
مگر میں نے کہا، جو ہو، مجھے کچھ کر گزرنا ہے — مجھے انعام کے خاکے میں پورا رنگ بھرنا ہے
گیا تھوڑا ہی تھا آگے کہ گھوڑا دھنس گیا میرا — زمیں ایسی نہیں تھی جس میں ایسے دھنس سکے گھوڑا
گرا میں بھی زمیں پر، میں اٹھا، گھوڑے کو دُھتکارا — نکلنے کو وہاں سے زور گھوڑے نے بہت مارا
بہت دقت، بہت کوشش، بہت طاقت سے گھوڑے کو — زمیں سے جب نکالا اور نکالیں اُس کی ٹانگیں تو
کہا دل نے کہ پھر اک بار قسمت دیکھ لی جائے — بہت ممکن ہے اب قسمت میں اچھا تیر ہی آئے

نکالا تیر تو پھر تیر بدقسمت نکل آیا
اُسی لمحے مرے دل نے مجھے جلدی سے سمجھایا

کہ تُو جو چاہتا ہے، بھول جا، وہ ہو نہیں سکتا
محمدؐ سے طلب کر امن، اُنؐ سے چھوڑ دے جھگڑا

جہاں سے ٹانگ گھوڑے کی نکالی تھی، وہاں دیکھا
تو اٹھتا اک دھواں سا میں نے سوئے آسماں دیکھا

پکارا مَیں، محمدؐ! آپؐ رک جائیں، مری سن لیں
مخالف مجھ کو اپنا آپؐ اب کے بعد نہ سمجھیں

مری آواز سن کر رک گئے وہ لوگ، میں پہنچا
انہیں میں نے یہاں آنے کا سب احوال بتلایا

کہا یہ بھی کہ اہلِ مکہ کیا کیا کرتے پھرتے ہیں
وہ الزام آپؐ کے آنے کا خود پر دھرتے پھرتے ہیں

مری خواہش ہے کہ سامان میرا آپؐ ہی رکھ لیں
اگر ہو آپؐ کا غلبہ، مجھے اپنی اماں لکھ دیں

رسول اللہؐ نے عامر[۱۸] سے یہ فرمایا، اماں لکھ دو
مگر ہرگز نہ تحفے میں کوئی بھی چیز اس سے لو

انہوںؐ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم اپنوں میں جاؤ
کرو وعدہ، وہاں جاکر نہ کوئی بات بتلاؤ

لکھی عامر نے چمڑے پر اماں، مجھ کو دیا چمڑا
چلے وہؐ سوئے یثرب اور میں گھر کو چلا آیا

فراوانی سے اک لاغرسی بکری دودھ دیتی ہے

ہوا اک واقعہ یہ بھی کہ جب آقاؐ سفر میں تھے
تو اک دن آپؐ سب معبدؓ[۱۹] کے گھر کے پاس سے گزرے

سخی تھیں اُن کی ماں[۲۰]، سارے میں جن کا تھا بڑا چرچا
پڑی اُن پر نظر تو آپؐ نے خاتون سے پوچھا

ملے گا کچھ ہمیں کھانے کو، ہم مکہ سے آئے ہیں
بہت جلدی میں تھے، اس واسطے کچھ بھی نہ لائے ہیں

سنا خاتون نے، بولیں، بڑی ہی تنگدستی ہے
کوئی بھی شے نہیں گھر میں، مکمل فاقہ مستی ہے

مجھے ہوتی خوشی گر چیز کوئی گھر میں ہوتی تو
نہیں لوٹاتا مَیں نے آج تک خالی، کوئی بھی ہو

گئی ہیں بکریاں میری یہاں سے دُور چرنے کو
ملے گا دودھ گر جلدی وہاں سے لوٹ آئیں تو

نظر آئی وہاں آقاؐ کو اک کمزور سی بکری
رسول اللہؐ نے پوچھا، کیا ہے یہ بھی آپ کی بکری

کہا خاتون نے جی ہاں، مگر حالت ہے یہ اس کی
کہ چلنے سے بھی قاصر ہے، بھلا یہ دودھ کیا دے گی

برائے دودھ برتن آپؐ نے خاتون سے مانگا
نکالا دودھ، برتن کو بھرا اور سب سے فرمایا

پیو یہ دودھ، جو باقی بچے خاتون کو دے دو
پیو جلدی سے تاکہ قافلہ یثرب روانہ ہو

وہاں سے چل پڑے تو آگیا خاتون کا شوہر[۲۱]
سنیں بیوی کی باتیں تو وہ بولا یہ سبھی سن کر

ارے یہ تو وہیؐ ہے جس کے ہر انداز میں شفقت
ملی ہے جسؐ سے ہر اک کو مکمل روشنی، رحمت

جسے سب اہلِ مکہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں روز و شب
مجھے مل جائے وہ تو میں اُسی کے ساتھ ہولوں اب

بریدہؓ اور ساتھی آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں

خیالاتِ بریدہؓ[۲۲] اس طرح اللہ نے مہکائے
یہ تھے سردار، صحرا میں نبیؐ کو ڈھونڈنے آئے
ارادہ تھا کریں گے قتل اور انعام پائیں گے
خبر کیا تھی کہ ملتے ہی انہیں اپنا بنائیں گے
ہوا جب سامنا، باتیں ہوئیں، ایمان لے آئے
تھے ستر ساتھ، سب نے دل خدا کے دیں سے مہکائے
بریدہؓ نے اُسی دن اپنی پگڑی نیزے سے باندھی
اُسے تبلیغِ دیں کے واسطے پرچم کی صورت دی
جہاں جاتے وہؓ لوگوں کو بشارت دے کے کہتے تھے
رسول اللہؐ سے پہلے ہم عجب دنیا میں رہتے تھے
وہؐ آئے ہیں تو اُنؐ سے امن کی خوشبو بھی آئی ہے
کرن امید کی دنیا میں اُنؐ کی ذات لائی ہے

رسول اللہ ﷺ قبا کی بستی میں تشریف لاتے ہیں

نبوت کا برس تھا چودھواں اور پیر کا دن تھا
مہینہ تیسرا تھا جب قبا میں چاند یہ چمکا[۲۳]
خبر تو مل چکی تھی آپؐ کے تشریف لانے کی
مگر پہنچیں گے کب، اس بارے میں اک بے یقینی تھی
قبا کے سب مسلماں دن نکلتے ہی نکل آتے
رسول اللہؐ کی چاہت سے وہ سب رستوں کو مہکاتے
مگر جب گرمی بڑھ جاتی تو مایوسی بھی بڑھ جاتی
خوشی گہنانے لگتی، یاس ہر چہرے پہ لہراتی
ہوا اُس دن بھی ایسے ہی، مسلماں تھک کے لوٹ آئے
گھروں تک بھی نہ پہنچے تھے کہ یہ آواز سن پائے
قبا والو! سنو کہ خوش نصیبی در پہ آئی ہے
خبر بگڑے نصیبوں کے سنورنے کی یہ لائی ہے
وہؐ آپہنچے کہ جن کی دید کو آنکھیں ترستی تھیں
وہؐ آپہنچے کہ آنکھیں جن کی فرقت میں برستی تھیں
یہ وہ الفاظ ہیں جن سے یہودی نے صدا دی تھی
سواری دور سے آتی ہوئی جب اُس نے دیکھی تھی
سنی آواز تو ہر اک مسلماں دوڑ کر آیا
برائے پیشوائی وہ، سبھی ہتھیار بھی لایا
جواں، بوڑھے، خواتین اور بچے شوق سے آئے
تھی جن پہ حکمرانی غم کی، وہ چہرے بھی مسکائے
قبا پہنچے، رکے جس جا، شجر تھے دو کھجوروں کے
انہی کے سائے میں قصوا سے نورِ مجتبیٰ اترے
رسول اللہؐ ذرا تھے عمر میں بوبکرؓ سے چھوٹے
نبیؐ ہیں کون، بستی والے ہرگز نہ سمجھ پائے
یہ صورت دیکھ کر بوبکرؓ قدرے ہٹ گئے پیچھے
نبیؐ کے سر پہ سایہ کردیا، اپنے لبادے سے
سبھی کو ہوگیا معلوم، ان دو میں نبیؐ ہیں کون
قبا کیا سارے عالم کی حقیقی زندگی ہیں کون

کیا اہلِ قبا نے کھل کے استقبال آقاؐ کا — خوشی کا ہر طرف ڈیرا تھا، ہر چہرہ منور تھا
بڑھے کلثومؓ[24] آگے اور آقاؐ سے گزارش کی — مرے گھر پر چلیں آقاؐ تو ہوگی میری خوش بختی
گزارش آپؐ نے کلثومؓ کی منظور فرمائی — عجب خوش بختی اے کلثومؓ تیرے حصے میں آئی
وہاں پہنچے تو ملنے والوں کا اک بندھ گیا تانتا — سنا جس نے نبیؐ آئے ہیں، وہ ملنے چلا آیا
مدینے سے عمرؓ آئے، صہیبؓ[25] آئے، اُسیدؓ[26] آئے — جب آئے سعدؓ[27] اور مصعبؓ[28] تو خبریں بھی کئی لائے
قبا پر حکمراں تکبیر کی ہر پل صدائیں تھیں — ادھر آقاؐ کے لب پر تھی ثنا یا پھر دعائیں تھیں
ہوا محسوس ابنِ خیثمہ[29] کو کہ جگہ کم ہے — وفورِ شوق ہے، دل میں عجب جذبوں کا عالم ہے
گزارش کی رسول اللہؐ سے گر منظور فرمائیں — پریشانی سبھی لوگوں کی آقاؐ دور فرمائیں
یہ گھر چھوٹا ہے، ملنے کو یہاں جو لوگ آتے ہیں — یہاں آکر وہ خود کو اک عجب مشکل میں پاتے ہیں
مرا گھر ہے کشادہ، منتقل اس گھر میں ہوجائیں — جو ملنے آتے ہیں تاکہ سہولت سے وہ مل پائیں
چنانچہ آپؐ دن میں اُس کشادہ گھر میں آجاتے — مگر کلثومؓ کے گھر میں ہی شب باشی تھے فرماتے

قبا میں اولیں مسجد نبی ﷺ تعمیر کرتے ہیں

یہاں تھا تیسرا دن، آپؐ کے دل میں یہ بات آئی — کہ مسجد ہو قبا میں جو بنائیں مل کے سب بھائی
جگہ مسجد کی دیکھی اور بلایا اُس کے مالک کو — کہا اُس سے کہ مسجد کے لیے اپنی زمیں دے دو
تمھیں دی جائے گی قیمت، کمی اس میں نہیں ہوگی — کرو تم مشورہ، ظاہر کرو اپنی رضامندی
کہا اُس نے، ہدیے میں مَیں دیتا ہوں زمیں اپنی — مگر آقاؐ ہوئے اُس کی زمیں لینے سے انکاری
بالآخر اُس نے بیچی یہ زمیں آقائے عالمؐ کو — کہا سب سے کہ اب تعمیر کا آغاز جلدی ہو
عمرؓ، بوبکرؓ، حمزہؓ اور علیؓ نے کرکے مزدوری — تمنا شاہِ دو عالمؐ کی جان و دل سے کی پوری
رسول اللہؐ نے بھی تعمیر میں حصہ لیا پورا — کی اتنی آپؐ نے محنت، ہر اک حیران ہوتا تھا
گزارش سب نے کی کہ آپؐ بیٹھیں، ہم سے فرمائیں — ہدایت کے مطابق کام ہوگا، دیکھتے جائیں
یہ فرمایا، مجھے اس کام سے ہرگز نہیں روکو — ہے بہتر، تم بھی آؤ، کام میں بڑھ چڑھ کے حصہ لو
چنانچہ سب ہی سرداروں نے بڑھ چڑھ کر کیا یہ کام — تفاخر سرنگوں تھا، عظمتوں پر تھا خدا کا نام
اسی مسجد کے بارے میں یہ فرماتے نبیؐ اکثر — ہے اول روز سے بنیاد اس کی صرف تقویٰ پر

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ امیہ بن خلف۔

۲۔ عقبہ بن ابی معیط۔

۳۔ عمرو بن ہشام (ابوجہل)۔

۴۔ نبیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج۔

۵۔ نضر بن حارث۔

۶۔ اُبی بن خلف۔

۷۔ زمعہ بن الاسود۔

۸۔ طعیمہ بن عدی۔

۹۔ ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب شیبہ۔

۱۰۔ حکم بن عاص۔

۱۱۔ اسمآ بنت ابوبکرؓ۔

۱۲۔ حضرت عامرؓ بن فہیرہ۔

۱۳۔ حضرت اسمآ بنت ابوبکرؓ۔

۱۴۔ عبداللہ بن ابوبکرؓ۔

۱۵۔ حضرت عامرؓ بن فہیرہ۔

۱۶۔ عبداللہ بن اریقط لیثی۔

۱۷۔ سُراقہ بن مالک۔

۱۸۔ حضرت عامرؓ بن فہیرہ۔

۱۹۔ معبد بن تمیم خزاعی۔

۲۰۔ امِ معبد عاتکہ بنتِ خالد۔

۲۱۔ امِ مَعبد عاتکہ بنتِ خالد کے شوہر جن کا نام تمیم بن عبدالعزیٰ خزاعی تھا۔

۲۲۔ بریدہ بن حصیب اسلمی۔

۲۳۔ دوشنبہ، ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوت اور سن ایک ہجری۔

۲۴۔ کلثومؓ بن ہدم۔

۲۵۔ حضرت صہیب رومیؓ جن کا اصل نام سنان بن مالک ہے۔

۲۶۔ حضرت اسیدؓ بن حضیر۔

۲۷۔ حضرت سعدؓ بن معاذ۔

۲۸۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر۔

۲۹۔ حضرت سعدؓ بن خیثمہ۔

۲۱۸

باب

۲۲

قبا میں رہ کے کچھ دن آپ ﷺ اب یثرب میں آتے ہیں

قبا میں رہ کے کچھ دن آپ ﷺ، اب یثرب میں آتے ہیں

گزارے آپؐ نے کچھ دن قبا میں، وقت آ پہنچا   قبا کو چھوڑ کر جب آپؐ کو یثرب ہی آنا تھا
ہوا اعلان کہ پیارے نبیؐ اب یثرب آتے ہیں   یہاں کے ذرے ذرے کے مقدر کو جگاتے ہیں
بنو نجار سے چونکہ پُرانی رشتہ داری تھی   قرابت[1] کے سبب اُن کو خبر آنے کی بھجوادی
حمائل کر کے تلواریں، بنو نجار حاضر تھے   تفاخر کے سبھی آثار ہر چہرے سے ظاہر تھے
محبت سے کیا اہلِ قبا نے آپؐ کو رخصت   یہ منظر دیدنی تھا، دید کے قابل تھی ہر صورت
ردیفِ مولائے کُلؐ میں نظر بوبکرؓ آتے تھے   بنو نجار خوش اتنے تھے، پھولے نہ سماتے تھے
یہ دن جمعہ کا تھا، پہنچے بنو سالم تو فرمایا   نمازِ جمعہ پڑھ لیں، حکم اللہ کا ہے یہ آیا
روایت ہے کہ اک سو آدمی تھے ساتھ آقاؐ کے   نمازِ جمعہ پڑھ کے، سب کے سب یثرب چلے آئے
عجب منظر تھا یثرب کا، عجب عالم تھا لوگوں کا   عجب رونق تھی گلیوں میں، عجب نقشہ تھا رستوں کا
گلی کوچوں میں اسمِ ربِّ یکتا کی صدائیں تھیں   ہر اک لب پر ثنا تھی یا مسرت کی دعائیں تھیں
یہاں انصار کی کچھ بچیوں نے نغمہ[2] یہ گایا   جنوبی کوہ سے اب چودہویں کا چاندؐ چڑھ آیا
بہت عمدہ ہمارے واسطے وہؐ دین لے آیا   عجب تعلیم ہے اُس کی، کریں ہم شکر اللہ کا
تری طاعت گزاری ہم کریں یہ فرض ہے سب کا   خدا کا شکر کرتے ہی رہیں، یہ فرض ہے سب کا
اُسی دن نام یثرب کا مدینہ[3] لوگوں نے رکھا   سبھی لوگوں نے پھر اس نام کو ہی معتبر جانا

٢١٩

نبی ﷺ کی میزبانی کا شرف خالدؓ[4] کو ملتا ہے

یہاں انصار کچھ آگے نہ تھے دولت، تجارت میں   مگر بے انتہا آگے تھے آقاؐ کی محبت میں
ہر اک یہ چاہتا تھا آپؐ اُس کے گھر میں ہی ٹھہریں   عقیدت کے ہمیں اظہار کا، خدمت کا موقع دیں
جدھر سے آپؐ کی قصوا گزرتی، سامنے آتے   بڑی ہی انکساری سے رسول اللہؐ کو بتلاتے
حضورؐ اس گھر میں سب کچھ ہے، سبھی قربان کردیں گے   اگر فرمائیں گے تو پیش اپنی جان کردیں گے
تبسم آپؐ فرماتے، انہیں کہتے کہ رستہ دیں   نہ جانے کس کی قسمت میں ہے یہ عزت، ذرا دیکھیں

پھری گلیوں میں قصوا دیر تک آخر یہ آبیٹھی   وہاں پر کہ نبیؐ نے پھر جہاں مسجد[5] بنائی تھی
ابھی اترے نہ تھے، قصوا اٹھی اور چل پڑی اُٹھ کر   گئی کچھ دور، پلٹی اور آبیٹھی اسی جا پر
ابھی اترے ہی تھے کہ کچھ مسلماں دوڑ کر آئے   سبھی نے اپنے اپنے گھر کے گُن آقاؐ کو گنوائے
ابو ایوبؓ[6] کا گھر سب سے تھا نزدیک، فرمایا   میں اُنؓ کے گھر میں ٹھہروں گا، یہی اللہ نے ہے چاہا
اسی گھر میں رہے جب تک بنا پائے نہ اپنا گھر   ابو ایوبؓ کی تعریف فرماتے تھے آپؐ اکثر

نبی ﷺ کے اہلِ خانہ مکہ سے یثرب میں آتے ہیں

مدینہ میں کئی دن بعد بی بی سودہؓ[7] آ پہنچیں   رسول اللہؐ کی چھوٹی بیٹیاںؓ[8] دو اُنؓ کے ساتھ آئیں
گھرانہ حضرتِ بوبکرؓ کا بھی اُنؓ کے ساتھ آیا   اُسامہؓ[9]، امِ ایمنؓ[10] پر کرم اللہ نے فرمایا
سوائے حضرتِ زینبؓ[11] کے سب یثرب چلے آئے   جو ہجرت کے مقاصد تھے، یہاں حاصل وہ کر پائے
کوئی صورت ہو، گھر کا چھوڑنا مشکل، بہت مشکل   سبھی رشتوں سے رشتہ توڑنا مشکل، بہت مشکل
چلے آئے سبھی یثرب مگر مکہ نہیں بھولا   ہمیشہ یاد رکھا، یاد میں اُس کی سکوں پایا
دعا اک بار آقاؐ نے یہ فرمائی خداوندا!   ہمیں محبوب کر دے یوں مدینہ جیسے تھا مکہ
مدینہ کی فضاؤں کو عطا صحت کی دولت کر   یہاں غلے کے گوداموں کو غلے سے ہمیشہ بھر
بخار اس شہر کا جحفہ کی جانب منتقل کر دے   یہاں حالات کو اپنے کرم کے نور سے بھر دے
خدا نے اپنے بندے کی دعا منظور فرمائی   بہت تبدیلی ہر اک کو مدینے میں نظر آئی

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ آپ ﷺ کی پردادی سلمٰی بنتِ عمرو کا تعلق بنونجار سے تھا جو آپ ﷺ کے پردادا ہاشم کی بیوی تھیں۔

۲۔

أشرق البدر علینا   من ثنیاتِ الوداع
وَجب الشکر علینا   مَا دَعا لِلّٰہِ داع

بعض حوالوں میں پہلے مصرعے کے پہلے لفظ کو مختلف لکھا گیا اور بعض لوگوں نے ان اشعار کے پڑھے جانے کا محل مختلف بتایا ہے لیکن علامہ منصور پوری کو یقین ہے کہ یہ اشعار آپؐ کی یثرب میں تشریف آوری پر ہی پڑھے گئے تھے۔

۳۔ مدینۃ الرسول، مدینۃ النبی ﷺ مختصراً مدینہ۔

۴۔ حضرت ابوایوب خالدؓ بن زید انصاری۔

۵۔ مسجد نبوی ﷺ۔

۶۔ حضرت ابوایوب خالدؓ بن زید انصاری۔

۷۔ ام المومنین سیدہ سودہؓ بنت زمعہ۔

۸۔ سیدہ امِ کلثومؓ اور سیدہ فاطمہؓ۔

۹۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ۔

۱۰۔ اصل نام برکہ بنت ثعلبہ بن عمرو۔ کنیت امِ ایمن۔ امِ ایمن برکہؓ حضرت زیدؓ کی بیوی تھیں۔ آپ ﷺ امِ ایمن کی ماں کی طرح عزت کرتے تھے۔

۱۱۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی۔

باب

۲۳

نیا ماحول آقا ﷺ کے سبب یثرب کا بنتا ہے

۲۲۴

رسول اللہ ﷺ کے باعث اک نیا ماحول بنتا ہے

بدل دے وقت کے دھارے، یہی شانِ رسالت ہے
صداقت ہی ہمیشہ سے رسالت کی علامت ہے

کیے کفار نے جتنے ستم، ہنس کر سہے سارے
وہی دشمن بنے، آقاؐ جنہیں تھے جان سے پیارے

رہے حالات جو بھی، آپؐ نے مکہ نہیں چھوڑا
تعلق اپنا مکہ سے کسی صورت نہیں توڑا

ہوا جب حکم تو سب چھوڑ کر یثرب چلے آئے
مقاصد وہ نہیں تھے جو جہاں والے سمجھ پائے

نہ تھا ہرگز مظالم ہی سے بچنا مقصدِ ہجرت
تھی مرضی یہ خدا کی کہ ملے اسلام کو طاقت

اگر مکہ میں رہتے سب مسلماں تو دبے رہتے
سدا مظلوم ہی رہتے، ہمیشہ ظلم ہی سہتے

تھا مکہ مشرکوں کے ہاتھ میں، طاقت انہی کی تھی
حقیقت میں عملداری کی ہر صورت انہی کی تھی

خدا کے نام کو تو وہ پنپنے ہی نہ دیتے تھے
خدا کے دشمنوں کو بڑھ کے ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے

وہاں اقدارِ اسلامی پنپ پاتیں، یہ مشکل تھا
بہاریں اک خدا کے نام کی آتیں یہ مشکل تھا

خدا نے اس لیے حالات ایسے کر دیے پیدا
خدا کے دین کا دنیا کو یثرب سے ہو اندازہ

یہاں آکر رسول اللہؐ نے سب کچھ ہی بدل ڈالا
بھلائی کو جلا بخشی، برائی کو کچل ڈالا

بتایا اہلِ یثرب کو حقیقی زندگی کیا ہے
بتوں کی کیا حقیقت ہے، خدا کی روشنی کیا ہے

یہاں لوگوں کے ذہنوں میں انوکھا انقلاب آیا
سوالِ زندگی کا اب سمجھ سب کو جواب آیا

رسول اللہؐ کی آمد پر عجب تھا حال یثرب کا
مکیں تھے تین قسموں کے، الگ تینوں کا نقشہ تھا

تھے اول جو رسول اللہؐ پہ تھے ایمان لے آئے
جو اپنی زندگی کے ہر رویے کو بدل پائے

دوم مشرک تھے جو پوجا بتوں کی کرتے رہتے تھے
بتوں ہی کو وہ داتا اور خدا ہر وقت کہتے تھے

سوم شہرِ مدینہ کے یہودی تھے جو دولت میں
بہت آگے تھے سب سے کھیتی باڑی میں، تجارت میں

یہاں کے اہلِ ایماں مختلف تھے شہرِ مکہ سے
یہاں یہ قوم تھے جبکہ وہاں بے بس تھے، تنہا تھے

اگر مکہ میں رہ جاتے، کبھی یثرب نہیں آتے
تو اسلامی وہاں ماحول نہ تشکیل کر پاتے

کوئی بھی اختیار اُن کو یہاں ہرگز نہ حاصل تھا
انہیں پختہ یقیں تھا اور تھا پورا پتا اس کا

کہ مکہ میں نہیں ماحول ہو سکتا ہے اسلامی
یہاں کی زندگی پہ شرک کی ہے چونکہ سلطانی

مدینہ میں مگر حالات تھے اسلام کے حق میں
یہاں کی ہر گھڑی، دن رات تھے اسلام کے حق میں

یہاں طاقت مسلمانوں کے اپنے ہاتھ میں ہی تھی
یہاں حاصل تھی ان کو ہر طرح کی فکری آزادی

وہ اپنے فیصلے کرنے کی ہر طاقت کے مالک تھے
سماجی اور سیاسی یعنی ہر قوت کے مالک تھے

ضرورت تھی کہ اسلامی سماجی وہ نظام آئے
توجہ اپنی جانب سب کی جو مبذول کروائے

سیاسی، اقتصادی، دینی یعنی ہر ضرورت کا
نظام ایسا ہو جو حل دے ہر اک مشکل کا اک ایسا

عمل جس پر کریں تو کوئی مشکل نہ رہے باقی
میسر جس میں انساں کو ضمانت ہو تحفظ کی

نظام ایسا کوئی انساں نہیں تخلیق کرسکتا
خدا نے اس حوالے سے عجب احسان فرمایا

زمانے کو عطا اُس نے نظام اک ایسا فرمایا
کہ جس میں سب مسائل کا مکمل حل ہے بتلایا

رسول اللہؐ نے نافذ کر دیا اس کو مدینے میں
پھر اس کے بعد دنیا بھر سے آیا جو مدینے میں

کہا اُس نے کہ اب یہ خیرِ کل سب کی ضرورت ہے
نظام ایسا ہے یہ کہ جس کی دنیا بھر میں حاجت ہے

مدینہ میں مسلماں یوں تو بھائی بن کے رہتے تھے
مگر مکہ سے جو آئے، مہاجر اُن کو کہتے تھے

مقامی لوگ جو تھے اُن کو سب انصار کہتے تھے
یہ وہ تھے جو کئی صدیوں سے یثرب ہی میں رہتے تھے

مقامی وہ تھے جن کے اپنے گھر تھے اور زمیں بھی تھی
پریشانی انہیں کوئی نہیں تھی اپنی روزی کی

جو مکہ سے مسلماں آئے تھے، لٹ پٹ کے آئے تھے
بچا کے اپنی جاں بھی وہ بڑی مشکل سے لائے تھے

چنانچہ اُن کو ہر اک حال میں درپیش مشکل تھی
وہ کوشش میں تھے، خوش حالی کی لیکن دور منزل تھی

کوئی اک دو نہ تھے، تعداد ان کی بھی زیادہ تھی
نہ اُن کے واسطے گھر تھے نہ روزی ہی کشادہ تھی

مقامی لوگ اُن میں مِلک والے تھے، نہ دولت مند
جنہیں کہتے ہیں دولت مند، یثرب میں تھے وہ بس چند

دباؤ بڑھ گیا ہجرت سے یثرب کی معیشت پر
اثر اس کا پڑا ہر طور بیرونی تجارت پر

جو دشمن دین کے تھے، سازشوں پر وہ اتر آئے
تھی خواہش اُن کی جوؔ آیا ہے، وہؔ واپس چلا جائے

سبھی حالات کو ایسے سنبھالا ایک اُمی نے
کیا ہر پست کو دنیا میں بالا ایک اُمی نے

عجب انداز میں یثرب کے مشرک پیش آتے ہیں

مدینے کے سبھی مشرک یہیں کے رہنے والے تھے
انہوں نے بت پرستی میں انوکھے روگ پالے تھے

یہاں اسلام آیا تو بٹے یہ دو گروہوں میں
تھا پہلا ان میں وہ جو کہ گھرا تھا چند وہموں میں

کبھی یہ سوچتے اسلام سے ذہنوں کو مہکائیں
کبھی یہ سوچتے کہ بت پرستی ہی پہ رہ جائیں

مخالف یہ نہیں تھے دینِ حق کے، بلکہ کہتے تھے
رسول اللہؐ ہیں سچے، یہ ثنا خواں انؐ کے رہتے تھے

انہوں نے بعد میں روشن کیا اسلام سے دل کو
ذرا تاخیر سے لیکن بالآخر پایا منزل کو

تھا ان میں دوسرا جو مشتمل تھا جھوٹے لوگوں پر
یہ دشمن تھے مگر یہ دشمنی کرتے تھے چھپ چھپ کر

جب آتے سامنے تو کہتے، ہم تو آپؐ ہی کے ہیں
مگر تنہائی میں کہتے، نبی کیا ایسے ہوتے ہیں

بظاہر کچھ مسلماں بھی ہوئے لیکن حقیقت میں
منافق تھے، پڑے رہتے ہمیشہ اس مصیبت میں

کہ ممکن ہو تو کچھ اسلام کو نقصان پہنچائیں
کسی صورت مسلمانوں کے پاؤں جم نہیں پائیں

بڑا اُن کا تھا عبداللہ[1]، جسے اس بات کا غم تھا
رسول اللہؐ کی آمد کے سبب سلطاں نہ بن پایا

بنو اوس و بنو خزرج ہمیشہ لڑتے رہتے تھے
لڑائی جب بھی چھڑتی تو بہت نقصان سہتے تھے

بڑائی کے لیے دونوں قبیلے جنگ کرتے تھے
کہ جس میں آدمی طرفین کے کتنے ہی مرتے تھے

چھڑی جنگِ بعاث اس میں بھی بربادی ہوئی سب کی
انہی دونوں قبیلوں کو عجب ترکیب اک سوجھی

کہا سب نے کہ عبداللہ ہمارا بادشہ ہوگا
وہی حاکم، وہی مالک، وہی سب سے بڑا ہوگا

بنایا جا رہا تھا تاج اُس کی تاج پوشی کو
مگر جس کام کو اللہ نہ چاہے، کام کیسے ہو

رسول اللہؐ اسی دوران ہجرت کر کے آ پہنچے
دھرے سب رہ گئے عبداللہ کی شاہی کے منصوبے

تھے ساتھی اُس کے ایسے جو مناصب پانے والے تھے
اُسی کی سربراہی میں عرب پر چھانے والے تھے

وہ سادہ لوگوں کو دھوکے سے ساتھ اپنے لگا لیتے
رسول اللہؐ مگر یہ سازشیں ناکام کردیتے

یہودی دشمنی پر آپ ﷺ کی آمادہ ہوتے ہیں

یہودی اک منظم قوم تھی سارے علاقے میں
سیاست میں، تجارت میں، غرض ہر ایک شعبے میں

حقیقت میں یہودی صدیوں پہلے تھے یہاں آئے
یہاں آ کر انہوں نے رنگ یثرب ہی کے اپنائے

لباس اُن کا، زباں اُن کی غرض کہ نام تک اُن کے
مکمل طور پر یثرب کے لوگوں ہی سے ملتے تھے

وہ دولت کے کمانے میں مہارت خاص رکھتے تھے
قبیلوں کو لڑانے میں مہارت خاص رکھتے تھے

کھجوروں کی تجارت پر مکمل قبضہ تھا اُن کا
وہ منگواتے تھے باہر سے شراب و غلہ اور کپڑا

نہیں تھا سود خوری میں کوئی ان کا یہاں ثانی
کیے رکھتے وہ پیدا ہر طرح مالی پریشانی

وہ اپنی قوم کے لوگوں کو ہی آگے بڑھاتے تھے
مخالف قوم کو ممکن ہو جیسے بھی ستاتے تھے

قبیلے تین تھے اور قینقاعی لوگ[2] ایسے تھے
بنو خزرج کے جو ساتھی تھے، یثرب میں ہی رہتے تھے

قریظہ اور نضیر ایسے مضافاتی قبیلے تھے | روابط اوس سے جن کے سدا سے تھے بہت گہرے
رسول اللہؐ جب آئے تھے تو پہلے یہ یہی سمجھے | کہ آپؐ آئیں گے اور آ کر انہی کے پاس ٹھہریں گے
مگر جب آپؐ آئے اور الگ اک رستہ اپنایا | اسی لمحے یہودی عالموں کو یہ خیال آیا
کہ جو یومِ فضیلت بھی الگ اپنا لے آیا ہے | جو اپنی قوم رکھتا ہے، اُسی سے پیار کرتا ہے
الگ سوچیں، الگ باتیں، الگ انداز ہیں جس کے | چلیں کیوں اُسؐ کے پیچھے ہم، سنیں آوازے کس کس کے
عداوت ہم کریں گے اُسؐ سے جونہی وقت آئے گا | ہماری اس عداوت سے پنپ ہرگز نہ پائے گا
ملے اَبنائے اخطب آپؐ سے تو یہ کھلا اُن پر | رسول اللہؐ نہیں اُن کے، مسلمانوں کے ہیں رہبر
چنانچہ یہ اُسی دن سے مخالف آپؐ کے ٹھہرے | جہاں موقع انہیں ملتا، یہ سازش کرتے رہتے تھے

نئے انداز سے آقا ﷺ قدم آگے بڑھاتے ہیں

ادھر یثرب سے باہر بھی وہی حالات تھے جاری | جہالت کے وہی قصے، تھا عالم جبر کا طاری
اثاثے جو مسلماں چھوڑ کر آئے تھے مکے میں | انہیں کفار نے اب لے لیا تھا اپنے قبضے میں
ستایا اُن کے اہلِ خانہ کو جو رہ گئے پیچھے | تشدد کے ہوئے مشہور ان کے سینکڑوں قصے
کہا یہ اہلِ مکہ نے عرب کے سارے لوگوں سے | مسلمانوں سے کوئی بھی تعلق کوئی نہ رکھے
نتیجہ یہ، مدینے میں کمی ہر چیز کی آئی | نئی طرزِ عمل اس بارے میں آقاؐ نے اپنائی
کہ جس سے سب مسائل حل ہوئے آہستہ آہستہ | ہوئے کچھ آج تو کچھ کل ہوئے آہستہ آہستہ

مدینے میں بھی اک مسجد نبی ﷺ تعمیر کرتے ہیں

رسول اللہؐ جب آئے تھے تو فرمایا تھا یہ سب سے | مدینہ میں بنے مسجد، مری خواہش ہے یہ کب سے
چنانچہ وہ جگہ، قصوا جہاں پر آ کے بیٹھی تھی | وہیں مسجد بنانے کو زمیں کچھ منتخب کر لی
یہ پوچھا کہ زمیں کس کی ہے، مالک کون ہیں اس کے | ہوا معلوم کہ مالک ہیں دو بے باپ کے بچے
ہیں نام اُن کے سہیلؓ و سہلؓ، بیٹے ہیں جو نافع کے | ولی اُن کے ہیں اسعد بن زرارہؓ پہلے ہی دن سے
بلایا آپؐ نے اُن کو، ولی کے ساتھ وہ آئے | کہا اسعدؓ سے کہ وہ اس زمیں کا مول بتلائے

اُسی دن دے کے قیمت، کام کی بھی ابتدا کر دی
یہی مسجد ہے جو مسجد[۵] رسول اللہؐ کی کہلائی

یہاں پر مشرکوں کی چند قبریں تھیں پرانی سی
ہٹا کر اُن کو آقاؐ نے وہاں بنیاد رکھی تھی

مہاجر اور سبھی انصار آئے کام کرنے کو
خلوصِ دل سے عمر اپنی خدا کے نام کرنے کو

رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ سے تعمیر فرمائی
صحابہؓ جتنے بھی تھے سب نے محنت کر کے دکھلائی

تھی مسجد کی ہر اک دیوار کچی، چھت تھی پتوں کی
یہ پتے تھے کھجوروں کے تو کڑیاں بھی کھجوروں کی

بغل میں آپؐ نے مسجد کی کچھ حجرے بھی بنوائے
مکمل ہونے پر جن میں نبیؐ تشریف لے آئے

انہی حجروں میں اپنی زندگی باقی گزاری تھی
یہیں قسمت زمانے بھر کے لوگوں کی سنواری تھی

یہ مسجد کیا تھی، تھی اک جامعہ جس میں زمانے کے
مسائل جتنے بھی الجھے ہوئے تھے، سب کے سب سلجھے

اسی میں آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو نوازا تھا
غلاموں کو جہاں بانی کا ہر انداز بخشا تھا

اسی میں ایک اُمی نے کیا عالِم زمانے کو
دعائیں کیں یہیں انسان کی قسمت بنانے کو

یہیں بتلایا لوگوں کو حقیقی زندگی کیا ہے
جہالت کیا ہے اور علم و عمل کی روشنی کیا ہے

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ اور ابنِؓ ابو طالب
نبیؐ کے فیض ہی سے یہ زمانے پر ہوئے غالب

اسی میں ایک اُمی نے سبھی کو علم سکھلایا
جھلستی آدمیت پر کرم کا کر دیا سایہ

یہ مسجد کیا تھی، محفل تھی، یہ مرکز تھی محبت کا
سبھی مثبت رویوں کا، حکومت کا، صداقت کا

عبادت بھی یہیں ہوتی سیاست بھی یہیں ہوتی
غلامی بھی یہیں ہوتی، سیادت بھی یہیں ہوتی

سبھی سے پیار کی باتیں، سبھی اسرار کی باتیں
ہر اک معیار کی باتیں، غم و غم خوار کی باتیں

اسی چھوٹی سی مسجد سے جہاں میں انقلاب آیا
اندھیرا چھٹ گیا، علم و عمل کا آفتاب آیا

زمانے بھر میں جتنی روشنی ہے، سب اسی سے ہے
حقیقت میں جو حسنِ زندگی ہے، سب اسی سے ہے

ہر اک پہلو سے مرکز یہ مسلمانوں کا کہلائی
مدینے میں جو آیا، اُس کو گھر اپنا نظر آئی

قیادت میں رسول اللہؐ کے وہ ماحول بن پایا
عرب میں اس سے پہلے جو کبھی نہ تھا نظر آیا

سبھی انداز اسلامی، سبھی اقدار اسلامی
تجارت میں، سیاست میں سبھی معیار اسلامی

جسے دیکھو، وہی ایثار و قربانی کا پیکر ہے
محبت ہے عمل سب کا، خدا کا نام لب پر ہے

نہیں ہے زندگی پیاری، خدا کا نام پیارا ہے
کہا لبیک، جس کو بھی محمدؐ نے پکارا ہے

کبھی جو خون کے پیاسے تھے، آمادہ ہیں الفت پر
تشدد کے جو عادی تھے، عمل پیرا ہیں شفقت پر

ہر اک کو دوسرے کی فکر ہے، اپنی نہیں پروا
ہر اک کی ہے یہ خواہش، بھائی کھائے، میں رہوں بھوکا

ادھر سارے منافق اور دشمن محوِ سازش تھے   مسلمانوں کو ہر صورت میں وہ نقصان پہنچاتے

اخوت کا نیا اک زاویہ تخلیق ہوتا ہے

وسائل کی کمی تھی اور مہاجر تھے پریشاں کچھ   وہ پیدا کر رہے تھے زندگی کا گرچہ ساماں کچھ
مگر حالات اب تک اُن کے ہو پائے نہ تھے اچھے   چنانچہ آپؐ نے اُن کے لیے اقدام کچھ سوچے
بلایا آپؐ نے چیدہ مسلمانوں کو، فرمایا   کہ میں نے آپ کو اک خاص مقصد سے ہے بلوایا
ضرورت ہے کہ بھائی اس طرح بھائی کے کام آئے   بہر انداز اُس کی جو بھی حاجت ہو وہ بر لائے
ہے خواہش یہ مری، انصار کھل کر سامنے آئیں   مہاجر جو ہیں بھائی اُن کے، آ کر اُن کو اپنائیں
مہاجر کو بنا کے بھائی لے جائے جو اپنے گھر   وہ انصاری کرے حاجت روائی بھائی ہی بن کر
ہر اک بھائی دے اپنے بھائی کو ہر مال سے حصہ   یہاں تک کہ اُسے حق دے دے وہ اپنی وراثت کا
سنا انصار نے تو خوش ہوئے سارے، بڑھے آگے   بنایا بھائی اک نے اک مہاجر کو یہ بتلا کے
مرے گھر، زر، سبھی اموال میں ہے آپ کا حصہ   ہے جب تک سانس، دہراتا رہوں گا میں یہی قصہ
نظیر اس کام کی تاریخ میں ملتی نہیں کوئی   یہ ایسا واقعہ ہے جو زمانے میں ہے لاثانی
یہ سوچ اک ایسے انساں کی تھی جو خود بھی ہے لاثانی   یقیناً آپؐ کا ہر کام ہے بے مثل و لافانی
انسؓ[۶] کے گھر میں یہ لحاتِ زریں پیش آئے تھے   تھے کل نوے مسلماں جو یہاں تشریف لائے تھے
کیا آقاؐ نے جب قائم مسلمانوں میں یہ رشتہ   تو یہ رشتہ ہوا ثابت لہو کے رشتے سے گہرا
مثالیں کتنی ہی ایثار کی تب سامنے آئیں   کہ جو صدیاں گزرنے پر بھی دل سے نہ اتر پائیں
بنایا سعدؓ[۷] نے بن عوفؓ[۸] کو بھائی، یہ فرمایا   کہ دولت مند ہوں، رکھتا ہوں اچھا خاصا سرمایہ
چلو گھر تاکہ میں آدھا تمھیں سرمایہ دے پاؤں   چلو تاکہ تمھیں املاک کا حصہ بھی دکھلاؤں
مری دو بیویاں ہیں، ایک کو میں چھوڑ دیتا ہوں   میں اُس سے اپنا ناتا آج ہی سے توڑ لیتا ہوں
جونہی عدت ہو پوری، تم اُسے بیوی بنا لینا   اجڑ کے آئے ہو بھائی! گھر اپنا یوں بسا لینا
دعا دی سعدؓ کو بن عوفؓ نے، اُنؓ سے یہ فرمایا   کرم ہو گا، دکھا دیں گر مجھے بازار کا رستہ
گئے بازار اور چھوٹا سا کاروبار کر ڈالا   خدا نے جلد ہی دولت سے اُنؓ کے گھر کو بھر ڈالا
مدد اتنی ہی حاصل کی کہ حالت کچھ سنبھل جائے   کریں جو کام، اُس سے کام آسانی سے چل جائے
ہمیشہ قدر وہ انصار کے احسان کی کرتے   ملی تعلیم تھی اُن کو یہی انسانِ کاملؐ سے

عجب صفہ کی حیثیت یہاں تسلیم ہوتی ہے

رسول اللہؐ نے مسجد[9] میں تھڑا اک ایسا بنوایا | کہ اس جیسا کبھی دنیا میں پہلے نہ تھا بن پایا
تھڑا کیا، جامعہ تھا اور مسافر خانہ بھی تھا یہ | سبھی دینی مجالس کے لیے بھی ملتقی تھا یہ
حصولِ علم کی خاطر، یہاں جو لوگ آتے تھے | اسی پر سب رسول اللہؐ سے وہ تعلیم پاتے تھے
یہیں دن رات رہ کر اپنے ذہنوں کو وہ چمکاتے | یہیں پڑھتے، یہیں سوتے، یہیں پیتے، یہیں کھاتے
جو تھے جہلِ مرکب، وہ یہاں آ کے بنے عالم | یہاں کے نور سے ذہنوں کو چمکا کے بنے عالم
یہاں جو فرش پر سوئے، انہوں نے کی جہاں بانی | یہاں کے بیٹھنے والے ہوئے دنیا میں لافانی
یہیں کی تربیت نے زندگی کے رنگ کو بدلا | ہر اک انداز، ہر اک سوچ، ہر اک ڈھنگ کو بدلا
حقیقی علم کیا ہے اور حقیقی زندگی کیا ہے | جہالت کا اندھیرا کیا ہے، دیں کی روشنی کیا ہے
اسی صفہ[10] نے اُن کو روشنی کے وہ دیے تحفے | کہ جس سے وہ زمانے بھر پہ سلطانی تھے کر پائے

مسلمانوں میں امن و آشتی کا عہد ہوتا ہے

مدینے کی فضاؤں میں عجب اک روشنی آئی | جہاں نفرت کے ڈیرے تھے، محبت نے جگہ پائی
جگہ بدنظمی کی تنظیم نے لی، دکھ کی راحت نے | لیا ہاتھوں میں اب حالات کو اُنس و مروت نے
رسول اللہؐ نے ہر اک کو محبت سے یہ سمجھایا | گیا دورِ جہالت، روشنی کا وقت ہے آیا
بھلائی میں ہر اک انسان کی اپنی بھلائی ہے | خدا ہے خوش اُسی پر جس پہ خوش اُس کی خدائی ہے
ہم اپنی زندگی کو ضبط کے سانچے میں اب ڈھالیں | بھلا ہو جس میں سب کا، ایسے سب اطوار اپنا لیں
مناسب یہ نہیں کہ الجھنوں میں زندگی کاٹیں | مناسب ہے یہی کہ زندگی کو مل کے سلجھائیں
چنانچہ آپؐ نے سب کے لیے اک عہد لکھوایا | فوائد کیا ہیں اس کے آپؐ نے ہر اک کو سمجھایا
کہا سب سے کہ اب اس پر عمل کرنا ضروری ہے | اسی میں ہے بقا سب کی، اسی میں ہی بھلائی ہے
یہ وہ پیمان تھا جس نے کشاکش کو مٹا ڈالا | عداوت کی ہر اک بنیاد کو جس نے ہلا ڈالا
جہالت کے زمانے کی کئی رسمیں مٹا ڈالیں | جو ذہنوں پر تھیں کندہ سب بُری باتیں مٹا ڈالیں
لکھا یہ عہد نامے میں، الگ امت مسلماں ہیں | دیت، فدیہ کے ہیں پابند جتنے اہلِ ایقاں ہیں
رہیں آگے، غریبوں کی دیت، فدیہ سے خدمت میں | کرے جو ظلم، ہوں گے یہ مخالف ایسی صورت میں

۲۲۹

۲۳۰

کسی کا بیٹا ظالم ہے تو اب تم پر یہ لازم ہے — مخالف ہی رہو گے اُس کے سب کیونکہ وہ مجرم ہے
کسی مومن کے بدلے قتل اب ہرگز نہ ہو کافر — مدد کافر کی مسلم نہ کریں یہ سب پہ ہو ظاہر
جو ذمہ اک مسلماں کا ہے، ذمہ ہے وہ ساروں کا — خدا کا ہے جو ذمہ، ہے وہ ذمہ اس کے پیاروں کا
کسی سے کوئی سمجھوتا اکیلے نہ کرے کوئی — کبھی جب تک نہ ہوں راضی، نہ حامی اب بھرے کوئی
اگر راہِ خدا میں کوئی مومن قتل کر دے گا — تو ایسے قتل کو ہر اک مسلماں اپنے سر لے گا
اگر ثابت کسی مومن کا ہو گا قتل، تو قاتل — قصاص اس کا ادا کر پائے گا گر ہو ولی قائل
مخالف جس کا اک مومن، مخالف اُس کے سب مومن — کسی بھی فتنہ پرور کو اماں دیں گے نہ اب مومن
مسلمانوں کا آپس میں اگر جھگڑا کوئی ہوگا — کریں گے آپؐ جو بھی فیصلہ، وہ آخری ہوگا

نتائج عہد کے اب سامنے دنیا کے آتے ہیں

ہوا یہ عہد تو اس کا ہوا ہر سمت یوں چرچا — کہ اس سے بڑھ کے سچا عہد نامہ ہو نہیں سکتا
رسول اللہؐ کی کوشش سے مسلماں معتبر ٹھہرے — ہر اک جانب انہی کے عدل کے ہونے لگے چرچے
مدینے میں شرافت اور صداقت کا ہر اک قصہ — انہی کے نام سے اب ہر طرح منسوب ہوتا تھا
بڑھے علم و عمل میں اس طرح آگے کہ کافر بھی — کھلے دل سے کیا کرتے سدا تعریف اب ان کی
ہر اک مشکل میں اب وہ صبر سے لینے لگے تھے کام — کوئی بحران ہوتا، آپؐ کا دامن وہ لیتے تھام
انہی کی تربیت میں آپؐ بھی ہر دم لگے رہتے — انہیں اخلاق سمجھاتے، بھلائی کے لیے کہتے
اثر کھلنے لگا ان پر نبیؐ کی ہم نشینی کا — زباں پر ہر گھڑی اُن کی خدا کا نام رہتا تھا
مقدم اپنے بھائی کو بہر حالت سمجھتے اب — ضرورت اپنے بھائی کی خوشی سے پوری کرتے سب
ہوں قالب اُن کے جتنے بھی مگر تھا جسم ایک اُن کا — ارادہ ہر طرح سے اب رہا کرتا تھا نیک اُن کا
وہ پہلے عیب جوئی میں مزہ لینے کے تھے عادی — مگر اب پردہ پوشی ہر طرح سے کرتے بھائی کی
زباں پر اُن کی گالی نہ بُرا اک حرف اب آتا — اگر چھوٹا بدی کرتا، بڑا شفقت سے سمجھاتا
وہ خیرات و ہدیے میں بہت آگے نکل آئے — بھلا جس سے وہ کرتے اُس سے کہتے لب پہ نہ لائے
وہ بھوکے رہ کے بھوکوں کو کھلانے میں مزہ لیتے — نوالہ اپنے منہ کا وہ کسی کے منہ میں دے دیتے
رسول اللہؐ وحی آتی تو ہر مومن کو بتلاتے — ہر اک پہلو وحی کا سب کو کھل کے آپؐ سمجھاتے
دلوں کے نیک، گہرے علم کے مالک، کرم والے — سبھی تھے رحم والے، اُن سے ڈرتے تھے ستم والے

یہ فیضانِ نظر تھا آپؐ کا کہ سب غنی ٹھہرے — بہر اندازِ خیرِ کل، بہر صورت سخی ٹھہرے
نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایسی قوم تھی تیار — کہ جس کے ساتھ چل دے اُس کا ہو جاتا تھا بیڑا پار
بنایا آپؐ نے ہر اک کو ایسا حوصلے والا — ہوئیں سب مشکلیں آساں، پڑا جن جن سے بھی پالا
پریشانی کوئی بھی ہو، وہ اُس کا سامنا کرتے — ہر اک بحران کا، طوفان کا رخ موڑ دیتے تھے
یہی وہ تربیت تھی جس سے ایسا انقلاب آیا — کہ ہر جانب محبت اور صداقت پر شباب آیا

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ عبداللہ بن اُبَی

۲۔ بنی قینقاع کے لوگ

۳۔ سُہیل ابنِ نافع

۴۔ سہل ابنِ نافع

۵۔ مسجدِ نبوی ﷺ

۶۔ حضرت اَنسؓ بن مالک۔ حفیظ جالندھری نے شاہنامۂ اسلام میں اَنسؓ کو اُنسؓ باندھا ہے جبکہ بخاری شریف میں اسے ان گنت جگہوں پر اَنس ہی لکھا گیا ہے۔ میں نے اس نام کے تلفظ کے سلسلے میں بخاری شریف کی پیروی کی ہے۔

۷۔ حضرت سعدؓ بن ربیع

۸۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

۹۔ مسجدِ نبوی ﷺ

۱۰۔ اُس تھڑے کا نام جو رسول اللہ ﷺ نے تعلیم وتربیت کے لیے مسجدِ نبوی ﷺ میں بنوایا تھا۔

۲۳۱

باب

۲۴

عیاں تاریخ کے صفحوں پہ اک میثاق ہوتا ہے

۲۳۲

عیاں تاریخ کے صفحوں پہ اک میثاق[۱] ہوتا ہے

منظم کر چکے جب مومنوں کو آپؐ نے سوچا — کہ وحدت کے لیے ایسا بنائیں ایک منصوبہ
مدینہ میں وفاقی سلطنت تشکیل پا جائے — وہ ہر اک جو ہو شامل وہ سعادت امن کی پائے
ہوا میثاق اک تحریر، باون شرطیں تھیں اِس میں — فقط پچیس ان میں سے مسلمانوں کی تھیں جس میں
تھیں باقی جو شرائط، ذکر اُن میں دوسروں کا تھا — ہر اک حق جو انہیں مطلوب تھا، آقاؐ نے وہ بخشا
جہاں بھر کی سیاست میں یہ ایسا عہد نامہ ہے — تحفظ غیر کا اپنوں سے بڑھ کر جس میں ملتا ہے
مدینہ اور اطرافِ مدینہ میں حقیقت میں — یہودی اک الگ انداز رکھتے تھے سیاست میں
مسلمانوں سے اپنی دشمنی ظاہر نہ کرتے تھے — مسلماں متحد تھے، اس لیے وہ ان سے ڈرتے تھے
تھی خواہش اُن کی بھی کہ عہد ایسا کوئی ہوجائے — کہ جس سے شہر میں امن و اماں ہر سو نظر آئے
رسول اللہؐ نے جب اُن سے کہا کہ عہد نامے کو — پڑھیں، سمجھیں شرائط کو ہوئی ہیں اس میں شامل جو
توجہ سے پڑھا سب نے، ہوئے حیران سب پڑھ کر — کہ شرطیں عہد نامے کی انہی کے حق میں تھیں اکثر
اہمیت رواداری کو اس میں خوب حاصل تھی — ہر اک کے واسطے مذہب کی آزادی بھی شامل تھی
فریق اپنے سبھی خرچوں کے ذمہ دار ٹھہرے تھے — بھلائی کے مکمل اس میں شامل سب تقاضے تھے
کسی پر گر فریقوں میں سے حملے کی بنی صورت — جواب اس کا سبھی دیں گے، لڑیں گے سب بہر حالت
حلیف اک دوسرے کے جرم کا ذمہ نہیں لیں گے — مگر مظلوم کو امداد ہر صورت میں سب دیں گے
لڑائی میں کفالت خرچ کی مل کے کریں گے سب — مدینے میں مکمل امتناعِ کشت و خوں تھا اب
فریقوں میں اگر جھگڑا ہوا تو ایسی صورت میں — جو ہوگا فیصلہ آقائے عالمؐ کی عدالت میں
کریں گے فیصلہ منظور، لازم تھا فریقوں پر — یہ کلیہ ہو گا نافذ سارے اپنوں اور غیروں پر
قریشِ مکہ کو ہرگز اماں کوئی نہیں دے گا — کسی بھی ظلم میں اس عہد کا پردہ نہیں لے گا
کوئی یثرب پہ دھاوا بول دے تو سب فریقوں کو — تعاون ہر طرح کا کرنا ہوگا جو بھی ممکن ہو
دفاعی کام بھی ہر اک کرے گا حدِ امکاں تک — جو پیاں میں ہے شامل ساتھ دے گا حدِ امکاں تک
اسی میثاق کے باعث حکومت بن گئی آخر — جو تھی بالکل وفاقی طرز کی باباطن و ظاہر
فریق اپنے قبائل میں بہر صورت تھے خودمختار — دفاعی کام میں بھی تھا مقرر اُن کا ہر کردار
مدینے کو کیا تسلیم دارالسلطنت اس کا — رسول اللہؐ کو مانا جاچکا تھا رہنما جس کا
مسلمانوں کی غالب حکمرانی ہو چکی تسلیم — جو جاری حکم ہوتے اُن کو ملتی ہر طرح تعظیم
خدا نے اپنے بندے سے کہا جو ہوگیا پورا — فروغِ دینِ حق کا ہر وسیلہ آپؐ کو بخشا

۱) میثاقِ مدینہ

باب

۲۵

انوکھی سازشوں کی ابتدا یثرب میں ہوتی ہے

انوکھی سازشیں یثرب میں صبح و شام ہوتی ہیں

سنے کفارِ مکہ نے مدینے کے سبھی حالات   ہوئے وہ راکھ جل کر سب، وہ سمجھے اس کو اپنی مات
انہیں دکھ تھا کہ اُن کے بس سے باہر ہو گئے ہیں اب   محمدؐ اور جو لائے ہیں ایماں اُن پہ سب کے سب
مسلمانوں کے گھر اور زر تو پہلے لے چکے تھے وہ   سزائیں ان کو کیسی کیسی سب ہی دے چکے تھے وہ
انہیں دکھ تھا کہ کیوں امن و سکوں سے ہیں مسلماں اب   یہ بھٹکیں، ٹھوکریں کھائیں تو پائیں وہ سکوں کچھ تب
چنانچہ سازشوں پر سازشیں کرتے ہی رہتے تھے   نجانے کیوں مسلمانوں کو مجرم اپنا کہتے تھے
پتا جب یہ چلا کہ یہ مزے میں ہیں مدینے میں   بھڑک اٹھی حسد کی آگ تب اُن سب کے سینے میں
ہوئے یک جا برائے مشورہ اور مشورہ ٹھہرا   تعلق جو مدینے سے محمدؐ کا ہے اب گہرا
اُسے کمزور کرنا ہے، محمدؐ کو ستانا ہے   محمدؐ اور اُس کے پیروکاروں کو بتانا ہے
ہے جب تک دم میں دم، پیچھا نہ اُن کا چھوڑا جائے گا   ہے ناتا اُن کا جن جن سے، وہ ناتا توڑا جائے گا
چنانچہ مشورے سے سب نے عبداللہ کو خط بھیجا   کھلے الفاظ میں جس میں انہوں نے اُس کو لکھا تھا
کہ تم سردارِ یثرب ہو، تمہاری ذمہ داری ہے   محمدؐ سے ہماری کشمکش عرصے سے جاری ہے
تمہیں معلوم ہے پھر بھی وہؐ یثرب میں ہی رہتا ہے   تمہارے اور ہمارے دین کو وہ لغو کہتا ہے
مناسب ہے کہ تم اُس سے لڑو، یثرب سے دوڑا دو   عمل اس پر نہ کر پائے تو عبداللہ! سمجھ رکھو
کہ ہم سب اہلِ مکہ تم پہ حملہ آ کے کر دیں گے   تمہارے لوگوں کی لاشوں سے پورا شہر بھر دیں گے
تمہاری عورتوں کی حرمتیں پامال کر دیں گے   تمہارے خون سے گلیاں تمہاری لال کر دیں گے
ملا یہ خط تو عبداللہ اٹھا تعمیل کرنے کو   ملا وہ اپنے لوگوں سے دکھایا خط ملا تھا جو
کہا کہ اہلِ مکہ کی طرف سے دوسرا ہے خط   یہودی جو یہاں ہیں اُن کو پہلے اک ملا ہے خط
دلایا ہے انہوں نے بھی یقیں اُن کو حمایت کا   نیا اک نقشہ بنتا جا رہا ہے اب سیاست کا
اگر ہم نے نہ سوچا، اہلِ مکہ حملہ کر دیں گے   ہماری لاشوں سے گلیاں ہماری آ کے بھر دیں گے
ہے بہتر کہ مسلمانوں کو ہم ہی ختم کر ڈالیں   کسی کا روگ ہے ہم اس کو اپنے گھر میں کیوں پالیں
مسلمانوں سے لڑنے کو ہوئے تیار سب مشرک   یوں لگتا تھا کسی کو زندہ چھوڑیں گے نہ اب مشرک

خبر حملے کی پہنچی آپؐ تک تو آپؐ آ پہنچے
کہا سب سے کہ تم جس بھی نتیجے تک ہو جا پہنچے

تمہیں مکہ کے لوگوں نے جو دھمکی دی، اُسے پڑھ کر
اثر تم نے لیا ایسا، ہوئے تیار مرنے پر

لڑو گے جس سے اب تم، وہ تمہارے بھائی، بیٹے ہیں
جو اپنی جان دینے کو سدا تیار رہتے ہیں

لڑو گے ہم سے جب تم تو تمہیں نقصان وہ ہو گا
جو لشکر اہلِ مکہ کا تمہیں پہنچا نہیں سکتا

سنی یہ بات تو سب پر ہوا اس کا اثر ایسا
کوئی مشرک ادھر کھسکا، کوئی مشرک اُدھر کھسکا

یہ عبداللہ[۲] رسول اللہؐ سے بغضِ خاص رکھتا تھا
وہ کہتا بادشہ یثرب کا گر میں بن نہیں پایا

محمدؐ ہیں سبب اس کا کہ جیسے ہی وہ آئے تھے
مجھے چھوڑا، انہیں عزت سے سب یثرب میں لائے تھے

ہوا اب کے بھی ایسا کہ محمدؐ کی فراست سے
مدینہ بچ گیا آپس کے جھگڑے، قتل و غارت سے

مگر در پردہ عبداللہ نے جاری سازشیں رکھیں
نبیؐ کے دشمنوں نے اپنے دل میں نفرتیں رکھیں

رسول اللہؐ کی حکمت سے لڑائی ہو نہیں پائی
ہمیشہ مات شر کی قوتوں نے آپؐ سے کھائی

طوافِ کعبہ پر پابندی مشرک اب لگاتے ہیں

عرب اپنی رواداری کی اک تاریخ رکھتے تھے
کسی کا کیا ہے مذہب وہ تعرض اُس سے نہ کرتے

حرم میں اپنی مرضی سے عبادت لوگ کرتے تھے
کسی پر بھی غلط ہونے کا نہ الزام دھرتے تھے

کھلے بندوں حرم میں آنے کی سب کو اجازت تھی
یہ زائر کون ہے، جانیں، نہ کچھ اس کی ضرورت تھی

مگر جب سے رسول اللہؐ نے راہِ حق دکھائی تھی
عمل کی اہلِ مکہ نے یہی صورت بنائی تھی

کہ مکہ جو بھی آتا، کچھ نظر وہ اُس پہ رکھتے تھے
بسا اوقات آنے کا سبب بھی پوچھتے اُس سے

مدینے سے گئے جب سعدؓ[۳] مکہ تو وہ جا ٹھہرے
اُمیہ بن خلف کے گھر، مراسم اُس سے تھے گہرے

اُمیہ سے کہا، میں نے طوافِ کعبہ کرنا ہے
اگر اوقاتِ خلوت میں یہ ہو جائے تو اچھا ہے

ہوئے گھر سے روانہ، کعبہ جانے کا ارادہ تھا
ملا بو جہل رستے میں امیہ سے تو یہ پوچھا

ابو صفوان![۴] ہیں یہ کون، کیسے مکہ آئے ہیں
وہ بولا، سعد ہیں، یثرب سے یہ تشریف لائے ہیں

یہ سنتے ہی وہ غرایا، ابو صفوان نہ ہوتے
تو پل بھر میں منوں مٹی کے نیچے آج جا سوتے

سنا جب سعدؓ نے، بولے، اگر طاقت ہے تو روکو
اگر روکا تو میں روکوں گا تم کو ایسی شے سے جو

کہ تم اس کے خسارے کو نہ جیتے جی بھلاؤ گے
کبھی یثرب کے رستے سے گزر ہرگز نہ پاؤ گے

نبیؐ کے اس مجاہد نے دیا اُس کو جواب ایسا
کہ اہلِ مکہ نے اب تک سنا نہ تھا کبھی ویسا

کیا کفار نے اعلان، مومن اب نہ آئیں گے
وہ کعبہ میں کسی صورت کبھی اب جا نہ پائیں گے

امیں تھے جو رواداری کے وہ اس موڑ پر آئے
جہاں تھے جہل و کم فہمی کے ہر جانب گھنے سائے

مسلمانوں سے مکی جنگ کا آغاز کرتے ہیں

اگرچہ آپؐ مکہ سے چلے آئے مگر کفار
مسلمانوں کو زک دینے کو رہتے ہر گھڑی تیار

انہوں نے بھیجے خط یثرب میں تا کہ کام بن جائے
مدینے ہی کی خلقت آپؐ کو نقصان پہنچائے

یہودی گرچہ در پردہ یقیں ان کو دلاتے تھے
مگر کافر کسی صورت کہیں نہ چین پاتے تھے

مدینے پر حکومت کی خبر سن کر بہت تڑپے
کہا سب نے کہ بہتر ہے کریں اقدام کچھ ایسے

کہ جن سے آپؐ کا سکھ چین ہرگز نہ رہے باقی
پریشاں رات دن ہوں آپؐ اور سب آپؐ کے ساتھی

چنانچہ آپؐ کو اس بار یہ پیغام بھجوایا
اگرچہ بچ کے یثرب آگئے ہو، وقت ہے آیا

کہ جب یثرب میں آ کر ہم تمہیں برباد کر دیں گے
تمہیں ہرگز نہ چھوڑیں گے، تمہاری جان لے لیں گے

چنانچہ آپؐ سونے کی بجائے جاگتے رہتے
اگر سوتے تو پہرے کے لیے کچھ اپنوں سے کہتے

ہوا اک رات یوں بھی کہ ہوئی آہٹ تو فرمایا
کہ امشب کاش ہوتا کوئی، پہرہ آ کے جو دیتا

ہوئی کچھ دیر تو جھنکار ہتھیاروں کی سن پائے
جو جھانکا، سعدؓ[5] پہرے پر کھڑے چوکس نظر آئے

بلایا آپؐ نے اُنؓ کو، یہ پوچھا کیسے آئے ہو
کہا یہ سعدؓ نے کہ حملے کا خدشہ ہوا مجھ کو

ہوا خدشہ تو پہرے کے لیے آقاؐ چلا آیا
دعا دی آپؐ نے اور جا کے تب آرام فرمایا

یہ خطرہ درحقیقت سب مسلمانوں کو لاحق تھا
ہدایت کے مطابق ہر مسلماں چاق ہی رہتا

پریشانی یہ ان کو تھی کہ جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں
مسلماں اُس سے کوئی خوف کھاتے ہیں نہ ڈرتے ہیں

عدد میں اور ترقی میں وہ آگے بڑھتے جاتے ہیں
بہت فہم و فراست سے وہ ہر بگڑی بناتے ہیں

سیاست اور تجارت اُن کی آگے بڑھی جاتی تھی
خبر اچھائی کی اُن کی یہاں روزانہ آتی ہے

چنانچہ ضرب اب ان کو لگائی جائے اک ایسی
نہ اس سے پیشتر اُن کو لگی ہو ضرب اُس جیسی

بہت سوچا تو اک ترکیب اُن کے سامنے آئی
مطابق اس کے پابندی ہر اک سے اب یہ لگوائی

مدینہ پہلے جو بھی چیز جاتی، اب نہ جائے گی
مدینے سے کوئی شے اب یہاں ہرگز نہ آئے گی

کیا یہ خود بھی اور راضی کیا سارے حلیفوں کو
فنا ان کی معیشت کو کرو، جیسے بھی ممکن ہو

ضرورت کی کئی چیزیں یہاں اب مل نہ پاتی تھیں
ذخیرہ ہو گئی چیزیں جو باہر پہلے جاتی تھیں

چنانچہ آپؐ نے اس موڑ پر ایسے کیے اقدام
بہت جلدی سنورنے لگ گئے بگڑے ہوئے سب کام

اسی دوران اللہ نے کرم یہ خاص فرمایا
وحی کر کے رسول اللہؐ کو یہ پیغام بھجوایا

کہ جو تم سے لڑے، اُس سے لڑو تم پوری قوت سے
مسلماں حوصلہ ور ہو گئے ربی اعانت سے

فزوں تر ہو رہا تھا ظلم اب کفارِ مکہ کا
جواب اُن کے مظالم کا دیا جانا ضروری تھا

بنایا آپؐ نے ان کے لیے اک ایسا منصوبہ
کہ جس کا ہر طرح سے فائدہ یثرب کو ہوتا تھا

بڑھایا آپؐ نے اپنا اثر راہِ تجارت تک
قبائل کچھ کو لائے راہ پر راہِ تجارت تک

حلیف اپنا بنایا سب کو سمجھوتے کیے سب سے
انہی سمجھوتوں میں کچھ خاص وعدے بھی لیے سب سے

ہوا یہ طے کہ اب ان میں کبھی جھگڑا نہیں ہوگا
حلیفوں کی طرف سے اب کوئی حملہ نہیں ہوگا

دیے ترتیب کچھ دستے، انہیں پھر گشت پر بھیجا
کہا اُن سے کہ روکیں راستہ کفارِ مکہ کا

تجارت شام سے اُن کی اسی رستے سے ہوتی تھی
فنا اُن کی تجارت ایک ہی دستے سے ہوتی تھی

مسلمانوں کے دستے اور قبائل اب نظر رکھتے
کبھی حالات سے لمحہ بہ لمحہ با خبر رکھتے

خصوصاً مکہ کے رستے کی نگرانی کڑی ہوتی
اگرچہ ایسا کرنے میں انہیں مشکل بڑی ہوتی

مگر اس کا اثر ایسا ہوا تھا اہلِ یثرب پر
مسلمانوں کی طاقت سے انہیں لگنے لگا تھا ڈر

مسلمانوں کے ہر دشمن کو اس کا ہو گیا احساس
کہ یثرب کی علمداری ہے اب اہلِ صفا کے پاس

یہ سوچا آپؐ نے، اس کا دباؤ اہلِ مکہ پر
پڑے گا جب تو سوچیں گے کوئی حل وہ کبھی مل کر

خسارے پر خسارہ جب معاشی اُن کو آئے گا
خیالِ امن شاید اُن کو یثرب کھینچ لائے گا

ستم سے باز آئیں گے، ستانا چھوڑ دیں گے وہ
معیشت کے لیے سب ظلم ڈھانا چھوڑ دیں گے وہ

مسلمانوں کو گھر میں گھس کے ماریں گے وہ کہتے ہیں
مٹائیں گے انہیں دنیا سے اس کوشش میں رہتے ہیں

ہوا سمجھوتا تو امن و سکوں کا دور آئے گا
عرب میں نام ربِ دو جہاں کا جگمگائے گا

مجاہد ساتھ لے کے حمزہؓ سیف البحر آتے ہیں

مکمل ہو چکے سب کام تو آخر وہ دن آیا
رسول اللہؐ نے اہلِ مکہ کو پیغام بھجوایا

معاشی ناکہ بندی اہلِ یثرب کی جو کی تم نے
اجیرن کر کے رکھ دی ہر طرح سے زندگی تم نے

بُرا جو بوئے گا آخر بُرا ہی تو وہ کاٹے گا
ہمیشہ غم جو دیتا ہے، وہ غم سے بچ نہیں سکتا

خبر ہو تم کو اب کے بعد شہ راہِ تجارت سے
تمہارے قافلے ہرگز کہیں بھی جا نہیں سکتے

۲۳۸

اگر آئے تو رستہ ذرہ بھر بھی تم نہ پاؤ گے　　اگر ضد کی تو سمجھو تم خسارہ ہی اٹھاؤ گے
چُنے پھر آپؐ نے دستے کی خاطر اب جری چالیس　　کوئی انصار سے نہ تھا مہاجر تھے سبھی چالیس
قیادت اُن کی سونپی آپؐ نے حمزہؓ کو، فرمایا　　میانِ احمر و یثرب علاقہ خاص ہے جتنا
ہیں اُس میں جتنے رستے ایسے نگرانی کریں اُن کی　　کہ جو دشمن ہیں اپنے، کوئی شے جانے نہ دیں اُن کی
کئی دن بعد اُن کو قافلہ آتا نظر آیا　　امیرِ قافلہ بوجہل تھا، آقاؐ کا دشمن تھا
بڑھے حمزہؓ کہ حملہ کر کے رستہ روک دیں اُس کا　　جہینہ کا مگر سردار[6] فوراً اس جگہ پہنچا
گزارش کی یہ حمزہؓ سے کہ اس کا رستہ نہ روکیں　　چلا آتا ہے مدت سے ہمارا عہد آپس میں
خموشی سے ہی سیف البحر سے حمزہؓ چلے آئے　　روایت کے تقدس میں لڑائی وہ نہ کر پائے

مسلمانوں کا اک دستہ مقامِ رابغ آتا ہے

عبیدہؓ[7] کی قیادت میں بھی اک دستہ تھا بھجوایا　　مہاجر ساٹھ تھے جس میں، تھا مقصد بھی وہی اس کا
عبیدہؓ سے بھی فرمایا کہ جو بھی قافلہ دیکھیں　　اُسے روکیں، اُسے ہرگز نہ اس رستے سے جانے دیں
ملا اک قافلہ جو عکرمہ[8] کی سربراہی میں　　چلا آتا تھا اک دن تیزی سے رابغ کی وادی میں
یہ ایسا قافلہ تھا جس میں دو صد لوگ شامل تھے　　تجارت کی غرض سے جو روانہ سوئے منزل تھے
ہوا جب سامنا تو تیر برسائے فریقوں نے　　لڑائی اس سے بڑھ کر نہ لڑی دونوں کے دونوں نے
صحابہؓ دو نے چھوڑا قافلے کو، اس طرف آئے　　یہ تھے مقدادؓ[9] و عتبہؓ[10] اس طرح تشریف جو لائے
انہیں کافر نہیں مکے سے یثرب آنے دیتے تھے　　تشدد ان پہ ہوتا جب یہاں کا نام لیتے تھے
بہانے سے وہ شامل ہو گئے جب قافلہ نکلا　　یہاں پہنچے تو اب موقع ملا ان کو نکلنے کا
یہ پہنچے جب مدینہ تو مسرت کا ہوا اظہار　　سبھی نے ان کو عزت دی، ملا اُن کو سبھی کا پیار

نبی ﷺ کے حکم پر خرار تک اک دستہ آتا ہے

رسول اللہؐ نے بھیجا سعدؓ[11] کو خرار، کہ جائیں　　وہاں سے قافلہ گزرے تو اس کے سامنے آئیں
اسے ہرگز گزرنے نہ دیں، اُس کا راستہ روکیں　　تجارت کا جو جاری ہے یہاں سے سلسلہ روکیں
یہ دستہ مختصر تھا، بیس ہی افراد تھے شامل　　کہا یہ آپؐ نے، خرار ہے بس آخری منزل
کوئی خرار سے آگے کسی قیمت نہیں جائے　　رسول اللہؐ نے یہ تاکید سے الفاظ فرمائے

یہ پہنچے تو پتا ان کو چلا کہ قافلے والے
یہاں سے ایک دن پہلے بڑی تیزی سے گزرے تھے

ہدایت تھی کہ اس سے آگے ہرگز نہ بڑھا جائے
سو خاموشی سے یہ خرار سے واپس چلے آئے

روایت یہ بھی ہے کہ اب بھی آ کر اک قبیلے نے
کہا کہ راستہ ہرگز نہیں ہم روکنے دیں گے

ہے سمجھوتا ہمارا، اہلِ مکہ کو اماں ہوگی
اماں کے بدلے میں قیمت ہمیں اک خاص ہے ملتی

عرب جو عہد کرلیں وہ بہر صورت نبھاتے ہیں
نبھانے کے لیے اس عہد کو جاں تک لٹاتے ہیں

چنانچہ سعدؓ نے آ کر گزارش کی کہ آقاؐ اب
کوئی ترکیب ایسی ہو، عمل کر پائیں جس پر سب

قبائل درمیاں ہم دو فریقوں کے نہیں آئیں
اسی میں ہے بھلا سب کا انہیں یہ بات سمجھائیں

وگرنہ جانے آنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا
جو مقصد ہے ہمارا، اس سے حاصل ہو نہیں سکتا

نبی ﷺ ابوا میں ستر ساتھیوں کے ساتھ آتے ہیں

نبی کی شان ہے کہ جو کہے وہ خود بھی کرتا ہے
کسی سے وہ نہیں ڈرتا، خدا سے ہی وہ ڈرتا ہے

صحابہؓ کی قیادت میں کئی دستے تھے بھجوائے
انہیں ہر بات سمجھائی، سبھی منصوبے بتلائے

چنانچہ آپؐ نے سوچا کہ خود تشریف لے جائیں
قیادت کیسے ہوتی ہے، صحابہؓ کو یہ سمجھائیں

لیے ستر مہاجر آپؐ خود ودّان تک آئے
نظر کوئی نہ آیا، کس میں تھی ہمت کہ ٹکرائے

مگر اک کامیابی نے یہاں چومے قدم بڑھ کر
بنو ضمرہ مسلمانوں سے رہتے دور تھے اکثر

بنو ضمرہ کے بن مخشی[12] ملے آقائے عالمؐ سے
ہوئیں باتیں بڑی تفصیل سے آقائے عالمؐ سے

حلیفانہ ہوا اک عہد جو تحریر میں آیا
جسے آقائے عالمؐ نے زبانی اپنی لکھوایا

یہ لکھوایا، رسول اللہؐ کی جانب سے ہے یہ تحریر
بنو ضمرہ ہوئے مامون اب اور امن کی تصویر

کوئی ان سے لڑے گا تو مدد ان کی کریں گے ہم
مدد کے واسطے آواز ان کو جب بھی دیں گے ہم

تو ان کا بھی مدد کے واسطے آنا ضروری ہے
یہ سمجھوتا ابد تک ہے، ابد تک عمر اس کی ہے

یہیں نزدیک ہے ابوا، رسول اللہؐ نے فرمایا
عمرؓ! میں اپنے بچپن میں بھی اس گاؤں میں آیا تھا

مری ماں ہیں یہیں پر دفن، سب کچھ یاد ہے مجھ کو
عمرؓ نے یہ گزارش کی، چلیں آقاؐ جو ممکن ہو

پیادہ قبر پر آئے، تھیں آنکھیں آنسوؤں سے تر
رہے جب تک یہاں، روتے رہے وہؐ ماں کی تربت پر

چلے تھے جب مدینے سے، قیادت تب مدینے کی
رسول اللہؐ نے اپنے اک صحابی سعدؓ[13] کو سونپی

چنانچہ پندرہ دن تک رہے باہر مدینے سے
چلائے سعدؓ نے سب کام حکمت سے، قرینے سے

بواط آقا ﷺ امیہ[14] کے لیے تشریف لاتے ہیں

مدینے میں خبر پہنچی، امیہ بن خلف لے کر — بڑا اک قافلہ آتا ہے شہ راہِ تجارت پر
خبر سن کر ارادہ آپؐ نے فوراً یہ فرمایا — اُمیہ کے لیے تشریف خود لے جائیں گے آقاؐ
چلے دو سو صحابہؓ پیروی میں اپنے آقاؐ کی — یہ فوجِ خاص تیزی سے جو منزل تھی وہاں پہنچی
مگر وہ قافلہ اس راہ پر آیا، نہ مل پایا — چنانچہ آپؐ کا بھی قافلہ یثرب چلا آیا
رہے اس بار باہر آپؐ جتنے دن مدینے سے — چلائے سعدؓ نے سب کام حکمت سے، قرینے سے

جو دی تھی سعدؓ نے تجویز، زیرِ غور آتی ہے

جو دی تجویز حضرت سعدؓ[15] نے تو آپؐ نے سوچا — قبائل ہیں جو رستے پر مناسب اب یہی ہوگا
انہیں کفارِ مکہ سے مناسب دام ملتے ہیں — اُسی سے اُن کے آنگن میں خوشی کے پھول کھلتے ہیں
ہمیشہ سے انہیں کھل کر اماں یہ اپنی دیتے ہیں — اماں کے بدلے میں اُن سے بہت سرمایہ لیتے ہیں
ہم ان کے عہد کو توڑیں تو پھر ان سے لڑائی ہے — یہ ایسا کام ہے جس میں بُرائی ہی بُرائی ہے
یہی سوچا کہ اُن میں سے ہر اک سے بات کرتے ہیں — ابد کی زندگی پاتے ہیں یا دنیا پہ مرتے ہیں
کسی نے پوچھا آقاؐ سے ملے گا کیا قبائل کو — یہ فرمایا، وہ دولت پائیں گے بڑھ کر ہے سب سے جو
مقابل جس کے دولت کوئی ہرگز آ نہیں سکتی — جو آ جائے تو قیمت کوئی بھی وہ پا نہیں سکتی
یہ فرمایا، قبائل اب تو سونا چاندی لیتے ہیں — انہیں مجھ سے ملے گا وہ کہ جاں ہم جس پہ دیتے ہیں
میں دولت کے عوض اُن کو بشارت دوں گا جنت کی — یہ بالکل عارضی شے ہے مگر وہ مستقل ہو گی
یہاں کے نقد سے سودا وہاں کا شان والا ہے — یہ عزت کو گھٹاتا ہے، وہ عزت، آن والا ہے
چنانچہ وقت نے دیکھا یہی آقاؐ نے کر ڈالا — قبائل کے دلوں کو دین کی عظمت سے بھر ڈالا
معاشی فائدے کو چھوڑ کر وہ اس طرف آئے — یہ صدیوں کے وعدے توڑ کر وہ اس طرف آئے
تھے غفار و بنو ضمرہ قبیلے خوش نصیب ایسے — رہے جو اس عمل میں سب قبائل سے بہت آگے

تعاقب کرز بن جابر[16] کا آقا ﷺ خود ہی کرتے ہیں

شرارت کرنے میں کافر کبھی پیچھے نہ رہتے تھے — انہیں کیوں چین سے رہنے دیں آپس میں وہ کہتے تھے

۲۴۲

تھا کرز اک شخص ایسا، جو نڈر تھا اور مکی تھا مضافاتِ مدینہ میں نجانے کیسے آ پہنچا
مسلمانوں کے لوٹے جانور اور لے گیا اُن کو خبر اس بات کی آقائے دو عالمؐ تک آئی تو
لیے ستر صحابہؓ آپؐ نے پیچھا کیا اُس کا مگر اُس کو نظر آنا تھا نہ ہی وہ نظر آیا
نبیؐ کا قافلہ سفوان کی وادی میں آ اترا رہا کچھ دن علاقے میں، مدینہ پھر پلٹ آیا
قریںِ بدر ہے سفوان وادی جس کی نسبت سے اسی غزوہ کو بدرِ اولیٰ کہتے ہیں عرب والے
روانہ جب مدینے سے ہوئے تو آپؐ نے سونپی امارت زیدؓ[17] کو اپنی بجائے اس علاقے کی
عمل کر کے بتایا آپؐ نے سارے زمانے کو کہ دیں آیا ہے دنیا سے تفاوت کے مٹانے کو
رہے اس بار باہر آپؐ جتنے دن مدینے سے چلائے زیدؓ نے سب کام حکمت سے، قرینے سے

مقامِ ذی العشیرہ پر نبی ﷺ تشریف لاتے ہیں

خبر آئی کہ مکہ سے چلا ہے قافلہ ایسا جو شہ راہِ تجارت سے گزر کر شام جائے گا
قریشِ مکہ نے بھجوایا خاصا مال ہے اس میں حقیقت میں نبیؐ کے دشمنوں کا مال ہے اس میں
لیے دو سو مہاجر ساتھ آقاؐ نے، یہ مقصد تھا کہ آگے بڑھ کے اہلِ مکہ کا روکیں گے ہم رستہ
نبیؐ جب ذی العشیرہ آئے، اُن کو سب نے بتلایا کہ ایسا قافلہ کچھ روز پہلے تھا یہاں آیا
یہی وہ قافلہ ہے، شام سے واپس جب آیا تھا رسول اللہؐ نے اہلِ قافلہ پر ہاتھ ڈالا تھا
یہ بچ نکلا مگر پیغام پہنچا اس کا جب مکے اُسی پیغام پر کفار آئے بدر میں لڑنے
اسی غزوہ میں مدلج کے قبیلے نے کیا وعدہ مسلمانوں سے اب نہ جنگ کی حالت میں آئے گا
رہے اس بار باہر آپؐ جتنے دن مدینے سے ابو سلمہؓ نے سارے کام نمٹائے قرینے سے

نبی ﷺ کے حکم پر ابنِ جحشؓ نخلہ میں آتے ہیں

روانہ آپؐ نے اک دستہ نخلہ کو تھا فرمایا بنایا آپؐ نے عبداللہ[18] کو سردار دستے کا
یہ کُل بارہ مہاجر تھے جنہیں یہ کام سونپا تھا دیا سردار کو اک خط کہ جس میں کام لکھا تھا
رسول اللہؐ نے ایسا اس لیے اقدام فرمایا کہ ہر اک سے یہ منصوبہ بہر صورت رہے خفیہ
یہ فرمایا تھا آقاؐ نے کہ دو دن چل چکو گے جب جہاں پہنچو گے، سب کے سامنے کھولو گے یہ خط تب
چنانچہ جب سفر دو دن کا کر پائے تو خط کھولا تمہیں نخلہ کی وادی میں ہے جانا، اس میں لکھا تھا

ہدایت تھی، لگا کر گھات بیٹھو، بھیجو سب خبریں
جب آئے قافلہ تو اُس کی بھیجو ساری تب خبریں

پڑھا ابنِ جحشؓ[19] نے خط تو سب کو صاف بتلایا
یہ لگتا ہے ہماری اب شہادت کا ہے وقت آیا

شہادت جس کو ہو محبوب اُس کو اس کی دعوت ہے
جسے ہو زندگی پیاری، چلا جائے، اجازت ہے

وہاں بارہ کے بارہ نے شہادت کی تمنا کی
چنانچہ سب روانہ ہو گئے نخلہ کی جانب ہی

میانِ طائف و مکہ یہ نخلہ ہے مقام ایسا
جہاں عزیٰ کا بُت تھا، جس کی ہوتی تھی یہاں پوجا

کیا تھا کچھ سفر کہ سعدؓ[20] و عتبہؓ[21] رہ گئے پیچھے
ہوا ایسا کہ اپنا اونٹ وہ رستے میں کھو بیٹھے

بہت لمبے سفر کے بعد نخلہ آن پہنچے سب
لگا کر گھات بیٹھے، قافلہ دشمن کا پہنچا جب

تو یہ ماہِ رجب کا آخری دن تھا، عرب والے
حرام اس ماہ کو سارے سمجھتے اور کہتے تھے

کسی سے جنگ کرنا اس میں حرمت کے منافی ہے
صداقت کے منافی ہے، شرافت کے منافی ہے

کیا ابنِ جحشؓ نے مشورہ سب سے، یہ فرمایا
رجب کا آخری دن ہے، مہینہ ہے یہ حرمت کا

نہیں گر روکتے ہم قافلے کو تو سفر بے کار
حرم کی حدّ میں کل پہنچا تو بھی روکنا دشوار

چنانچہ سب نے رائے دی کہ حملہ کر دیا جائے
جو موقع ہاتھ آیا، ہاتھ سے جانے نہ وہ پائے

تھے ساتھ اُس قافلے کے نوفل و عثماں[22]، جو بیٹے تھے
اُسی عبداللہ یعنی آپؐ کے اک جانی دشمن کے

تھے عمرو[23] و ابنِ کیساں[24] بھی شریکِ قافلہ اُن کے
بہت سا مال لے کر سب یہ اس رستے سے آئے تھے

ہوا حملہ تو عمرو اک تیر کھا کر جان دے بیٹھا
اُسے دیکھا تو نوفل نے مناسب بھاگنا سمجھا

گرفتاری ہوئی عثماں کی اور ابنِ کیساں کی
چنانچہ لے کے اُن کو اور جو بھی مال تھا سب ہی

یہ لوٹ آئے مدینہ، آپؐ کی خدمت میں آئے جب
کیا اظہارِ ناراضی، سنے حالات جب یہ سب

یہ فرمایا کہ حکمِ جنگ تو تم کو دیا نہ تھا
رجب کا تھا مہینہ، اس لیے لڑنا بجا نہ تھا

چنانچہ مال سے اور قیدیوں سے ہاتھ یوں کھینچا
کہ جیسے جو ہوا تھا واقعہ وہ نامناسب تھا

کیا آزاد دونوں قیدیوں کو، مکہ بھجوایا
ولی کو خوں بہا اس قتل کے بدلے میں مل پایا

خبر کفارِ مکہ تک یہ پہنچی تو وہ بھنائے
لگائے آپؐ پر الزام جو بھی وہ لگا پائے

کسی نے یہ کہا کہ امن کی جو بات کرتے ہیں
رجب کے ماہ میں بھی اُنؐ کے ہاتھوں لوگ مرتے ہیں

کوئی کہتا لٹیرے ہیں، خیال ان کو نہیں رہتا
تقدس کے مہینے میں بڑا یہ جرم ہے کتنا

خدا نے پھر مسلمانوں پہ اپنا رحم فرمایا
وحی کر کے رسول اللہؐ کو یہ پیغام بھجوایا

کہو تم اُس سے جو کافر رجب کے بارے میں پوچھے
کہ لڑنا ہے گنہ اس میں، بڑا ہے یہ گنہ اس سے

کہ وہ خود تو ہے کافر، تم پہ پابندی لگاتا ہے اگر مسجد میں جاؤ تو تمہیں باہر بھگاتا ہے
گنہ اُس کا ہے بڑھ کر قتل سے، یہ اس کو بتلاؤ گنہ اس کا بہر صورت بڑا ہے، اس کو سمجھاؤ
رسول اللہؐ نے یہ پیغام سن کر کچھ سکوں پایا خدائے برتر و بالا نے اس الجھن کو سلجھایا

توضیحات وحوالہ جات

۲۴۴

۱۔ عبداللہ بن اُبَیّ
۲۔ عبداللہ بن اُبَیّ
۳۔ حضرت سعدؓ بن معاذ
۴۔ ابوصفوان امیہ بن خلف
۵۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک
۶۔ قبیلہ جہینہ کا سردار مجدی بن عمرو
۷۔ حضرت عبیدہؓ بن حارث بن عبدالمطلب شیبہ
۸۔ عکرمہ بن ابوجہل عمرو بن ہشام
۹۔ حضرت مقدادؓ بن عمرو البہرانی
۱۰۔ حضرت عتبہؓ بن غزوان المازنی
۱۱۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک
۱۲۔ عمرو بن مخشی الضمری
۱۳۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ
۱۴۔ امیہ بن خلف
۱۵۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک
۱۶۔ کرز بن جابر فہری
۱۷۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ
۱۸۔ حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد
۱۹۔ حضرت عبداللہؓ بن جحش

۲۰۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک

۲۱۔ حضرت عتبہ بن غزوان

۲۲۔ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ اور عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ

۲۳۔ عمرو بن حضرمی

۲۴۔ حکیم بن کیسان مولیٰ مغیرہ

۲۳۵

باب

۲۶

سبھی حالات جنگِ بدر سے پہلے بدلتے ہیں

عجب انداز میں حالات کی صورت بدلتی ہے

کئی باتیں ہیں ایسی کہ ضروری ذکر ہے جن کا
کہ وہ خود کو جہاں میں برتر و بالا سمجھتے تھے
وہ کرتے دشمنی تو انتہا اُس کی دکھا دیتے
وہ جو بھی کام کرتے، اس کو کہتے یہ صداقت ہے
حرم کے دائرے میں قتل کرنے پہ تھے آمادہ
رسول اللہؐ گئے یثرب تو ان کو تھا قلق اس کا
کہ آقاؐ کو نکالیں شہر سے سب باسی یثرب کے
لکھے خط اہلِ یثرب کو محمدؐ کو نہ ٹکنے دیں
معاشی ناکہ بندی سے اجیرن زندگی کر دی
چُرائے کرز[۱] نے آ کر یہاں سے جانور کتنے
بنو ضمرہ، جہینہ جب رسول اللہؐ کے کہلائے
مسلمانوں سے کہتے گھر میں گھس کر تم کو ماریں گے
عرب میں وہ کسی طاقت کو بھی خاطر میں نہ لاتے
ہوا اک واقعہ جب ذی العشیرہ میں تو وہ چونکے
پھر اس کے بعد نخلہ میں ہوا جو کچھ، وہ بھنائے
وہ چونکے، آ کے یثرب سے اگر یوں حملہ کرتے ہیں
یہی تھا طیش، اُن کو بدر تک جو کھینچ لایا تھا
کہ گھر میں گھس کے اب ہم سب مسلمانوں کو ماریں گے
ادھر اللہ نے دو ہجری میں یہ پیغام بھجوایا
یہ ایسا حکم تھا جس میں کھلا اب جنگ ہونی ہے

قریشِ مکہ کا ایسا رویہ تھا چلا آتا
شجاعت، علم، عزت میں بھی وہ یکتا سمجھتے تھے
ذرا سی بات ہوتی تو اُسے کھل کر ہوا دیتے
وہی گر دوسرا کر لے تو کہتے یہ حماقت ہے
کبھی اپنے چلن کا وہ نہیں کرتے تھے اندازہ
نہ پیچھا انؐ کا چھوڑا اور رہا اُن کا سدا منشا
فقط اس جرم میں کہ وہؐ خدا کو رب کہتے تھے
ہُبل کی گر خوشی مطلوب ہو تو اُنؐ کی جاں لے لیں
مسلط اہلِ یثرب پہ غریبی، مفلسی کر دی
جلائے دشمنِ اسلام نے یثرب میں گھر کتنے
انہوں نے ان قبائل کو عجب پیغام بھجوائے
تمہارے سر سے بھوت اسلام کا بالکل اتاریں گے
جو آتی اُن کے جی میں وہ سہولت سے کیے جاتے
مسلمانوں کو پہلی بار کچھ طاقت میں وہ سمجھے
کہ دو سو کوس سے چل کر یہاں عبداللہؓ[۲] تھے آئے
تو پھر مکہ پہ حملہ کرنے سے بھی کب وہ ڈرتے ہیں
اب اُن کے سر میں یہ خناس روز و شب سمایا تھا
جو غصہ اُن کے دل میں ہے، وہ غصہ یوں اتاریں گے
کہ جو لڑتے ہیں تم سے تم لڑو اُن سے، یہ سمجھایا
چنانچہ آپؐ نے سب سے کہا اب جنگ ہونی ہے

۲۴۷

بس اتنی بات پر جتنے منافق تھے وہ گھبرائے — ذرا سی دیر میں اُن کے رویے سامنے آئے
ادھر ہر اک مسلماں جنگ کو تیار بیٹھا تھا — سنبھالے اپنے ہاتھوں میں ہر اک تلوار بیٹھا تھا
ہوا جب واقعہ تحویلِ کعبہ کا تو سب سمجھے — بہت جلدی مسلمانوں کے اچھے دن اب آئیں گے
اشارہ تھا کہ اب کفار کو برباد ہونا ہے — مسلمانوں کا قبلہ جلد ہی آزاد ہونا ہے

صحابہؓ دو برائے جائزہ تشریف لاتے ہیں

سعیدؓ[۳] و طلحہؓ[۴] سے آقائے عالمؐ نے کہا، جائیں — شمالی سمت اور جا کر وہاں سے ہم کو بتلائیں
ابو سفیان کا وہ قافلہ جو شام پہنچا تھا — گزر پایا یہاں سے یا کہ مستقبل میں گزرے گا
صحابہؓ جلد حورا پہنچے اور ٹھہرے وہاں دونوں — ملی عزت جہاں پہنچے یا ٹھہرے یہ جہاں دونوں
کئی دن بعد گزرا قافلہ تو دونوں تیزی سے — خبر پہنچانے کو آقائے عالمؐ کی طرف دوڑے
خبر دی کہ بڑی دولت ابو سفیان لاتا ہے — بڑی ہی تیزی سے یہ قافلہ مکے کو جاتا ہے
حفاظت کے لیے محدود سے ہیں لوگ جس کے ساتھ — علاوہ مال کے کافی مویشی بھی ہیں اس کے ساتھ
یہ ظاہر تھا، اگر اس قافلے کو روک پاتے یہ — تو اہلِ مکہ کے دل پر بڑا گھاؤ لگاتے یہ
چنانچہ اہلِ حق میں آپؐ نے اعلان فرمایا — ابو سفیان لے کر قافلہ ہے اس طرف آیا
بہت ہے مال اُس کے ساتھ، کوشش کر کے تم دیکھو — ہے ممکن، یہ تمہارا ہی نصیبہ ہو، مقدر ہو
کہا یہ بھی کہ جو آئے رضاکارانہ ہی آئے — نہیں لازم کسی پر بھی کہ وہ اُس کام پر جائے
چلے تو تین سو تیرہ صحابہؓ نے رفاقت کی — مہاجر تھے جو شامل، تھے وہ گنتی میں چھیاسی ہی
تھے ستر اونٹ، دو گھوڑے سواری کے لیے سارے — مقرر ہو گئی باری، روانہ جب ہوئے سارے
مدینے کی امارت آپؐ نے جس شخص کو سونپی — یہ تھے بن امِ کلثوم[۵]، آپؐ کے دیرینہ تھے ساتھی
مگر جب روحا پہنچے تو کہا یہ بولبابہؓ[۶] سے — چلے جاؤ مدینہ، کام نمٹاؤ امارت کے
سبب یہ تھا کہ آپؐ آئے تھے بوسفیان کے پیچھے — مگر روحا میں آ کر پائے سب حالات بدلے سے
جُہینہ کے بسوئے بدر دو افراد بھجوائے — بسبس ابنِ عمر تھے اور عدی[۷] تھے نام ان دو کے
انہوں نے آ کے بتلایا ابو سفیان بچ نکلے — روانہ ہو چکا لشکر بڑا اک شہرِ مکہ سے
ہوا یوں جب ابوسفیان واپس شام سے آیا — تو آتے وقت اُس پر ہر گھڑی تھا خوف کا سایہ

۲۴۹

بہت سے لوگ ایسے تھے جنہیں اجرت وہ دیتا تھا
مسلمانوں کے بارے میں وہ خبریں اُن سے لیتا تھا

مسلماں تھے مدینے میں کہ اُس تک یہ خبر پہنچی
کہ آقاؐ نے مسلمانوں کو ہے اک ایسی دعوت دی

قیادت میں رسول اللہؐ کی آئیں، قافلہ روکیں
ہے جو بھی مال، حاصل کر کے آپس میں اُسے بانٹیں

چنانچہ اُس نے اجرت دے کے ضمضم[8] سے کہا جاؤ
قریشِ مکہ کو جا کر سبھی حالات بتلاؤ

کہو اُن سے کہ فوراً وہ حفاظت کے لیے آئیں
ہوں جتنے جنگجو، ہتھیار اپنے ساتھ وہ لائیں

قریبِ بدر پہنچا تو ملا آکر وہ مجدی[9] سے
پریشاں ہو گیا خاصا خبر پا کر وہ مجدی سے

کہ اُس نے کچھ نہیں دیکھا، سوائے دو سواروں کے
جو کچھ ہی دیر پہلے پاس اس ٹیلے کے آئے تھے

بٹھائے اونٹ، مشکیزے بھرے پانی سے، چل نکلے
اُسی رستے پہ جس رستے پہ چل کر تھے یہاں پہنچے

ابو سفیان ٹیلے کی طرف آیا، جگہ دیکھی
وہاں اس نے اٹھا کر اونٹ کی اک مینگنی توڑی

تھی اُس میں گٹھلی خرما کی، جسے دیکھا تو چلایا
قسم سے خرما تو یثرب کے اونٹوں ہی کا ہے چارا

چنانچہ اُس نے فوراً قافلے کا راستہ بدلا
وہ شہ راہِ تجارت چھوڑ کر ساحل پہ جا پہنچا

بچایا اس طرح سے اُس نے خود کو مدنی لشکر سے
یہ رستہ ساحلی اُس نے لیا تھا بس اسی ڈر سے

یہاں سے اہلِ مکہ کو نیا پیغام بھجوایا
روانہ ہو چکے تھے وہ، انہیں جحفہ میں یہ پہنچا

ہوا یوں کہ ابو سفیاں نے جب پہلی خبر بھیجی
تو اہلِ مکہ نے لڑنے کی کر لی پوری تیاری

مقرر کر دیا بو جہل کو سالار لشکر کا
کئی شکلوں میں لشکر کو ہر اک گھر سے ملا حصہ

رسد کا نو معزز مشرکوں نے لے لیا ذمہ
کمی کا اس طرح باقی رہا نہ اب کوئی خدشہ

تھے اس میں تیرہ سو افراد، سو گھوڑے تھے پاس اُن کے
سوار اونٹوں پہ بھی تھے اور تھے جنگی لباس اُن کے

ملی تازہ خبر تو اب سبھی سردار مل بیٹھے
ہوا یہ مشورہ پیچھے ہٹیں ہم یا بڑھیں آگے

کہا اخنس[10] نے بہتر ہے کہ ہم واپس چلے جائیں
مگر اکثر یہ بولے، مکہ جائیں منہ کیا دکھلائیں

چنانچہ جو کہا اکثر نے اُس پر وہ بڑھے آگے
نصیب اخنس کے باعث ہی بنو زہرہ کے یوں جاگے

کہ وہ اپنے قبیلے کو لیے واپس چلا آیا
یہ لشکر تین سو افراد سے یوں ہاتھ دھو بیٹھا

بڑھا کفار کا لشکر بڑی تیزی سے اب آگے
تکبر ہی جھلکتا تھا ہر اک کافر کے چہرے سے

عدی[11] کو چھوڑ کر سارے قریشی اس میں شامل تھے
نہ آیا بولہب[12] اپنی جگہ اک شخص بھجوا کے

ادھر جب آپؐ بو سفیان کے پیچھے تھے رستے میں
تو پہنچی یہ خبر ذفران[13] میں آقاؐ کے دستے میں

کہ اک لشکر بڑا کفار کا تیزی سے آتا ہے
ہزار افراد، ساماں جنگ کا بھی ساتھ لاتا ہے

رسول اللہ ﷺ لڑائی کے لیے مجبور ہوتے ہیں

رسول اللہؐ نے خبروں پر بہت گہرائی سے سوچا
نتیجہ یہ نکالا، حملہ ہرگز ٹل نہیں سکتا

اگر بڑھنے دیا کفار کو آگے تو نقصاں ہے
نہ روکا گر انہیں، برباد ہو جانے کا امکاں ہے

علاقے میں بڑائی اُن کی سب تسلیم کر لیں گے
قبائل کو یہ اپنے حق میں تب تقسیم کر لیں گے

بہت کمزور دعوت دینِ حق کی ہو گی ہر جانب
اثر میں اہلِ ایماں کے کمی بھی ہو گی ہر جانب

عداوت اور کدورت جو مسلمانوں سے رکھتے ہیں
وہ روزِ اولیں سے بس اسی خواہش میں بیٹھے ہیں

اگر موقع ملے تو ایک لمحے میں یوں چڑھ دوڑیں
نشاں تک صفحۂ ہستی سے ان کا محو کر ڈالیں

ضمانت کیا تھی اس کی کہ یہ لشکر آگے آئے گا
تو رستے سے پلٹ جائے گا، یہ یثرب نہ جائے گا

مسلمانوں کے گھر میں گھس کے جاں سے یہ نہ مارے گا
جو غصہ ہے مسلمانوں پہ یہ یوں نہ اتارے گا

چنانچہ اب ضرورت تھی بڑی جرأت، بسالت کی
جہاں بھر سے جداگانہ کسی جنگی قیادت کی

بلایا آپؐ نے سب کو برائے مشورہ فوراً
بتایا کھل کے جو درپیش تھا وہ مسئلہ فوراً

یہ فرمایا کہ خونی جنگ کا امکان لگتا ہے
بہت سی جانوں کا ہوتا ہوا نقصان لگتا ہے

مگر یہ جنگ لڑنا اب بہر صورت ضروری ہے
بقائے دیں کی خاطر دینا یہ قیمت ضروری ہے

پریشاں ہو گئے سن کے وہاں کچھ لوگ ایسے تھے
مگر اُن میں بہت تھے جو ہوئے تیار بیٹھے تھے

کہا سب نے لڑیں گے ہم، نتیجہ اس کا جو بھی ہو
جو فرمائیں، وہی قربانی دیں گے، چاہے جاں کی ہو

برائے بدر لشکر آپ ﷺ یوں ترتیب دیتے ہیں

صحابہؓ سے کہا آقاؐ نے کہ ترتیب دیں لشکر
شکستوں کا سبب بنتی ہے بے ترتیبی ہی اکثر

مہاجر جتنے تھے اُن کو کیا اک دستے میں شامل
علم اس کا علیؓ ابنِ ابی طالب کو تھا حاصل

بنا انصار کا دستہ، علم اُس کا اُسے بخشا
بہادر انتہا کے، نامِ نامی سعدؓ[14] تھا جن کا

دیا پرچم خصوصی آپؐ نے مصعبؓ[15] کو، فرمایا
تمہارے امتحاں کا یاد رکھو، وقت ہے آیا

کماں دی میمنہ کی اور فرمایا، زبیرؓ[16] اب کے
مقابل بے جگر ہو کر ہی آنا ہے تمہیں سب کے

کمانِ میسرہ مقدادؓ[17] کو بخشی، یہ سمجھایا
بہت مشکل تمہارا کام ہے یہ، اُن سے فرمایا

کماں ساقہ کی دی جب قیسؓ[18] کو تو یہ کہا اُن سے
ڈٹے رہنا ہے، اکھڑیں نہ قدم جب تک کہ دشمن کے

سنبھالی پورے لشکر کی کماں، آقائے عالمؐ نے
لڑایا جس طرح لشکر کو پھر سالارِ اعظمؐ نے

نہیں ایسی قیادت آج تک کوئی بھی کر پایا　　اگرچہ نام کتنے لوگوں کا تاریخ میں آیا

طلب ترتیبِ لشکر پر سبھی سے رائے ہوتی ہے

مکمل ہو چکی ترتیب تو یہ آپؐ نے پوچھا　　کسی کے دل میں ہو کچھ بات تو مجھ کو بتائے گا
مہاجر کیونکہ تھوڑے تھے مگر تینوں کمانوں کی　　کمان آقائے عالمؐ نے مہاجر لوگوں کو سونپی
چنانچہ آپؐ کی خواہش تھی انصار اس پہ کر لیں بات　　کہا یہ سعدؓ[19] نے قسمت میں آئے دن کہ آئے رات
مگر ہم آپؐ کے ہیں، آپؐ کے قدموں میں بیٹھیں گے　　اگر فرمائیں کودیں ہم سمندر میں تو کودیں گے
ہیں تلواروں کے بیٹے ہم، لڑائی کرتے آئے ہیں　　وہ ہوں گے اور جو مرنے سے آقاؐ! ڈرتے آئے ہیں
جہاں لے کر چلیں، چلنے کو ہم تیار بیٹھے ہیں　　یہاں جتنے بھی ہیں، سب آپؐ کے غم خوار بیٹھے ہیں
بڑھیں آگے، لڑیں گے اس طرح کہ آپؐ دیکھیں گے　　خدا پر جان دیں گے اس طرح کہ آپؐ دیکھیں گے
خدا کو گر ہوا منظور وہ جوہر دکھائیں گے　　جنہیں دیکھے سے آنکھیں آپؐ اپنی ٹھنڈی پائیں گے
سنیں یہ سعدؓ کی باتیں تو آقاؐ خوش ہوئے سن کر　　دعائیں دیں انہیں، حمد و ثنا جاری ہوئی لب پر

روانہ بدر کی جانب نبی ﷺ کی فوج ہوتی ہے

رسول اللہؐ نے فرمایا، اٹھو کہ وقت آیا ہے　　خدا نے اپنے بندوں کو یقیناً آزمایا ہے
اُسی کی جان ہے، دے دیں اُسی کو، کیا برائی ہے　　خدا کے رہ میں مٹ جانا یقیناً اک بڑائی ہے
بڑھے آگے تو رستہ مکے کا بائیں طرف چھوڑا　　چلے کچھ نازیہ پہنچے، وہاں سے آئے سب صفراؑ
پہاڑی موڑ کاٹے کہ اصافر جن کو کہتے ہیں　　وہاں سے آگئے اُس جا، جہاں تودے ہی تودے ہیں
انہیں دائیں طرف چھوڑا تو منزل کے قریب آئے　　تھا بدر اب سامنے اُن کے، یہاں آ کر اُتر پائے
جنوبِ وادی میں اسفل پہاڑی سلسلہ ہے جو　　یہاں پانی کے چشمے ہیں، یہاں کوئی بھی آئے تو
انہی چشموں سے پانی لے کے وہ آگے کو بڑھتا ہے　　یہیں پانی ہے، باقی ہر طرف صحرا ہی صحرا ہے
چنانچہ آپؐ لشکر لے کے فوراً اس جگہ آئے　　کہ جتنے دن پڑاؤ ہو، یہ پانی اس کے کام آئے

ہدایاتِ ضروری آپ ﷺ سب لوگوں کو دیتے ہیں

یہاں آ کر سبھی لوگوں کو سمجھایا محبت سے　　کرایا ان کو واقف جنگ کی پوری حقیقت سے
کہا پہلے لڑائی انفرادی لڑتے آئے ہیں　　علاقے میں بہت لوگوں نے نام اس میں کمائے ہیں

۲۵۱

مگر یہ جنگ بالکل مختلف ہے ساری جنگوں سے　—　امنگیں مختلف ہیں اس کی سب ذاتی امنگوں سے
خدا کے نام پر ہے جنگ جواب کے لڑیں گے ہم　—　اُسی کے نام ہی اب زندگی اپنی لکھیں گے ہم
سکھایا آپؐ نے سب کو صفیں کیسے بنانی ہیں　—　مثلث شکل میں فوجیں کدھر کو لے کے جانی ہیں
اگر تعداد کم ہو تو اُسے کیسے لڑانا ہے　—　علم کیسے اٹھانا ہے، قدم کیسے بڑھانا ہے
غرض کوئی بھی پہلو آپؐ نے مخفی نہیں رکھا　—　لڑائی کے سبھی اقدام کے بارے میں بتلایا

صحابیؓ مشورہ دیتے ہیں، جو منظور ہوتا ہے

ہوئیں جب ختم باتیں تو حبابؓ[20] اُٹھے، ہوئے گویا　—　پڑاؤ کی جگہ کیسے چنی ہے آپؐ نے آقاؐ
یہ حسبِ حکمِ ربی ہے یا جنگی اس میں حکمت ہے　—　یہ فرمایا، چنی ہے میں نے خود ہی یہ حقیقت ہے
گزارش کی صحابیؓ نے کہ کچھ آگے چلیں آقاؐ　—　پڑاؤ ڈالیں اُس چشمے پہ جو آخر میں ہے آتا
وہاں سے فاصلہ دشمن کا رہ جائے گا ہم سے کم　—　جہاں تک پہنچنے کو چاہیے اس میں بہت دم خم
سوائے اک اسی چشمے کے باقی پاٹ دیں گے سب　—　بنائیں گے ہم اس چشمے پہ گہرا حوض ایسا اب
کہ جس کو بھر کے پانی سے پئیں گے ہم لڑائی میں　—　مرے گا پیاس سے دشمن، جئیں گے ہم لڑائی میں
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اچھا مشورہ ہے یہ　—　حقیقت میں مناسب وقت پر تم نے دیا ہے یہ
چنانچہ نصف شب کے بعد لشکر اس طرف آیا　—　صحابہؓ نے بنایا حوض، باقی چشموں کو پاٹا

عریش جنگ بنوائیں، گزارش سعدؓ کرتے ہیں

بڑھے اب سعدؓ[21] آگے اور آقاؐ سے گزارش کی　—　مرے آقاؐ! لڑائی کا یہ پہلو نہ رہے مخفی
خدا ہم کو نوازے گا، وہ غلبہ ہم کو بخشے گا　—　ہماری کامیابی کو زمانہ آ کے دیکھے گا
مگر آقاؐ! خدا نہ خواستہ قصہ ہوا برعکس　—　تو اس صورت میں ہر اک کام ہی ہو جائے گا برعکس
ہمیں ہنگامی سب احوال کو بھی دیکھنا ہوگا　—　ضروری ہے کہ رکھنا چاہیے ہم کو خیال ان کا
گزارش ہے کہ ہم کیوں نہ بنائیں اک جگہ ایسی　—　جہاں تشریف رکھیں آپؐ، گر صورت ہو ہنگامی
سواری ہو میسر، آپؐ یثرب کو چلے جائیں　—　کہ اپنے جاں نثاروں میں وہاں محفوظ ہو پائیں
محبت ہم سے بڑھ کر آپؐ سے وہ لوگ کرتے ہیں　—　وہ اللہ اور نبیؐ کے نام پر جیتے ہیں، مرتے ہیں
انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ کوئی جنگ بھی ہوگی　—　انہیں معلوم گر ہوتا نہ پیچھے رہتا کوئی بھی
رسول اللہؐ نے فرمایا، کہا تم نے بجا ہے یہ　—　بہت بروقت اچھا مشورہ تم نے دیا ہے یہ

چنانچہ عارضی مرکز قیادت کا ہوا تعمیر   صحابہؓ نے بڑی تیزی سے اس کو کر دیا تعمیر
ذرا پیچھے پڑاؤ سے تھا ٹیلہ، جس پہ اک چھپر   بنایا آپؐ کی خاطر صحابہؓ نے وہاں مل کر

رسول اللہ ﷺ برائے جائزہ باہر نکلتے ہیں

رسول اللہؐ یہاں پہنچے تو یارِ غارؓ کو لے کر   نکل آئے قرینِ بدر اک صحرائی رستے پر
یہ خواہش تھی پتا چل پائے کچھ کفارِ مکہ کا   گئے کچھ دور ہی تھے کہ ملا اک آپؐ کو بوڑھا
یہ پوچھا آپؐ نے اُس سے، محمدؐ ہیں کہاں بابا   پتا کچھ اہلِ مکہ کا، کہاں ہے قافلہ اُن کا
کہا بوڑھے نے پہلے یہ بتاؤ تم کہاں کے ہو   پھر اس کے بعد میں بتلاؤں گا پوچھو گے تم جو جو
کہا یہ آپؐ نے کہ آپ بتلائیں نہ بدلہ لیں   بتائیں آپ پہلے کچھ تو پھر ہم اپنی بتلائیں
چنانچہ اس نے جو معلوم تھا وہ اُن کو بتلایا   مگر حیرت ہوئی کہ اُس نے جو بتلایا وہ سچ تھا

مقرر آپ ﷺ جاسوسی پہ کچھ لوگوں کو کرتے ہیں

یہاں پہنچے تو اک دستہ رسول اللہؐ نے بھجوایا   زبیرؓ[۲۲] و سعدؓ[۲۳] اور ابنِؓ ابی طالب[۲۴] سے فرمایا
کہ جاسوسی کرو تاکہ پتا کچھ چل سکے اس کا   چلا تھا اہلِ مکہ کا جو لشکر وہ کہاں پہنچا
گئے تینوں، پکڑ کر لائے دو مکی غلاموں کو   دو مشکیزوں میں چشمے سے تھے پانی بھرنے آئے جو
جو پوچھا اُن سے، بولے، اہلِ مکہ کے وہ سقے ہیں   مگر سمجھے مسلماں کہ وہ دونوں جھوٹ کہتے ہیں
ابو سفیان کے ہیں آدمی دونوں، یہ سمجھے تھے   کرانے کے لیے تسلیم اُن سے، سختی کر بیٹھے
رسول اللہؐ تھے سجدے میں، ہوئے فارغ تو فرمایا   یہ سقے اہلِ مکہ کے ہیں، سچ دونوں نے بتلایا
پھر اُن سے آپؐ نے پوچھا، کہاں ہیں اہلِ مکہ اب   کہا اُس ٹیلے کے پیچھے تھے، آئے تھے یہاں ہم جب
وہ ٹیلہ وادی کے آخر میں تھا، سو آپؐ نے پوچھا   ہیں کتنے لوگ ساتھ اُن کے، ارادہ کیا ہے اب ان کا
کہا دونوں نے اُن کو کچھ نہیں معلوم، کتنے ہیں   یہ پوچھا آپؐ نے کہ اونٹ کتنے روز کٹتے ہیں
کہا کٹتے ہیں نو لیکن کسی دن دس بھی کٹتے ہیں   یہ فرمایا کہ پھر تو اک ہزار افراد آئے ہیں
معزز لوگ لشکر میں، بتاؤ، کون آئے ہیں   بتایا عتبہ[۲۵] اور شیبہ[۲۶] کو اپنے ساتھ لائے ہیں
علاوہ ان کے نوفل[۲۷]، حارث[۲۸] و بوالبختری[۲۹] ہیں ساتھ   حکیم[۳۰] و زمعہ[۳۱] و بوجہل[۳۲] اور ابن عدی[۳۳] ہیں ساتھ
سنے یہ نام تو فرمایا آقاؐ نے صحابہؓ سے   جگر کے ٹکڑے آئے ہیں، تمہارے پاس مکہ کے

روانہ جحفہ سے اب لشکرِ کفار ہوتا ہے

ادھر جحفہ سے مشرک چل پڑے پایا یقیں یہ جب — کسی صورت کوئی سازش نہ ہو گی اُن کے پیچھے اب
ضمانت لی کہ اب اہلِ کنانہ نہ ستائیں گے — وہ حملے کے لیے پیچھے کسی صورت نہ آئیں گے
تکبر سے چلے آپس میں باتیں کرتے جاتے تھے — خدا سے اور کبھی اس کے نبیؐ سے طیش کھاتے تھے
بہت غصے میں تھے، کہتے تھے، اب یہ بچ نہ پائیں گے — ہیں گنتی کے مسلماں، ان کو دنیا سے مٹائیں گے
انھی باتوں ہی باتوں میں قریبِ بدر آ پہنچے — ہوئی جب شام تو وادی کے باہر سارے آ اترے

مقابل اہلِ حق کے لشکرِ کفار آتا ہے

گزاری رات اور جب دن چڑھا تو وہ بڑھے آگے — مقابل اہلِ ایماں، بدر میں کافر رُکے آ کے
بڑھا اک دستہ پانی کے لیے اور حوض پر آیا — کہو نہ کچھ، انہیں چھوڑو، رسول اللہؐ نے فرمایا
عجب قصہ کہ اُس دن حوض سے جس نے پیا پانی — حکیم اُن میں سے بچ پائے، ہوئے باقی فنا سب ہی
مسلماں ہو گئے تھے، زندہ بچنے پر وہ کہتے تھے — خدا نے بدر میں محفوظ رکھا مجھ کو مرنے سے
لڑائی جب ہوئی، سب موت کی وادی میں جا سوئے — انہوں نے فصل وہ کاٹی، تھے جس کے بیج خود بوئے
پڑاؤ کر کے ابنِ وہب [۳۴] نکلا اپنے گھوڑے پر — کہ چکر وہ لگا کر دیکھ لے اسلام کا لشکر
گیا وہ دور تک یہ دیکھنے لشکر وہاں نہ ہو — لگا کر پورا چکر اپنے لشکر میں وہ آیا تو
بتایا اُس نے سب کو تین سو کل آدمی ہیں وہ — مگر مجھ کو عجب سی کچھ بلائیں ہی دکھی ہیں وہ
لدی ہے موت یثرب کے کبھی اونٹوں پہ اور ان پر — محافظ اُن کی تلواریں ہیں، جب آئیں گے بڑھ چڑھ کر
تو لگتا ہے کہ اُن میں سے کوئی خالی نہ جائے گا — وہ تم میں سے یقیناً اک نہ اک کا خوں بہائے گا
تمہارے خاص لوگوں کو نشانہ وہ بنائیں گے — اگر یہ مر گئے جینے میں کیا ہم لطف پائیں گے
ابھی ہے وقت، سوچو، سوچنے میں کیا برائی ہے — لڑائی میں خسارہ ہے، لڑیں نہ تو بھلائی ہے
مگر بوجہل نے تو بس لڑائی ہی کی ٹھانی تھی — کسی کی بات مانی اور نہ اب تک اُس نے مانی تھی

لڑائی ٹالنے کی کچھ قریشی بات کرتے ہیں

تھے کچھ مشرک یہاں ایسے جو لڑنے سے گریزاں تھے — وہ کہتے تھے، لڑائی لڑ رہے ہیں آج اپنوں سے
حکیم [۳۵] اٹھے، انہوں نے کوششوں کی ابتدا کر دی — ملے عتبہ [۳۶] سے بولے یہ کہ ہم نے انتہا کر دی

ہیں اپنی قوم کے سردار، نیکی آپ کرتے ہیں ۔۔۔ مگر اب آپ بھی شاید بھلے کاموں سے ڈرتے ہیں
سنا عتبہ[37] نے تو بولا، بتاؤ کام وہ کیا ہے ۔۔۔ گزارش کی کہ عتبہ! جنگ سے ہر طور بچنا ہے
ہے قتلِ عمرو[38] یا پھر مال کا جو کچھ بھی قصہ ہے ۔۔۔ اگر یہ آپ ذمہ لیں تو باقی دشمنی کیا ہے
کہا عتبہ نے کہ منظور ہے، میری ضمانت لو ۔۔۔ دیت کا میرا ذمہ ہے، ہوا نقصان بھی جو جو
مری خواہش ہے کہ بو جہل کو تم جا کے سمجھاؤ ۔۔۔ کرو کوشش، ہے ممکن اس طرح لڑنے سے بچ جاؤ
پھر اس کے بعد عتبہ نے کہا اپنوں سے یہ اٹھ کر ۔۔۔ بتاؤ کہ لڑائی کس طرح واجب ہے ہم سب پر
محمدؐ کون ہیں اور ساتھ اُن کے کون ہیں سوچو ۔۔۔ ہے اُن کا قتل ایسے جیسے کرنا قتل اپنوں کو
چلو واپس، محمدؐ کو انہی کے حال پر چھوڑو ۔۔۔ کریں جو کچھ ہمیں کیا، کام جو کرتے ہیں، کرنے دو
عرب والوں کے ہاتھوں قتل ہوں تو قتل اُن کے سر ۔۔۔ اگر ایسا نہ ہو پایا، ہم اپنے گھر، وہ اپنے گھر
مگر اُن کو پتا ہو گا کہ ہم جو کرنے والے تھے ۔۔۔ انہیںؐ درپیش تھے اخطار جو وہ ہم نے ٹالے تھے
یہ دونوں صورتیں بالکل ہمارے حق میں جاتی ہیں ۔۔۔ ہوں جنگیں جس طرح کی بھی، تباہی لے کے آتی ہیں
حکیم آ کر ملے بو جہل سے، پیغام پہنچایا ۔۔۔ جو عتبہ نے دیت اور مال کے بارے میں بھیجا تھا
سنا بو جہل نے پیغام تو نخوت سے وہ بولا ۔۔۔ گیا ہے سوج عتبہ کا عدو کو دیکھ کر سینہ
عدو کے درمیاں بیٹھا ہوا عتبہ کا بیٹا[39] ہے ۔۔۔ اسی باعث مسلمانوں سے وہ سب کو ڈراتا ہے
سنا عتبہ نے تو بو جہل کو دیں گالیاں اس پر ۔۔۔ کہا یہ بھی کہ سینہ کس کا سوجا جنگ کی سن کر
سبھی کے سامنے ساری حقیقت آنے والی ہے ۔۔۔ حقیقی جو بھی ہے صورت، وہ صورت آنے والی ہے
بڑھا جب اختلاف اس پر تو عامر[40] کو بلا بھیجا ۔۔۔ کہا بو جہل نے اُس سے، حلیف اُس کا سہی عتبہ
وہ ہم سب میں معزز ہے مگر بے جا وہ کہتا ہے ۔۔۔ لڑائی ترک کرنے کے خیالوں میں وہ رہتا ہے
تمہارے بھائی کے قاتل اُسے اب اپنے لگتے ہیں ۔۔۔ کہاں کا انتقام اب جانے کو تیار بیٹھے ہیں
وہ کہتا ہے چلو مکہ، لڑائی جھگڑے سب چھوڑو ۔۔۔ اٹھو تم، اپنا بھائی قتل ہونے کی دہائی دو
چنانچہ اُس کے سمجھانے پہ عامر نے دہائی دی ۔۔۔ فضا سن کے دہائی، بن گئی پھر سے لڑائی کی

جگہ تبدیل ہوتی ہے، دعائے خاص ہوتی ہے

ہوئی جب رات، تھوڑی سی جگہ تبدیل فرمائی ۔۔۔ کہ کل سورج پڑے نہ سامنے یہ ذہن میں آئی
دیا ترتیب لشکر اور اشارہ کر کے فرمایا ۔۔۔ فلاں اِس جا پہ ہوگا قتل، اُس جا پر فلاں ہوگا

جب آیا لشکرِ کفار دیکھا اور فرمایا — تکبر موت کی وادی میں اس کو کھینچ کر لایا
دعا فرمائی، اللہ! یہ تجھے اور تیرے بندے کو — سدا جھوٹا ہی کہتے ہیں، ہمیں کہتے ہیں جھوٹا جو
انہیں تو اینٹھ کے رکھ دے، مدد کر اپنے بندے کی — غرور ان کا فنا کر دے، مٹا ان کی انا کو بھی
اشارہ کر کے عتبہ[۴۱] کی طرف، سب سے یہ فرمایا — یہ واحد شخص ہے جو ساتھ اپنے خیر ہے لایا
اگر لوگوں نے اس کی بات مانی تو بھلا ہوگا — وگرنہ جو بھی رستہ وہ چنیں گے وہ برا ہو گا
مقرر کر دیا پہرہ، صحابہؓ سے یہ فرمایا — کرو آرام، کل کے دن جو ہو گا دیکھا جائے گا
اسی شب ہو گئی بارش، یہ رحمت کا اشارہ تھا — کوئی بارش میں نہ جاگا، خدا نے وہ سکوں بخشا
ہوا یہ فائدہ بارش کا، مٹی جم گئی ساری — عدو بارش کے باعث بڑھ نہ پایا، یہ رہی جاری

ہدایاتِ ضروری آپ ﷺ سرداروں کو دیتے ہیں

نبیؐ نے اک شجر کی اوٹ میں شب باشی فرمائی — دعائے نیم شب کے بعد دل سے یہ صدا آئی
کہ کل میں اپنی آنکھوں سے بشارت رب کی دیکھوں — میں اپنی جیت کی صورت عنایت رب کی دیکھوں
ہوا دن، اپنے لشکر میں رسول اللہؐ چلے آئے — علم برداروں، سرداروں کو اُن کے فرض سمجھائے
دیا یہ حکم، جب تک نہ کہا جائے، لڑیں نہ وہ — بلا مقصد ذرا سا بھی کسی جانب بڑھیں نہ وہ
اکٹھے ہو کے جب کفار آئیں تو چلائیں تیر — سبھی سن لیں، ہو ممکن جس طرح اپنے بچائیں تیر
فقط اس وقت تم تلوار اپنی آزماؤ گے — کہ جب سمجھو، اگر یوں نہ کیا، نقصاں اٹھاؤ گے
بلا مقصد تھکو گے تو لڑو گے کس طرح ان سے — نہیں گر تیر ہوں گے تو بچو گے کس طرح ان سے
صفوں کو سیدھا فرمایا، ہر اک نکتہ بھی سمجھایا — عدو کی ممکنہ چالوں کے بارے میں بھی بتلایا
لیے صدیقِ اکبرؓ کو عریشِ جنگ میں آئے — وہیں سے آپؐ نے جاری سبھی احکام فرمائے
مقرر سعدؓ[۴۲] اک دستہ وہاں کرکے، رہے خود بھی — وہاں کوئی نہ آ پائے، بہر صورت یہ کوشش کی

عقیدت کا حسیں منظر نگاہوں میں سماتا ہے

صفیں جب آپؐ سیدھی کر رہے تھے تیر اک لے کے — سوادؓ[۴۳] اس وقت اپنی صف سے قدرے آگے ٹھہرے تھے
لگا کر تیر اُنؓ کے پیٹ پر یہ اُنؓ سے فرمایا — رہو بالکل برابر، یہ اصولِ جنگ سمجھایا
وہؓ پیچھے ہٹ گئے لیکن گزارش کی کہ اے آقا! — ہوئی تکلیف مجھ کو تیر سے، اب مجھ کو دیں بدلہ
ہٹا کر آپؐ نے کپڑا شکم سے اُنؓ سے فرمایا — سوادؓ! آؤ، اگر تم چاہتے ہو، مجھ سے لو بدلہ

وہؓ آئے آپؐ کی جانب، لپٹ کر لے لیا بوسہ — رسول اللہؐ نے پوچھا کیوں کیا ایسا تو بتلایا
مری خواہش تھی کہ جلدِ مبارک سے میں اپنی جلد — کسی صورت سے مَس کرلوں، کہوں سب سے کہ میری جلد
ہوئی ہے مَس مرے آقاؐ سے، کیسی شان والا ہوں — قریب اُنؐ کے رہا کتنا، انوکھی شان والا ہوں
یہ ایسا واقعہ ہے جس سے یہ اظہار ہوتا ہے — کسی سے جب کسی کو انتہا کا پیار ہوتا ہے
وہ اُس سے، اُس کے ہراک حکم سے بھی پیار کرتا ہے — کہے جیسے وہ جیتا ہے، کہے جیسے وہ مرتا ہے
یہی تھا فرق آقاؐ کے غلاموں، جاںنثاروں میں — اور اُنؐ کے دشمنوں کے پیروکاروں، چوب داروں میں
ادھر شفقت، ادھر نخوت، ادھر چاہت، ادھر نفرت — نہ سرداروں میں کچھ نسبت، نہ پیروکاروں میں نسبت

دعا کے واسطے بوجہل ہاتھ اپنے اٹھاتا ہے

ادھر کفار نے بھی اپنی صف بندی مکمل کی — بہت ہتھیار تھے اور فوج بھی اُن کی فزوں تر تھی
دعا کے واسطے بوجہل نے اپنے اٹھائے ہاتھ — خداوندا! جو سچا ہے اُسی کا آج دے تُو ساتھ
غلط جو بات کرتا ہے، قرابت کاٹتا ہے جو — اُسے تُو توڑ کر رکھ دے، تُو خفت آج دے اُس کو
جو تجھ کو بڑھ کے پیارا ہے، مدد آج اُس کی تو کردے — پسندیدہ ہے جو تیرا، اُسے تُو سرخرو کر دے
یہی ہے وہ دعا جس پر خدا نے صاف فرمایا — کہ اللہ مومنوں کے ساتھ ہے، حامی ہے وہ اُن کا

لڑائی کا مقامِ بدر پر آغاز ہوتا ہے

کیا آغاز اسود[۴۴] نے، کہا کہ عہد کرتا ہوں — کہ پانی حوض سے پیتا ہوں یا پھر لڑ کے مرتا ہوں
مقابل حمزہؓ آئے، وار اُس پہ وہ کیا، اُس کی — اُسی اک وار ہی سے کٹ گئی اک ٹانگ کی پنڈلی
اٹھا پھر بھی بڑھا وہ حوض کی جانب تو حمزہؓ نے — لگائی ضرب ایسی کہ تماشا دیکھا دنیا نے
گرا وہ حوض میں اور پھر وہاں سے اٹھ نہیں پایا — یہ پہلا قتل حمزہؓ نے یوں اپنے نام لکھوایا
مرا وہ تو بڑھے آگے ولید[۴۶-ا] وعتبہ[۴۵] وشیبہ[۴۶] — مُعَوِّذ[۴۷] عوف[۴۸] اس جانب سے نکلے اور عبداللہ[۴۹]
انہیں دیکھا تو وہ بولے یہاں سے تم چلے جاؤ — جو ہم سر ہوں ہمارے جا کے اُن کو سامنے لاؤ
علیؓ، حمزہؓ، عبیدہؓ[۵۰] سے رسول اللہؐ نے فرمایا — بڑھو آگے، بتاؤ کہ مقابل کون ہے آیا
قریش دیکھ کر اُن کو یہ بولے ٹھیک ہے آؤ — شرافت میں ہو ہم سرتم، ہمیں بے شک نہ بتلاؤ
علیؓ، حمزہؓ نے اپنے دو مقابل ڈھیر کر ڈالے — عبیدہؓ چونکہ بوڑھے تھے، وہ اُن جیسا نہ کر پائے
عبیدہؓ اور عتبہ تھے مقابل، وار دونوں کے — لگے اک دوسرے کو، زخم آئے دونوں کو گہرے

۲۵۸

علیؓ اور حمزہؓ فارغ ہو کے عتبہ کی طرف آئے ۔۔۔ کیا قتل اُس کو پل بھر میں، عبیدہؓ کو اٹھا لائے
زیادہ خون بہنے سے عبیدہؓ ہو گئے بے ہوش ۔۔۔ مسلسل پانچ دن تک اس طرح سے وہ رہے بے ہوش
مدینہ واپسی پر صفرا کی وادی میں جب پہنچے ۔۔۔ اسی بے ہوشی میں وہ ہو گئے اللہ کو پیارے
یہ وہ آغاز تھا کہ ہوش مشرک اپنے کھو بیٹھے ۔۔۔ وہ اپنے تین سرداروں سے اپنے ہاتھ دھو بیٹھے
چنانچہ غصے میں آ کر انہوں نے کر دیا حملہ ۔۔۔ مسلمانوں نے جرأت کی تو پسپا ہو گیا حملہ
ہٹے کچھ دیر کو پیچھے، بڑھے پھر آگے قوت سے ۔۔۔ دفاعی طرز اپنائی مسلمانوں نے حکمت سے
رہے ثابت قدم، حملوں کو ڈٹ کر روکتے تھے یہ ۔۔۔ انہیں نقصان پہنچا کر ہی اکثر روکتے تھے یہ
تکبر لشکرِ کفار کی خو تھی، وتیرہ تھا ۔۔۔ مسلمانوں کے لب پر نام اللہ کا، نبیؐ کا تھا
عجب منظر تھا تلواریں جھنکتیں، تیر چلتے تھے ۔۔۔ نظر جس سمت اٹھتی، خون کے چشمے ابلتے تھے
بڑا گھمسان کا رن پڑ رہا تھا، شور تھا ہر سو ۔۔۔ لڑائی کا حقیقت میں بڑا ہی زور تھا ہر سو
کہیں انسان کٹتے تھے، کہیں تھے جانور کٹتے ۔۔۔ اکٹھے ہو کے آتے، ٹولیوں میں خود بخود بٹتے
وہ عالم تھا کہ لفظوں میں بیاں ہے جس کا ناممکن ۔۔۔ بتانا یہ لڑائی کون جیتے گا تھا ناممکن

مدد کے واسطے آقا ﷺ دعا اللہ سے کرتے ہیں

عریشِ جنگ میں آقاؐ نے مانگی یہ دعا، مولا! ۔۔۔ کیا جو عہد ہے مجھ سے وہ فرما آج تُو پورا
ترے بندوں کا یہ لشکر اگر مارا گیا تو پھر ۔۔۔ عبادت ہو نہ پائے گی کبھی تیری، یہ ہے ظاہر
خداوندا! میں تجھ سے تیرے وعدے کا سوالی ہوں ۔۔۔ تُو اپنے ان جیالوں پر کرم فرما سوالی ہوں
وحی بھیجی خدا نے اور مدد کا وعدہ فرمایا ۔۔۔ فرشتے میں تمہارے پاس کچھ لمحوں میں بھیجوں گا
فرشتے اک ہزار ایسے تسلسل سے اب آئیں گے ۔۔۔ کہ سب کو آپؐ چاروں سمت پھیلا دیکھ پائیں گے
سرِ اقدس اٹھایا اور کہا بوبکرؓ سے کہ اب ۔۔۔ پریشانی مجھے کوئی نہیں، اللہ ہے حامی جب
فرشتے آتے ہیں ناموسِ اکبرؑ[۵۱] سب سے آگے ہیں ۔۔۔ وہ دیکھو سامنے، میدان میں تشریف لاتے ہیں
زرہ پہنے ہوئے تھے آپؐ، باہر آئے چھپر سے ۔۔۔ تسلی کے سبھی آثار چہرے سے نمایاں تھے
یہ فرمایا کہ لشکر اُن کا جلدی پیٹھ پھیرے گا ۔۔۔ ہزیمت وہ اٹھائے گا، زمانہ اس کو دیکھے گا
پھر اس کے بعد کچھ مٹی اٹھائی اپنے ہاتھوں میں ۔۔۔ اُسے پھینکا سبھی کفار کے چہرے پہ، آنکھوں میں
یہ مٹی پھینک کر کفارِ مکہ کی طرف دیکھا ۔۔۔ کہا کہ تیرے ہر دشمن کا بگڑے اے خدا، چہرہ

ہوا ویسا ہی، مٹی ہر عدو تک کچھ نہ کچھ پہنچی
یہی وہ واقعہ ہے جس پہ یہ آیت[52] وہیں اتری

حقیقت میں وہ ہرگز آپؐ نے کچھ بھی نہ پھینکا تھا
جو پھینکا اُن کی جانب وہ فقط اللہ نے پھینکا

دعا کے بعد نقشہ جنگ کا یکسر بدلتا ہے

فرشتے ہو چکے نازل تو فرمایا صحابہؓ سے
قسم ہے آج جو بڑھ کے لڑے گا اہلِ مکہ سے

جو ڈٹ جائے گا راہِ حق میں، اپنی جاں لڑائے گا
یقیں رکھو کہ ہر حالت میں وہ جنت میں جائے گا

بڑھو تم بے خطر آگے، عدو پر اپنے چڑھ دوڑو
جو آئے سامنے مارو، وہ کیا لگتا ہے، مت سوچو

سنا جب حکم آقاؐ کا، ہوئی سب کی عجب حالت
ہر اک یہ چاہتا تھا کہ اُسے پہلے ملے جنت

رسول اللہؐ نے سب میں جوش ایسا کر دیا پیدا
تمنائی خدا کی راہ میں مرنے کا ہر اک تھا

رسول اللہؐ دلا کر جوش آگے بڑھتے جاتے تھے
بڑھے آگے تو حضرت عوفؓ[53] رستے میں ملے اُنؐ سے

یہ پوچھا کہ خدا بندے سے خوش ہوتا ہے کب آقاؐ
''ڈبوئے ہاتھ خالی جسم سے دشمن میں'' فرمایا

زرہ یہ عوفؓ نے سن کر اتاری اور بڑھے آگے
مسلسل لڑتے لڑتے ہو گئے اللہ کو وہ پیارے

زیادہ دیر نہ گزری تھی، آقاؐ کو لگا ایسے
ہو دشمن کے دباؤ میں کمی آنے لگی جیسے

کہا یہ آپؐ نے، دشمن کو کچلو، جانے نہ پائے
یہ سنتے ہی صحابہؓ نے وہ جوہر اپنے دکھلائے

فلک حیران، دشمن تھا پریشاں دیکھ کر حملہ
صفیں الٹی گئیں اس کی، ہوا جب تیز تر حملہ

زرہ پہنے رسول اللہؐ بڑھے آگے تو پھر کیا تھا
صحابہؓ قتل کر دیتے، عدو جو بھی نظر آتا

نبیؐ جب سب سے فرماتے، رُکومت، اب بڑھو آگے
ہزیمت اہلِ مکہ کی ہے قسمت، یہ ابھی بھاگے

تو اس سے جنگ میں کچھ اور بھی تیزی نظر آتی
مسلمانوں کی جب تلوار اٹھتی، خوں سے تر آتی

عجب اموات کا عالم مسلط، اب تھا دشمن پر
تھیں کٹتی گردنیں، معلوم نہ ہوتا کٹیں کیونکر

ابوداؤد[54] کہتے ہیں، میں اک مشرک کے پیچھے تھا
ابھی تلوار سونتی بھی نہ تھی کہ سر کٹا اُس کا

یہ دستِ غیب ہے کوئی، سمجھ میں آگیا مجھ کو
مدد بالکل وہ آپہنچی، نبیؐ نے تھی بتائی جو

بنے عباسؓ[55] جب قیدی، انہیں اک شخص لے آیا
رسول اللہؐ کو خود عباسؓ نے آ کر یہ بتلایا

مجھے پکڑا نہیں اس نے، وہ کوئی اور تھا کہ جو
تھا گھوڑے پر سوار اُس نے بعجلت دھر لیا مجھ کو

نہیں تھے سر پہ اس کے بال لیکن خوبصورت تھا
پھر اس کے بعد میداں میں اُسے میں نے نہیں دیکھا

رسول اللہؐ نے فرمایا، نظر وہ کیسے پھر آتا
جو بھیجے اللہ نے، اُن میں سے وہ بھی اک فرشتہ تھا

فرارِ ابلیس ہوتا ہے، تعاقب اس کا ہوتا ہے

روایت ہے کہ شیطاں خود بھی شامل تھا لڑائی میں — وہ حلیے میں سراقہ[56] کے رہا لڑتا لڑائی میں
مگر جب غیب سے آئی مدد تو دیکھ کر اُس کو — وہ بھاگا، جب اُسے اس حال میں حارثؓ نے دیکھا تو
وہ بھاگے اور شیطاں کو بڑی تیزی سے جا پکڑا — وہ سمجھے کہ سراقہ ہے، کہا اُس سے نہ چھوڑوں گا
مگر حارثؓ[57] کے سینے پر لگایا اُس نے اک گھونسا — گرے حارثؓ زمیں پر تو وہاں سے تیزی سے بھاگا
اُسے اس حال میں دیکھا، پکارے اہلِ مکہ تب — سراقہ بھاگتے ہو کیوں، لڑائی ہو رہی ہے جب
کہا اُس نے کہ جو کچھ دیکھا میں نے، اُس سے ڈرتا ہوں — کنارا اس لیے اب اہلِ مکہ تم سے کرتا ہوں

عجب منظر ہے میداں کا، مسلماں حملہ کرتے ہیں

ابھی گزری تھی کچھ ہی دیر کہ مشرک ہوئے پسپا — بڑھے آگے مسلماں اور اُن پر کر دیا حملہ
صفوں کو کاٹ کر آگے مسلماں بڑھتے جاتے تھے — کلامِ پاک اُن میں سے بہت سے پڑھتے جاتے تھے
وہ کرتے مشرکوں کو قتل ، جو بچتا پکڑ لیتے — اُسے قیدی بنا کر دست و پا اس کے جکڑ دیتے
بہت جلدی مچی بھگدڑ، سبھی کفار یوں بھاگے — کہ مٹھی بھر مسلماں پیچھے، لشکر اُن کا تھا آگے
یہ منظر دیکھ کر بو جہل آگے آیا اور چیخا — سراقہ کے جدا ہونے کا کیوں تم کو ہوا صدمہ
وہ سازش سے یہاں آیا تھا، سازش تھی محمدؐ کی — ولید[58] و عتبہ[59] اور شیبہ[60] مرے کہ سب نے کی جلدی
قسم ہے لات، عزیٰ کی، کبھی واپس نہ جائیں گے — جکڑ کر رسیوں سے ان کو ، مکہ کھینچ لائیں گے
نہیں مارو انہیں، قیدی فقط ان کو بنانا ہے — انہیں ان کی شرارت کا مزہ پورا چکھانا ہے
ذرا سی دیر میں لیکن حقیقت کھل گئی اُس پر — بہر سو منتشر ہونے لگا کفار کا لشکر
وہاں البتہ اک ٹولا تھا جو اب تک مقابل تھا — اسی میں دین کا سب سے بڑا دشمن بھی شامل تھا
حفاظت کے لیے گھیرے میں لے رکھا تھا لوگوں نے — اُسے اس حال میں دیکھا مسلماں نوجوانوں نے
یہ دو تھے اور انصاری تھے، یثرب سے یہ آئے تھے — دلوں میں اپنے یہ بوجہل سے نفرت ہی لائے تھے
قلق تھا ان کو کہ یہ گالیاں بکتا ہے آقاؐ کو — تمنا تھی کہ موت اس کی انہی کے ہاتھ سے ہی ہو
اُسے دیکھا نہیں تھا، اس لیے بن عوف[61] سے پوچھا — کہ وہ دشمن خدا کا ہے کہاں، ہم نے نہیں دیکھا
اشارہ غول کی جانب کیا بن عوف نے، بولے — میانِ غول گھوڑے پر ہے، جو ناراض ہے سب سے

خدا کا اور نبیؐ کا ہے وہی سب سے بڑا دشمن
ہمیشہ سے رہا ہے آپؐ کا سب سے کڑا دشمن

نشاں ملتے ہی دونوں دشمنِ دیں کی طرف لپکے
معاذؓ [٦٢] اُن دونوں کا تھا نام، دونوں ہی بہادر تھے

پلک جھپکی نہ تھی، دونوں نے اُس کو قتل کر ڈالا
ہراک دونوں میں داعی تھا کہ اُس کو میں نے ہے مارا

رسول اللہؐ نے تلواروں کو دیکھا اور فرمایا
حقیقت یہ ہے کہ بوجہل کو دونوں نے ہے مارا

عجب انداز میں بوجہل اپنی جان دیتا ہے

خدا نے کامیابی سے نوازا اپنے بندےؐ کو
ہوئے وہ سرنگوں، آئے تھے طاقت کے جنوں میں جو

لڑائی ختم ہونے پر رسول اللہؐ نے فرمایا
کوئی جاتا، خبر بوجہل کی لاتا، یہ بتلاتا

ہوا انجام کیا اُس کا، وہ زندہ ہے یا ہے مردہ
صحابہؓ سب گئے میدان میں، لاشوں کو جا دیکھا

گئے عبداللہؓ بن مسعود بھی، اُنؓ کو نظر آیا
تھی حالت غیر تب اُس کی، بمشکل سانس لیتا تھا

انہوںؓ نے اُس کی گردن کو دبایا پاؤں سے، پوچھا
کہ اے دشمن خدا کے، کیا ہوا انجام اب تیرا

خدا نے تجھ کو رسوا کر دیا سارے زمانے میں
بُرا انجام ہی تیرا ہوا، سارے زمانے میں

وہ بولا، میں معزز ہوں، نہیں مجھ سے بڑا کوئی
بس اس کا دکھ ہے قاتل میرا ہوتا دوسرا کوئی

کسانوں [٦٣] نے کیا ہے قتل مجھ کو، کاش یوں ہوتا
کسی ہم سر کے ہاتھوں قتل ہوتا، چین سے سوتا

تکبر سے کہا اُس نے کہ اے بکری کے چرواہے [٦٤]
تُو اونچا ہو گیا ہے پاؤں گردن پر مری رکھ کے

قلم عبداللہؓ نے اُس کا کیا سر اور لے آئے
بڑی تفصیل سے آقاؐ کو سب احوال بتلائے

اُسے دیکھا تو فرمایا، مدد ہے ذاتِ باری کی
کیا وعدہ ہر اک پورا، شکست اس نے عدو کو دی

پھر اس کے بعد آئے لاش پر، سب سے یہ فرمایا
اسے دیکھو، سبھی دیکھو، یہ ہے فرعون امت کا

ہوئے کچھ واقعات ایسے کہ حیرت اُن پہ ہوتی ہے

عجب تھی یہ لڑائی جس میں بھائی سے لڑا بھائی
پدر جس میں تھا کافر اور پسر اللہ کا شیدائی

ولید [٦٥] و بوحذیفہؓ [٦٦] دونوں بھائی تھے مگر دونوں
مخالف لشکروں میں تھے، لڑے دل کھول کر دونوں

تھا عتبہ [٦٧]، بو حذیفہؓ کا پدر، ایماں نہ لایا تھا
لڑائی میں مقامِ بدر پر ہی کام آیا تھا

امیہ [٦٨]، ابنِ عوفؓ [٦٩] آپس میں گہرے یار تھے دونوں
خلاف اک دوسرے کے برسرِ پیکار تھے دونوں

چچا آقاؐ کے تھے عباسؓ [٧٠]، لڑنے بدر میں آئے
وہ مشرک تھے سو اہلِ حق انہیں قیدی بنا لائے

٢٦١

بنا ابنِ عمیر[1] اس جنگ میں قیدی، اُسے دیکھا — تو اس کے بھائی مصعبؓ[2] نے اُس انصاری سے فرمایا
اسے تم کس کے رکھنا، ماں بہت ہے مال دار اس کی — بہت سا مال فدیے میں یقیناً وہ تمہیں دے گی
سنا بھائی نے تو بولا، مرے بارے میں کہتے ہو — جواب اُس کو دیا، احمق ہو، کن سوچوں میں رہتے ہو
نہیں تم میرے بھائی، میرا بھائی ہے وہ انصاری — تمہیں جس نے کیا ہے قید، جو تم پر پڑا بھاری
عمرؓ نے اپنے ماموں عاص[3] کو خود قتل فرمایا — پسر[4] کو حضرتِ بوبکرؓ نے دیکھا تو للکارا
مرے جتنے بھی مشرک، اُن کے بارے میں یہ فرمایا — کنویں میں ان کو لا پھینکو، یہی بہتر ہے حل ان کا
تھے غمگیں بوحذیفہؓ[5] جب وہ عتبہ[6] کو وہاں لائے — رسول اللہؐ نے ہمدردی کے کچھ الفاظ فرمائے
کہا یہ بو حذیفہؓ نے مجھے غم ہے فقط اس کا — مرے یہ کفر پر، اے کاش یہ انجام نہ ہوتا
یہ دور اندیش تھے اور خوبیاں کتنی ہی رکھتے تھے — تھا مجھ کو یہ یقیں یہ آپؐ پر ایمان لائیں گے
نہیں اُمید تھی، یہ اس طرح دنیا سے جائیں گے — مریں گے کفر پر، اسلام کو اپنا نہ پائیں گے
دعا دی بو حذیفہؓ کو نبیؐ نے اُنؓ سے فرمایا — سراپا سچ ہے وہ جو ان کے بارے میں ہے بتلایا
صحابی اک تھے عکاشہ[7]، دلیری سے جو لڑتے تھے — کیا حملہ تو حملے میں ہوئے تلوار کے ٹکڑے
رسول اللہؐ کی خدمت میں ہوئے حاضر، گزارش کی — مرے آقاؐ عطا ہو مجھ کو اک تلوار اچھی سی
رسول اللہؐ نے اُنؓ کو دے دیا لکڑی کا اک تختہ — لڑو اس سے، یہ ہے تلوار، آقاؐ نے یہ فرمایا
لیا عکاشہؓ نے تختہ، ہلایا زور سے اس کو — ہوئے حیران تختے کو عدو پر آزمایا تو
کہ وہ تختہ نہیں، تلوار تھی جب ہاتھ میں تھاما — بڑی ہی کاٹ تھی اُس کی، عدو پر جب کیا حملہ
لڑائی میں ہمیشہ وہ مکمل کامراں ہوتے — وہ اس تلوار کو ہاتھوں میں لے کر شادماں ہوتے
پڑا تھا نام عون اس کا، مچی ہر سمت دھوم اس کی — لڑیں عکاشہؓ نے جتنی بھی جنگیں یہ رہی ساتھی

رسول اللہ ﷺ مخاطب میتوں سے آ کے ہوتے ہیں

لڑائی ختم ہوتے ہی، رسول اللہؐ نے فرمایا — لڑائی میں بتاؤ کون کون اپنا ہے کام آیا
کرو پہچان سب کی اور گنو کافر مرے کتنے — بتاؤ نام اُن سب کے، مرے سردار ہیں جتنے
مسلماں کل ہوئے چودہ شہید اسلام کی خاطر — ملا کر سارے سرداروں کو کل ستر مرے کافر
مسلمانوں میں آٹھ انصار تھے اور چھ مہاجر تھے — کرائے دفن آقاؐ نے، صحابہؓ سارے حاضر تھے
جہاں کفار کی لاشیں پڑی تھیں، خود وہاں آئے — مخاطب کر کے لاشوں کو عجب الفاظ فرمائے

نبیؐ کے واسطے کتنا بڑا کنبہ تھے تم سب لوگ
کہا جھوٹا، کیا تنہا، کیا کرتے ہیں یوں کب لوگ

مری تصدیق اوروں سے ہوئی، اوروں نے اپنایا
نکالا تم نے، اوروں نے مجھے آنکھوں پہ بٹھلایا

رسول اللہؐ مقامِ بدر پر، سہ روز تک ٹھہرے
روانہ ہونے سے پہلے کنارِ چاہ تک آئے

سبھی سردار کہ جن کو کنویں میں ڈالا تھا، ان کا
نسب کے ساتھ لے کر نام یہ آقاؐ نے فرمایا

بتاؤ، کیا نہیں بہتر تھی طاعت ایک اللہ کی
خدا نے ہم سے جو بھی بات کی، ہراک ہوئی پوری

تمہارے رب نے وعدہ کیا جو کیا ہوا پورا
ہمارے رب نے وعدہ کیا جو وہ کیا پورا

عمرؓ آگے بڑھے، بولے کہ لاشوں سے یہ کیا باتیں
سنا کرتی ہیں لاشیں بھی کسی کی یہ بھلا باتیں

سنی یہ بات آقاؐ نے تو فرمایا، عمرؓ! سن لو
قسم اُس ذات کی پیدا کیا جس نے، کہا ہے جو

وہ سب کچھ سن رہے ہیں درحقیقت تم سے بھی اچھا
جواب اس کا نہیں دیتے مگر سنتے ہیں وہ سارا

ہزیمت خوردہ اہلِ مکہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

شکستِ فاش کھا کر دوڑے جب میدان سے مشرک
ہوا جو بدر میں اس پر بہت حیران تھے مشرک

مسلمانوں نے جب حملہ کیا تو بھاگ آئے وہ
ندامت ہی وہ لا سکتے تھے مکے میں، سوائے وہ

وہاں سب سے جو پہلے آیا، عبداللہ کا بیٹا[۷۸] تھا
بہت سے لوگ آئے، پوچھا خبریں لائے ہو کیا کیا

وہ بولا، شیبہ[۷۹] اور عتبہ[۸۰]، امیہ[۸۱] جان دے بیٹھے
مرے بوالبختری[۸۲]، بوجہل[۸۳]، اور سردار سب اچھے

امیہ کا پسر صفوان[۸۴] کعبہ ہی میں بیٹھا تھا
سنے اشراف کے جب نام، سن کر نام وہ چونکا

وہ بولا حیسماں[۸۵] اس وقت اپنے ہوش کھو بیٹھا
ذرا پوچھو مرے بارے میں کہ میرا بنا ہے کیا

وہ بولا، وہ تو میرے سامنے ہے صحنِ کعبہ میں
ہوا ہے قتل باپ اور بھائی اس کا بدرِ کبریٰ میں

شکستِ فاش کی جوں ہی خبر آئی تو مل بیٹھے
سبھی سردار وہ جو جنگ میں شامل ہوئے نہ تھے

کیا اعلان کہ نوحہ گری ہرگز نہیں ہوگی
یہاں معمول میں کوئی کمی ہرگز نہیں ہوگی

ابورافعؓ یہ کہتے ہیں کہ میں عباسؓ کے گھر تھا
مرا ایمان اک اللہ پر تھا اور نبیؐ پر تھا

مرے مالک[۸۶] بھی لے آئے تھے ایماں پر چھپاتے تھے
تھیں ام الفضل[۸۷] بھی ایماں پہ، مالک یہ بتاتے تھے

نہیں تھی ایسی مکہ کی فضا، ظاہر کریں سب پر
کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اللہ اور محمدؐ پر

خبر آئی شکستِ فاش کی تو دل سے راضی تھا
سنی بی بیؓ[۸۸] نے تو انؓ کا بھی چہرہ تمتما اٹھا

اچانک بولہب آیا وہاں، بے حد پریشاں تھا
شکستِ فاش پر نادم تھا، غمگیں اور حیراں تھا

ابھی بیٹھا ہی تھا اک شور نے ہم سب کو چونکا یا — ہوا معلوم مکہ میں ابوسفیان[89] ہے آیا
بلایا پاس اپنے بولہب نے اُس کو اور پوچھا — بھتیجے کھل کے بتلاؤ، بنا کیا بدر والوں کا
ابو سفیان بولا، پوچھو مت قصہ لڑائی کا — لڑائی چھڑتے ہی ہم پر عجب عالم مسلط تھا
جسے وہ چاہتے کہ مار ڈالیں، مار دیتے تھے — جسے وہ چاہتے، زندہ پکڑ کر باندھ لیتے تھے
مگر اپنوں کو میں ہرگز ملامت کر نہیں سکتا — ہزیمت کا میں الزام ان پہ ہرگز دھر نہیں سکتا
مسلمانوں سے کب میدان میں اپنی لڑائی تھی — وہاں لڑنے کو اوپر سے کوئی مخلوق آئی تھی
وہ چٹے لوگ تھے، چتکبرے گھوڑوں پر جو آئے تھے — مقابل ان کے ہم کچھ دیر کو بھی ٹک نہ پائے تھے
سنا میں نے تو بولا، یہ نہیں انساں، فرشتے تھے — یہ سن کے بولہب تو ہو گیا دیوانہ غصے سے
زمیں پہ اس نے پٹخا مجھ کو، مکوں سے مجھے مارا — مری بی بی نے دیکھا تو اسے اک ڈنڈا دے مارا
کہا اس سے کہ اس کا گھر نہیں مالک تو تُو سمجھا — کہ اس کو مارے گا تو کون اب اس کو چھڑائے گا

بھیانک بولہب نے موت پائی، دفن ہوتا ہے

کیا تھا بولہب نے آپؐ کو تنہا زمانے میں — خدا نے اس کو بالکل کر دیا رسوا زمانے میں
وہ ظالم تھا، سدا کمزوروں کو اس نے ستایا تھا — ابو رافع[90] پہ اس نے بے سبب ہی ظلم ڈھایا تھا
ابھی گزرا تھا اک ہفتہ، سزا یہ ظلم کی پائی — اسے طاعون نے گھیرا، اسی میں اس کی موت آئی
مرا ایسی بھیانک موت کہ کوئی عزیز اس کا — مرض کے ڈر سے پل بھر کے لیے بھی پاس نہ آیا
مرا تو تین دن کے بعد کھودا اک گڑھا، جس میں — دھکیلا اس کو لکڑی سے، وہ جیسے ہی گرا اس میں
تو پتھر دور سے پھینکے، چھپائی اس طرح سے لاش — ٹھکانے اس کے بیٹوں نے لگائی اس طرح سے لاش

کوئی روئے نہ مکے میں، یہ پابندی لگاتے ہیں

مقامِ بدر پر اسود[91] کے تینوں بیٹے[92] کام آئے — خبر پا کر بھی پابندی کے باعث رو نہیں پائے
کئی دن بعد اک عورت کے رونے کی سنی آواز — وہ سمجھے مکے میں رونے کا شاید ہوگیا آغاز
غلام اپنے کو بھجوایا کہ جاؤ پوچھ کر آؤ — اجازت مل گئی ہو رونے کی تو آ کے بتلاؤ
میں رونا چاہتا ہوں کہ لگی ہے آگ سینے میں — بھلا کیا لطف اب باقی رہا ہے ایسے جینے میں
غلام آیا، کہا کہ گم ہوا ہے اونٹ عورت کا — وہ اس نقصان پر روتی ہے کیونکہ بیش قیمت تھا

ستا تو خود پہ قابو نہ رہا، اشعار[۹۳] کہہ ڈالے
کہا کہ روتی ہے، اس کو پڑے ہیں اونٹ کے لالے

نہ رو تو اونٹ کو، رو بدر پر، قسمت جہاں پھوٹی
جہاں پر لاشیں ہیں سرداروں کی اور میرے بیٹوں کی

اگر رونا ہی ہے تو رو، مرے بیٹوں کی لاشوں پر
سمجھتے تھے جنہیں سب ہی بہادر شیر سے بڑھ کر

مرے وہ تو بنے سردار اپنے ایسے ویسے اب
یہ سارے ایسے ویسے بن گئے ہیں کیسے کیسے اب

خبر نصرت کی قاصد اہلِ یثرب کو سناتے ہیں

ملی جب کامرانی آپؐ نے خوش خبری دینے کو
روانہ جلد ہی فرمادیے یثرب کو قاصد دو

روانہ زیدؓ[۹۴] کو زیریں مدینہ فوری فرمایا
عوالی کی طرف عبداللہ[۹۵] کو جلدی سے بھجوایا

مقامِ بدر کی جانب چلے تھے جب تو یثرب میں
مخالف دین کے ہنستے تھے، رہتے تھے جو یثرب میں

یقیں تھا ان کو ان میں سے کوئی واپس نہ آئے گا
بہر صورت ہر اک مومن وہاں خفت اٹھائے گا

چنانچہ جنگ ہوتے ہی اڑادی اک خبر جھوٹی
شکستِ فاش کی تہمت لگا دی آپؐ پر جھوٹی

یہودی اور منافق ہر طرف یہ کہتے پھرتے تھے
محمدؐ (سب کے منہ میں خاک) جاں سے ہاتھ دھو بیٹھے

مدینے کی فضا دشمن فضا میں ڈھلتی جاتی تھی
حسد کی آگ ہر حاسد کے دل میں جلتی جاتی تھی

اچانک زیدؓ، پہنچے دور سے دیکھا تو وہ بولے
اکیلے آرہے ہیں دیکھ لو قصوا پہ وہ بیٹھے

محمدؐ (سب کے منہ میں خاک) جاں سے ہاتھ دھو بیٹھے
وگرنہ اس سواری پر وہی ہم کو نظر آتے

غلام انؐ کا بچا کر جان یثرب بھاگ آیا ہے
سواری اپنے آقاؐ کی وہؓ اپنے ساتھ لایا ہے

مدینے زیدؓ پہنچے، سب مسلماں بھاگ کر آئے
بتاؤ تو سہی، تم بدر سے کیسی خبر لائے

بتایا زیدؓ نے اللہ نے نصرت سے نوازا ہے
مسلمانوں کو خوشیوں کا خزانہ اس نے بخشا ہے

یہ سنتے ہی خدا کے نام سے یثرب چمک اٹھا
لبوں پر حمد تھی یا نام تھا آقائے عالمؐ کا

مبارک دینے کی خاطر، مسلماں اس طرف بھاگے
کہ جس جانب سے لشکر لے کے آقاؐ آنے والے تھے

خوشی کے ساتھ یثرب نے اسی دن ایک غم پایا
رسول اللہؐ کی بیٹی[۹۶] نے جہاں سے پردہ فرمایا

رقیہ بی بیؓ جو کہ تھیں غنی عثمانؓ کی زوجہ
نہ جنگِ بدر میں شامل ہوئے عثمانؓ سبب یہ تھا

کہ ان کی اہلیہؓ بیمار تھیں، آقاؐ نے فرمایا
کرو تم دیکھ بھال انؓ کی اگر موقع کوئی آیا

تو اپنے جنگ کے جوہر زمانے کو دکھا لینا
تم اپنے زورِ بازو کو کبھی پھر آزما لینا

٢٦٥

ملا مالِ غنیمت جو، نبی ﷺ تقسیم کرتے ہیں

ہوئے جب منتشر کفار، میداں چھوڑ کر بھاگے — صحابہؓ میں سے کچھ ان کے تعاقب میں بڑھے آگے
ہوئے کچھ قتل انؓ کے ہاتھوں کچھ کو وہ پکڑ لائے — بہر صورت انہیں ذلت سے وہ دوچار کر آئے
صحابہؓ میں سے کچھ ایسے تھے جو مالِ غنیمت کو — اکٹھا کر کے لے آئے ملا ان کو جہاں سے جو
صحابہؓ میں سے کچھ ایسے تھے جو آقائے عالمؐ کی — حفاظت سے نہیں غافل رہے اک لمحہ، اک پل بھی
اُٹھا کے لائے جو مالِ غنیمت، ان کا دعویٰ تھا — کہ جو کچھ جو بھی لایا ہے، وہ سارا مال ہے اس کا
ہر اک کا تھا خیال اس کے سبب ہی مال ہے آیا — ہر اک داعی تھا کہ اس میں زیادہ اس کا ہے حصہ
چنانچہ اک عجب صورت ہوئی در پیش آقاؐ کو — دلائل اپنے حق میں دے گیا حاضر ہوا جو جو
خدائے برتر و بالا نے یہ پیغام بھجوایا — کہ ہے مالِ غنیمت تو نبیؐ کا اور اللہ کا
اگر تم سچے مومن ہو، کرو طاعت نبیؐ کی تم — ڈرو اللہ سے مانو بات ہر لمحہ اسی کی تم
چنانچہ آپؐ نے سب سے کہا کہ مال لے آؤ — کہا عبداللہ[97] سے کہ اپنی نگرانی میں لے جاؤ
چلے اور جب مقامِ نازیہ پہنچے تو فرمایا — ہو بھائی سو برابر سب کے حصے میں ہے یہ آیا
الگ فرمایا پہلے خمس، باقی جو بچا سارا — برابر اس سے سارے ساتھیوں کو دے دیا حصہ
ہر اک نے فیصلے پر سر کیا خم لے گیا حصہ — چنانچہ ہو گیا وہ ختم جو درپیش تھا قصہ

سزا کچھ مجرموں کو آپ ﷺ رستے میں سناتے ہیں

سفر میں واپسی پر جب مقامِ صفرا پہ پہنچے — جرائم جن کے جنگی تھے، سبھی وہ غور سے دیکھے
نضر[98] اک شخص تھا جس نے ہمیشہ ظلم ڈھایا تھا — رسول اللہؐ کو اُس نے حد سے بڑھ کر ستایا تھا
ہوئی جب جنگ تو پرچم اسی نے تھام رکھا تھا — مسلمانوں سے وہ اظہارِ نفرت کرتا رہتا تھا
وہ اپنے قول سے اور فعل سے ان کو ستاتا تھا — بہت الزام دھرتا تھا، بہت باتیں بناتا تھا
بلایا اور کہا کہ قتل اس کو کر دیا جائے — کیا ہے اس نے جو بھی آج تک، اس کی سزا پائے
علیؓ نے حکم کی تعمیل کی اور قتل کر ڈالا — بڑھایا قافلہ آگے ذرا چل کے اسے روکا
بلایا عقبہ[99] کو جس وقت عقبہ سامنے آیا — سبھی کو یاد اس کا ظلم اس کو دیکھ کے آیا
اسی نے آپؐ پر اک اوجھڑی مکہ میں ڈالی تھی — اسی نے ڈال کر گردن میں چادر کی تھی کوشش بھی

کہ کر دے آپؐ کو وہ قتل تاکہ جاں چُھٹے اُن کی
یہی خواہش تھی اُس کی اور یہ خواہش سبھی کی تھی

دیا جب حکم اس کے قتل کا تو اس نے یہ پوچھا
کہ بچوں کے لیے ہے کون، آقاؐ نے یہ فرمایا

فقط ہے آگ، پھر فرمایا عاصمؓ ابنِ ثابت سے
اڑا دو اس کی گردن ایک لمحہ میں، بڑھو آگے

ہوئی تعمیل، مجرم موت کی وادی میں جا سویا
جو بویا تھا کبھی ہاتھوں سے اپنے سو وہی کاٹا

عجب حکمت ہے پوشیدہ کیے جو فیصلے یہ دو
حوالے سے انھی کے یہ ملا پیغام دشمن کو

کہ جیسا تم کروگے ویسا ہی بھرنا تمھیں ہو گا
بُرا کر کے برے انجام سے ڈرنا تمھیں ہوگا

سزائیں دو جگہ پر دیں کہ ہر دشمن سمجھ جائے
کہ انجام اس کا بھی ہوگا یہی ہم سے نہ ٹکرائے

اسیروں سے بھلائی کا تقاضا آپ ﷺ کرتے ہیں

روانہ ہو کے اب یہ قافلہ روحا میں آپہنچا
مدینے سے جہاں اک وفد ملنے کے لیے آیا

مبارک باد جس نے پیش کی آقاؐ کی خدمت میں
جو شامل وفد میں تھے سب ہی مخلص تھے رفاقت میں

مدینہ پہنچے تو نامِ خدا کا ورد جاری تھا
جو دشمن تھے دلوں پہ ان کے ان کا خوف طاری تھا

مسلمانوں کی طاقت کی دلوں پر دھاک اب بیٹھی
عجب جنگی مہارت کی سبھوں پر دھاک اب بیٹھی

نتیجہ یہ کہ تھا اب ہر طرف اسلام کا چرچا
نبیؐ کے صدق کا چرچا، خدا کے نام کا چرچا

یہاں اک روز میں کافر کئی ایمان لے آئے
جو ڈرتے تھے، کھلے بندوں وہی ایمان لے آئے

بظاہر آپؐ پر عبداللہ[1] بھی ایمان لے آیا
مگر سب نے کہا جھوٹا ہے، یہ ایماں نہیں لایا

فقط اک دن کے وقفے سے وہاں قیدی بھی آپہنچے
صحابہؓ کو بلایا آپؐ نے، قیدی سبھی بانٹے

ہدایت کی کہ ان کے ساتھ ہو حُسنِ سلوک ایسا
تصور بھی نہ اپنے ذہن میں رکھتے ہوں یہ جیسا

چنانچہ سب صحابہؓ لے گئے قیدی یہ اپنے گھر
کیا سب نے عمل پوری طرح سے اس ہدایت پر

انہیں روٹی کھلاتے، خود کھجوریں کھا کے سو جاتے
وہ اس طرزِ عمل سے ان کی شرمندہ سے ہو جاتے

جو قیدی بن کے آئے فیصلہ اب ان کا ہوتا ہے

مدینے میں مسلمانوں کے قیدی بن کے جو آئے
ہوا یہ مشورہ ، کیا فیصلہ ان کا کیا جائے

کہا بوبکرؓ نے آقائے عالمؐ سے، یہ سارے لوگ
ہیں اپنے ہی، رہے ہیں یہ کبھی سارے ہمارے لوگ

انہیں جاں سے نہ ماریں لے کے فدیہ چھوڑ دیں ان کو
ہوا ممنون ان میں سے ہمارے اس عمل سے جو

ہے ممکن یہ کہ کل ایمان لے آئے، بنے اپنا
خدا کے دین کی یہ روشنی پائے، بنے اپنا

عمرؓ بولے کہ فوراً آپؐ ان کو قتل کر ڈالیں
سراپا روگ ہیں یہ لوگ، ہم یہ روگ کیوں پالیں

کوئی جس کا قریبی ہے اسی کے یہ حوالے ہو
قریبی ہی کے ہاتھوں قتل ہو دیکھے اسے جو جو

اسے بھی اور خدا کو بھی ہمارا علم ہو جائے
کہ راہِ حق میں ہم رشتوں کو خاطر میں نہیں لائے

یہ ہیں سردار اپنی قوم کے ان کو نہیں چھوڑیں
یہ موقع ہے خدا کے دشمنوں کی ہم کمر توڑیں

یہ بولے بوعبیدہؓ[101] ان کو زندہ ہی جلادیں ہم
مٹانے ہم کو آئے تھے، انہیں کیوں نہ مٹادیں ہم

سنیں ہر اک کی باتیں آپؐ نے، آخر میں فرمایا
مرے دل کو تو ہے صدیقؓ ہی کا مشورہ بھایا

چنانچہ فیصلہ فرما دیا فدیہ ہی لینے کا
مقرر جو کیا فدیہ[102] بہرصورت مناسب تھا

یہ فرمایا چلا جائے جو یہ فدیہ ادا کر دے
مکمل طور پر آزاد ہے جو رقم یہ بھر دے

یہ ہے تاریخِ انسانی کی پہلی جنگ کہ جس کا
ہر اک مجرم ہوا آزاد یوں وہ خود بھی حیراں تھا

یقینی طور پر جو قتل ہونے تھے، انہیں بخشا
جو قاتل بن کے آئے شہرِ مکہ سے، انہیں بخشا

پڑھا لکھا جو قیدی تھا، اسے بدلے میں فدیے کے
یہ فرمایا کہ دس بچے پڑھاؤ تم مدینے کے

تھے کچھ قیدی کہ جن پر آپؐ نے احسان فرمایا
معاف ان کا کیا فدیہ انہیں مکہ بھی بھجوایا

تھے ان میں مطلب[103]، بوعزہ[104]، صیفی[105] جیسے مشرک ہی
چنانچہ تینوں کو آقاؐ نے بن فدیہ رہائی دی

ابو عاص[106] ان میں شامل تھے جو قیدی بن کے آئے تھے
عزیز اک ان کے مکہ سے جو فدیہ ان کا لائے تھے

تھی نقدی کم سو اس میں رکھ دیا اک ہار سونے کا
یہ فدیہ آپؐ کو بوالعاص نے جیسے ہی بھجوایا

نظر اس ہار تک آقاؐ کی اک لمحہ میں جا پہنچی
نظر پڑتے ہی دکھ سے آپؐ کے آنسو ہوئے جاری

خدیجہؓ[107] نے یہ زینبؓ[108] کو دیا تھا ہار، فرمایا
ہے دکھ کی بات کس کا ہار تھا کس کام ہے آیا

دیا تھا رخصتی پر خود خدیجہؓ نے یہ زینبؓ کو
مجھے گزرے ہوئے دن یاد آئے جب یہ دیکھا تو

عمرؓ نے سب مسلمانوں سے فرمایا، اگر مانیں
تو داماد رسول اللہؐ[109] کو بن فدیہ ہی جانے دیں

سبھی نے اتفاق اس سے کیا لیکن ہوا ایسے
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایسے ہم کریں کیسے

لیا ہے سب سے فدیہ تو یہ فدیہ اس طرح سے دیں
عوض اس کے کریں وعدہ وہ زینبؓ کو یہاں بھیجیں

چنانچہ ایسا کرنے کا کیا بوالعاص نے وعدہ
گئے مکہ تو جا کر اپنا وعدہ کردیا پورا

روانہ ہو چکیں زینبؓ تو مکے میں خبر پھیلی
کہ مکہ سے مدینہ چل پڑیں بیٹیؓ محمدؐ کی

ابھی یہ مختصر سا قافلہ مکے سے نکلا تھا
لگا کر گھات اس پر کردیا ہبار[110] نے حملہ

زمیں پر آ رہیں بی بیؓ ڈرا جب اونٹ حملے سے
تو بی بیؓ ہو گئیں محروم ہونے والے بچے سے

پھر اس کے بعد بی بیؓ کی طبیعت نہ سنبھل پائی
مدینے میں رہیں کچھ دیر زندہ پھر قضا آئی

بنے عباسؓ[111] قیدی بدر کی خونی لڑائی میں
ہوئی تاخیر فدیے کے سبب انؓ کی رہائی میں

کہا عباسؓ نے کہ میں مسلماں تھا مگر خفیہ
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دیں خفیہ نہیں ہوتا

مسلماں ہم سمجھتے آپؓ ظاہر خود کو گر کرتے
خدا کے نام پہ جیتے، خدا کے نام پہ مرتے

صفِ کفار میں ہتھیار لے کر آپؓ ٹھہرے تھے
سو مجرم آپؓ ہیں اللہ کے، اس سے جنگ کرنے کے

اسیری سے رہائی فدیہ دے کر ہی ملے گی اب
کریں گے آپؓ بھی ویسا ہی جیسا کر رہے ہیں سب

رعایت آپؓ کو ذرہ برابر بھی نہیں دیں گے
ہیں دولت مند سو فدیہ مکمل آپؓ سے لیں گے

سہیل[112] اک شخص تھا جو کہ مقرر تھا بہت اعلیٰ
ہمیشہ وہ خلافِ دینِ حق تقریر کرتا تھا

کہا حضرت عمرؓ نے دانت اس کے توڑ دیتے ہیں
پھر اس کو بولنے کے واسطے ہم چھوڑ دیتے ہیں

نہ ہوں گے دانت جب دو سامنے کے کیا یہ بولے گا
یہ بولے گا نہیں بلکہ ہمیشہ صرف تولے گا

رسول اللہؐ نے روکا ان سبھی کو ایسا کرنے سے
کہ اللہ نے بھی روکا ہے کسی کا مُثلہ کرنے سے

مقامِ بدر پر کافر ہزیمت کیوں اٹھاتے ہیں؟

ہے جنگِ بدر اک روشن حوالہ ہر حوالے سے
بھگایا لشکرِ کفار کو آقاؐ نے پالے سے

عدد میں کم بھی لڑتے ہیں اگر تاریخ کو دیکھیں
کئی بھاری بھی پڑتے ہیں اگر تاریخ کو دیکھیں

مگر نسبت کمی کی جو نہیں ہوتی یہاں وہ تھی
کمی ہر شے کی اتنی تو نہیں ہوتی یہاں وہ تھی

کمی افواج کی ہتھیاروں سے پوری وہ کرتے ہیں
جہاں صورت نہ ہو یہ، جنگ کرنے ہی سے ڈرتے ہیں

مگر چشمِ فلک نے بدر میں نقشہ عجب دیکھا
بہت کم فوج نے خود سے بڑی افواج کو روندا

یہاں سب کچھ تھا کم جبکہ وہاں سب کچھ فزوں تر تھا
مگر وہ فوج ہی بھاگی جہاں سب کچھ فزوں تر تھا

تفاوت تھا مقاصد کا، تفاوت تھا قیادت کا
وہاں ذاتی ، یہاں مقصد فقط اللہ کی عظمت تھا

وہاں سالار سے نفرت، یہاں سالار سے الفت
وہاں نخوت چلن سب کا، یہاں ہر حال میں شفقت

بھروسا کافروں کو فوج پہ تھا اور طاقت پہ
بھروسا تھا مسلمانوں کو بس اللہ کی رحمت پہ

تھی مشرک فوج تنظیمی عمل سے بے خبر، غافل
رسول اللہؐ مکمل ضبط اور تنظیم کے قائل

نتیجہ یہ کہ ربِ دو جہاں نے رحم فرمایا
مسلمانوں کو منزل کے لیے رستہ نظر آیا

ہر اک خطرے میں خاصا اب اضافہ ہوتا جاتا ہے

نتیجہ بدر کا جب سامنے آیا تو سب چونکے — ہوں مشرک یا یہودی یا منافق سب ہی اب چونکے
ہوا محسوس اب اسلام سے ان کو بہت خطرہ — یہ خطرہ دین کا تھا اور خطرہ تھا معیشت کا
چنانچہ ہو گئے یک جا سبھی اس سے نمٹنے کو — سبھی کہتے کہ اس خطرے کو روکیں جیسے ممکن ہو
فریق اس شہر میں جتنے تھے سب کے سب مخالف تھے — سبھی کا بغض بھی یکساں، مقاصد بھی تھے اک جیسے
مسلماں گھر گئے خطروں میں اب سارے گروہوں کے — وہ سب اسلام کے دشمن تھے، سب آقاؐ کے دشمن تھے
کوئی درپردہ تو کوئی کھلے بندوں مخالف تھا — مسلمانوں کو اب تھا سامنا ایسے مخالف کا
کہ جو گھر میں بھی تھا، باہر بھی تھا، چاروں طرف ہی تھا — رسول اللہؐ نے حکمت سے دیا اس کو جواب اس کا

توضیحات و حوالہ جات

۱۔ کرز بن جابر فہری
۲۔ حضرت عبداللہؓ بن جحش
۳۔ حضرت سعیدؓ بن زید
۴۔ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ
۵۔ حضرت عبداللہ بن ام کلثوم عاتکہؓ بنت عبداللہ بن عنکثہ
۶۔ حضرت ابولبابہؓ بن عبدالمنذر
۷۔ عدی بن ابی الزغباؓ
۸۔ ضمضم بن عمرو غفاری
۹۔ مجدی بن عمرو
۱۰۔ اخنس بن شریق
۱۱۔ بنو عدی۔ یہ قبیلہ جنگِ بدر میں شامل نہ ہوا۔
۱۲۔ ابولہب عبدالعزیٰ ابنِ عبدالمطلب شیبہ نے ابوجہل عمرو بن ہشام کے بھائی عاص بن ہشام کو چار ہزار درہم قرض دیے ہوئے تھے۔ اس قرض کے دباؤ میں عاص بن ہشام نے ابولہب کی جگہ جنگ میں حصہ لیا۔

۱۳۔ وادیٔ ذفران

۱۴۔ حضرت سعدؓ بن معاذ

۱۵۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر عبدری

۱۶۔ حضرت زبیرؓ بن عوام

۱۷۔ حضرت مقدادؓ بن اسود

۱۸۔ حضرت قیسؓ بن ابی صعصعہ

۱۹۔ حضرت سعدؓ بن معاذ

۲۰۔ حضرت حبابؓ بن منذر

۲۱۔ حضرت سعدؓ بن معاذ

۲۲۔ حضرت زبیرؓ بن عوام

۲۳۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک

۲۴۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب عبدِ مناف۔

۲۵۔ عتبہ بن ربیعہ

۲۶۔ شیبہ بن ربیعہ

۲۷۔ نوفل بن خویلد

۲۸۔ حارث بن عامر

۲۹۔ ابوالبختری بن ہشام

۳۰۔ حکیم بن حزام

۳۱۔ زمعہ بن اسود

۳۲۔ ابوجہل عمرو بن ہشام

۳۳۔ طعیمہ بن عدی

۳۴۔ عمیر بن وہب جمحی

۳۵۔ حکیم بن حزام

۳۶۔ عتبہ بن ربیعہ

۳۷۔ عتبہ بن ربیعہ

۲۷۱

۳۸۔ عمرو بن حضرمی

۳۹۔ حضرت ابو حذیفہ ہشیمؓ بن عتبہ

۴۰۔ عامر بن حضرمی

۴۱۔ عتبہ بن ربیعہ

۴۲۔ حضرت سعدؓ بن معاذ

۴۳۔ سواد بن غزیہ

۴۴۔ اسود بن عبدالاسد

۴۵۔ عتبہ بن ربیعہ

۴۶۔ شیبہ بن ربیعہ

۴۶۔ا۔ ولید ابنِ عتبہ

۴۷۔ حضرت معوذؓ بن حارث

۴۸۔ حضرت عوفؓ بن حارث

۴۹۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ

۵۰۔ حضرت عبیدہؓ بن حارث

۵۱۔ حضرت جبرائیل

۵۲۔ وَمَا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہ رَمٰی

ترجمہ:۔ جب آپ ﷺ نے پھینکا تو درحقیقت آپ ﷺ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔

۵۳۔ حضرت عوفؓ بن حارث

۵۴۔ ابو داؤد مازنیؓ

۵۵۔ حضرت عباسؓ ابنِ عبدالمطلب شیبہ

۵۶۔ سراقہ بن مالک بن جشم مدلجی

۵۷۔ حضرت حارثؓ بن ہشام

۵۸۔ ولید بن عتبہ

۵۹۔ عتبہ بن ربیعہ

۶۰۔ شیبہ بن ربیعہ

۲۷۲

۶۱۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

۶۲۔ حضرت معاذؓ بن غفراؑ، معاذ بن عمرو بن جموح۔

۶۳۔ اہلِ مکہ عام طور پر اہلِ یثرب کو کسان کہتے تھے کیونکہ وہاں کے زیادہ تر لوگوں کا پیشہ کھیتی باڑی تھا۔

۶۴۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود بکریاں چرا کر روزی کماتے تھے

۶۵۔ ولید بن عتبہ

۶۶۔ حضرت ابوحذیفہ ہشیمؓ بن عتبہ

۶۷۔ عتبہ بن ربیعہ

۶۸۔ امیہ بن خلف

۶۹۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

۷۰۔ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب شیبہ

۷۱۔ ابوعزیز بن عمیر عبدری (حضرت مصعبؓ بن عمیر عبدری کا بھائی)

۷۲۔ حضرت معصبؓ بن عمیر عبدری

۷۳۔ عاص بن ہشام بن مغیرہ

۷۴۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ۔ یہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے

۷۵۔ حضرت ابوحذیفہ ہشیمؓ بن عتبہ

۷۶۔ عتبہ بن ربیعہ

۷۷۔ حضرت عکاشہؓ بن محصن اسدی

۷۸۔ حیسمان بن عبداللہ خزاعی

۷۹۔ شیبہ بن ربیعہ

۸۰۔ عتبہ بن ربیعہ

۸۱۔ امیہ بن خلف

۸۲۔ ابوالبختری بن ہشام

۸۳۔ ابوالحکم عمرو بن ہشام (ابوجہل)

۸۴۔ صفوان بن امیہ

۸۵۔ حیسمان بن عبداللہ خزاعی

۸۶۔ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب شیبہ

۸۷۔ امِ الفضل لبابۃ الکبریٰ زوجہ حضرتِ عباسؓ

۸۸۔ امِ الفضل لبابۃ الکبریٰ زوجہ حضرت عباسؓ

۸۹۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب شیبہ

۹۰۔ حضرت عباسؓ کے غلام

۹۱۔ اسود ابنِ عبدالمطلب

۹۲۔ عقیل، حارث اور ابوالحکیم ابنائے اسود

۹۳۔

اتبکی ان یضل لھا بعیر ویمنعھا من النوم السھود
فلا تبکی علی بکر و لکن علی بدر تقا صرت الحدود
علی بدر سراۃ بنی ھصیص و مخزوم و رھط ابی الولید
و بکی ان بکیت علی عقیل و بکی حارثا اسد الاسود
و بکی ھم ولا تسمی جمیعا وما لا بی حکیمۃ من ندید
الاقد ساد بعد ھم رجال و لو لا یوم بدر لم یسودوا

۹۴۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ

۹۵۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ

۹۶۔ سیدہ رقیہؓ زوجہ حضرت عثمانؓ بن عفان۔

۹۷۔ حضرت عبداللہ بن کعب

۹۸۔ نضر بن حارث۔

۹۹۔ عقبہ بن ابی معیط

۱۰۰۔ عبداللہ بن اُبَی

۱۰۱۔ حضرت ابوعبیدہ عامرؓ بن عبداللہ بن الجراح

۱۰۲۔ فدیے کی مقدار حسبِ حیثیت ایک ہزار سے چار ہزار درہم مقرر ہوئی۔ وہ قیدی جو ادائیگی کی استطاعت نہ رکھتے تھے اور پڑھے لکھے تھے، انہیں مدینہ کے دس بچوں کو پڑھانے پر رہا کر دیا گیا اور کچھ قیدیوں کو مزید احسان فرماتے ہوئے بغیر فدیہ لیے آزاد کیا گیا کیونکہ وہ نہ تو ادائیگی کی استطاعت رکھتے تھے اور نہ

ہی وہ پڑھے لکھے تھے۔

۱۰۳۔ مطلب بن حطب

۱۰۴۔ ابو عزہ جہمی

۱۰۵۔ صیفی بن ابی رفاعہ

۱۰۶۔ ابو العاص عنہ ابنِ ربیع

۱۰۷۔ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ

۱۰۸۔ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادیؓ

۱۰۹۔ ابو العاص عنہ ابنِ ربیع

۱۱۰۔ ہبار بن الاسود

۱۱۱۔ حضرت عباسؓ ابنِ عبد المطلب

۱۱۲۔ سہیل بن عمرو

باب

۲۷

اضافہ اب مہموں میں مسلسل ہوتا جاتا ہے

۲۷۹

سُلَیمی سازشوں کو آپ ﷺ جا کر ختم کرتے ہیں

خبر آئی مدینے میں کہ روز و شب سُلیم[1] اپنا
اکٹھا کر رہا ہے ایک لشکر تا کرے حملہ

لیے دو سو سوار آقاؐ نے ساتھ اپنے، کیا حملہ
قبیلے کو حفاظت کا ذرا موقع نہ مل پایا

مقامِ کدر پر بھگدڑ مچی بھاگا قبیلہ جب
تو اپنے اونٹ وادی میں گیا وہ چھوڑ سب کے سب

الگ خمس ان سے کر کے کر دیے تقسیم لشکر میں
رسول اللہؐ نے کچلا اپنا دشمن اس کے ہی گھر میں

مدینے میں عمیر آقا ﷺ کو کرنے قتل آتے ہیں

شکست فاش کھا کر اہلِ مکہ پیچ پا تھے سب
محمدؐ کو سبھی یہ چاہتے تھے قتل کر دیں اب

عمیر[2] اک شخص تھا، دشمن تھا آقائے دو عالمؐ کا
مسلمانوں کو ایذا دینے میں وہ سب سے آگے تھا

گیا اک دن وہ کعبہ میں، ملا صفوان[3] سے جا کر
کہا اس سے کہ میں تو سوچتا رہتا ہوں یہ اکثر

مرے تھے بدر میں جتنے، کنویں میں ان کو یوں پھینکا
کہ جیسے وہ ہوں کمتر، یہ بھی دشمن نے نہیں سوچا

امیہ[4]، عمرو[5]، شیبہ[6] اور عتبہ[7] شان والے تھے
گھسیٹا ان کو حالانکہ بڑی ہی آن والے تھے

مرا بیٹا[8] مدینے میں ہے ان کی قید میں اب تک
میں ہوں مقروض، زندہ اہلِ خانہ ہیں مرے جب تک

مدینے جا کے جو جی میں ہے ہرگز کر نہیں سکتا
میں مردوں کی طرح زندہ ہوں پھر بھی مر نہیں سکتا

کہا صفوان نے، جیتا ہوں لیکن روز مرتا ہوں
مرے جو بدر میں رو رو کے ان کو یاد کرتا ہوں

اگر چاہو تو ہر اک ذمہ داری ڈال دو مجھ پر
جو کرنا چاہتے ہو، جاؤ، کر ڈالو وہاں جا کر

عمیر اس پہ ہوا خوش اور کہا میں جلد جاؤں گا
مدینے میں محمدؐ کو یہی جا کر بتاؤں گا

کہ فدیہ لے کے بیٹے کو مرے فوراً رہا کر دے
ملے گا جونہی موقع قتل کر دوں گا میں خنجر سے

مگر یہ راز افشا نہ کسی صورت بھی ہو پائے
ہوا افشا تو ممکن ہے کہ پھر یہ کام رہ جائے

لیا وعدہ وہاں سے جلد وہ یثرب چلا آیا
سواری اپنی سے مسجد کے دروازے پہ آ اترا

عمرؓ اور کچھ صحابہؓ تھے وہاں موجود جب دیکھا
کہا دشمن خدا کا کس طرح یثرب میں آ پہنچا

۲۷۷

کہا جاکر عمرؓ نے آپؐ سے کہ ہے عمیر آیا   اُسے لے آؤ میرے پاس، آقاؐ نے یہ فرمایا
عمرؓ جانے لگے تو کہہ گئے وہ اپنے لوگوں سے   جو آنے والا ہے واقف ہیں ہم سب اس کے دھوکوں سے
رہو چوکس کہ وہ دھوکہ کوئی کرنے نہیں پائے   گئے باہر عمرؓ اور اس کو گردن سے پکڑ لائے
رسول اللہؐ نے دیکھا تو یہ فرمایا، اسے چھوڑو   کہا اس سے عمیر آؤ بتاؤ کیسے آئے ہو
کہا اس نے، چھڑانے اپنے بیٹے کو میں آیا ہوں   جو فدیہ ہے مقرر وہ میں اپنے ساتھ لایا ہوں
کہا یہ بات ہے تو لے کے کیوں تلوار آئے ہو   وہ بولا، ہو برا اس کا نہیں کام آ سکی ہے جو
بتاؤ سچ کہ کیوں آئے، رسول اللہؐ نے فرمایا   وہ بولا سچ یہی ہے آپؐ کو جو کچھ ہے بتلایا
تبسم آپؐ نے فرما کے سازش کو کیا افشا   ہوئی جو گفتگو تھی، اس کا اک اک لفظ بتلایا
کہا صفوان نے کیسے تمہاری ذمہ داری لی   تمہیں یہ رقم بھی صفوان ہی نے ہے مہیا کی
مجھے تم قتل کرنے کے لیے مکہ سے آئے ہو   یہی سازش چھپا کے دل میں اپنے ساتھ لائے ہو
سنی یہ بات تو چونکا عمیر[9] اس نے یہ بتلایا   مرے آقاؐ، بجا ہے آپؐ نے جو کچھ ہے فرمایا
نبیؐ ہیں آپؐ اس میں اب کوئی بھی شک نہیں مجھ کو   یہ وہ باتیں ہیں دنیا میں تھے واقف جن سے ہم ہی دو
یقیناً آپؐ کو اللہ بتاتا ہے یہ سب باتیں   یہی ہم نے وہاں کی تھیں جو فرمائی ہیں اب باتیں
ہوا میں اک خدا کا اور ایماں آپؐ پر لایا   میں خوش ہوں آج سیدھا راستہ مجھ کو نظر آیا
صحابہؓ سے کہا آقاؐ نے دیں اب اس کو سمجھاؤ   کرو آزاد قیدی اور اسے ہر بات بتلاؤ
یہ بھائی ہے تمہارا، اب اسے قرآں پڑھاؤ تم   اسے اسلام کا سچا سپاہی اب بناؤ تم
ادھر صفوان[10] مکہ میں ہر اک سے کہتا پھرتا تھا   بس اک دو دن میں یثرب سے کوئی سندیس آئے گا
خوشی کی اس میں ایسی بات ہوگی، کھل اٹھو گے تم   سبھی دکھ بھول جاؤ گے خبر جب یہ سنو گے تم
خبر لیکن وہاں پہنچی، عمیرؓ ایمان لے آیا   خدا کے نام کی خوشبو سے اس نے دل کو مہکایا
رہا یثرب میں کچھ دن، سیکھیں ساری دین کی باتیں   وہ مکہ آیا، پھیلائیں یہاں اس نے یہی باتیں
بہت لوگوں نے دیں اس کے وسیلے ہی سے اپنایا   جو دشمن تھا وہی اب پاسبانِ دین کہلایا

لڑیں آپس میں مومن، سازشیں کچھ ایسی ہوتی ہیں

یہودی تھے حلیف آقائے عالمؐ کے مدینے میں   مگر اب فرق سا آنے لگا ان کے رویے میں
نتیجہ بدر کا ان کے لیے چونکانے والا تھا   اسی نے وہم سا ان کے دلوں میں ایک ڈالا تھا

مسلماں آ کے طاقت میں سبھی کو روند ڈالیں گے
عرب میں وہ فقط اپنی حکومت اب بنالیں گے

کریں گے دشمنی سب سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے
جو آیا سامنے ان کے، کمر اس کی وہ توڑیں گے

اگرچہ عہد جو ان سے ہوا تھا وہ کیا پورا
ضروری مشوروں میں بھی انہیں شامل سدا رکھا

مگر امن و سکوں سے یہ کبھی رہ لیں، تھا ناممکن
لگے رہتے ہمیشہ سازشوں میں رات ہو یا دن

چنانچہ عہد شکنی پر کمر بستہ یہ رہتے تھے
غلط گوئی کو بنیادِ سیاست اپنی کہتے تھے

اگر تاریخ دیکھیں، سازشیں ہی ان کا شیوہ ہیں
لڑانے اور بھڑانے میں زمانے بھر میں یکتا ہیں

مدینے میں انوکھی سازشوں کی ابتدا کر دی
ہر اک منفی رویے کی انہوں نے انتہا کر دی

یہ بھڑ کاتے مسلمانوں کو تاکہ جنگ ہو ان میں
یہ اس کو خوب اکساتے ہو بڑھ کر تیز جو ان میں

جب آپس میں الجھ پڑتے مسلماں تو یہ خوش ہوتے
مسلمانوں کو جب احساس ہو جاتا بہت روتے

یہودی شاش[11] نامی ایسے کاموں میں لگا رہتا
لڑانے کو مسلمانوں کے باتیں وہ عجب کہتا

بنواوس و بنو خزرج کی آپس میں نہ بنتی تھی
انہی دونوں قبائل میں ہمیشہ ہی ٹھنی رہتی

کیا شیروشکر دونوں کو دینِ حق کی طاقت نے
شہِ لولاکؐ کی شفقت نے اور فہم و فراست نے

یہودی دیکھتے یک جا انہیں تو وہ حسد کرتے
وہ ان کے واسطے جو بھی دعا کرتے سو بد کرتے

یہودی شاش اک محفل کے اک دن پاس سے گزرا
بنو اوس و بنو خزرج کے لوگوں کو وہاں دیکھا

انہیں شیروشکر پایا تو رنجیدہ ہوا، بولا
ہمارا اب یہاں ہرگز گزارہ ہو نہیں سکتا

کہا اک کارکن سے درمیان ان کے رہو ہر دم
اٹھاؤ وہ قدم کہ رہ نہ پائیں یہ سدا باہم

لڑائی ان میں ہے تو اس میں اپنی ہی بھلائی ہے
ہمیشہ میں نے ان کو بات لڑنے کی سکھائی ہے

سناؤ ان کو ماضی کی لڑائی کی سبھی باتیں
سناؤ ان کو جنگ و قاتل و مقتول کی باتیں

سناؤ ان کو آبا شعر جو جنگوں میں پڑھتے تھے
دلیری سے وہ جب اک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے

بتاؤ ان کو آپس میں یہ بھائی ہو نہیں سکتے
دلوں میں بیج چاہت کا یہ ہرگز بو نہیں سکتے

چنانچہ شاش نے جیسے کہا، اس نے کیا ویسے
ہوئے حالات ویسے، اس کی خواہش تھی کہ ہوں جیسے

وہ اک دن پڑھ رہا تھا شعر خزرج کی بڑائی کے
تو فوراً اوس والوں نے کہا کہ شعر ہیں جھوٹے

بڑائی تو زمانے میں فقط ہے اوس کا حصہ
جو کہتا ہے، بڑا ہے وہ، ہے جھوٹا اس کا سب قصہ

کہا خزرج نے آؤ جنگ کر کے دیکھ لیتے ہیں
جو جیتا آج، تاجِ سر بلندی اس کو دیتے ہیں

لیے ہتھیار ان دونوں قبائل نے چلے حرّہ
صحابہؓ کو لیے آقاؐ بھی فوراً آگئے حرّہ

مخاطب کر کے دونوں کو یہ فرمایا کہ صد افسوس
جہالت کی ابھی تک آپ میں ہے خوئے بد، افسوس
اگرچہ دینِ حق نے اس بدی کو جڑ سے کاٹا تھا
جو دل اک دوسرے سے دور تھے ان کو بھی جوڑا تھا
مگر تم آج جو کرنے کو آئے، اس سے لگتا ہے
نہیں تم آئے خود، تم کو جہالت نے پکارا ہے
سنو تم کو خدا نے خیر کی ایسی ہدایت دی
کہ جس کے فیض نے تم کو زمانے کی سیادت دی
سنیں باتیں تو یہ دونوں قبائل ہو گئے نادم
ہوا دونوں میں دوبارہ تعلق اُنس کا قائم
گلے آپس میں مل کر سب ہوئے شیر و شکر پھر سے
ہوا آباد دونوں کی محبت کا نگر پھر سے

مسلماں ہجو گو کچھ شاعروں کو قتل کرتے ہیں

تھے یثرب میں بہت شاعر مگر کچھ اُن میں ایسے تھے
خلاف آقائے عالمؐ کے سدا اشعار کہتے تھے
تھا اُن میں کعب[12] جو گستاخیوں میں سب سے آگے تھا
بُرے اشعار کہہ کر اس طرح بازار میں پڑھتا
وہ سننے والوں سے کہتا کہ وہ الفاظ دہرائیں
رسول اللہؐ سے نفرت کی دلوں میں آگ بھڑکائیں
مدینے میں تھی اسما[13] نام کی خاتون اک شاعر
وہ گندی شاعری کی سمجھی جاتی تھی بڑی ماہر
خدا، اس کے نبیؐ، ناموسِ اکبرؐ اور قرآں کی
بُرے انداز میں تکذیب کرتی، شعر کہتی تھی
کچھ ایسے بو عفک[14] بھی ہر گھڑی اشعار کہتا تھا
رسول اللہؐ پہ بکنے کے لیے تیار رہتا تھا
مسلماں سن کے ان اشعار کو رنجیدہ ہو جاتے
انہیں روکا مگر اس شاعری سے باز نہ آتے
یہودی اور منافق ان سبھی کی پشت پر رہتے
ہوئے تینوں ہی قتل اپنے بُرے انجام کو پہنچے

مدینے کی فضا، جنگی فضا اب بنتی جاتی ہے

خبر جب آئی یثرب میں کہ اہلِ مکہ آتے ہیں
برائے انتقام اک لشکرِ جرار لاتے ہیں
تو یثرب کے یہودی دشمنی پر یوں اتر آئے
ستم کرتے مسلمانوں پہ جو بھی ہاتھ آ جائے
رسول اللہؐ نے ان کو ایسا کرنے سے بہت روکا
مگر اس کا اثر اُن پر ہوا کچھ اور نہ ہونا تھا
ہوا اک بار یوں کہ ایک لڑکی جو مسلماں تھی
کسی بازار سے بالکل اکیلی دن میں وہ گزری
یہودی نوجوانوں نے کھلے بندوں اُسے چھیڑا
پکڑ کر اُس کے دامن کو اُسے اک کھونٹے سے باندھا
بنا کر دائرہ اُس کو مسلسل وہ ستاتے تھے
ستا کر اُس کو ہنستے اور ہر اک کو ہنساتے تھے
وہاں سارے یہودی تھے، کسی نے بھی نہیں روکا
وہ روتی تھی مگر جو دیکھتا اُس کو، وہ ہنس دیتا

مسلماں اتفاقاً ایک گزرا، جب اُسے دیکھا
اُسے صدمہ ہوا، پل بھر میں لڑکی کی طرف لپکا

یہودی اک نے دیکھا تو بڑھا آگے، اُسے روکا
مسلماں نے اُسے مکا لگایا، ہو گیا جھگڑا

یہودی سب بڑھے، اُس کو وہیں پہ قتل کر ڈالا
خبر آقائے عالمؐ کو ملی تو دکھ سے فرمایا

یہودی اب شرارت پر ہیں آمادہ، بُرا ہوگا
دیت دے دیں اگر فوراً، اسی میں ہے بھلا اُن کا

کہا اُن کے قبیلے سے، دیت میں وہ کرے عجلت
کہا سردار نے کہ ہم نہ دیں گے یہ کسی صورت

قبیلہ قاتلوں کا ایک طاقت ور قبیلہ تھا
بہت افرادی قوت، جنگ کا سامان رکھتا تھا

قبیلے کا جو تھا سردار وہ خاصا گھمنڈی تھا
بہت مغرور، بکواسی تھا، بد اخلاق و ضدی تھا

ہوا یوں آپؐ نے اک بار اُس سے یہ شکایت کی
کہ شاعر اُس کے شعروں میں مری کرتے ہیں بدگوئی

وہ بولا، بدر نے شاید غلط فہمی یہ پیدا کی
کہ تم خود کو سمجھتے ہو، ہر اک سے اب فزوں تر ہی

کسی خوش فہمی میں رہ کر الجھنا نہ کبھی ہم سے
پتا چل جائے گا، میرے قبیلے سے اگر الجھے

رسول اللہؐ نے فرمایا، ہے بہتر یہ کہ نہ الجھیں
ہماری الجھنیں ساری محبت سے سدا سلجھیں

لڑائی کو کسی صورت بھی ہم اچھا نہیں کہتے
مگر کوئی کرے ہم سے بُرائی ہم نہیں سہتے

ہے بہتر یہ کہ ہم میثاق[15] پر نہ حرف آنے دیں
کریں ہم احترام اس کا، تعلق چاہے کم رکھیں

مگر انداز اُس کا جارحانہ ہی رہا جاری
ہمیشہ کی طرح فخر اُس پہ اب کے بھی رہا طاری

دیت پر وہ نہیں راضی ہوا نہ اُس کو ہونا تھا
بہر صورت اُسے تو دشمنی کا بیج بونا تھا

اُسے تھا علم کہ مکہ سے فوجیں آنے والی ہیں
تباہی بے تحاشا اہلِ حق پر لانے والی ہیں

چنانچہ قلعہ بندی کر کے بتلایا قبیلے کو
کہ کچھ دن تم تحمل سے گھروں میں اپنے چپ بیٹھو

مسلمانوں پہ اب سمجھو بُرے دن آنے والے ہیں
کیا جو بدر میں، اُس کی سزا یہ پانے والے ہیں

نبی ﷺ سب قینقاعی لوگوں کو محصور کرتے ہیں

یہودی جب خلافِ عہد باتوں پر اتر آئے
تو جاری آپؐ نے اس پر کئی احکام فرمائے

مقرر بولبابہؓ[16] کو کیا حاکم مدینے کا
دیا حمزہؓ کو اب کے لشکرِ اسلام کا جھنڈا

قیادت میں رسول اللہؐ کی یہ لشکر بڑھا آگے
سنا جب دشمنوں نے تو، گھروں میں چھپ گئے جا کے

ہوئے محصور تو لشکر نے ان سب کو وہیں گھیرا
گھرے یوں پندرہ دن تک کہ اک دانہ بھی نہ پہنچا

ابو سفیان کا لشکر کئی دن تک نہ جب پہنچا
تو محصورین پر مایوسیوں کا چھا گیا سایہ

چنانچہ ڈال کر ہتھیار سب نے یہ کہا کہ اب
کریں جو فیصلہ منظور دل سے ہم کریں گے سب
گرفتاری کے جاری کر دیے احکام آقاؐ نے
ہوئی تعمیل، منظر دیکھا یہ اہلِ مدینہ نے
بڑھا عبداللہ[17] آگے اور لجاجت سے گزارش کی
قبیلے نے مجھے آقاؐ ہمیشہ ہے حمایت دی
کریں یہ مہربانی، جان بخشی ان کی فرمائیں
مجھے پوری خوشی ہوگی، سزا سے گر یہ بچ جائیں
نبیؐ نے بات اُس کی نہ سنی، تھوڑا بڑھے آگے
وہ آگے آیا، دہرائی گزراش سامنے آکے
رسول اللہؐ نے فرمایا، ہٹو آگے سے، جانے دو
کہا عبداللہ نے، لوں گا میں وعدہ چاہے کچھ بھی ہو
نبیؐ نے کر کے اُن کی جان بخشی، اُن سے فرمایا
کہ تم میں سے کوئی اس شہر میں اب رہ نہیں سکتا
لیے ہتھیار اُن سے اور کہا کہ اب نکل جاؤ
مدینے میں مجھے ہرگز نہ دوبارہ نظر آؤ

تعاقب میں رسول اللہ ﷺ ابوسفیاں کے جاتے ہیں

ہزیمت بدر میں کفارِ مکہ نے اٹھائی جو
تھی اب اُن کی یہی خواہش کہ جیسے بھی یہ ممکن ہو
مسلمانوں سے اس کالے کے بدلہ سب کو بتلائیں
کہ ہم اُن سے نمٹ سکتے ہیں، بالکل وہ نہ گھبرائیں
ابو سفیان کی خواہش تھی کہ اس داغ کو دھوئے
کرے وہ حشر اُن کا، آنکھ اُن کی روز و شب روئے
تمنا میں چنانچہ کچھ نہ کچھ کر کے دکھانے کی
اُسے ترکیب سوجھی اہلِ یثرب کو ڈرانے کی
لیا دوسو سواروں کو پہاڑی نیب پر آیا
رکا دن بھر وہیں اور رات کو یثرب میں آپہنچا
وہ اطراف مدینہ، ابنِ اخطب[18] کے گیا گھر پر
مگر وہ نہ ملا اُس سے فقط انجام سے ڈر کر
سلام[19] اک شخص تھا، اب اُس کے گھر پر وہ چلا آیا
وہ خوش ہو کر ملا اور حال بھی سب اُس کو بتلایا
وہ اب آیا، عریض اک گاؤں تھا جس پر کیا حملہ
کھجوروں کے شجر کاٹے، وہاں اک شخص کو مارا
وہاں سے وہ بہت تیزی سے مکہ کی طرف بھاگا
پتا چلتے ہی آقاؐ نے دیا ترتیب اک دستہ
تعاقب میں ابو سفیان کے فوراً جو چل نکلا
نشاں کوئی کہیں دشمن کا لیکن نہ نظر آیا
اسی تیزی میں اپنا بوجھ کم کرنا پڑا اُس کو
وہ سب سامان پھینکا پیدا کرتا تھا رکاوٹ جو
تھا اس سامان میں ستو بڑی مقدار میں شامل
سویق اس غزوہ میں کیونکہ ہوا تھا آپؐ کو حاصل
عرب ستو کو کہتے ہیں سویق اس واسطے غزوہ
اسی کے نام سے منسوب اہلِ حق نے فرمایا
مقرر بو لبابہؓ تھے ہوئے ناظم مدینے کے
چلائے آپؐ نے سب کام، محنت سے قرینے سے

برائے امن لشکر آپ ﷺ کا ذی امر آتا ہے

ثعلبہ[20] اور محارب[21] سے مدینے میں خبر پہنچی
مسلمانوں سے ٹکرانے کی اُن دونوں نے ہے ٹھانی
ارادہ ہے مدینے پر یہ آ کے چھاپہ ماریں گے
مسلمانوں پہ اپنے دل کا غصہ یہ اتاریں گے
خبر سنتے ہی آقاؐ نے کہا، تیار ہو جاؤ
چلو دشمن کو اس کے گھر میں ہی جا کر کچل ڈالو
بنایا ایک لشکر، آپؐ نے جس کی قیادت کی
یہ مقصد تھا کہ ان دونوں قبیلوں کی ہو سرکوبی
ملی دونوں قبیلوں کو خبر جیشِ مدینہ کی
تو اُن کو عافیت اب بھاگ جانے میں سجھائی دی
یہ لشکر جلد ہی ذی امر کے چشمے تک آ پہنچا
یہاں ہر سمت ویرانی تھی، کوئی نہ نظر آیا
بحکمِ سرورِ عالمؐ مہینہ بھر یہیں ٹھہرا
نظر آیا جسے لشکر، لیا اُس نے اثر گہرا
ارادہ آپؐ نے فرمایا جب ذی امر جانے کا
مقرر جانشیں عثمانؓ کو یثرب میں فرمایا
بنے عثمانؓ بن عفان نگراں جب مدینے کے
چلائے آپؓ نے سب کام، محنت سے، قرینے سے

نبی ﷺ بحران میں نگرانی کے مقصد سے آتے ہیں

ضروری ہے ریاست کے سبھی کاموں کی نگرانی
علاقوں، بستیوں، شہروں، سبھی لوگوں کی نگرانی
حکومت پر ہے لازم یہ کہ وہ سب پر نظر رکھے
وہ ہر لمحہ، ہر اک پل آنکھ اپنی کھول کر رکھے
رسول اللہؐ نے ہر اک بات پر گہری نظر رکھی
نظر ہر اپنے پر رکھی، نظر ہر غیر پر رکھی
صحابہؓ کو وہؐ لیتے ساتھ اور باہر چلے جاتے
بہت دن دور یثرب سے وہؐ رہتے، گشت فرماتے
مدینے میں وہؐ اپنا جانشیں جس کو بناتے تھے
جہانبانی کا ہر انداز اُس کو وہؐ سکھاتے تھے
طلایہ گردی کی خاطر وہ اکثر خود چلے جاتے
صحابہؓ ہم سفر جتنے بھی ہوتے ان کو سمجھاتے
اسی مقصد سے لشکر لے کے وہؐ بحران آئے تھے
مہینے دو گزارے، تین سو ساتھی ہی لائے تھے
یہ فوجی تربیت کا اک طریقہ خاص تھا اُنؐ کا
یہی انداز تھے جن کے سبب تھا دبدبہ اُنؐ کا
لڑائی اس سفر میں نہ ہوئی، یثرب چلے آئے
یہاں آکر امورِ سلطنت دن رات نمٹائے

قریشِ مکہ حضرت زیدؓ سے نقصان اٹھاتے ہیں

طلایہ گردی کے باعث تجارت کے سبھی رستے
نظر میں تھے، مسلمانوں کے پھرتے رہتے تھے دستے
تجارت ہی تھا روزی کا وسیلہ اہلِ مکہ کا
انہیں معلوم تھا کہ گر انہیں رستہ نہیں ملتا

معیشت اُن کی اس صورت میں ہرگز بچ نہیں پاتی — تباہی میں پھر اُن کی کیا کمی باقی ہے رہ جاتی
ہوئی جب ابتدا گرمی کی، موسم آگیا ایسا — تو سب کفارِ مکہ کو پریشانی نے آ گھیرا
اسی موسم میں سامانِ تجارت لے کے جاتے تھے — یہ ملکِ شام جاتے اور وہاں دولت کماتے تھے
مقرر جب ہوا صفوان[22] میرِ کارواں، بولا — محمدؐ کا تجارت کے ہر اک رستے پہ ہے قبضہ
وہ ساحل سے ہٹیں تو راستہ کچھ ہم کو مل پائے — مقامی لوگ بھی اُن کے ہوئے، اب کیا کیا جائے
اگر ہم گھر میں بیٹھے رہ گئے تو کیا کمائیں گے — نہیں گر ہم کمائیں گے تو کب تک گھر سے کھائیں گے
سنی یہ بات تو اسود[23] یہ بولا، تم اگر چاہو — تو ساحل چھوڑ کر اک اور رستے سے چلے جاؤ
یہ رستہ ہے تو لمبا پر بہت محفوظ لگتا ہے — کسی نے بھی نہیں ہم میں سے اس رستے کو دیکھا ہے
قبیلہ بکر[24] کا بس ہے فرات[25] ایسا، اگر وہ ہو — تو رستہ وہ بتا سکتا ہے، تم نوکر اُسے رکھ لو
یہ رستہ نجد میں سے ہو کے سیدھا شام جاتا ہے — مدینہ فاصلے پر ہے، الگ رستے پہ آتا ہے
چنانچہ کر لیا منظور منصوبہ یہی سب نے — اسے مخفی ہی رکھو، بات فوراً یہ کہی سب نے
نعیم[26] اُس روز تھا موجود منصوبہ بنا تھا جب — سلیط[27] اُس کا تھا ساتھی، دونوں پیتے تھے بوقتِ شب
اکٹھے رات کو ہوتے تھے یہ پیتے پلاتے تھے — چڑھا نشہ تو ساری بات کر بیٹھا نعیم اُس سے
سلیطؓ ایمان لے آئے تھے، سن کر بات چونک اٹھے — سبک رفتار گھوڑے پر وہ یثرب کی طرف دوڑے
ہوئے حاضر، رسول اللہؐ کو سب تفصیل بتلائی — سنی تفصیل تو اک دستے کی تشکیل فرمائی
تھے شامل سو سوار اس میں، قیادت زیدؓ[28] کو سونپی — ہوا دستہ روانہ جتنا ممکن ہو سکا جلدی
قریشی قافلہ بے فکری سے قردہ میں جب پہنچا — تو اُس پر زیدؓ کے دستے نے آ کر کر دیا حملہ
بچا کر جان بھاگے جو یہاں کفار تھے آئے — مسلماں تین قیدی اور ساماں سب اٹھا لائے
فرات ان میں تھے شامل، آپؐ پر ایمان لے آئے — مسلمانوں نے اُنؓ کو دین کے آداب سکھلائے
نکالا خمس آقاؐ نے، کیا تقسیم سب ساماں — بہت دولت تھی، خوش تھے سب، ملا اُن کو یہ جب ساماں
یہ ایسا زخم تھا جس کو نہ اہلِ مکہ سہہ پائے — وہ بھنائے بہت لیکن کسی سے کچھ نہ کہہ پائے
اسی کی ٹیس اُن کو چین سے سونے نہ دیتی تھی — وہ رونا چاہتے تھے پر انا رونے نہ دیتی تھی

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ قبیلہ بنو سُلیم
۲۔ عمیر بن وہب جمحی
۳۔ صفوان بن امیہ بن خلف
۴۔ امیہ بن خلف
۵۔ ابوجہل عمرو بن ہشام
۶۔ شیبہ بن ربیعہ
۷۔ عتبہ بن ربیعہ
۸۔ وہب بن عمیر
۹۔ عمیر بن وہب جمحی
۱۰۔ صفوان بن امیہ
۱۱۔ شاش بن قیس
۱۲۔ کعب بن اشرف
۱۳۔ اسما بنتِ مروان ۔بعض جگہوں پر اس شاعرہ کا نام عصما بھی لکھا گیا ہے۔
۱۴۔ کعب کو حضرت ابونائلہؓ، اسما بنت مروان کو حضرت عمیرؓ بن عوف اور ابوعفک کو حضرت سالمؓ بن عمیر نے قتل کیا۔
۱۵۔ میثاقِ مدینہ
۱۶۔ ابولبابہؓ بن عبدالمنذر
۱۷۔ عبداللہ بن اُبی
۱۸۔ حُیی ابنِ اخطب
۱۹۔ سلام بن مشکم
۲۰۔ قبیلہ بنو ثعلبہ
۲۱۔ بنو محارب
۲۲۔ صفوان بن امیہ
۲۳۔ اسود بن عبدالمطلب
۲۴۔ قبیلہ بکر بن وائل
۲۵۔ فرات بن حیان
۲۶۔ نعیم بن مسعود
۲۷۔ حضرت سلیطؓ بن نعمان
۲۸۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ

۲۸۵

باب

۲۸

اُحد کی جنگ کے اسباب پیدا ہوتے جاتے ہیں

۲۸۷

اُحد کی جنگ کے اسباب پیدا ہوتے جاتے ہیں

شکستِ بدر کی تازہ تھی مکہ میں کسک اب تک — دلوں میں دشمنوں کے جاگزیں تھی اک کھٹک اب تک
لڑے جب بدر میں کفار، باعث تھا ابو سفیان — قسم کھا کر چنانچہ اُس نے مکہ میں کیا اعلان
کہ وہ تب تک نہ اپنی اہلیہ کے پاس جائے گا — کہ جب تک بدر کا بدلہ محمدؐ سے نہ لے لے گا
قسم ایسی ہی کھائی ہند[1] نے، اس نے کہا جس میں — میں ہر اُس جنگ میں جاؤں گی ''وہ قاتل'' ہوا جس میں
کیا ہے قتل جس نے باپ[2]، بیٹے[3]، بھائی[4] کو میرے — کروں گی وہ سلوک اُس سے کہ اُس کو دنیا ہی دیکھے
نکالوں گی کلیجہ لاش سے، کچا چباؤں گی — زیادہ گر ہوئے تو سب کا مثلہ میں بناؤں گی
کوئی پہچاننا چاہے بھی تو پہچان نہ پائے — کوئی دیکھے اگر اُن کو، کلیجہ دھک سے رہ جائے
میں اعضا کاٹ کر اُن کے بناؤں گی انوکھا ہار — گلے میں ڈال کر جس کو میں ناچوں گی سرِ بازار
اسی سے ملتی جلتی قسمیں اوروں نے بھی کھائی تھیں — جنھوں نے ذلتیں میدان میں جا کر اٹھائی تھیں
ابھی وہ بدر کے صدمے سے تھے باہر نہیں آئے — کہ صفوان[5] اپنے لٹ جانے کی قردہ سے خبر لائے
یہ ایسی تھی خبر بھڑکایا جس نے سارے مکہ کو — سنی جس نے بھی، بولا، کچھ نہ کچھ اس کا تدارک ہو
چنانچہ طے یہی پایا کہ ایسی جنگ ہو جائے — کہ جس کے بعد کوئی بھی مسلماں نہ نظر آئے

عجب جنگی جنوں مکہ میں پیدا ہوتا جاتا ہے

حقیقت میں تو تیاری بہت پہلے سے جاری تھی — جنوں کی کیفیت ہر دشمنِ ایماں پہ طاری تھی
مگر قردہ کے قصے نے جنوں کو تیز کر ڈالا — عمل جو تیز تھا اس نے اسے مہمیز کر ڈالا
جو جنگِ بدر سے پہلے ابو سفیاں بچا لایا — وہ جس کا مال تھا، ہر اک نے بو سفیاں کو دے ڈالا
کہا اُس سے کہ اس سے انتقامِ بدر لینا ہے — سبق ایسا مسلمانوں کو مل کر ہم نے دینا ہے
کسی صورت بھی جیتے جی جسے وہ نہ بھلا پائیں — کیے کی وہ سزا پائیں کہ جینے ہی سے گھبرائیں
مقرر کر دیا سالار، بو سفیان کو سب نے — مقرر اُس کا نائب کر دیا صفوان کو سب نے
ہوا اعلان کہ ہم نے بقا کی جنگ لڑنی ہے — ہر اک صورت ہمیں اپنی انا کی جنگ لڑنی ہے
احابیش و کنانہ اور تہامہ کو بھی دعوت دی — کہ آ کر اس میں شامل ہوں، ضرورت ہے یہ ہم سب کی

جو شاعر تھے کہا اُن سے کہ جاؤ سب کو بھڑکاؤ ضرورت جنگ کی کیوں ہے، سبھی لوگوں کو سمجھاؤ

مسافع[6] اور بو عزہ[7]، تھے شاعر، ہر جگہ پہنچے پڑھے اشعار جوشیلے، کیے جا کر کئی جلسے

چنانچہ سب نے حصہ ڈالا، بڑھ چڑھ کر ہوئے شامل ضرورت سے ہر اک شے بڑھ کے فوراً ہوگئی حاصل

ہوا تیار لشکر، سہ ہزار افراد تھے جس میں وہاں کے سب قبائل آئے، شامل ہو گئے اس میں

خواتیں پندرہ تھیں ساتھ جو ترغیب دیتی تھیں عجب انداز میں وہ دشمنوں کا نام لیتی تھیں

ہزاروں اونٹ، گھوڑے اور سبھی ہتھیار حاصل تھے بڑے سردار بھی مکہ کے اس لشکر میں شامل تھے

رسالہ دے دیا خالد[8] کو، پرچم دار[9] والوں کو سبھی سردار منصب دار تھے، شامل ہوئے جو جو

چلے تو سب کے چہرے پر غضب کا ایک عالم تھا لبوں پر جوش کے جملے، دلوں میں بدر کا غم تھا

سپہ کو راستے میں جا بجا بھڑکایا جاتا تھا لڑائی کس طرح لڑنی ہے یہ سمجھایا جاتا تھا

خبر کفار کے لشکر کی تیاری کی ملتی ہے

قبا میں آپؐ بیٹھے تھے کہ قاصد مکہ سے آیا ہوا معلوم، وہ عباسؓ[10] کا نامہ ہے اک لایا

اُسے بھیجا چچا نے تب، روانہ جب ہوا لشکر کہا یثرب کو جاؤ، پر چلو نہ عام رستے پر

ہو ممکن جتنی بھی جلدی، مدینہ جا کے بتلاؤ کہ لشکر چل پڑا ہے، یہ خبر آقاؐ کو پہنچاؤ

تھا قاصد خوب پھرتیلا، قبا میں جلد آ پہنچا ہوئے لشکر میں جو شامل، سنایا حال اُن سب کا

کہا بن کعب[11] سے آقاؐ نے، خط پڑھ کر سناؤ تم جو ہے تحریر اس میں وہ کسی کو نہ بتاؤ تم

سنا نامہ تو فوراً آپؐ یثرب کو چلے آئے اکابر سب یہاں آکر مسلمانوں کے بلوائے

کہا عباسؓ نے مجھ کو ہیں کچھ پیغام بھجوائے روانہ ہو چکا مکہ سے لشکر، کیا کیا جائے

ہر اک پہلو لڑائی کا رسول اللہؐ نے سمجھایا طلب جب مشورہ اس ذیل میں آقاؐ نے فرمایا

طلب اپنوں سے آقا ﷺ مشورہ یثرب میں کرتے ہیں

کہا آقاؐ نے کیوں نہ شہر میں ہی اب کے رہ جائیں یہیں اُن سے لڑائی ہو اگر وہ شہر میں آئیں

کریں ہم مورچہ بندی، رہیں آرام سے تب تک وہ خود ہی حملہ کر دیتے نہیں آ کر یہاں جب تک

جہاں بھی داخلہ ہے شہر کا، اُن کو وہیں روکیں یہاں طاقت لگا کر اپنی ساری، چین سے بیٹھیں

کہیں سے گروہ داخل ہوں تو اُن پر سنگ باری ہو کریں یہ سنگ باری وہ خواتیں ہوں گھروں میں جو

٢٨٨

کہا عبداللہ[۱۲] نے کہ شہر میں رہنا ہی اچھا ہے
وہ حملہ شہر میں ہم پر کریں، مشکل ہی لگتا ہے

صحابہؓ کچھ کہ جنگِ بدر میں شامل تھے، وہ بولے
رسول اللہؐ! بڑے عرصے سے ہم خواہش یہ رکھتے تھے

کہ میداں میں لڑیں دشمن سے، جوہر اپنے دکھلائیں
اُسے ہم قتل کر دیں یا پھر اُس سے قتل ہو جائیں

رہے گر شہر میں ہم تو وہ سمجھیں گے کہ ڈرتے ہیں
حقیقت میں تو ہم ہنس ہنس کے راہِ حق میں مرتے ہیں

کہا یہ حضرتِ حمزہؓ نے، آقاؐ ہم چلیں باہر
چلیں میدان میں تاکہ لڑیں دشمن سے ہم کھل کر

رسول اللہؐ نے سن کر بات اُن کی سب سے فرمایا
وہی ہے فیصلہ میرا بھی، جو ہے اکثریت کا

نبی ﷺ نے خواب جو دیکھا ہے وہ سب کو سناتے ہیں

یہ طے ہونے پہ آقاؐ نے سنایا خواب اک سب کو
یہ تھا وہ خواب، آقاؐ نے گزشتہ رات دیکھا جو

کہیں پہ ذبح گائیں ہو رہی ہیں، خواب میں دیکھا
یہ دیکھا آپؐ کی تلوار سے ٹوٹا ہے اک ٹکڑا

ہوا آخر میں یہ کہ آپؐ نے دستِ مبارک کو
چھپایا اک زرہ ایسی میں ہے محفوظ بالکل جو

بتائی آپؐ نے اس خواب کی لوگوں کو یہ تعبیر
شہادت بن چکی ہے کچھ صحابہؓ کی بھلی تقدیر

شہادت ہی مرے گھر کا کوئی اک شخص پائے گا
مدینہ ہے حفاظت میں، یہاں دشمن نہ آئے گا

لڑائی کے لیے تیاری کا آغاز ہوتا ہے

خبر حملے کی پاتے ہی، مدینے کے بہادر سب
لیے ہتھیار ہر جانب نظر آنے لگے تھے اب

نظر آتی تھی ہر سو ایک صورت لام بندی کی
صحابہؓ نے کڑی کر دی ہر اک رستے کی نگرانی

حفاظت کے لیے آقاؐ کی اک دستہ چلا آیا
قیادت سعدؓ[۱۳] کی تھی اور تھا انصار کا دستہ

درِ اقدس پہ رہتے رات بھر ہتھیار یہ لے کر
یہ کرتے گشت اور رکھتے نظر ہر آنے والے پر

گئے کچھ لوگ تاکہ تازہ خبریں لا کے پہنچائیں
نظر رکھیں عدو پر، ہو خبر کوئی تو بتلائیں

کسی ہنگامی صورت سے نمٹنے کو تھے سب تیار
یہاں تک کہ نمازوں میں بھی لے آتا ہر اک تلوار

مدینے کے قریب اب لشکرِ کفار آتا ہے

روانہ ہو کے لشکر، آ گیا راہِ تجارت پر
کبھی کو ناز تھا اپنی سپہ پر، اپنی طاقت پر

مدینے کے قریب آیا تو گزرا ایک وادی سے
ہے نام اس کا عقیق، اس میں سے گزرا خوب جلدی سے

یہاں سے مڑ گیا کچھ دائیں جانب تو قنات آیا
احد کے اس طرح دامن میں یہ لشکر اتر پایا

۲۸۹

پڑاؤ لشکرِ کفار نے ڈالا وہاں آ کر
جہاں ہر سو ہے ویرانہ، جہاں کی ہے زمیں بنجر

روانہ آپ ﷺ کا لشکر احد کی سمت ہوتا ہے

نمازِ جمعہ میں لوگوں کو آقاؐ نے یہ فرمایا
اٹھو کہ لشکرِ کفار ہے اب سر پہ آ پہنچا

رہے ثابت قدم جو اُس کو منزل مل ہی جاتی ہے
خوشی غلبے کی ایسے شخص کے حصے میں آتی ہے

کہ جو ڈرتا نہیں دشمن سے، ڈٹ کر وار کرتا ہے
بڑھو آگے، لڑو دشمن سے، دشمن گھر پہ آیا ہے

مسلماں خوش ہوئے سن کر رسول اللہؐ کی یہ باتیں
اسی خواہش میں کٹتے دن سبھی اُن کے، سبھی راتیں

نمازِ عصر پڑھ لی تو سبھی افراد آ پہنچے
عوالی بھی لیے ہتھیار سب مسجد میں آ بیٹھے

عمرؓ، بو بکرؓ کو لے کر رسول اللہؐ گئے اندر
صحابہؓ دونوں نے باندھا عمامہ آپؐ کے سر پر

لگائے آپؐ نے ہتھیار سب تشریف لے آئے
سبھی سے اُن کے حسبِ حال کچھ الفاظ فرمائے

اُسیدؓ[14] و سعدؓ[15] نے موجود لوگوں سے یہ فرمایا
رسول اللہؐ سے تم نے اپنا کہنا ہے یہ منوایا

کہ دشمن سے لڑو گے تم کھلے میدان میں جا کر
چنانچہ اب لڑائی کی بھی ذمہ داری ہے تم پر

ہوا احساس سب کو، آپؐ سے سب نے گزارش کی
سرِ تسلیم خم ہے، حکم دیں آقاؐ ہمیں جو بھی

رسول اللہؐ نے فرمایا، نبیؐ ہتھیار جب باندھے
نہیں اُس کے لیے ہرگز مناسب، وہ انہیں کھولے

نہیں کرتا خدا دشمن سے اُس کا فیصلہ جب تک
کسی صورت میں بھی رکھتا نہیں ہتھیار وہ تب تک

نبی کی شان یہ ہرگز نہیں محصور ہو جائے
کبھی دشمن کو اپنی کوئی کمزوری وہ دکھلائے

پھر اس کے بعد لشکر کے بنائے مختلف دستے
بنے مصعبؓ[16] علم بردار اُن میں پہلے دستے کے

مہاجر تھے اُسی دستے میں پہلے کی طرح شامل
انہی پر مکتفی تھے جو انہیں ہتھیار تھے حاصل

قبیلہ اوس کا دستہ الگ ترتیب فرمایا
اُسیدؓ[17] اس کے علم بردار تھے، تھاما علم اس کا

حبابؓ[18] آئے تو خزرج کا عطا اُنؓ کو ہوا جھنڈا
ہر اک سالار کو سونپا، بڑی ترتیب سے دستہ

ہزار افراد پر تھی مشتمل یہ فوج آقاؐ کی
حقیقت میں یہ دشمن کی تہائی سے بھی کچھ کم تھی

فقط دو گھوڑے تھے لشکر میں اور سامان بھی کم تھا
مگر تھا موجزن دل میں یہاں جذبہ شہادت کا

روانہ جب ہوئے سعدینؓ[19] آقاؐ سے چلے آگے
شمالی سمت میں آگے بڑھے، کچھ دور جب پہنچے

تو اپنے سامنے دستہ کھڑا تیار اک پایا
جو پوچھا کون ہیں تو اک صحابیؓ نے یہ بتلایا

یہودی ہیں، ہے خزرج سے پرانا عہد یہ ان کا
کسی سے جنگ ہو جائے یا ہو جائے کوئی جھگڑا

کریں گے جنگ یہ اُس سے، ہے جس سے جنگ خزرج کی / لڑے گا کوئی گر ان سے، لڑیں گے اُس سے خزرج بھی
رسول اللہؐ نے پوچھا، کیا مسلماں ہو چکے ہیں یہ / جواب آیا کہ اپنے دین ہی پر چل رہے ہیں یہ
رسول اللہؐ نے فرمایا، مدد ان کی نہیں درکار / یہ سب ایمان لانے پر اگر ہوجاتے ہیں تیار
تو پھر ہم کو حقیقت میں بہت ان کی ضرورت ہے / مدد کرنا یہ چاہیں تو یہی اک اس کی صورت ہے
چنانچہ آپؐ نے لوٹا دیا ہر اک یہودی کو / کہا ایمان لاؤ تو رکو، ورنہ چلے جاؤ

دو لڑکے اک عجب انداز میں لشکر میں آتے ہیں

بڑھا لشکر ذرا آگے تو یہ شیخان آ پہنچا / لیا آ کر یہاں پر جائزہ آقاؐ نے لشکر کا
جو چھوٹی عمر کے تھے، اُن کو واپس شہر بھجوایا / مگر رافعؓ[20] کو روکا آپؐ نے اور اُنؓ سے فرمایا
چلاتے تیر ہو، حاصل تمہیں اس میں مہارت ہے / لڑائی میں مہارت کی بڑی ہی قدر و قیمت ہے
بڑھے بن جندبؓ[21] آگے اور گزارش کی یہ آقاؐ سے / میں طاقت میں بہر صورت ہوں رافعؓ سے بہت آگے
لڑا کر دیکھ لیں ہم کو، بہر صورت پچھاڑوں گا / ہرا دوں میں اگر، حق تب تو ہو گا ساتھ جانے کا
لڑا کر اُن کو پرکھا آپؐ نے، اُن کو اجازت دی / یہ دونوں تھے تو کم سن پر لڑائی میں یوں شرکت کی

مقامِ شوط پر عبداللہ غداری پہ آتا ہے

چلے جلدی، نمازِ فجر آ کر شوط میں پڑھ لی / یہیں عبداللہ[22] نے کی دینِ حق سے آ کے غداری
کہا اُس نے، نہیں مانی گئی تجویز میری جب / تو میں شرکت کروں کیسے لڑائی میں بتاؤ اب
جو اُس کے ساتھ آئے تھے منافق لے گیا سارے / وہ کہتا جا رہا تھا، کیا ملے گا گر گئے مارے
کھلا اُس کے عمل سے کہ ازل سے وہ منافق تھا / سبھی حالات میں طرزِ عمل اُس کا یہی رہتا
ذرا سے فاصلے پر تھا، وہاں کفار کا لشکر / تھی اُن کی ان پہ اور ان کی نظر ہر وقت تھی اُن پر
یہاں پر تین سو افراد عبداللہ[23] نے لشکر سے / الگ فوراً کیے، لے آیا واپس صرف اس ڈر سے
کہ اس کی وجہ سے لشکر یہ دشمن پر نہ چھا جائے / یوں سلطانی کا اُس کا خواب پورا ہی نہ ہو پائے
نکل کر شہر سے آنے سے یہ سب پر ہوا روشن / کہ عبداللہ ہمیشہ سے تھا دشمن، اب بھی ہے دشمن
ابو سفیان نے جاتے ہوئے لوگوں کو جب دیکھا / تو وہ جنگی حوالے سے اسے اک چال ہی سمجھا
چنانچہ شہر جانے کی وہ ہمت ہی نہ کر پایا / خدا نے اُس کے شر سے شہر کو محفوظ یوں رکھا

رسول اللہؐ کے لشکر میں تھے اب جو سات سو شامل — شہادت کو سمجھتے تھے وہ اپنی عمر کا حاصل
رسول اللہؐ نے سب سے پوچھا، تم میں ہے کوئی ایسا — کہ جو ہم کو احد جانے کا بتلائے کوئی رستہ
ذرا سے فاصلے پر جو ہو دشمن کے پڑاؤ سے — کسی صورت وہ اُس کے پاس سے ہو کر نہیں گزرے
کہا بو خیثمہؓ نے آپؐ سے آقا میں حاضر ہوں — یہاں کے راستوں کا ہر طرح سے میں ہی ماہر ہوں
چنانچہ وہ بڑھے لشکر کو مشرق کی طرف لے کر — گزر کر کھیتوں سے، اک باغ سے، پہنچے پہاڑی پر
اُحد کی گھاٹی میں پھر آ گئے، لشکر یہیں روکا — عقب میں تھا احد اور سامنے شہرِ مدینہ تھا

نبی ﷺ تنظیم کرتے ہیں، بہت تاکید کرتے ہیں

پڑاؤ کر لیا تو آپؐ نے تنظیم فرمائی — صفوں میں پورے لشکر کی عجب تقسیم فرمائی
مقرر ایک دستہ تیر اندازوں کا فرمایا — جسے عینین پر پوری ہدایت دے کے بٹھلایا
پہاڑی پر بہر صورت تمہیں ٹھہرے ہی رہنا ہے — لڑائی ختم ہو جائے، وہیں پر پھر بھی رہنا ہے
کہا عبداللہ[24] سے سالار ہو تم، غور سے سن لو — سواروں کو وہیں روکو گے تم، جیسے بھی ممکن ہو
چلاؤ اس طرح سے تیر وہ آگے نہ بڑھ پائیں — تمہاری سمت سے ہم پر کسی قیمت نہ چڑھ آئیں
کہا پھر سارے تیر اندازوں سے صورت کوئی بھی ہو — ہماری پشت کی کرنا حفاظت، غور سے سن لو
اگر دیکھو کہ دشمن قتل ہم کو کرتا جاتا ہے — تو اس صورت میں بھی تم کو پہاڑی ہی پہ رہنا ہے
پہاڑی چھوڑ کر آنا نہیں امداد کرنے کو — پہاڑی ہی پہ رہنا ہے، ہمارا حال جو بھی ہو
اگر مالِ غنیمت ہم سمیٹیں بھی تو نہ آنا — بلاؤں میں اگر تم کو تو اس صورت میں آ جانا
یہی تھا راستہ دشمن جہاں سے راستہ پا کر — سواروں سے وہ کر سکتا تھا حملہ آ کے لشکر پر
یہاں سے اُس کو آسانی سے لے سکتا تھا نرغے میں — لگا سکتا تھا کاری ضرب اُس پر اک ہی حملے میں
چنانچہ آپؐ نے اس راستے کو بند کر ڈالا — بٹھا کر نصف صد لوگوں کو یہ رخنہ بھی بھر ڈالا
مقرر میمنہ پر حضرتِ منذرؓ[25] کو فرمایا — مقرر میسرہ پر تھے زبیرؓ[26] اُن کو یہ سمجھایا
کہ خالدؓ[27] کے سواروں کو مکمل طور پر روکیں — لگا کر جان کی بازی انہیں آگے نہ آنے دیں
تھے پہلی صف میں ایسے لوگ جو تاریخ رکھتے تھے — عرب والے جنہیں بہتر سمجھتے تھے ہزاروں سے
یہ ایسا جنگی منصوبہ تھا جس نے بھی اسے دیکھا — کہا، منصوبہ کوئی اس سے بہتر ہو نہیں سکتا
اگرچہ آپؐ کا دشمن یہاں پہلے ہی پہنچا تھا — مگر اپنے لیے ایسی جگہ وہ چن نہیں پایا

حفاظت کرنے کو دو بازوؤں کی تھا اُحد پیچھے — جو اک رخنہ بچا، بھر ڈالا تیر انداز بٹھلا کے
چُنی ہنگامی حالت کے لیے اونچی جگہ ایسی — جہاں دشمن نہ آ سکتا تھا، کوشش کر لے جتنی بھی
سواروں کا وہاں آنا بہر صورت تھا ناممکن — ہو دشمن کا وہاں قبضہ بہر حالت تھا ناممکن
خلاف اس کے، پڑاؤ دشمنوں کا ایسی جا پر تھا — جہاں غلبہ بھی پا کر فائدہ اُس کو نہ کچھ ہوتا
جہاں پر تھے مسلماں، گروہ غالب جنگ میں آتے — وہ سارے کافروں کو قید کر لیتے سہولت سے
چُنے ایسے بہادر جو بہر صورت تھے لاثانی — لڑائی میں مہارت جن کی دنیا بھر نے تھی مانی

شجاعت کے لیے ترغیب آقا ﷺ سب کو دیتے ہیں

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب تک نہ کہا جائے — لڑائی کا کہیں آغاز ہرگز نہ کیا جائے
مکمل زور دے کر یہ کہا کہ جب تصادم ہو — تو استقلال و پامردی سے لڑنا ہے یہ سب سن لو
صفوں کو جو مثلث شکل میں رکھا گیا ہے اب — کسی صورت نہ یہ ٹوٹیں لڑائی ہو عدو سے جب
نکالی آپؐ نے تلوار، فرمایا اسے وہ لے — لڑائی میں مری تلوار کا جو حق ادا کر دے
بہت سے تیغ لینے کے لیے فوراً بڑھے آگے — علیؓ[۲۸]، عبداللہؓ[۲۹] اور حضرت عمرؓ[۳۰] ان سب میں شامل تھے
گزارش بودجانہؓ[۳۱] نے کی آگے بڑھ کے، اے آقاؐ — یہ فرمائیں کہ حق اس کا بھلا کیسے ادا ہوگا
رسول اللہؐ نے فرمایا، اسے دشمن کے چہرے پر — یہاں تک مارو، ہو جائے یہ ٹیڑھی اُس پہ لگ لگ کر
سنا یہ تو گزارش کی کہ یہ مجھ کو عطا کر دیں — ادا حق میں کروں گا یوں کہ جیسے آپؐ فرمائیں
صحابی بودجانہؓ آپؐ کے شیدائی ساتھی تھے — رسول اللہؐ بھی اُن کی بات کو سنتے تھے شفقت سے
سنی یہ بات تو تلوار اُن کو یہ عطا کر دی — لڑے وہ اس طرح اُس دن کہ گویا انتہا کر دی
وہ لڑتے وقت سر اپنے پہ پٹی باندھ لیتے تھے — پھر اس کے بعد دشمن پر قیامت توڑ دیتے تھے
ملی تلوار تو پٹی نکالی اور یوں باندھی — کہ پھر وہ آخری دم تک الگ سر سے نہ ہو پائی
لڑائی میں ہمیشہ وہ انوکھی چال چلتے تھے — جسے جب دیکھتے دشمن تو اُن سے خوب جلتے تھے
اکڑتے وہؓ، کبھی سینہ پھلاتے اور مٹکتے تھے — ہمیشہ اپنے دشمن کی وہ آنکھوں میں کھٹکتے تھے
رسول اللہؐ نے دیکھی چال اُنؓ کی تو یہ فرمایا — خدا کو چال کا انداز یہ ہرگز نہیں بھاتا

مگر اس وقت اللہ کو بھی اُنؑ کی چال پیاری ہے — کہ اس سے دشمنوں کے دل پہ لگتی ضرب کاری ہے

صفیں لشکر کی بوسفیان بھی ترتیب دیتا ہے

ابو سفیان نے لشکر کی صف بندی مکمل کی — کوئی جدت نہ تھی اُس میں، بہر صورت پرانی تھی
رہا خود قلب میں، خالد[32] کو سونپا میمنہ ایسے — کہ وہ اس جنگ کا سب بوجھ اپنے کندھوں پر لے لے
لگایا عکرمہ[33] کو میسرہ پر اور پیدل کی — کماں صفوان[34] کو سونپی، اسی کی اُس کو خواہش تھی
دیا پرچم ہمیشہ کی طرح سے دار[35] والوں کو — انہیں بھڑکایا کہ حالات کی صورت کوئی بھی ہو
تمہیں پرچم کسی حالت میں بھی گرنے نہیں دینا — لگا جو بدر میں الزام اب وہ سر نہیں لینا
اگر پرچم نہیں تم سے سنبھلتا، صاف بتلاؤ — ہے بہتر یہ کہ اس منصب سے تم اب خود ہی ہٹ جاؤ
سنا یہ دار والوں نے تو بولے وہ خفا ہو کر — ابو سفیان! بے پر کی اڑاتے رہتے ہو اکثر
لڑائی ہو گی تو دیکھو گے لڑتا کون ہے کیسا — نظر آ جائے گا تم کو، نہیں ہے کوئی ہم جیسا
ابو سفیان کا مقصد یہی تھا، سو ہوا پورا — یہ وعدہ دار والوں نے لڑائی میں کیا پورا

ابوسفیان میداں میں سیاسی چال چلتا ہے

لڑائی سے ذرا پہلے، ابو سفیان نے بھیجا — عجب پیغام اک انصاریوں کے واسطے جو تھا
کہا جس میں، ہمارا آپ سے کوئی نہیں جھگڑا — محمدؐ ہم سے ہیں، ہم سے ہے اُنؐ کا خون کا رشتہ
ہمارے اور ان کے بیچ ہرگز آپ نہ آئیں — مسائل میں نہ خود الجھیں نہ ہم لوگوں کو الجھائیں
محمدؐ کے غلاموں نے مگر یہ بات نہ مانی — چلی تھی چال جو دشمن نے، وہ ناکام کر ڈالی
یہی کوشش مکرر اُس نے کی یوں جنگ سے پہلے — ابو عامر[36] کو بھیجا لشکرِ کفار سے آگے
وہ آیا اور بولا، اوس والو! میں تمہارا ہوں — میں اس جانب سے پیغامِ محبت لے کے آیا ہوں
سنی یہ بات تو بولے قبیلہ اوس کے سارے — خدا تجھ کو اسی میدان میں مارے، یہیں مارے
ہوا جب جنگ کا آغاز تو وہ بھی لڑا کھل کر — مسلمانوں پہ سارا دن وہ برساتا رہا پتھر

بڑی پُر جوش اک تقریر آکر ہند کرتی ہے

ابوسفیان کی بیوی[37] بڑھی، بولی یہ لشکر سے — لڑو ایسے کہ دشمن لمحہ بھر کو نہ سنبھل پائے
غلام ایسا، کسی عالی مسلماں کو جو مارے گا — گھڑی بھر میں وہ آزادی کی ہر نعمت سمیٹے گا

کہا اُس نے یہ لشکر سے، کرو بڑھ چڑھ کے یوں حملہ
بکھر جائے تمہارے حملے سے دشمن کا شیرازہ

اگر ایسا کیا تم نے، گلے تم کو لگائیں گی
حسینائیں تمہیں مشروب ہنس ہنس کر پلائیں گی

تمہیں اپنی اداؤں کے نشے میں چور کر دیں گی
تمہارے دامنوں کو دیکھنا، خوشیوں سے بھر دیں گی

دکھائی پیٹھ گر تو لوٹ کر جب گھر کو آؤ گے
تو ہم سے کوئی عزت پاؤ گے نہ پیار پاؤ گے

علم بردار طلحہ جنگ کا آغاز کرتا ہے

مکمل ہو چکی ترتیب تو لشکر بڑھے آگے
بڑھے کفار تیزی سے، مسلماں کچھ ہوئے آگے

علم بردار تھا کفار کا طلحہ[۳۸]، بہادر تھا
بڑھا وہ اونٹ پر آگے، مسلمانوں کو للکارا

ہے کوئی جو لڑے مجھ سے، جو آ کر مجھ سے ٹکرائے
ادا الفاظ اُس کے منہ سے پورے تھے نہ ہو پائے

کہ اس جانب سے تیزی سے زبیرؓ[۳۹] آئے، کیا حملہ
اُسے مہلت نہ دی اور اونٹ پر ہی اُس کو جا پکڑا

دبوچا اُس کو بازو میں، زمیں پر کھینچ کر لائے
پلک جھپکی نہ تھی کہ قتل کر کے لوٹ بھی آئے

ہوا جب قتل طلحہ تو لڑائی چھڑ گئی ہر سو
لگا ایسے کہ تلواروں کی آندھی چل پڑی ہر سو

سنبھالا پرچم کفار کو عثمان[۴۰] نے بڑھ کے
کیا حمزہؓ نے وار ایسا کہ کندھا کٹ گیا دھڑ سے

یہ ایسا وار تھا تلوار اُس کی ناف تک پہنچی
سبھی نے غیر حالت پھیپھڑوں کی پیٹ میں دیکھی

بڑھا ابو سعد[۴۱]، اُس نے آ کے پرچم جوش میں پکڑا
مگر اس کے گلے میں سعدؓ[۴۲] کا اک تیر آ اٹکا

مسافع[۴۳] اور پھر حارث[۴۴] نے تھاما آن کر جھنڈا
انہیں عاصم[۴۵] نے بڑھ کر باری باری قتل کر ڈالا

بڑھا کلاب[۴۶]، اس نے جھنڈا تھاما کہ اسی لمحے
زبیرؓ آئے بڑی تیزی سے اور لڑنے لگے اُس سے

ذرا سی دیر میں اُس کو انہوںؓ نے قتل کر ڈالا
جلاس[۴۷] آگے بڑھا، اُس نے اٹھایا آن کر جھنڈا

اٹھایا تھا ابھی جھنڈا، وہاں پر آ گئے طلحہؓ[۴۸]
ذرا سی دیر میں نیزے سے اُس کو قتل کر ڈالا

مرے جتنے علم بردار، سارے ایک گھر کے تھے
یہ سب کے سب ابو طلحہ کے بیٹے تھے یا پوتے تھے

مرے یہ تو بڑھا ارطات[۴۹]، تھاما آن کر پرچم
علیؓ نے اُس کو مارا تو گرا اک لاش پر پرچم

اٹھایا ابنِ قارظ[۵۰] نے جسے قزمان[۵۱] نے مارا
بڑھے بوزید[۵۲] و بن ہاشم[۵۳]، اٹھایا دونوں نے جھنڈا

اُسی قزمان نے آ کر، انہیں بھی جان سے مارا
گھرانہ ہو گیا یوں قتل عبدالدار کا سارا

بچا نہ اُن سے کوئی جو اٹھائے آ کے اب جھنڈا
صواب اک تھا غلام اُن کا جو جھنڈے کی طرف لپکا

حفاظت اُس نے کی جھنڈے کی پوری جانفشانی سے
ادائے فرض میں آقاؤں سے بھی بڑھ گیا آگے

٢٩٥

کٹے جب اُس کے دونوں ہاتھ تو سینہ و گردن سے — بلند اُس نے کیا پرچم، زمیں پر بیٹھے ہی بیٹھے
مرا جب وہ بھی تو پرچم کسی نے پھر نہیں تھاما — سو اُس کے بعد اس لشکر میں پرچم نہ نظر آیا
بڑے زوروں کی جاری جنگ تھی میدان میں ہر سو — تباہی ہی تباہی آ گئی میدان میں ہر سو
علیؓ، عبداللہؓ[۵۴]، حمزہؓ، بودجانہؓ[۵۵] اور عمرؓ نے بھی — بڑی بے جگری سے لڑ کر عدو پر برتری پا لی
زبیرؓ[۵۶] ایسے لڑے کہ کھل گئیں دشمن کی بھی آنکھیں — چلائے سعدؓ[۵۷] نے یوں تیر کہ پڑنے لگیں لاشیں
انسؓ[۵۸]، طلحہؓ[۵۹]، غرض کہ ہر صحابی یوں لڑا کھل کر — کہ طاری ہو گیا کچھ دیر ہی میں خوف دشمن پر
لڑے سعدینؓ[۶۰] اور بوبکرؓ، مصعبؓ[۶۱] تو لگا ایسے — کہ موت اُنؓ کے لیے خوشبو کا درجہ رکھتی ہو جیسے
صحابہؓ کے لیے مولائے کلؐ کی ذات ایسی تھی — کہ جس پر جان قرباں کرنے کی سب نے تمنا کی
یہی تھی وہ تمنا جس کی شدت نے صحابہؓ کو — کیا بیگانہ ہر اک خوف سے چاہے وہ جیسا ہو
عدو کی ہر طرح کی برتری سے بے خطر ہو کر — مسلماں یوں لڑے کہ چھا گئے لمحوں میں دشمن پر
کیا اُس کی صفوں کو منتشر اور کر دیا پسپا — سوائے بھاگنے کے اُس کو اب کوئی نہ تھا رستہ

٢٩٦

شہادت حضرتِ حمزہؓ کو سینے سے لگاتی ہے

بڑھے جاتے تھے حمزہؓ قلبِ دشمن میں بہت آگے — جہاں جاتے وہیں پر کشتوں کے پشتے تھے لگ جاتے
تھا وحشی[۶۲]، ابنِ مطعم[۶۳] کا غلام، اُس نے یہ کوشش کی — کہ کر کے قتل حمزہؓ کو وہ حاصل کر لے آزادی
وہ آیا چھپ چھپا کے اُس جگہ حمزہؓ جہاں پر تھے — شہید اُس نے کیا اُنؓ کو وہاں پر آ کے نیزے سے
نشانہ ناف کا لے کر یوں اُس نے نیزے کو پھینکا — کہ لگ کر ناف میں وہ درمیاں ٹانگوں کے آ نکلا
لگا نیزہ، اٹھے حمزہؓ، مگر وہ اٹھ نہیں پائے — شہادت کے فضائل سب یوں اپنے نام لکھوائے

نظر انداز تیر انداز حکمِ خاص کرتے ہیں

ہوئے کفار پسپا تو مسلمانوں نے یہ سمجھا — کہ غلبہ ہو چکا، مالِ غنیمت پر کریں قبضہ
جہاں خیمے عدو کے تھے، بہت سے اُس طرف دوڑے — صفیں توڑیں، رسول اللہؐ کے سب احکام وہ بھولے
پہاڑی پر جو تیر انداز تھے سب نے یہی سمجھا — لڑائی ہو چکی، دشمن ہوا پوری طرح پسپا
پہاڑی چھوڑ کر بھاگے بہت سے مال پانے کو — ہوئے شامل وہ اُن میں جا کے، خیموں تک گئے تھے جو
یہی تھا وہ عمل جس سے خسارہ قوم کو پہنچا — عمل جس جس سے یہ سرزد ہوا، تا عمر پچھتایا

علیؓ نے جب یہ دیکھا تو پکارا جانے والوں کو
خلافِ حکمِ آقاؐ، اُس طرف ہرگز نہیں جاؤ

کہا اُن سے کہ دشمن کی ہے جنگی چال اے لوگو!
نہ جاؤ اُس طرف، ٹھہرو، مری سن لو، ذرا سوچو

مگر مالِ غنیمت کی ہوس، رکنے نہ دیتی تھی
انہوں نے یہ کہا کہ جنگ ہم نے جیت لی کب کی

اسی عالم میں عبداللہؓ[٦٤] نے جب دیکھا کہ سب ساتھی
چلے جاتے ہیں چاہت میں فقط مالِ غنیمت کی

دلائی یاد آقاؐ کی ہدایت اور انہیں روکا
مگر کچھ کے سوا ہر اک پہاڑی چھوڑ کر بھاگا

پہاڑی تیر اندازوں سے جیسے ہی ہوئی خالی
تو فوراً پشت سے خالدؓ نے حملہ کرنے کی ٹھانی

کیا حملہ، صفایا کر دیا جو چند باقی تھے
پھر اس کے بعد وہ آگے بڑھے اس خالی رستے سے

قریشی عورتیں کفار کو غیرت دلاتی ہیں

ادھر کفار بھاگے، ہند سب کے سامنے آئی
کہا تم مرد ہو کیسے کہ غیرت کچھ نہیں کھائی

بڑھی عمرہ[٦٥] بکھیرے بال، پھاڑے اس طرح کپڑے
کہ ان میں سے کئی اعضا نظر آنے لگے اُس کے

وہ چلائی، ہزیمت سے یہ بہتر ہے کہ ڈٹ جاؤ
لڑو دشمن سے، غیرت ہے تو میداں ہی میں کٹ جاؤ

اگر میدان سے بھاگو تو جا کر چوڑیاں پہنو
سنو، پھر زندگی بھر تم ہماری سمت نہ دیکھو

وہ تیزی سے بڑھی آگے، اٹھایا جا کے پرچم کو
مرا تھا جب صواب، اُس وقت سے نیچے پڑا تھا جو

لڑی وہ یوں کہ شرمندہ ہوئے سب دیکھ کر اُس کو
وہ میداں میں پلٹ آئے لہو میں پا کے تر اس کو

قیادت آپ ﷺ نے یوں کی کہ سب حیران ہوتے ہیں

وہاں سے بھاگ نکلے تھے جو کافر، لوٹ کر آئے
لڑائی میں انہوں نے آ کے جو ہر اپنے دکھلائے

ڈٹے سب سامنے، پیچھے سے خالدؓ نے کیا حملہ
سواروں نے مسلمانوں کے لشکر کو بہت روندا

رسول اللہؐ نے اس موقع پہ وہ اعلیٰ قیادت کی
نظیر ایسی نہیں ملتی، دلیری کی، شجاعت کی

اگر یہ چاہتے آقاؐ، بچا سکتے تھے اپنی جان
مگر یہ بات اک قائد کے بالکل ہے خلافِ شان

کہ وہ اپنی سپہ کو چھوڑ کر محفوظ ہو جائے
سپہ مرتی رہے اُس کو کوئی بھی زخم نہ آئے

چنانچہ آپؐ نے خطرے میں جان اپنی کو خود ڈالا
مخاطب ہو کے آقاؐ نے مسلمانوں سے فرمایا

ادھر آؤ مسلمانو! بلندی کی طرف آؤ
سواروں سے بچو، کوہِ اُحد پر سب چلے جاؤ

اُحد پر دشمنوں کے گھوڑے ہرگز چڑھ نہیں سکتے
ہماری سمت وہ تیزی سے آگے بڑھ نہیں سکتے

صفوں کو توڑنے پر آپؐ نے افسوس فرمایا کہا کہ اس عمل نے ہے ہمیں نقصان پہنچایا

رسول اللہ ﷺ گئے جاں سے، خبر میداں میں اڑتی ہے

سنی آواز آقاؐ کی تو خالدؓ اس طرف آئے سوار اک سو بھی حملے کے لیے وہ ساتھ تھے لائے

مسلماں منتشر ہو کر سبھی طاقت گنوا بیٹھے یہ حالت تھی کہ اب کفار ہی میداں پہ غالب تھے

علاوہ سرورِ عالمؐ کے نو ایسے صحابہؓ تھے جو اس عالم میں بھی بکھرے نہیں، سارے وہ یک جا تھے

ہر اک حملے کے آگے ڈٹ گیا یہ مختصر دستہ بنایا آپؐ نے کوہِ اُحد تک جانے کا رستہ

بڑی شدت کے حملے تھے مگر ہر حملے کو ٹالا پڑا نیزوں سے، تلواروں سے ہر اک گام پر پالا

سواروں نے بہت کوشش کی جاں سے مار دینے کی مگر اللہ نے اس چھوٹی سی ٹولی کو اماں بخشی

سواروں کے لیے آنا تھا ناممکن، وہاں پہنچے دباؤ ہر جگہ دشمن کا تھا، آقاؐ جہاں پہنچے

چڑھے تھے کچھ قدم اوپر، کسی نے مارا اک پتھر رباعی دانت ٹوٹا جب لگا پتھر یہ چہرے پر

ہوا زخمی لبِ زیریں، لہو بھی ہو گیا جاری مگر دشمن کو اس حالت میں پڑنے نہ دیا بھاری

بڑھے آگے تو پاؤں آپؐ کا پھسلا، گرے جا کر وہاں کہ جس جگہ موجود تھے چھوٹے بڑے پتھر

بڑھا ابنِ شہاب [٦٦] اُس نے کیا ماتھے کو کچھ زخمی چلائی ایک ظالم نے وہاں تلوار کچھ ایسی

کہ زخمی ہو گیا اس وار سے آقاؐ کا یوں کندھا کہ جس کا درد آقاؐ نے سدا محسوس فرمایا

کیا جن بدنصیبوں نے اُحد پر آپؐ پر حملہ یہ تھے ابنِ شہاب و ابنِ قمئہ [٦٧] تیسرے عتبہ [٦٨]

رسول اللہؐ کو اس حالت میں ابنِ قمئہ نے دیکھا وہ نیچے کی طرف بھاگا، بہت خوش تھا، وہ چلایا

محمدؐ ہو چکے ہیں قتل، میں نے ہی کیا ہے قتل محمدؐ ہو چکے ہیں قتل، مجھ سے ہی ہوا ہے قتل

نچھاور آپ ﷺ پر کیسے مسلماں جان کرتے ہیں

خبر اڑتے ہی اہلِ حق نے بالکل ہار دی ہمت ہوا محسوس یہ اُن کو کہ جیسے ہوں وہ بے طاقت

انہوں نے پھینک کر ہتھیار کی جانے کی تیاری کہا کہ اب تو ہے بے کار رکھنی جنگ یہ جاری

ادھر آقاؐ کو اس حالت میں دیکھا تو عمرؓ آئے علیؓ دوڑے، کہیں سے ڈھال میں کچھ پانی بھر لائے

رسول اللہؐ کے چہرے پر ذرا چھڑکا تو ہوش آیا ابھی حالت نہ سنبھلی تھی کہ دشمن نے کیا حملہ

یہ دستہ تھا سواروں کا جو پیدل اس طرف آیا یہ تھے تعداد میں اک سو، انہوں نے کر دیا حملہ

رسول اللہؐ ذرا سنبھلے، اُٹھے تو کعبؓ[69] نے دیکھا / وہؐ چلائے کہ آقاؐ ہیں خدا کے فضل سے زندہ
سنی آواز حضرت کعبؓ کی تو وہ مسلماں سب / جو بد دل تھے نظر آنے لگے پھر حوصلے میں اب
یہی وہ وقت تھا جب سعدؓ[70] نے یوں تیر برسائے / کہ کافر جن کے باعث تیزی سے آگے نہ بڑھ پائے
تھے حضرت سعدؓ پاس آقاؐ کے، وہؐ جب تیر برساتے / ''مرے ماں باپ ہوں تم پر فدا'' آقا یہ فرماتے
شہادت پائی مصعبؓ[71] نے جو تھے ہم شکل آقاؐ کے / محمدؐ ہو چکے ہیں قتل، کافی لوگ یہ سمجھے
رسول اللہؐ کو دیکھا تو سبھی نے حوصلہ پایا / ''کرو خود کو منظم'' سب سے آقاؐ نے یہ فرمایا
چنانچہ کچھ صحابہؓ تیزی سے اُس جا پہ آ پہنچے / جہاں آقائے عالمؐ زخمی حالت میں نظر آئے
یہ تھے بارہ جنہوں نے آپؐ کی ایسے حفاظت کی / نظیر اس کی کوئی تاریخ میں ہرگز نہیں ملتی
رسول اللہؐ تھے پیچھے اور یہ سب اُنؐ کے آگے تھے / عمرؓ، طلحہؓ[72]، علیؓ نے جوہر اپنے خوب دکھلائے
نسیبہ[73]، بودجانہؓ[74] نے عجب چالیں چلیں جنگی / کہ اک سو لوگوں کو آقاؐ پہ حملے کی نہ مہلت دی
انسؓ[75] نے تھا کیا جاں توڑ کر کفار کو پسپا / رسول اللہؐ کی خاطر مول سب نے لے لیا خطرہ
سبھی نے زخم کھائے، جان بھی کچھ نے نچھاور کی / وفاؤں کی نئی تاریخ یوں سب نے رقم کر دی
ہوئی حملے میں شدت تو اُسے بڑھ بڑھ کے یوں روکا / حفاظت آپؐ کی کرنے میں جاں کی بھی نہ کی پروا
مصیبت کی گھڑی میں آپؐ کے رہتے تھے جو ساتھی / وہی صدیقِ اکبرؓ تھے یہاں بھی آج ہمراہی
لڑے دشمن سے پہلے بو دجانہؓ اور کیے حملے / پھر اس کے بعد آقاؐ کے تحفظ کے لیے آئے
صحابہؓ کی شراکت میں انہوں نے دستے کو روکا / سواروں کا وہ دستہ جس نے آقاؐ پر کیا حملہ
ہوئے زخموں سے جب وہ چُور تو آقاؐ کے پاس آئے / مبارک سینے سے اپنی لگائی پیٹھ، اترائے
کہا دل میں رفیقِ آقاؐ کا ٹھہروں گا میں جنت میں / شہادت مجھ کو مل جائے اگر موجودہ حالت میں
چنانچہ جتنے تیر آئے، انہوں نے لے لیے خود پر / بدن کچھ دیر میں اُنؓ کا ہوا سارا لہو سے تر
رسول اللہؐ کے قدموں میں خدا کو جان یوں سونپی / اتارا قرض اُس کا تیغ آقاؐ نے جو بخشی تھی
رسول اللہؐ کی خاطر جان اپنی دی انسؓ نے بھی / سہے سب وار خود پر، آپؐ پر نہ آنچ آنے دی
لگے چہرے پہ نیزوں اور تلواروں کے زخم اتنے / انہیں پہچان نہ پائے وہاں موجود تھے جتنے
بدن پر، چہرے پر اُن کے نہ جانے کتنے گھاؤ تھے / بہن پہچان پائی اُن کو، کانوں کی بناوٹ سے
علیؓ، طلحہؓ، عمرؓ، عبداللہؓ[76] سب کے سب لڑے ایسے / فلک نے آج تک دیکھے نہیں ہرگز جری ویسے
غرض جتنے صحابہؓ تھے، سبھی نے انتہا کر دی / وفا کی داستاں میں روشنی ہی روشنی بھر دی

کیا اہلِ وفا نے جس طرح حملہ یہاں پسپا
اُحد میں آسماں نے ایسا منظر آج ہی دیکھا
اِدھر بارہ، اُدھر سو، بارہ نے سو کو کیا پسپا
یہ ایسا واقعہ تھا جس نے ہر دشمن کو چونکایا
کسی نے زخم کھائے تو کسی نے جاں نچھاور کی
مگر اپنے نبیؐ پر آنچ ان سب نے نہ آنے دی

سرِ میدان کچھ لاشوں کا مُثلہ ہند کرتی ہے

اسی دن شام سے پہلے ابوسفیان کی بیوی[۷۷]
گئی میدان میں اور لاش حمزہؓ کی وہاں ڈھونڈی
تھا اُس کے پاس چاقو، جس سے اُس نے چیر کر سینہ
کلیجہ حمزہؓ کا باہر نکالا، سب کو دکھلایا
کسی کی اُس نے کاٹی ناک اور کاٹے کسی کے کان
پرویا ہار، پہنا اور ناچی وہ سرِ میدان
کلیجے کو چباتی تھی، وہ ہنستی اور گاتی تھی
الگ کر کے گلے سے ہار لوگوں کو دکھاتی تھی
سلافہ[۷۸]، سعد کی بیٹی بھی لاشوں کی طرف آئی
بڑی مشکل سے اُس کو لاش اس قاتل کی مل پائی
کہ جس نے بدر میں اُس کے پسر کو مار ڈالا تھا
سلافہ نے حلف یہ روبرو سب کے اٹھایا تھا
کہ وہ قاتل کا لا کر جمجمہ، کاسہ بنائے گی
اور اُس میں پانی پی کر تشنگی اپنی مٹائے گی
چنانچہ اُس نے سر کاٹا، اٹھایا اور چلائی
سنو لوگو! تمنا آج میرے دل کی بر آئی

ابوسفیان اظہارِ تکبر کرنے آتا ہے

ابوسفیان لاشوں کی طرف میدان میں آیا
اُسے آتے ہوئے دیکھا تو آقاؐ نے یہ فرمایا
جواب اس کو نہیں دینا، یہ جو کچھ بھی رہے کہتا
مسلمانوں کی لاشوں کے قریب آیا، وہ چلایا
''محمدؐ تم میں ہیں؟'' گر ہیں وہ زندہ تو بتاؤ تم
''پسر ہے بوقحافہ کا[۷۹]'' مجھے اُس کی سناؤ تم
رہے دونوں سوالوں پر صحابہؓ چپ تو وہ بولا
بتاؤ کہ عمرؓ اس وقت زندہ ہے یا کام آیا
سنی یہ بات تو بولے عمرؓ، دشمن خدا کے سُن
ہے پوچھا جن کا، زندہ ہیں خدا ہی کے کرم سے، سن
انہی کے ہاتھ سے رسوائی تم سب کا مقدر ہے
سنو، پسپائی پہ پسپائی، تم سب کا مقدر ہے
ابوسفیان بولا، یہ جو لاشوں کا ہوا مثلہ
نہیں تھا حکم میرا پر بُرا میں نے نہیں مانا
''لنا عزیٰ ولا عزیٰ لکم[۸۰]'' کہہ کر وہ چلایا
ہوا ظاہر کہ اُس کا عزیٰ پر ایمان ہے پختہ
رسول اللہؐ کے کہنے پر عمرؓ نے اُس سے فرمایا
نہیں کوئی تمہارا، ہے ہمارا ہی خدا مولیٰ[۸۱]
ابوسفیان پھر بولا کہ یہ ہے بدر کا بدلہ
کیا جو بدر میں تم نے، وہی ہے ہم نے لوٹایا

عمرؓ بولے، برابر یہ کبھی کچھ ہو نہیں سکتا / ہمارے جنتی، ایندھن تمہارے صرف دوزخ کا
وہ بولا، تم نے جنگِ بدر میں ستر کو مارا تھا / گنوا کر کے ستر ہی کو ہم نے آج ہے مارا
روانہ ہونے سے پہلے کہا اُس نے کہ اگلے سال / مقامِ بدر پر آئے تو کر دیں گے یہی پھر حال
رسول اللہؐ کے کہنے پر صحابیؓ اک نے فرمایا / یقیناً بدر ہم آئیں گے، اگلا سال بھی آیا

ابوسفیان کا لشکر روانہ مکہ ہوتا ہے

ابو سفیان کے لشکر نے کر رکھی تھی تیاری / اُحد سے شام سے پہلے ہی واپس بھاگ جانے کی
وہ جب لشکر میں آیا تو روانہ ہو گیا لشکر / مدینے والے کہتے تھے کہ حملہ ہو گا اب اُن پر
علیؓ کو حکم آقاؐ نے دیا کہ تم چلے جاؤ / کدھر کو جاتا ہے لشکر، خبر کچھ اس کی لے آؤ
اگر گھوڑے رہیں پہلو میں، یہ اونٹوں پہ چڑھ بیٹھیں / تو مکہ جا رہے ہیں یہ، بہر صورت یہی سمجھیں
اگر بیٹھیں یہ سب گھوڑوں پہ، اونٹوں کو یونہی ہانکیں / مدینے پر کریں گے جا کے حملہ، پھر یہی سمجھیں
مدینے پر کیا حملہ تو ہم سے منہ کی کھائیں گے / نہیں کچھ پا سکیں گے وہ، بہت نقصاں اٹھائیں گے
علیؓ[۸۲] کچھ دیر بعد آئے، بتایا، وہ گئے مکہ / وہ اونٹوں پر چلے جاتے ہیں، میں نے خود انہیں دیکھا

بڑی تیزی سے لشکر مشرکوں کا مکہ جاتا ہے

ہوئی جب شام تو کفار نے میدان کو چھوڑا / وہاں سے اس طرح بھاگے، پلٹ کر بھی نہیں دیکھا
یقیں تھا اُن کو، ٹھہرے رات تو امکان ہے اس کا / مسلماں ہو کے تازہ دم کہیں کر دیں نہ پھر حملہ
بوقتِ شب مدینے پر وہ حملہ کر نہ سکتے تھے / نئے دن میں نئے حالات کا وہ سامنا کرتے
اسی میں عافیت جانی کہ مکہ ہی چلے جائیں / وہ ٹھہرے کامراں جا کر وہاں یہ سب کو بتلائیں
کئی قسموں کے لے کر خوف دل میں وہ چلے آئے / نشانی فتح کی وہ کوئی بھی مکہ نہ لا پائے
کرا کر قتل کیسے کیسے لوگوں کو وہ جب پہنچے / ہر اک رستے پہ ماتم تھا، کئی گھر ہو گئے سُونے

اُحد کے سب شہیدوں کی یہیں تدفین ہوتی ہے

اُحد سے جا چکا لشکر تو آقاؐ اور صحابہؓ سب / وہاں آئے جہاں لاشیں تھیں، دیکھیں سب نے لاشیں جب
تو ہر اک شخص کے چہرے سے رنج و غم نمایاں تھا / ہر اک مُثلہ کیے جانے پہ لاشوں کے پریشاں تھا
نظر حمزہؓ[۸۳] کی میت پر پڑی آقائے عالمؐ کی / کلیجہ سینے سے باہر تھا، غائب کان اور بینی

بہت غمگیں ہوئے آقائے عالمؐ اور فرمایا
میں اک حمزہؓ کے بدلے میں کروں گا تیس کا مثلہ

اُسی لمحے خدا نے آپؐ کو پیغام بھجوایا
اگر خواہش تمہاری ہے تو لو بس ایک سے بدلہ

اگر تم صبر کرلو تو عمل یہ سب سے ہے اچھا
کہ اللہ ساتھ دیتا ہے ہمیشہ صبر والوں کا

سنا پیغام تو فوراً رسول اللہؐ نے فرمایا
کہ میں بھی صبر کرتا ہوں، میں اس بدلے سے باز آیا

اسی دوران ہر اک فرد لشکر کا بھی آ پہنچا
شہیدوں کی کرو تدفین، آقاؐ نے یہ فرمایا

خدا کی راہ میں ستر نے جاں اُس روز دے دی تھی
مہاجر اُن میں چھ تھے اور باقی سب تھے انصاری

نماز اُن کے جنازے کی پڑھائی خود ہی آقاؐ نے
پھر اس کے بعد سارے لگ گئے لاشوں کو دفنانے

نبی ﷺ ابنِ خلف کو ہلکا سا نیزہ چبھوتے ہیں

ہوئے کچھ واقعات ایسے جنہوں نے سب کو چونکایا
نبوت کا ہر اک میں اک نیا پہلو نظر آیا

یہاں ابنِ خلف[۸۴] گھاٹی میں حملے کے لیے آیا
زباں پہ اُس کی تھا اُس وقت جاری اک عجب فقرہ

محمدؐ ہے کہاں، اب وہؐ رہے گا یا رہوں گا میں
وہؐ دشمن ہے مرا، سو قتل آج اسؐ کو کروں گا میں

اُسے دیکھا تو آقاؐ سے صحابہؓ نے گزارش کی
اجازت ہو تو اس کو ختم کر دیں پاس آتے ہی

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اس کو پاس آنے دو
کہا حارثؓ[۸۵] سے نیزہ تم مجھے اپنا ذرا دے دو

قریب آیا تو نیزہ آپؐ نے گردن پہ یوں مارا
لگا وہ خود سے نیچے جو خالی تھی بچی، اُس جا

وہ لڑھکا اپنے گھوڑے سے، گرا کھائی میں وہ جا کر
وہ بھاگا اور جا کر سانس لی اپنے ٹھکانے پر

نہ کوئی زخم آیا نہ خراش آئی مگر چیخا
محمدؐ نے مجھے ہے آج واللہ قتل کر ڈالا

کہا سب نے اُسے کہ بے سبب دل چھوڑ بیٹھے ہو
تمہیں تو زخم تک آیا نہیں، گردن ذرا دیکھو

کہا اُس نے، محمدؐ نے کہا تھا مجھ سے مکے میں
تمہارا قتل لکھا جا چکا ہے میرے حصے میں

قسم سے تھوک بھی دیتا وہؐ مجھ پر تو میں مرجاتا
مجھے تکلیف ہے جتنی، میں تم سے کہہ نہیں پاتا

چنانچہ واپسی پر سرف[۸۶] تک جب لشکر آ پہنچا
تو وہ تکلیف میں رو رو کے آخر جان سے گزرا

دمِ آخر سبھی کو سعدؓ اک پیغام دیتے ہیں

اُحد کی شام آقاؐ نے کہا یہ زیدؓ[۸۷] سے، جاؤ
کہاں ہیں سعدؓ[۸۸]، کیسے ہیں، خبر کچھ اُنؓ کی لے آؤ

گئے وہؓ، سعدؓ کو ڈھونڈا، بڑی مشکل سے مل پائے
انہوں نے جنگ میں ستر سے اوپر زخم تھے کھائے

۳۰۲

کہا یہ زیدؓ نے اُنؓ سے کہ آقاؐ نے ہے پوچھا حال
وہ بولے کہ سلام اُنؐ سے کہو، بتلاؤ میرا حال

میں خود کو جنتِ موعود کی خوشبو میں پاتا ہوں
وہ عالم ہے کہ اس خوشبو سے مہکا مہکا جاتا ہوں

کہو انصار سے جا کر، اگر تم نے کیا ایسا
کہ جیتے جی تمہارے آپؐ تک دشمن کوئی پہنچا

کرو گے پیش جو بھی عذر تم، اللہ نہ مانے گا
کوئی نقصان پہنچا آپؐ کو تو تم کو پکڑے گا

مرا پیغام دو تم اس طرح کہ یہ سنیں سارے
کہا یہ سعدؓ نے اور ہو گئے اللہ کو پیارے

رسول اللہ ﷺ کی پھپھی بھائی کی میت پہ آتی ہیں

صفیہؓ آپؐ کی پھپھی اُحد اُس شام آئی تھیں
زبیرؓ اُنؓ کا تھا بیٹا، وہ اُسے بھی ساتھ لائی تھیں

رسول اللہؐ نے چاہا، پھپھی حمزہؓ کو نہ یوں دیکھیں
جو ہے میت کی حالت، دیکھ کر اُس کو نہ وہ تڑپیں

رسول اللہؐ کی خدمت میں ہوئیں حاضر، گزارش کی
خدا، اُس کے نبیؐ کے واسطے بھائی کی قربانی

نہیں اتنی بڑی، اس راہ میں ایسا تو ہوتا ہے
مجھے معلوم ہے کفار نے اُنؓ سے کیا کیا ہے

میں اپنے بھائی کی میت کو اس حالت میں دیکھوں گی
خدا کو تھا یہی منظور بس ایسا ہی سمجھوں گی

اجازت سرورِ عالمؐ نے دی، میت کو جا دیکھا
بڑے ہی حوصلے سے اپنے بیٹے سے یہ فرمایا

یہ چادر ہے، کفن دو اس کا اور ماموں کو دفناؤ
میں جاتی ہوں، یہاں سے ہو کے فارغ تم بھی گھر آؤ

نبی ﷺ حمزہؓ سے الفت کا عجب اظہار کرتے ہیں

مکمل ہو چکی تدفین تو سب شہر لوٹ آئے
صدا رونے کی آئی جب قرینِ شہر وہ پہنچے

رسول اللہؐ گھروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا
مجھے افسوس ہے، حمزہؓ پہ کوئی بھی نہیں روتا

سنا یہ سعدؓ[٨٩] نے، گھر میں گئے بتلایا کہ حمزہؓ
چچا تھے آپؐ کے، اُنؓ پر بھی روئیں، سب کو سمجھایا

خواتین نے عمل اس پر کیا، روئیں وہ حمزہؓ پر
سنا کچھ دیر تک یہ بین، پھر روکا یہ فرما کر

کہ مجھ پر حمزہؓ کے دکھ سے بڑا اب دکھ نہ آئے گا
شہادت جس نے پائی، وہ صلہ اللہ سے پائے گا

علیؓ کو زخم آئے اسی اس خونی لڑائی میں
عمرؓ پوری طرح سے ہو گئے زخمی لڑائی میں

انہیںؓ اکیس آئے زخم، حضرت سعدؓ[٩٠] کو بارہ
سبھی زخمی ہوئے لیکن کسی کو غم نہ تھا اس کا

انہیں احساس تھا آقاؐ خدا کی اک امانت ہیں
وہ تھے مسرور سب اس بات پر، آقاؐ سلامت ہیں

عجب اظہارِ الفت ایک ماں آقا ﷺ سے کرتی ہے

مدینہ واپسی پر راستے میں سعدؓ[91] نے دیکھا
کہ اُن کی والدہ اُس سمت آئیں، تھے جہاں آقاؐ
کہا یہ سعدؓ نے آقاؐ سے میری امی آئی ہیں
رُکے آقاؐ، کہا کہ مرحبا، فرمائیں کیسی ہیں؟
پھر اس کے بعد اُن سے تعزیت کی اُن کے بیٹے[92] کی
کہا اُن سے کریں وہ صبر اور کافی تسلی دی
وہ بولیں ہم میں گر اللہ کا پیغمبرؐ سلامت ہے
ہمارے سامنے پھر ہیچ ہر رنج و مصیبت ہے

سبھی رشتوں سے بڑھ کر آپ ﷺ کی الفت کا رشتہ ہے

مدینے میں تھی اک خاتون جب اُس تک خبر پہنچی
شہادت پا چکے ہیں اُس کے شوہر، باپ اور بھائی
کہا اُس نے رسول اللہؐ کے بارے میں بتاؤ کچھ
سلامت ہیں، مجھے اُنؐ کی خبر پہلے سناؤ کچھ
کہا اُس سے، خدا کے فضل سے آقاؐ سلامت ہیں
وہ بولی، مجھ کو دکھلاؤ، اگر مولیٰ سلامت ہیں
اشارے سے اُسے دکھلائے آقاؐ تو وہ یہ بولی
ہے اب ہر اک مصیبت ہیچ، مجھ کو غم نہیں کوئی

تعاقب آپ ﷺ کا لشکر ابوسفیاں کا کرتا ہے

مکمل عسکری انداز میں آقاؐ ہوئے واپس
صحابہؓ کی صفیں پیچھے تھیں جب مولاؐ ہوئے واپس
مدینہ میں گزاری شب، سبھی چوکس رہے ہر دم
سپہ کا حوصلہ اُس وقت بھی ہرگز نہیں تھا کم
نہیں تھے جنگ میں شامل کچھ ایسے لوگ آپہنچے
سبھی ہتھیار بھی اپنے وہ اپنے ساتھ لائے تھے
مدینے پر ابو سفیان کے حملے کا تھا خطرہ
مسلمانوں کو لیکن خوف تھا کوئی نہ ڈر اس کا
ہوا نہ رات بھر حملہ تو آقاؐ نے یہ فرمایا
ابوسفیان کو رستے میں جا کر روکنا ہوگا
تعاقب میں، یہ فرمایا، وہی اب ساتھ جائے گا
لڑائی میں احد کی جو مرے لشکر میں شامل تھا
جب اگلا دن ہوا تو لے کے اک لشکر چلے آقاؐ
یہ لشکر الاسد حمرا میں پہنچا اور یہیں ٹھہرا
ابو سفیان کا لشکر مقامِ روحا جب پہنچا
ہوا احساس اُس کو کہ اُحد سے کس لیے بھاگا
یہ سوچا جنگ میں ہم کو ہوئی جو برتری حاصل
ملا کیا اُس سے اور کیا منفعت اُس سے ہوئی حاصل
یہ لشکر اہلِ مکہ کو خبر اب کیا سنائے گا
ملی ہے کامرانی کس طرح اُن کو بتائے گا
چنانچہ فیصلہ اُس نے کیا یثرب پہ حملے کا
اُحد سے درحقیقت بھاگنے پر تھا وہ شرمندہ

۳۰۷

کیا تھا فیصلہ اُس نے کہ اُس تک یہ خبر پہنچی — محمدؐ لے کے لشکر ہو چکے کب کے روانہ بھی
یہ لشکر ہے بڑا اور سب مسلماں اس میں شامل ہیں — یہ مت سمجھو کہ وہ کفار کی نیت سے غافل ہیں
بڑی اُن کی ہے طاقت اور بہت اُن کی ہے تیاری — مسلمانوں پہ اک عالم غم و غصے کا ہے طاری
تعاقب کی خبر سن کر ابوسفیاں ہوا حیران — سنی جب اہلِ لشکر نے، خطا سب کے ہوئے اوسان
چنانچہ یہ خبر سنتے ہی لشکر تیزی سے بھاگا — کہیں بھی نہ رکا رستے میں سیدھا آ گیا مکہ
رسول اللہؐ کو پہنچی جب خبر، کفار کا لشکر — روانہ ہو چکا مکہ، خبر لشکر کی ملنے پر
رسول اللہؐ وہاں سے تین دن کے بعد لوٹ آئے — مدینہ آئے تو جاری کئی فرمان فرمائے

مدینے آ کے وحشی آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہے

ہوا وحشی[93] رسول اللہؐ کی خدمت میں یہاں حاضر — تھا حمزہؓ کا یہ قاتل، نیزہ بازی کا بڑا ماہر
کیا آزاد آقا نے تو یہ یثرب چلا آیا — معافی کا ہوا طالب، رسول اللہؐ نے فرمایا
مسلماں ہو چکے ہو تم، معافی تم کو دیتا ہوں — مرے مت سامنے آنا، تمہارا نام لیتا ہوں
تو مجھ کو حمزہؓ پر گزرا ہر اک پل یاد آتا ہے — وہ ہر پل دل میں میرے غم کا اک طوفاں اٹھاتا ہے
رہا وحشی وہیں لیکن کبھی نہ سامنے آیا — کیے اپنے پہ وہ نادم رہا، تا عمر پچھتایا
بہادر تھا، کئی جنگوں میں بڑھ چڑھ کر لیا حصہ — کیا تھا پاک وحشی ہی نے تو کذاب[94] کا قصہ

ابوعزہ کو ملتی ہے سزا، وہ قتل ہوتا ہے

مدینہ واپسی پر اک صحابیؓ نے کہیں دیکھا — مسلمانوں سے اُن کا ایک مجرم چھپ کے ہے بیٹھا
یہ تھا بوعزہ[95]، قیدی بدر میں جو بن کے آیا تھا — جسے احسان فرما کر رسول اللہؐ نے چھوڑا تھا
غریبی کے سبب جس کا تھا فدیہ آپؐ نے بخشا — کیا تھا جس نے وعدہ کہ وہ جنگوں میں نہ آئے گا
ہوا شامل احد میں وہ خلافِ وعدہ بڑھ چڑھ کر — وہ بھڑکاتا رہا لشکر کو اپنے شعر پڑھ پڑھ کر
صحابیؓ نے اُسے پکڑا، نبیؐ کے پاس لے آیا — پُرانا عذر آتے ہی ابو عزہ نے دہرایا
رسول اللہؐ نے فرمایا، تجھے چھوڑا نہ جائے گا — تو مکہ جا کے ہنس ہنس کر کئی باتیں بنائے گا
تو دھوکے باز ہے، ہر عذر تیرے میں بھی دھوکا ہے — میں تیری عہد شکنی کو سمجھتا ہوں، تو جھوٹا ہے
پھر اس کے بعد آقاؐ نے یہ فرمایا، کوئی آئے — ہمیشہ کے لیے دنیا سے اس کا خاتمہ کر دے

اُحد کا کون فاتح تھا، کچھ اس پر بات ہوتی ہے

اُحد کی جنگ پر صدیوں سے اک یہ بحث ہے جاری — مسلمانوں نے کیا اُس میں ہزیمت ہی اٹھائی تھی
بجا کہ جانی نقصاں اہلِ حق کا اُن سے بڑھ کر تھا — ہوئی جب شام، بھاری تھا قریشِ مکہ کا پلڑا
مگر یہ فیصلہ کہ اس میں ہارا کون یا جیتا — ہمیں جنگی حوالے ہی سے اس کو دیکھنا ہوگا
لڑائی میں ہمیشہ جیت اُس کی سمجھی جاتی ہے — حریف اپنے کو جو بھی فوج میداں سے بھگاتی ہے
وہ کر لیتی ہے اپنے دشمنوں کے مال پر قبضہ — بنالیتی ہے قیدی دشمنوں کی فوج کو اپنا
وہ دشمن میں کوئی فوجی سکت رہنے نہیں دیتی — فنا کر دیتی ہے اُس کا تحرک اور طاقت بھی
وہ کر لیتی ہے قبضہ بڑھ کے دشمن کے علاقے پر — وہ تا سمجھوتا رہ جاتی ہے اُس پہ حکمراں اکثر
وہ پسپائی میں جاتا ہے، ہزیمت جو اٹھاتا ہے — جو فاتح ہو تعاقب میں عدو اپنے کے جاتا ہے
ہزیمت کی مقرر جنگ میں ہیں جتنی بھی شکلیں — حقائق کی نظر سے گر اُحد کی جنگ کو دیکھیں
ہمیں اس میں کوئی اک بھی کسی صورت نہیں ملتی — بجا ہو گا کہیں گر یہ، لڑائی بے نتیجہ تھی
ابوسفیان کتنی دور سے لڑنے کو آیا تھا — بہت افواج اور ہتھیار اپنے ساتھ لایا تھا
احد میں شام کو میدانِ جنگ اُس نے ہی چھوڑا تھا — سفر کر کے وہ راتوں رات خاصا دور جا نکلا
اگر یہ جیت اُس کی تھی، تو اُس کو جلدی ہی کیا تھی — وہ خود رکتا اور اُس کی فوج بھی میدان میں رکتی
کوئی مالِ غنیمت بھی اُسے حاصل نہ ہو پایا — گنوا کر ہی گیا کچھ، ساتھ اپنے وہ جو لایا تھا
کوئی قیدی ہی لے جاتا، دِکھاتا جا کے مکے میں — مسلماں اُس سے ہارے ہیں، بتاتا جا کے مکے میں
بجا کچھ دیر کو اُس کا رہا پلڑا ذرا بھاری — مسلمانوں پہ اُس کا خوف ہرگز نہ ہوا طاری
وہ لوٹا تو مسلمانوں کی پوری فوج باقی تھی — صفوں کی شکل میں اُس رات جو یثرب کو لوٹی تھی
پھر اگلے روز ہی یہ فوج نکلی تھی تعاقب میں — بہت ہی دور تک یہ فوج پہنچی تھی تعاقب میں
مدینے پر ابو سفیان نے کیوں نہ کیا حملہ — وہ جنگجوؤں سے خالی تھا، کیا پھر کیوں نہیں قبضہ
ہوا معلوم جب اُس کو کہ پیچھے فوج آتی ہے — جو اُس کی موت کا سامان اپنے ساتھ لاتی ہے
رُکا وہ کیوں نہیں، مکہ کی جانب کس لیے بھاگا — نہایت تیز رفتاری سے مکہ جا کے ہی ٹھہرا
اگر ان ساری باتوں پر توجہ دیں تو لگتا ہے — یہ ایسی جنگ ہے جس میں کوئی جیتا نہ ہارا ہے
مسلمانوں کا اس میں جانی نقصاں کچھ زیادہ ہے — ہوا نقصان تو اس سے سبق یہ سب کو ملتا ہے

نبیؐ کے حکم کو بھولو گے تو نقصاں اٹھاؤ گے　　ذرا سی دیر میں سینے پہ گھاؤ ایسا کھاؤ گے
کہ جس کا درد ساری عمر ہی محسوس ہوتا ہے　　جسے محسوس کر کے عمر بھر انسان روتا ہے
حقیقت میں مسلماں گر نبیؐ کی بات پر رہتے　　یقیناً اس لڑائی میں بھی خود کو کامراں کہتے

مرتب جنگ کے ماحول پر اثرات ہوتے ہیں

اُحد میں جو ہوئے نقصاں، یہودی اس پہ شاداں تھے　　جہاں ہوتے اکٹھے، وہ اُحد کی بات ہی کرتے
شکستِ فاش کھائی ہے مسلمانوں نے وہ کہتے　　مسلمانوں سے اکثر شہر میں وہ کھچ کے اب رہتے
منافق اور قبائل کچھ عداوت پر تھے آمادہ　　ہر اک اُن میں مسلمانوں کے بارے میں سمجھتا تھا
کہ اب ان کو مٹا دینا کسی صورت نہیں مشکل　　یہودی ان میں آگے آگے تھے، باقی بھی تھے شامل
نظر آقائے عالمؐ کی سبھی کی خواہشوں پر تھی　　چنانچہ آپؐ نے ہر کام کی منصوبہ بندی کی
بصیرت آپؐ کی ہر اک مصیبت کا مداوا تھی　　پڑی جیسی بھی مشکل، آپؐ نے تدبیر ویسی کی
اُحد کے بعد اگلے روز جب آقاؐ چلے لے کر　　تعاقب میں ابو سفیان کے لشکر تو ہر اک پر
کھلا یہ کہ مسلمانوں میں جرأت ہے وہی باقی　　وہی انداز ہیں اور شان و شوکت ہے وہی باقی
مگر اب سازشوں کی دشمنوں نے ابتدا کر دی　　مسلمانوں سے نفرت کی سبھی نے انتہا کر دی

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ ہند بنتِ عتبہ جو ابوسفیان کی بیوی تھی

۲۔ عتبہ بن ربیعہ

۳۔ حنظلہ ابنِ ابوسفیان صخر

۴۔ ولید ابنِ عتبہ

۵۔ صفوان بن امیہ

۶۔ مسافع بن عبد مناف جمحی

۷۔ ابوعزہ۔ شاعر تھا جسے جنگِ بدر کے بعد بغیر فدیہ لیے آزاد کیا گیا تھا۔ اُس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کسی طرح شریک نہ ہوگا لیکن اُس نے عہد شکنی کی۔

۸۔ حضرت خالدؓ بن ولید

۹۔ بنی عبدالدار

۱۰۔ حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب شیبہ

۱۱۔ حضرت اُبیؓ بن کعب

۱۲۔ عبداللہ بن اُبی

۱۳۔ حضرت سعدؓ بن معاذ

۱۴۔ حضرت اُسیدؓ بن حضیر

۱۵۔ حضرت سعدؓ بن معاذ

۱۶۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر

۱۷۔ حضرت اُسیدؓ بن حضیر

۱۸۔ حضرت حبابؓ بن منذر

۱۹۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ اور حضرت سعدؓ بن معاذ

۲۰۔ حضرت رافعؓ بن خدیج

۲۱۔ حضرت سمرہ بن جندب

۲۲۔ عبداللہ بن ابی

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ حضرت عبداللہؓ بن جبیر بن نعمان دوسی

۲۵۔ حضرت منذرؓ بن عمرو

۲۶۔ حضرت زبیرؓ بن عوام

۲۷۔ حضرت خالدؓ بن ولید

۲۸۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب عبدِ مناف

۲۹۔ حضرت عبداللہؓ بن جحش

۳۰۔ حضرت عمرؓ ابن خطاب

۳۱۔ حضرت ابودجانہ سماکؓ بن خرشہ

۳۲۔ حضرت خالدؓ بن ولید

۳۳۔ عکرمہ ابن ابوجہل عمرو بن ہشام

۳۴۔ صفوان بن امیہ

۳۵۔ بنی عبدلدار

۳۶۔ ابو عامر عبد عمرو بن صیفی

۳۷۔ ہند بنتِ عتبہ

۳۸۔ طلحہ بن ابی طلحہ عبدری

۳۹۔ حضرت زبیرؓ بن عوام

۴۰۔ عثمان بن ابی طلحہ

۴۱۔ ابوسعد بن ابی طلحہ

۴۲۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک

۴۳۔ مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ

۴۴۔ حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ

۴۵۔ حضرت عاصمؓ بن ثابت بن ابی افلح

۴۶۔ کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ

۴۷۔ جلاس بن طلحہ

۴۸۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ

۴۹۔ ارطات بن شرجیل

۵۰۔ شریح ابنِ قارظ

۵۱۔ یہ شخص منافق تھا جو صرف قبائلی حمیت میں مسلمانوں کے ہمراہ لڑنے آ گیا تھا۔

۵۲۔ ابو زید عمرو بن عبدِ مناف عبدری

۵۳۔ شرجیل بن ہاشم

۵۴۔ حضرت عبداللہ بن جحش

۵۵۔ حضرت ابو دجانہ سماکؓ بن خرشہ

۵۶۔ حضرت زبیر بن عوام

۵۷۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک

۵۸۔ حضرت انسؓ بن نضر

۳۰۹

۵۹۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ

۶۰۔ حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت سعدؓ بن عبادہ

۶۱۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر عبدری

۶۲۔ وحشی بن حرب

۶۳۔ جبیر بن مطعم بن عدی

۶۴۔ عبداللہؓ بن جبیر

۶۵۔ عمرہ بنت علقمہ

۶۶۔ عبداللہ ابنِ شہاب زہری

۶۷۔ عبداللہ قمئہ

۶۸۔ عتبہ بن ابی وقاص مالک

۶۹۔ حضرت کعبؓ بن مالک

۷۰۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک

۷۱۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر

۷۲۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ

۷۳۔ حضرت امِ عمارہ نسیبہ بنتِ کعبؓ۔ ابواب تاریخ المدینہ المنورہ کے مؤلف نامور عرب صحافی اور چیئرمین مدینہ میونسپلٹی نے ان صحابیہؓ کا نام نصیبہ لکھا ہے۔

۷۴۔ حضرت ابودجانہ سماکؓ بن خرشہ

۷۵۔ حضرت انسؓ بن نضر

۷۶۔ حضرت عبداللہ بن جحش

۷۷۔ ہند بنتِ عتبہ

۷۸۔ سلافہ بنتِ سعد، طلحہ بن ابی طلحہ کی بیوی۔

۷۹۔ ابوبکر عبداللہ بن ابوقافہ عثمانؓ

۸۰۔ ہمارے لیے عزیٰ ہے اور تمہارے لیے عزیٰ نہیں

۸۱۔ اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم

۸۲۔ علیؓ ابنِ ابی طالب

۸۳۔ حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب شیبہ

۸۴۔ اُبَیّ بن خلف

۸۵۔ حضرت حارثؓ بن صمہ

۸۶۔ مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے مکہ سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک مقام کا نام

۸۷۔ حضرت زیدؓ بن ثابت

۸۸۔ حضرت سعدؓ ابن ربیع

۸۹۔ حضرت سعدؓ بن معاذ

۹۰۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک

۹۱۔ حضرت سعدؓ بن معاذ

۹۲۔ حضرت عمروؓ بن معاذ

۹۳۔ وحشی بن حرب

۹۴۔ مسیلمہ بن ثمامہ کذاب

۹۵۔ بوعزہ جمحی

۳۱۱

باب

۲۹

مہمیں کچھ اُحد کے بعد یوں درپیش آتی ہیں

۳۱۳

ابو سلمہؓ اسد والوں کی سرکوبی کو جاتے ہیں

اُحد کو کچھ ہی دن گزرے تھے، آقاؐ تک خبر پہنچی — اسد والوں[1] کی کوشش ہے رسول اللہؐ پہ حملے کی

ہیں طلحہ اور سلمہ[2] ان خیالوں میں مسلسل اب — اکٹھا کر رہے ہیں قوم اپنی کو وہ روز و شب

وہ کہتے ہیں کہ موقع ہے، انہیں اب ختم کر ڈالو — گھروں کو ان کے جا کر ان کی لاشوں ہی سے بھر ڈالو

مرتب ڈیڑھ سو لوگوں کا فوراً اک کیا دستہ — ابو سلمہ[3] کو آقاؐ نے دیا اس دستے کا جھنڈا

کہا، پہنچو عدو تک اس طرح، حیران رہ جائے — حلیفوں سے کسی صورت میں وہ ملنے نہیں پائے

لڑو ایسے، دلیری کی وہاں پر انتہا کردو — بڑھو آگے، عدو کی ساری طاقت کو فنا کردو

بڑھے بو سلمہؓ اور جا کر اچانک کر دیا حملہ — وہ بھاگے جاں بچا کر جس طرف اُن کو ملا رستہ

لیے قبضے میں اُن کے جانور، دستہ پلٹ آیا — وہ بکھرے یوں کہ دوبارہ نہ ہو پائے کبھی یک جا

سزا خالد کو دینے کے لیے عبداللہؓ جاتے ہیں

خبر پہنچی مدینے میں کہ خالد[4] کا ارادہ ہے — کہ حملہ وہ کرے، کہتا ہے موقع اس کا اچھا ہے

اکٹھی فوج کرتا پھر رہا ہے قوم سے اپنی — اسی میں کٹ رہی ہے آج کل ہر اک گھڑی اس کی

رسول اللہؐ نے عبداللہ[5] کو دے کر فوج بھجوایا — کرو اچھی طرح سے اس کی سرکوبی، یہ فرمایا

روانہ ہو گئے عبداللہؓ سرکوبی کو خالد کی — لڑائی میں جو کام آئے، تھا شامل اُن میں خالد بھی

اٹھارہ دن کے بعد آئے تو سر خالد کا لے آئے — لڑائی کے رسول اللہؐ کو سب حالات بتلائے

عصا اپنا عطا آقاؐ نے عبداللہؓ کو فرمایا — قیامت میں شفاعت کی نشانی ہے، یہ بتلایا

چنانچہ حضرتِ عبداللہؓ نے اس کی وصیت کی — کفن میں ساتھ اُن کے رکھا جائے اس عصا کو بھی

صحابہؓ قتل کچھ ہوتے ہیں کچھ نیلام ہوتے ہیں

ہوا اک واقعہ ایسا کہ جس نے سب کو چونکایا — نیا انداز جس سے سازشوں کا سامنے آیا

رسول اللہؐ کے پاس آئے کئی افراد باہر سے — کہا، اسلام کے حامی ہیں پر کہتے نہیں ڈر سے

مناسب ہوگا کچھ لوگوں کو بھیجیں ساتھ ہم سب کے — ہمارے لوگوں کو سکھلائیں جو اسلام اس ڈھب سے

کہ ہم اُن کے ذریعے دین کی باتیں سمجھ جائیں
سمجھ جائیں تو پھر ہم آپؐ پر ایمان لے آئیں

صحابہؓ دس چنے آقاؐ نے، جن کو ساتھ بھجوایا
امیر اُن سب کا عاصمؓ[6] کو بنایا اور فرمایا

تمہیں محنت سے ان کو دین کی تعلیم دینی ہے
کسی کو دین کی تعلیم دینا ایک نیکی ہے

میانِ رابغ و جدہ ، ہذیلی ایک چشمہ تھا
یہاں پہنچے، مسلمانوں نے حیرت سے یہاں دیکھا

کہ وہ جو لوگ تھے، سازش سے اِن کو ساتھ لائے تھے
بنو لحیان کو آواز دے کر یہ کہا اُن سے

مسلماں ہیں، انہیں جانے نہیں دینا کسی صورت
ملے گی ان کے بدلے میں قبیلے کو بڑی قیمت

یہ تیر انداز تھے تعداد ان کی سو سے بڑھ کر تھی
صحابہؓ دوڑے ٹیلے کی طرف، بچنے کی کوشش کی

بنو لحیان نے آواز دے کر یہ کیا وعدہ
اگر خود سے اتر آؤ کہا کچھ بھی نہ جائے گا

کیا انکار عاصمؓ نے، لڑائی کا ہوا آغاز
نہتے دس ادھر تو اس طرف یک صد تھے تیر انداز

صحابہؓ سات تھوڑی دیر ہی میں جان دے بیٹھے
فقط اب تین تھے ٹیلے پہ جو زندہ بچے پیچھے

بنو لحیان نے آواز دے کر پھر کیا وعدہ
کہا انؓ سے، اتر آؤ، کہا کچھ بھی نہ جائے گا

اتر آئے یہ تینوں تو انہوں نے عہد کو توڑا
انہیں باندھا، بتایا ان کو بھیجیں گے تمہیں مکہ

خبیبؓ[7] و زیدؓ[8] کو وہ باندھ کر لے آئے مکے میں
جہاں کر کے انہیں نیلام لوٹ آئے قبیلے میں

یہودی جو مدینہ چھوڑ کر مکے میں آئے تھے
مسلمانوں سے نفرت بھی وہ اپنے دل میں لائے تھے

انہوں نے مشرکوں کو کر لیا اس بات پر تیار
جہاں موقع ملے، جب بھی ملے، ان پر کرو تم وار

کہا یہ مشرکوں نے کہ کسی بھی اہلِ ایماں کو
ہمارے پاس لے کر آئے گا زندہ پکڑ کر جو

صلہ اس کا اسے فوراً عطا فرمایا جائے گا
ملے گی اتنی دولت کہ وہ ساری عمر کھائے گا

اسی لالچ میں صحرائی قبیلوں نے یہ ڈھب ڈالا
ہر اک ان میں سے ہر لمحے فقط اس تاک میں رہتا

مسلماں اس کو مل جائے کوئی تو اس کو لے جائے
اسے لے جا کے مکہ میں بڑا انعام وہ پائے

خبیبؓ ایسے بکے تو عقبہ[9] نے انؓ کو خریدا تھا
جنہیں تنعیم میں ظالم نے سولی پر چڑھایا تھا

خریدا زیدؓ کو صفوان[10] نے اور قتل کر ڈالا
وہ کہتا تھا کہ بدلہ یوں لیا ہے میں نے والد کا

انوکھی ایک سازش میں صحابہؓ قتل ہوتے ہیں

ہوا اک واقعہ پہلے سے بڑھ کر اس مہینے میں
کہ عامر[11] آیا اک دن آپؐ سے ملنے مدینے میں

اسے ایمان لانے کی رسول اللہؐ نے دعوت دی
نہ وہ ایمان لایا اور نہ ظاہر اس سے نفرت کی

گزارش آپؐ سے کی کچھ مبلغ نجد بھجوائیں / وہاں گر نجد والوں کو وہ دینِ حق کی دعوت دیں

مجھے امید ہے کہ آپؐ پر ایمان لائیں گے / یقیناً آپؐ کی رحمت سے اپنا حصہ پائیں گے

رسول اللہؐ نے فرمایا مجھے محسوس ہوتا ہے / مرے لوگوں کو اہلِ نجد سے در پیش خطرہ ہے

کہا عامر نے کہ میری اماں میں وہ وہاں جائیں / انہیں خطرہ کوئی درپیش نہ ہوگا جہاں جائیں

تسلی ہوگئی تو آپؐ نے ستر صحابہؓ کی / جماعت اک بنا کر ساتھ عامر کے روانہ کی

یہ سارے لوگ علم و فضل والے، خیر والے تھے / یہ پڑھتے اور پڑھاتے یا عبادت ہی کیا کرتے

وتیرہ ان کا تھا آقائے عالمؐ سے وفا کرنا / مگن تدریس میں رہنا سدا حمد و ثنا کرنا

انہیںؓ آقائے عالمؐ نے سبق ایسا پڑھایا تھا / سلیقہ جس سے ان کو آگیا تھا مرنے جینے کا

امیر اس قافلے کے اک صحابی یعنی منذرؓ تھے / محمدؐ کے جو شیدا، علم کا گہرا سمندر تھے

سفر کرتے کراتے آگئے چاہِ معونہ پر / بنو عامر، سُلیم[12] ایسے قبیلوں کے یہاں تھے گھر

رسول اللہؐ کا منذرؓ[13] نے دیا خط ابنِ ملجاں[14] کو / کہا لے جا کے خط عامر[15] کو اس کے گھر پہ پہنچا دو

گئے لے کر وہ خط، عامر کو سونپا اور فرمایا / یہ خط آقائے عالمؐ نے مرے ہاتھوں ہے بھجوایا

اشارہ کر دیا اس نے کسی کو، خط نہیں دیکھا / اشارہ پاتے ہی قاصد کو اس نے نیزہ دے مارا

پھر اس کے بعد عامر نے صحابہؓ پر کیا حملہ / مدد کے واسطے اس نے قبیلے کو بلا بھیجا

مگر عامر[16] کے باعث جب وہاں کوئی نہیں آیا / تو اس نے اب وہاں کے دوسرے لوگوں کو بلوایا

سُلیم اپنے قبائل تینوں لے کر پل میں آپہنچے / صحابہؓ کو کیا محصور اور ان پر کیے حملے

جواباً ان صحابہؓ نے بھی ان سے کچھ لڑائی کی / سوائے دو صحابہؓ کے سبھی نے اپنی جاں دے دی

پڑے تھے کعبؓ[17] زخمی لاشوں میں سو وہ رہے زندہ / بچے تھے عمرو[18] بھی ان کو عدو نے زندہ تھا پکڑا

ہوئے قیدی تو عامر کو بتایا کہ مضر[19] سے ہیں / کہا عامر نے، ماں کی نذر کا ہم قرض رکھتے ہیں

کیا آزاد ان کو بال پیشانی سے کٹوائے / صحابیؓ اس طرح سے اس لڑائی میں یہ بچ پائے

مدینے میں شہادت کی خبر لے کے یہ جب پہنچے / احد کے زخم تازہ ہو گئے دل میں خبر سن کے

احد میں تھی کھلی اک جنگ، یہ تھا اک کھلا دھوکا / افاضل کی شہادت کا ہوا سب کو بہت صدمہ

ہوا اک واقعہ، جب عمرو لوٹے راستے میں تھے / مقامِ قرقرہ پر اک شجر کے سائے میں اترے

بنو کلاب کے دو شخص بھی سائے میں آ ٹھہرے / جو تھوڑی دیر ہی میں نیند کی وادی میں جا پہنچے

ملا جیسے ہی موقع، عمرو نے وہ قتل کر ڈالے / وہ ان کے قتل کو بدلہ صحابہؓ کا سمجھتے تھے

رسول اللہؐ کا ان کے پاس حالاں کہ تھا اک وعدہ
نہیں تھا عمرو کو معلوم جس کے بارے میں اصلا

چنانچہ جب انہوں نے آ کے بتلایا یہ آقاؐ کو
کہا آقاؐ نے، تم نے قتل کر ڈالے ہیں ایسے دو

دیت جن کی ادا کرنا ضروری ہے بہر حالت
ہے ان سے عہد جو میرا، نبھاؤں گا بہر صورت

یہودی اک قبیلہ شہر سے بے دخل ہوتا ہے

یہودی روزِ اول سے رسول اللہؐ سے جلتے تھے
ستانے سے مسلمانوں کے ہرگز وہ نہ ٹلتے تھے

انہیں موقع اگر ملتا کہیں ایذا رسانی کا
تو یہ موقع کبھی خالی نہ ان کے ہاتھ سے جاتا

ہمیشہ کوئی نہ کوئی شرارت کرتے رہتے تھے
وہ الزام آپؐ پر کوئی نہ کوئی دھرتے رہتے تھے

احد کی جنگ ان میں اک بڑی تبدیلی لے آئی
وہ ایسی باتیں کرتے جن سے آقاؐ کی ہو رسوائی

وہ در پردہ کیے جاتے تھے لڑنے کی بھی تیاری
مہم ان کی یہ پہلے ہی سے تھی اک عرصے سے جاری

ہوئے جو حادثے دو، ان کے صدموں نے انہیں گویا
عجب انداز کا جذبہ، انوکھا ولولہ بخشا

ہوئی خواہش انہیں کہ ختم آقاؐ کو کیا جائے
یہاں کا انتظام اپنے ہی ہاتھوں میں لیا جائے

نضیر اک تھا قبیلہ جو قرینِ شہر رہتا تھا
وہاں اک کام سے تشریف اک دن لے گئے آقاؐ

قبیلے سے کہا کہ عمرو[20] نے دو قتل کر ڈالے
دیت سے ہم کسی صورت بری ہو ہی نہیں سکتے

دیت میں اب اعانت آپ کو ظاہر ہے کرنی ہے
ہمارے عہد میں ایسا کیا جانا ضروری ہے

بڑی مکاری سے بولے یہودی، آپؐ آ جائیں
ضرورت ہم کریں گے پوری جیسے آپؐ فرمائیں

چنانچہ آپؐ اک دیوار کے سائے میں آ بیٹھے
اسی دیوار ہی سے آپؐ پیٹھ اپنی لگا بیٹھے

یہودی سب گئے اندر، کیا یہ مشورہ باہم
کہ اس سے اچھا موقع قتل کا پائیں گے اب ہم کم

ہوا یہ طے کہ چھت پر کوئی جائے اور چپکے سے
محمدؐ پر گرائے ایک پتھر، قتل کر ڈالے

تھا عمرو ابنِ جحاش اک شخص جو اس پر ہوا راضی
مگر آقاؐ کو جبرائیل نے آ کر خبر کر دی

پتا چلنے پہ آقاؐ اٹھ کے اپنے گھر چلے آئے
عمل اس دن یہودی اپنی سازش پر نہ کر پائے

مدینے آ کے آقاؐ نے محمدؓ[21] سے یہ فرمایا
کہ لے جاؤ مرا پیغام اور پیغام بتلایا

کہو اہلِ قبیلہ سے کہ وہ اس شہر کو چھوڑیں
ٹھکانہ اپنا جا کر دور یثرب سے کہیں ڈھونڈیں

وہ دس دن میں یہاں سے اپنا سب سامان لے جائیں
گزر جانے پہ مہلت وہ یہاں نہ پھر نظر آئیں

نظر آیا اگر کوئی تو اپنی جاں سے جائے گا
مدینے میں اماں ہرگز کسی صورت نہ پائے گا

نہ سوجھی راہ جب کوئی تو کی جانے کی تیاری
یہاں اک بار عبداللہ[22] نے پھر دکھلائی عیاری

انہیں پیغام بھجوایا، مدینے سے نہ تم جاؤ
جواں مردی سے ڈٹ جاؤ، محمدؐ سے نہ گھبراؤ

لڑیں گے مل کے ہم دونوں، مری طاقت تمہاری ہے
رہیں گے مل کے ہم دونوں، مری دولت تمہاری ہے

قریظہ[23] اور غطفان[24] اب تمہارے ساتھ آئیں گے
نہ جاؤ تم جو کہتے ہیں کہ جاؤ، خود ہی جائیں گے

سنا جب ابنِ اخطب[25] نے یہ پیغام اس نے یہ سمجھا
ہمیں اب جانے کا کوئی بھی ہر گز کہہ نہیں سکتا

رسول اللہؐ کو اس نے اس لیے پیغام بھجوایا
یہاں سے ہم چلے جائیں، سمجھ میں کچھ نہیں آیا

جو کرنا ہے وہؐ کرلیں، شہر ہرگز ہم نہ چھوڑیں گے
اٹھا جو ہاتھ ہم پہ اس کو ہر قیمت پہ توڑیں گے

مسلماں ان دنوں حالات کے ایسے بھنور میں تھے
عرب میں جتنی قومیں تھیں، وہ ہر اک کی نظر میں تھے

ہوئے کچھ واقعات ایسے، تھا جن کا غم ابھی باقی
جو ہیبت نقش تھی اغیار کے دل پر، نہ تھی باقی

چنانچہ یہ انہیں ہر گز گوارا نہ تھا کہ کوئی
رسول اللہؐ کی جاں لینے کا اپنے دل میں سوچے بھی

یہاں تو حال یہ تھا، وہ کھلے بندوں یہ تھے کہتے
محمدؐ قتل ہو جاتے، اگر کچھ دیر کو رہتے

کیا جو فیصلہ آقاؐ نے، اس کو بھی نہیں مانا
دیا جو حکم آقاؐ نے، اسے بھی کچھ نہیں سمجھا

وہ درپردہ تو پہلے سے کیے جاتے تھے تیاری
مہم ان کی مگر اب پوری طاقت سے ہوئی جاری

ہوا معلوم آقاؐ کو کہ حملہ ہونے والا ہے
کسی کی شہ پہ ان سب نے یہ منصوبہ بنایا ہے

یہ سنتے ہی انہیں محصور آقاؐ نے کیا فوراً
گھروں اور قلعے کو گھیرے میں جاکر لے لیا فوراً

وہ گھر کر کٹ گئے سارے حلیفوں سے، قبیلوں سے
مسلمانوں پہ برسانے لگے پتھر فصیلوں سے

گھروں کے ہر طرف تھے باغ ان کے ہی کھجوروں کے
جو ایسے وقت میں ان کو سپر کا کام دیتے تھے

دیا یہ حکم آقاؐ نے، انہیں کاٹو، جلا دو سب
انہوں نے کٹتے اور جلتے ہوئے اشجار دیکھے جب

تو خائف ہو گئے، آقاؐ کو یہ پیغام بھجوایا
ہمیں منظور ہے ہر فیصلہ جو آپؐ کا ہوگا

مدینہ بھی اگر فرمائیں گے تو چھوڑ دیں گے ہم
یہاں سے جو بھی رشتہ ہے ہمارا، توڑ لیں گے ہم

رسول اللہؐ نے دی ان کو اجازت کہ چلے جائیں
سبھی سامان لے جائیں، یہاں نہ پھر کبھی آئیں

مگر وہ اسلحہ فوراً مسلمانوں کو لاکر دیں
کوئی ہتھیار اپنے پاس وہ ہر گز نہیں رکھیں

رہے محصور دو ہفتے پھر اس کے بعد اونٹوں پر
لیا سامان لاد اپنا، گئے اک قافلہ بن کر

سوائے خالی دیواروں کے، سب کچھ لے گئے اپنا
لیے دروازے، کڑیاں، کھڑکیاں، کچھ بھی نہیں چھوڑا

مسلماں ہو گئے یامین[26] اور بن وہب[27] ان میں سے
بنے اسلام کے دونوں سپاہی اچھے اور سچے

٣١٧

سلام [۲۸] و ابنِ اخطب اپنے کنبے لے گئے خیبر   جو باقی تھے، سبھی نے شام میں جا کر بنائے گھر

قبائل کچھ کی سرکوبی کو آقا ﷺ نجد جاتے ہیں

خدا نے آپؐ کو دنیا میں ایسی سرخروئی دی   کہ جس سے برتری اسلام کی سب کو نظر آئی
نضیر ایسا قبیلہ شہر سے نکلا، ہوا ظاہر   مسلماں جاں بھی دے سکتے ہیں اپنے آقاؐ کی خاطر
مسلمانوں کو خطرے سے ڈرایا جا نہیں سکتا   کہ کٹ سکتا ہے سر ان کا، جھکایا جا نہیں سکتا
تھے صحرائی قبیلے کچھ جنھوں نے غل مچایا تھا   مسلمانوں کو ہر اک موڑ پر کھل کر ستایا تھا
افاضل کی بڑی تعداد کے قاتل بنے تھے وہ   بہت سی مشکلیں ہر لمحے پیدا کر رہے تھے وہ
نڈر وہ ہو گئے اتنے، مدینے میں خبر آئی   کہ وہ سب ہیں مدینہ پر چڑھائی کے تمنائی
ثعلبہ [۲۹] اور محارب [۳۰] کے قبائل ساتھ آئیں گے   بنو غطفان ساماں جنگ کا بھی ساتھ لائیں گے
کئی دن میں نبیؐ کا بدر بھی جانا ضروری تھا   احد کی شام بوسفیان سے فرمایا تھا وعدہ
مدینہ چھوڑنے سے پہلے لازم تھا کوئی خطرہ   رہے ہرگز نہ باقی پاس کے دشمن کے حملے کا
چنانچہ جب خبر پہنچی، چڑھائی نجد پر کر دی   قیادت میں رسول اللہؐ کی ہر جا فوج جا پہنچی
اچانک جب ہوا حملہ تو نجدی خوف سے بھاگے   اماں صحرا میں نہ پائی، پہاڑوں پر چھپے جا کے
مسلمانوں سے لڑنے کی نہ پھر جرأت وہ کر پائے   مدینے کی طرف پھر خواب میں بھی وہ نہیں آئے

رسول اللہ ﷺ مقامِ بدر پر لشکر کو لاتے ہیں

نبی جو بات کرتا ہے، وہ قائم اُس پہ رہتا ہے   ہمیشہ سچی ثابت ہوتی ہے جو بات کہتا ہے
اُحد کی شام بوسفیان سے فرمایا تھا وعدہ   کہ اگلے سال لشکر بدر میں لڑنے کو آئے گا
ہوئے دشمن قبیلوں سے نبیؐ فارغ تو فرمایا   صحابہؓ سے، کرو تیاری کہ وہ وقت ہے آیا
ابو سفیان سے وعدہ کیا تھا جو، نبھانا ہے   لڑائی کیسے ہوتی ہے، اُسے جاکر بتانا ہے
مدینے کا کیا ناظم مقرر بن رواحہؓ [۳۱] کو   دیا پرچم علیؓ کو بدر کو چلنے لگے جب تو
تھا لشکر پندرہ سو کا فقط دس گھوڑے شامل تھے   رسول اللہؐ کے لشکر کو سبھی ہتھیار حاصل تھے
مقامِ بدر پہنچے اور ہوئے میداں میں خیمہ زن   ہوئے سب منتظر کہ دیکھیے کب آتا ہے دشمن
ابو سفیان مکے سے چلا تھا ساتھ لشکر کے   بہر صورت بڑا لشکر تھا، سب سردار شامل تھے

مگر اس بار لشکر میں کوئی تھا جوش نہ جذبہ
ابو سفیان بھی ہر وقت کھویا کھویا رہتا تھا

مجنہ نام کے چشمے پہ خیمہ زن ہوا وہ جب
بلایا سب کو اپنے پاس، حاضر ہو گئے وہ سب

بہانہ یہ کیا موسم نہیں موزوں لڑائی کا
ہے ایسی خشک سالی کہ نظر آتا نہیں سبزہ

مریں گے جانور بھوکے، نہ تم بھی دودھ پاؤ گے
نہیں سبزہ، کہاں تم جانور اپنے چراؤ گے

ہے بہتر اب چلیں واپس، لڑیں گے پھر کبھی ان سے
بُرے موسم کے باعث ہے لڑائی ملتوی ان سے

لگا ایسے کہ سب اس کے لیے تیار بیٹھے تھے
تھے خائف سب مگر کھل کر نہیں یہ بات کہتے تھے

مسلماں آٹھ دن تک بدر میں ٹھہرے، تجارت کی
کیا یوں دبدبہ قائم، کمائی خوب دولت بھی

مدینہ لوٹ کر آئے تو خوشبو امن کی پھیلی
جو بدامنی کی صورت تھی، کمی اس میں بہت آئی

ثمر پایا مسلمانوں نے آقاؐ کی قیادت کا
نتیجہ تھا یہ سب مولائے کلؐ ہی کی فراست کا

علاقہ دومۃ الجندل کی جانب آپ ﷺ جاتے ہیں

نتیجہ بدرِ ثانی کا یہ نکلا، ہر طرف، ہر سو
ہوا ماحول بہتر اور پھیلی امن کی خوشبو

مضافاتِ مدینہ میں سبھی محسوس کرتے تھے
مسلماں ہیں نڈر سو اُن سے اب سارے ہی ڈرتے تھے

ضرورت تھی کہ اب اطراف سے آگے کی حالت کا
لیا جائے بڑی سنجیدگی سے جائزہ ایسا

کہ جس پر ہو عمل، پورے عرب پر جس سے ہو غلبہ
ہو وہ غلبہ کہ سارے لوگوں کو احساس ہو جس کا

خبر آئی کہ نزدِ شام کچھ ایسے قبیلے ہیں
جو آنے جانے والوں کو ہمیشہ لوٹ لیتے ہیں

قبائل دومۃ الجندل میں سب کے سب جو رہتے ہیں
کریں حملہ مدینے پر کھلے بندوں یہ کہتے ہیں

بڑی تیزی سے فوج اپنی منظم کرتے جاتے ہیں
بہت طاقت ہے ان کے پاس، وہ سب کو بتاتے ہیں

ہوئی تصدیق تو آقاؐ نے کی چلنے کی تیاری
مدینے کی نظامت آپؐ نے بن عرفطہؓ[٣٢] کو دی

روانہ اک ہزار افراد کو لے کر ہوئے آقاؐ
سفر کا اب طریقہ پہلے سے کچھ مختلف رکھا

بوقتِ شب سفر کرتے، جو ہوتا دن تو چھپ جاتے
اسی انداز میں وہ دومۃ الجندل میں آ پہنچے

نبیؐ کا تھا یہ منصوبہ، اچانک ان پہ ہو حملہ
سنبھلنے نہ دیا جائے، بہت نقصان ہو ان کا

قیادت میں رسول اللہؐ کی لشکر نے کیا حملہ
ملیں سب بستیاں خالی، نظر کوئی نہ شخص آیا

گئے جانے کدھر وہ، چھپ گئے جانے کہاں جا کر
انہیں ڈھونڈا تو مل پائے گھروں میں نہ پہاڑوں پر

بہت سے جانور ان کے ملے، وہ ہانک کر لائے
رہے کچھ دن وہاں سب، پھر مدینے کو پلٹ آئے

کیا اک امن سمجھوتا اسی دوران آقاؐ نے — عُیینہ[٣٣] سے کہ تھے سردار جو اپنے قبیلے کے
یہ وہ اقدام تھے جن سے بڑھی وقعت زمانے میں — مدد حاصل ہوئی اسلام کو آگے بڑھانے میں
ہوئے خاموش دشمن، امن کا ہر سو ہوا غلبہ — کھلا اسلام کی تبلیغ کا ہر سمت اب رستہ

توضیحات وحوالہ جات

٣٢٠

١۔ بنو اسد

٢۔ طلحہ وسلمہ ابنائے خویلد

٣۔ ابو سلمہ عبداللہؓ بن عبدالاسد

٤۔ خالد بن سفیان ہذلی

٥۔ حضرت عبداللہؓ بن انیس

٦۔ حضرت عاصمؓ بن ثابت

٧۔ حضرت خبیبؓ بن عدی

٨۔ حضرت زیدؓ بن دثنہ

٩۔ عقبہ بن حارث

١٠۔ صفوان بن امیہ

١١۔ ابو براُ عامر بن مالک

١٢۔ بنو سُلیم

١٣۔ حضرت منذرؓ بن عمرو

١٤۔ حرامؓ ابنِ ملحان

١٥۔ حضرت عامرؓ بن طفیل

١٦۔ ابو براُ عامر بن مالک

١٧۔ حضرت کعب بن زید بن نجار

١٨۔ حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری

١٩۔ قبیلہ مُضر

۳۲۱

۲۰۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری

۲۱۔ محمدؓ بن مسلمہ

۲۲۔ عبداللہ بن اُبَی

۲۳۔ بنو قریظہ

۲۴۔ بنو غطفان

۲۵۔ حیی ابنِ اخطب

۲۶۔ حضرت یامینؓ بن عمرو

۲۷۔ حضرت ابوسعیدؓ بن وہب

۲۸۔ سلام بن ابی الحقیق

۲۹۔ بنی ثعلبہ

۳۰۔ بنی محارب

۳۱۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ

۳۲۔ حضرت سباعؓ بن عرفطہ غفاری

۳۳۔ عیینہ بن حصن۔۔۔قبیلہ فزارہ کا سردار

باب

۳۰

ہوئے احزاب یک جا، سازشیں کچھ خاص ہوتی ہیں

۳۲۲

یہودی آپ ﷺ سے لڑنے کا منصوبہ بناتے ہیں

اگرچہ ہر طرف، ہر سو، مکمل چین دکھتا تھا / مگر اندر ہی اندر پک رہا تھا اک جگہ لاوا

نضیر اک عہد کر کے آپؐ سے یثرب سے آئے تھے / خلافِ دینِ حق میدان میں ہرگز نہ آئیں گے

مدینے سے مگر جب ابنِ اخطب[1] خیبر آ پہنچا / مسلمانوں سے اس کا بغض کھل کر سامنے آیا

وہاں لوگوں نے عزت دی اسے، سردار جب مانا / تو اس کے دل میں یہ آئی، مسلمانوں سے لے بدلہ

نکالے جانے پہ یثرب سے وہ رنجیدہ خاطر تھا / وہ کہتا تھا، محمدؐ کو میں یثرب سے نکالوں گا

چنانچہ اس نے آتے ہی بنایا ایک منصوبہ / تصور جس میں تھا اسلام کو بالکل مٹانے کا

مسلمانوں پہ ایسا وار کرنے کا کہ مٹ جائیں / عرب ہی کیا، جہاں بھر میں کہیں بھی نہ نظر آئیں

اسے امید تھی کہ بدر[2] میں کفار آئیں گے / مقابل وہ مسلمانوں کے ایسی فوج لائیں گے

کچل ڈالے گی جو ان کو، انہیں زندہ نہ چھوڑے گی / یہی تھا اس کا منصوبہ، یہی اس کی تمنا تھی

مگر جب فوج بوسفیان کی لڑنے نہیں آئی / تو پوری ہو سکی نہ یہ تمنا ابنِ اخطب کی

چنانچہ اس نے سوچا خود قدم کوئی اٹھانے کا / اکٹھا دشمنانِ دینِ حق کو کر کے لانے کا

کیا اپنے قبیلوں کے سبھی سرداروں کو یک جا / جو منصوبہ بنایا تھا وہ سب کو اس نے سمجھایا

بنایا وفد بیس افراد کا سب کو یہ بتلایا / حصولِ مقصدِ اعلیٰ کی خاطر چلنا ہے مکہ

ابو سفیان سے ملنے یہ سب مکہ چلے آئے / ابو سفیان سے آ کر ملے، حالات بتلائے

دیا منصوبہ ان لوگوں نے بوسفیاں کو حملے کا / کہا اس سے کہ وہ ہر وقت ان کو ساتھ پائے گا

قریشِ مکہ سنتے ہی یہ منصوبہ ہوئے تیار / کہا کہ گر عمل اس پر ہوا تو پھر ہے بیڑا پار

وہاں سے وفد یہ آیا بنو غطفان سے ملنے / بتایا ان کو، آئے تھے ابو سفیان سے ملنے

ابو سفیان نے جو کچھ کہا، تفصیل بتلائی / انہیں منصوبے اپنے کی بھی ہر اک بات سمجھائی

بنو غطفان نے بھی ہامی بھر لی ساتھ چلنے کی / اٹھا اور چل پڑا یہ وفد، رکھا یہ سفر جاری

اسے کافی قبیلوں کی حمایت ہوگئی حاصل / ابو سفیان کے لشکر میں سارے ہوگئے شامل

یہودی اور مشرک دس ہزار افراد کا لشکر / اکٹھا کر چکے تو ہو گئے مغرور طاقت پر

ہوا طے، سب قبائل اپنا لشکر لے کے آئیں گے　　مدینے کے قریب اک طے شدہ منزل پہ ٹھہریں گے

خبر احزاب کے حملے کی آقا ﷺ فوری پاتے ہیں

ادھر آقائے عالمؐ کا نظام ایسا موثر تھا　　کہ لمحہ لمحہ جو ہوتا، خبر اُس کی وہ پہنچاتا
مدینے میں ہر اک شے کی مکمل جب خبر پہنچی　　طلب اجلاس شوریٰ کا کیا اور اُس سے رائے لی
ہوا یہ مشورہ، احزاب کی طاقت ہے اب یک جا　　اگر یکبارگی شہرِ نبیؐ پر ہو گیا حملہ
بڑے لشکر کی اس طاقت سے کیسے نمٹا جائے گا　　مسلمانوں کا لشکر شہر کو کیسے بچائے گا
حقیقت میں یہ پیغمبرؐ کی ہی فہم و فراست تھی　　کہ جس نے بھانپ لی فی الفور اس خطرے کی سنگینی
قیادت کا کمال اس کو ہی کہتے ہیں کہ منصوبہ　　مسلمانوں پہ حملے کا ابھی مکہ نہ پہنچا تھا
کہ آقاؐ کو ہر اک تفصیل اس کی مل گئی پہلے　　چنانچہ بچنے کی تیاری کر لی سب نے حملے سے
رسول اللہؐ کی دور اندیشی کے باعث ہوا یوں بھی　　جونہی لشکر چلا اُس کی خبر فوراً یہاں پہنچی

دیا سلمانؓ نے اک مشورہ، سب غور کرتے ہیں

بڑے لشکر کے حملے کے مقابل کیا کیا جائے　　صحابہؓ کی طرف سے اچھے اچھے مشورے آئے
مگر سلمانؓ[۳] کا جب مشورہ آیا تو سب چونکے　　رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بہتر ہے یہی سب سے
کہا سلمانؓ نے یہ آپؐ سے، فارس میں جب آتاؐ　　بڑا لشکر کوئی آ کر ہمیں یوں گھیر لیتا تھا
تو ہم خندق بنا کر خود کو دشمن سے بچاتے تھے　　بڑی آسانی سے دشمن کو ہم نیچا دکھاتے تھے
فقط تھوڑی سی طاقت سے اُسے ہم دور رکھتے تھے　　سپاہی بیٹھے بیٹھے دشمنوں کے خوب تھک جاتے
نتیجے میں اُسے پسپا وہاں سے ہونا پڑتا تھا　　اُسے نقصان ہوتا اور بہت کچھ کھونا پڑتا تھا

بلا تاخیر خندق کی کھدائی ہونے لگتی ہے

عرب میں پہلا موقع تھا کہ خندق کھودی جاتی تھی　　سو ہر تفصیل اس کی سارے لوگوں کو بتاتی تھی
بلایا سب کو فوراً اور کہا یوں کام کرنا ہے　　مکمل کر کے ہی اس کام کو آرام کرنا ہے
بنائی آپؐ نے دس دس کی ٹولی، اور فرمایا　　ہر اک ٹولی کے حصے میں ہے جتنے ہاتھ کام آیا
مقرر وقت فرما کر کہا کہ ختم اس میں ہو　　کہو مجھ سے کوئی مشکل تمہیں درپیش گر ہو تو

ہو ہر اک کام میں شامل، مقام اس کا کوئی بھی ہو
برابر کام حصے میں ملا ہر ایک ٹولی کو
کیا آغاز اپنے ہاتھوں سے آقائے عالمؐ نے
کہا کہ اب کسی کا ہاتھ نہ پائے کہیں تھمنے
صحابہؓ نے کہا آقاؐ سے کہ آرام فرمائیں
مکمل کام ہر صورت وہ ہو گا جو بھی بتلائیں
مگر آقائے عالمؐ نے کیا سب سے زیادہ کام
کیا سب سے زیادہ کام اور ہر اک سے کم آرام
اٹھاتے آپؐ مٹی تو بدن مٹی سے اٹ جاتا
نہ جب تک کھود لی خندق کسی نے ہاتھ نہ کھینچا
انوکھے واقعات اس کام کے دوران پیش آئے
ملے جن سے ثبوت آقائے عالمؐ کی نبوت کے

محمد ﷺ اک بڑے پتھر کو ریزہ ریزہ کرتے ہیں

کھدائی ہو رہی تھی، اک بڑا پتھر ہوا حائل
کہ جس کا توڑنا سب کے لیے ٹھہرا بہت مشکل
نہ کوئی توڑ پایا اُس کو، کوشش سب نے کر دیکھی
یہ مشکل جا کے براءؓ[۴] نے رسول اللہؐ کو بتلائی
کدال اپنی لیے آقائے عالمؐ اُس جگہ آئے
لگائی ضرب اور آقاؐ نے یہ الفاظ فرمائے
ہوئی ہیں شام کی حاصل ابھی سب چابیاں مجھ کو
اسی کے ساتھ اُس پتھر سے ٹوٹے ٹکڑے اک یا دو
لگائی دوسری جب ضرب تو آقاؐ نے فرمایا
وہاں کا ہر محلِ سرخ اب مجھ کو نظر آیا
اسی کے ساتھ ٹوٹا اُس بڑے پتھر سے اک ٹکڑا
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ فارس بھی ہوا اپنا
لگائی تیسری جب ضرب تو آقاؐ نے فرمایا
مدائن کا محل اس بار ہے مجھ کو نظر آیا
یہی وہ ضرب تھی جس سے ہوا پتھر وہ صد پارہ
کہی تکبیر آقاؐ نے، سبھی لوگوں کو بتلایا
یمن کی چابیاں مولا نے اب مجھ کو عطا کر دیں
کیے وا باب صنعا کے، ہماری جھولیاں بھر دیں

بہت تھوڑے سے کھانے کو کئی سو لوگ کھاتے ہیں

کیا جابرؓ[۵] نے یہ محسوس، آقاؐ آج بھوکے ہیں
انہیں معلوم تھا کہ جو ہمیشہ گھر میں رہتے ہیں
گئے گھر تو ہوا معلوم جو تھوڑے سے رکھے ہیں
مگر اس قدر ہیں، دس لوگ کھانا کھا ہی سکتے ہیں
انہوں نے گھر میں اک بکری کا بچہ پال رکھا تھا
بنایا اُس کا سالن، کھانا جب تیار ہو پایا
رسول اللہؐ کی خدمت میں ہوئے حاضر، کہا اُنؐ سے
ہے کھانا گھر میں تھوڑا سا کہ جو ہی گھر میں تھوڑے تھے
گزارش ہے کہ کچھ لوگوں کو لے کر ساتھ آ جائیں
جو حاضر ہے اُسے آ کر تناول آپؐ فرمائیں
رسول اللہؐ نے سارے لوگوں کو کھانے کی دعوت دی
مگر جابر کے گھر میں تو ہر اک شے کی کمی ہی تھی

وہ گھبرائے، ہزار افراد کو کیسے کھلائیں گے — رہے مہمان بھوکے تو، انہیں کیا منہ دکھائیں گے
رسول اللہؐ نے فرمایا، چنو کھانا کہ سب کھائیں — کہا جابرؓ نے گھبرا کر، مرے آقاؐ جو فرمائیں
ہوا کچھ معجزہ ایسا کہ کھایا سب نے بھر کر جی — اور اس کے بعد بھی جتنا پکا تھا، بچ رہا باقی

مقرر آپ ﷺ دستے جا بجا خندق پہ کرتے ہیں

قیادت میں رسول اللہؐ کی سب نے جانفشانی سے — ادا کر کے دکھائے فرض آقاؐ نے جو سونپے تھے
ابھی کافر نہ پہنچے تھے کہ خندق کھد گئی ساری — اُسے دیکھا، تسلی ہر طرح سے آپؐ نے کر لی
یہ خندق چھ کلومیٹر تھی لمبی، خاصی گہری تھی — عبور اس کا کیا جانا تھا مشکل، اتنی چوڑی تھی
تھی اس کی ابتدا شیخین اور جاتی قبا تک تھی — مکمل کام کیسے ہو گیا، ہوتی ہے حیرت ہی
مدینے کی نظامت آپؐ نے عبداللہؓ[6] کو سونپی — جنہوں نے شہر کے حالات پر پوری نظر رکھی
نبیؐ نے عورتوں، بچوں کو قلعے میں کیا محفوظ — کیے مامور یوں دستے کہ طیبہ ہو گیا محفوظ
بہادر سہ ہزار افراد پر تھی مشتمل یہ فوج — رہی دیوار کی صورت وہاں پر مستقل یہ فوج
تھی اس کے سامنے خندق، پہاڑ اک اس کے پیچھے تھا — تھا کچھ کچھ فاصلے پر تیر اندازوں کا اک دستہ

مدینے پر عدو کا لشکر آ کر حملہ کرتا ہے

قریش اپنے حلیفوں کو لیے کچھ دن میں آ پہنچے — کنانہ اور تہامہ کے قبیلے جن میں شامل تھے
سُلیم آئے الگ سے اور آ کر مل گئے اُن سے — وہیں پر آ گئے دیگر قبائل سے بھی کچھ دستے
بڑا اک بن گیا لشکر، مدینے کی طرف آیا — ضرورت سے زیادہ اسلحہ بھی ساتھ جو لایا
مدینے کی جنوبی سمت میں لشکر یہ آ اترا — اودھر مشرق کی جانب سے بڑا لشکر بھی آ پہنچا
فزارہ، مرّہ کے، اشجع کے لشکر سب وہاں پہنچے — عُیینہ[7]، حارث[8] و مسعر[9] یہ سب سالار اُن کے تھے
یہ لشکر چھ ہزار افراد کا تھا، وقت پر پہنچا — مقرر جو جگہ اس کے لیے تھی، وہ وہیں اترا
چنانچہ دس ہزار افراد کا لشکر ہوا یک جا — عرب نے آج تک اتنا بڑا لشکر نہ دیکھا تھا
یہ لشکر طیبہ کی آبادی سے خاصا زیادہ تھا — ضرورت کی ہر اک شے ساتھ وافر لے کے آیا تھا
بڑھا آگے یہ لشکر، اس کے سب سردار آگے تھے — تھی خندق راہ میں حائل تو بڑھتا کس طرح آگے
سبھی سردار حیرت سے کھڑے خندق کو تکتے تھے — مسلمانوں کو تکتے، گالیاں بھی اُن کو بکتے تھے

قدم آگے بڑھاتے، تیروں کی برسات ہو جاتی — مدینے پر کوئی صورت نہ حملے کی نظر آتی

عجب غیض و غضب میں جا بجا پھرتے تھے چلاتے — مگر تیروں کے ڈر سے اک قدم آگے نہ بڑھ پاتے

نہ حملہ کر سکے تو اب انہیں ترکیب یہ سوجھی — کہ خندق میں وہ کم چوڑی جگہ ڈھونڈیں کوئی ایسی

جہاں سے کر کے خندق پار، حملہ شہر پر کر دیں — مسلمانوں کی لاشوں سے گلی کوچوں کو وہ بھر دیں

اسی کوشش میں اک دن مشرکوں کی ایک ٹولی نے — ملا موقع تو خندق میں مواقع ایسے کچھ تاڑے

جہاں سے پار خندق مشکلوں سے کر وہ سکتے تھے — ملا جیسے ہی موقع، کام یہ مشکل وہ کر گزرے

تھے عمرو[11] و عکرمہ[12] جیسے کئی اس ٹولی میں شامل — جنہیں کچھ کامیابی ہو سکی اس کام میں حاصل

علیؓ اک وار ہی میں عمرو کا سر کاٹ دیتے ہیں

بہادر عمرو کو پورے عرب میں سمجھا جاتا تھا — بڑی تعداد سے اکثر اکیلا ہی وہ لڑ جاتا

وہ تھا شمشیر زن ایسا کہ دسیوں پر بھی بھاری تھا — جری ایسا تھا ہر اک اُس سے لڑنے سے تھا کتراتا

وہ زخمی ہو کے جنگِ بدر میں میداں سے بھاگا تھا — یہ لگتا تھا، وہی اب داغ دھونے کو وہ آیا تھا

میانِ کوہ و خندق ایک دن ٹولی یہ آ پہنچی — سبھی مغرور تھے، شیخی ہر اک نے اک نہ اک ماری

پکارا عمرو، دم جس میں ہو، میرے سامنے آئے — میں مانوں گا اگر اک وار ہی میرا وہ سہہ جائے

سنا حضرت علیؓ نے تو یہ آقاؐ سے گزارش کی — اجازت ہو عطا تاکہ جھڑے اس کی یہ سب شیخی

رسول اللہؐ رہے خاموش، اُس نے پھر سے للکارا — کہا، لشکر میں اک بھی مرد کیا مجھ سا نہیں آیا

علیؓ نے پھر گزارش کی، مجھے آقاؐ اجازت دیں — اجازت دے کے اس مردود کا انجام بھی دیکھیں

رسول اللہؐ رہے خاموش تو وہ اب کے پھر گرجا — کوئی سنتا ہے یا لشکر تمہارا مر گیا سارا

سنی اس کی یہ شیخی تو علیؓ نے پھر گزارش کی — بلا کر پاس آقاؐ نے، انہیں تلوار اپنی دی

زرہ پہنائی اور اپنا عمامہ بھی انہیںؓ بخشا — علیؓ تلوار لے کر اُس طرف آئے پیادہ پا

کہا اُس سے، سنا ہے تم ہمیشہ سب سے کہتے ہو — کہ تم اک مان لیتے ہو، کہے گر کوئی باتیں دو

میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ خدا کو ایک ہی جانو — محمدؐ کو خدائے لم یزل کا تم نبیؐ مانو

یہ بولا عمرو، میں یہ بات ہرگز کر نہیں سکتا — علیؓ بولے کہ پھر تو صاف ہے مطلب یہی اس کا

کہ اب جو بات میں تم سے کہوں گا، اُس کو مانو گے — بھلا اس میں تمہارا ہے، اگر سوچو گے، سمجھو گے

میں تم سے کہہ رہا ہوں، جنگ چھوڑو اور چلے جاؤ — بھلائی ہے اسی میں کہ بھلے کی بات اپناؤ

۳۲۷

کہا اُس نے، کروں گا یہ تو کیسے جاؤں گا
وہاں کی عورتوں کو کس طرح میں منہ دکھاؤں گا

ہوا تھا بدر میں زخمی تو میں نے نذر مانی تھی
ہبل کے سامنے جا کر قسم بھی میں نے کھائی تھی

ملوں گا جسم پر تب تیل، بدلہ جب میں لے لوں گا
قسم اپنی میں مرتے دم تلک ہرگز نہ توڑوں گا

سنی یہ بات تو بولے علیؑ کہ اب لڑائی ہے
ہنسا وہ، فخر سے بولا، تمہاری موت آئی ہے

تمہارا خوں بہاؤں میں، مجھے اچھا نہیں لگتا
لڑائی میں کروں بچے سے، یہ مجھ کو نہیں زیبا

تمہارے باپ سے میری رہی ہے دوستی گہری
میں نہ لڑتا مگر تم سے لڑائی لازمی ٹھہری

کہا حضرت علیؑ نے کہ بہت میں لطف پاؤں گا
ذرا سی دیر میں جب میں تمہارا خوں بہاؤں گا

سنا یہ عمرو نے تو ہو گیا پاگل وہ غصے سے
پلک جھپکی ہی نہ تھی کہ اتر آیا وہ گھوڑے سے

بڑھا آگے، کیا حضرت علیؑ پر وار اک ایسا
کہ جس نے ڈھال کاٹی اور سر پر اُنؑ کے آپہنچا

نکالی ذوالفقار اپنی علیؑ نے اور کیا حملہ
یہ ایسا وار تھا، تن سے جدا سر ہو گیا اس کا

صدا تکبیر کی گونجی فضا میں قتل پر اُس کے
علیؑ آئے تو آقاؐ نے سنی روداد سب اُنؑ سے

کٹا جب عمرو کا سر تو ہبیرہ[۱۲]، عکرمہ آئے
ہبیرہ نے لڑائی میں علیؑ سے زخم کچھ کھائے

زبیرؓ[۱۳] آگے بڑھے، دونوں پہ آ کر کر دیا حملہ
وہاں سے عکرمہ بھاگا، وہیں پہ چھوڑ کر نیزہ

وہ بھاگا تو مسلمانوں سے بھاگے وہ سبھی ڈر کے
اسی ڈر سے گرا نوفل[۱۴] یہیں خندق میں گھوڑے سے

گرا وہ تو مسلمانوں نے پتھر اُس پہ برسائے
پکارا، مجھ کو اچھی موت دے کوئی یہاں آئے

علیؑ خندق میں اترے اور کیا تلوار سے حملہ
فقط اک وار میں اُس کا بدن دو لخت کر ڈالا

عدو مایوس ہو کر جال سازش کا بچھاتا ہے

کئی دن تک مدینے میں رہی یہ کشمکش جاری
رہا دونوں فریقوں پر عجب اک خوف سا طاری

مسلماں کہتے تھے خندق کہیں سے پار نہ کر لیں
بڑے لشکر سے آ کر ہم پہ حملہ ہی نہ وہ کر دیں

تھے مشرک اس لیے خائف، بڑھیں آگے تو مرتے ہیں
مسلماں اُن پہ تیروں کی عجب برسات کرتے ہیں

اگر خندق کہیں سے پار کرتے ہیں تو مرتے ہیں
نتیجہ ایسی کوشش کا جو ہو گا اس سے ڈرتے ہیں

انوکھا اک قدم آقائے عالمؐ نے اٹھایا تھا
سبب جس کے عدو کو دقتوں سے پڑ گیا پالا

نواحی سب علاقوں میں کھڑی تھی فصل جتنی بھی
وہ ساری آپؐ نے کٹوا کے یثرب منتقل کر دی

وہاں پر کوئی شے ذرہ برابر بھی نہیں چھوڑی
عدو کی فوج طاقت کے نشے میں جب وہاں پہنچی

۳۲۸

ضرورت کی کوئی بھی شے اُسے بالکل نہ مل پائی
چنانچہ یہ پریشانی بھی اُس کے حصے میں آئی

ہزاروں جانور تھے ساتھ اُس کے، یہ ضروری تھا
ملے پانی ضرورت کا انہیں پورا، ملے چارہ

وہاں اس نام کی کوئی سہولت نہ بچی باقی
چنانچہ روز افزوں تھی وہاں اُن کی پریشانی

بڑا لشکر تھا لیکن جب یہاں کچھ بھی نہ کر پایا
ہوا مایوس ہر اک شخص، ہر سردار گھبرایا

یہاں سے مشرکوں نے سازشوں کا جال پھیلایا
یہودی ابنِ اخطب[15] اب قریظہ کی طرف آیا

ملا وہ کعب[16] سے، اُس سے کہا کہ ساتھ اُن کا دے
دیا اُس نے جواب، اس کی کوئی امید نہ رکھے

کہا یہ ابنِ اخطب نے کہ پہلی سی نہیں باتیں
عرب کے سب قبائل آئے ہیں بس اک ہی خواہش میں

مسلمانوں کو اب وہ جڑ سے ہر صورت میں کاٹیں گے
کنویں اب ان کی لاشوں سے مدینے کے وہ پاٹیں گے

نہیں یہ سو کا، یہ ہے دس ہزار افراد کا لشکر
ملا جیسے ہی موقع حملہ آور ہوگا یثرب پر

مسلمانوں کو اس صورت میں، کون آ کر بچائے گا
جو اس لشکر کے آڑے آئے گا، خود کچلا جائے گا

تمہارے پاس عزت اور یہ لشکر میں لایا ہوں
تمہارا ہوں، تمہیں ایسے میں کیسے بھول سکتا ہوں

کیا جب کعب نے انکار تو وہ جوش میں بولا
قسم ہے میں تمہیں تنہا کبھی ہرگز نہ چھوڑوں گا

یہ طے ہے کہ یہ لشکر اب جو آیا ہے، نہ جائے گا
مکمل اپنا منصوبہ وہ جب تک کر نہ پائے گا

محمدؐ کو کسی صورت میں زندہ اب نہ چھوڑے گا
یہ ہم سب کا ہے وعدہ، وعدہ ہر اک اب نبھائے گا

یہ وعدہ ہے مرا تم سے کہ گر خالی گیا لشکر
رہوں گا میں تمہارے پاس، جاؤں گا نہ اپنے گھر

سنیں جب کعب نے باتیں تو اپنے عہد کو توڑا
مسلمانوں کو تنہا اُس نے ان حالات میں چھوڑا

وہ اپنی عہد شکنی پر عمل پیرا ہوا فوراً
شریکِ جنگ وہ، اُس کا قبیلہ ہو گیا فوراً

رسول اللہؐ نے جب اس عہد شکنی کی خبر پائی
توجہ ان نئے حالات پر مرکوز فرمائی

کہا سعدینؓ[17] و عبداللہ[18] وغیرہ سے کہ وہ جائیں
قریظہ کے قبیلے کی مفصل وہ خبر لائیں

اگر ہو ٹھیک تو آ کر بتائیں یہ اشارے سے
کہاں ہیں کعب[19] اور افراد سب اس کے قبیلے کے

یہ جب پہنچے وہاں، حالات بالکل مختلف پائے
وہاں کے لوگ توہینِ رسالت پر اُتر آئے

کیا انکار اپنے عہد سے، بولے چلے جاؤ
کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر یہاں سے جا نہیں پاؤ

جب آیا وفد واپس تو پریشاں سب نظر آئے
بتایا آپؐ کو کہ بے وفائی ہو چکی ہم سے

قریظہ کر چکے ہیں ابنِ اخطب سے یہ سمجھوتا
عقب سے وہ کریں گے جلد ہم پر اک بڑا حملہ

مسلمانوں کے یہ احوال تھے اس بے وفائی پر
قریظہ پیچھے تھے اور سامنے کفار کا لشکر

۳۲۹

هوئی تشویش آقائے جہاںؐ کو یہ خبر سن کر ۔۔۔ گئے چت لیٹ آقاؐ لے کے کپڑا اپنے چہرے پر
صحابہؓ کو پریشانی ہوئی دیکھی جو یہ حالت ۔۔۔ نظر آتی رہی حالات کی کچھ دیر یہ صورت
اُٹھے کہتے ہوئے تکبیر تھوڑی دیر میں آقاؐ ۔۔۔ یہ اُٹھتے ہی صحابہؓ سے رسول اللہؐ نے فرمایا
خبر سن لو بہر صورت ہماری کامیابی کی ۔۔۔ نہیں مغلوب ہوں گے ہم یہاں حالات ہوں جو بھی

قریظہ کے سبب آقا ﷺ نئے رستے پہ چلتے ہیں

خواتین کی حفاظت کے لیے کچھ لوگ بھجوائے ۔۔۔ یہ خطرہ تھا قریظہ کا کہیں حملہ نہ ہو جائے
بنو غطفان سے سمجھوتا کر لیں، آپؐ نے پوچھا ۔۔۔ انہیں یثرب کی پیداوار سے دے دیں اگر حصہ
یہ لے کر اپنے لشکر کو اگر واپس چلے جائیں ۔۔۔ تو باقی دشمنوں سے ہم سہولت سے نمٹ پائیں
سنی یہ بات تو سعدینؓ بولے، یا رسول اللہؐ ۔۔۔ یہ ہے کیا آپؐ ہی کا فیصلہ یا کہ ہے اللہ کا
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب میں نے ہے یہ دیکھا ۔۔۔ کمانیں کھینچ کر سارا عرب تم پر ہے چڑھ آیا
تو ایسا کرنے کا میں نے ہے اپنے طور پر سوچا ۔۔۔ بتاؤ تم بھی، اس بارے میں کیا ہے مشورہ سب کا
کہا سعدینؓ نے آقاؐ، یہ جتنے لوگ آئے ہیں ۔۔۔ ہمارے واسطے اتنا بڑا لشکر جو لائے ہیں
انہیں پہلے کبھی ہم ایک دانہ تک نہ دیتے تھے ۔۔۔ وہی دیتے تھے ہم ان کو کہ جس کے دام لیتے تھے
انہیں حصہ نہ پیداوار کا ہرگز کبھی دیں گے ۔۔۔ اگر چاہا خدا نے، وہ نہ لے پائیں گے کچھ ہم سے
رسول اللہؐ نے فرمایا، تمہاری رائے اچھی ہے ۔۔۔ کہی ہے بات جو تم نے، وہی اب بات سب کی ہے

مدد اللہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کو ملتی ہے

ابھی سب مشورہ یہ کر رہے تھے کہ مدد آئی ۔۔۔ مدد یہ اہلِ حق کے واسطے اللہ نے بھجوائی
ہوا یہ کہ نعیمؓ[20] آقائے عالمؐ سے ملے آکر ۔۔۔ گزارش کی یہ آقاؐ سے تعارف اپنا کروا کر
قریظہ اور قشونِ مکہ دونوں یہ سمجھتے ہیں ۔۔۔ کہ میں دونوں کا اپنا ہوں، یہ دونوں میرے اپنے ہیں
خلافِ دینِ حق سمجھوتا دونوں کرنے والے ہیں ۔۔۔ اموراس کے سبھی دونوں نے میرے ذمہ ڈالے ہیں
ہوا اُن میں اگر سمجھوتا تو انجام یہ ہوگا ۔۔۔ کہ دونوں، دونوں جانب سے کریں گے آپؐ پر حملہ
میں کیسے سوچ سکتا ہوں، خسارہ آپؐ کو آئے ۔۔۔ مسلمانوں کو نقصاں لشکرِ کفار پہنچائے
کسی کو بھی نہیں معلوم کہ میں بھی مسلماں ہوں ۔۔۔ اسی باعث ہمیشہ سے دل و جاں سے میں خواہاں ہوں

مرے لائق ہو جو خدمت، بجا لاؤں، خوشی ہوگی
میں ان حملوں سے قوم اپنی بچا پاؤں، خوشی ہوگی

کریں گر حکم، تو تعمیل کو بندہ یہ حاضر ہے
عدو کا جو بھی منصوبہ ہے، وہ آقاؐ پہ ظاہر ہے

رسول اللہؐ نے اُنؓ کو ان کی ذمہ داری سمجھائی
کہاں کیا بات کرنی ہے، انہیں ہر بات بتلائی

اجازت لے کے آقاؐ سے نعیمؓ آئے قریظہ[12] میں
وہ سب تیار بیٹھے تھے برائے جنگ، قلعہ میں

انہیں دیکھا تو بولے یہ نعیمؓ اُن سے، سنو سارے
تمہیں معلوم ہے کہ تم سدا سے ہو مجھے پیارے

بہر صورت تمہارا ہی بھلا ہر وقت چاہوں گا
بُرائی کی طرف جاؤ گے تو میں تم کو روکوں گا

مدینے کے ہو باسی تم، وہ سب باہر سے آئے ہیں
بجا ہے ساتھ اپنے لشکرِ جرار لائے ہیں

مگر اب تک بتاؤ اک قدم آگے بڑھا پائے
سکھانے جو سبق آئے تھے، کیا ان کو سکھا پائے

مسلمانوں پہ گر حملہ وہ کر بھی دیں تو کیا ہوگا
یقینی بات ہے نقصان خود اُن کا بڑا ہو گا

مسلمانوں کو بالکل وہ مٹا دیں، یہ ہے ناممکن
تمہیں یثرب کا والی وہ بنادیں، یہ ہے ناممکن

اگر حملہ نہ کر پائے، یہاں سے لوٹ جائیں گے
کسی صورت زیادہ دیر تک وہ ٹِک نہ پائیں گے

وہی وہ اور وہی تم ہوگے، سوچو کیا بنے گا پھر
تمہاری بات پر کوئی یقیں کیسے کرے گا پھر

مناسب ہے کہ تم کفارِ مکہ سے ضمانت لو
برائے یرغمال اُن کے لو کچھ ساتھی جو ممکن ہو

تمہارے پاس ہوں گے اُن کے ساتھی تب ہی سوچیں گے
یہاں سے گر وہ بھاگیں گے تو ان سے ہاتھ دھوئیں گے

قریظہ نے کہا، تم نے پتے کی بات بتلائی
بہت ممنون ہیں، تم نے بھلے کی بات سمجھائی

نعیمؓ اُٹھے وہاں سے اور ابوسفیاں کے پاس آئے
اُسے آ کر محبت سے سبھی حالات بتلائے

کہا اُس سے کہ میرا آپ سے رشتہ قدیمی ہے
ہمیشہ میں نے عزت اور محبت آپ کو دی ہے

قریظہ سے میں آیا ہوں، وہاں حالات ہیں ایسے
محمدؐ سے جو کی بدعہدی اُس پر سب ہی نادم تھے

یہاں سے یرغمالی کچھ بنا کے وہ اُسے دیں گے
خسارہ آپ کو دے کر وفا اُس سے جتائیں گے

طلب گر وہ کریں، دینے نہیں ساتھی انہیں اپنے
وہ یہ ساتھی بہر صورت محمدؐ ہی کو دے دیں گے

یہاں سے پھر نعیمؓ اپنے قبیلے کی طرف آئے
بنو غطفان کو حالات سارے آ کے بتلائے

کہا اُن سے، تمہارے ساتھ جو کچھ ہونے والا ہے
مجھے لگتا ہے کہ اس دال میں کچھ کالا کالا ہے

ہوئے وہ مبتلا تشویش میں سب نے یہی سوچا
کہ اُن سے پردے ہی پردے میں ہونا والا ہے دھوکا

ابوسفیان کے دل میں لگا اوہام کا میلا
قریظہ کو ہوئی جب رات تو پیغام یہ بھیجا

ہمارے مر رہے ہیں کتنے گھوڑے، اونٹ روزانہ
مناسب تو نہیں نقصاں اٹھاتے ہی چلے جانا

سنیچر کو مسلمانوں پہ حملہ کر دیں پیچھے سے | دباؤ ہم بڑھائیں گے مسلمانوں پہ آگے سے
اگر ایسا ہوا تو جنگ یہ ہم جیت جائیں گے | لگائیں گے انہیں وہ زخم کہ تا عمر چائیں گے
قریظہ نے سنا پیغام تو بھیجا جواب اپنا | گرانا ہے ہمیں کیا اس طرح خانہ خراب اپنا
شریعت کے مخالف ہم چلیں یہ ہو نہیں سکتا | سنیچر کو مسلمانوں پہ آخر کیوں کریں حملہ
شریعت کے خلاف اس روز جو بھی کام کرتا ہے | ہمارا ہے یہ ایماں کہ عذاب اُس پر اترتا ہے
اگر ہم کو شریکِ جنگ کرنا ہے تو یہ سن لیں | بطورِ یرغمال افراد اپنے چند بھجوائیں
قریش و اہلِ غطفاں نے سنی یہ بات تو بولے | نعیمؓ اس ذیل میں کہتے تھے جو بھی، سچ ہی کہتے تھے
چنانچہ یہ جواب اُن کا قریظہ کی طرف آیا | نہیں افراد دیں گے ہم، محمدؐ پر کرو حملہ
قریظہ نے سنیں دونوں کی باتیں تو وہ سب بولے | نعیمؓ اس ذیل میں کہتے تھے جو بھی، سچ ہی کہتے تھے
چنانچہ نہ رہا اک دوسرے پر اعتماد اُن کا | فقط اک دن میں ان کو سینکڑوں شبہات نے گھیرا

لیے رسوائی لشکر کافروں کا لوٹ جاتا ہے

ہوئی جب رات تو سردی بڑھی، طوفان بھی آیا | یہ طوفاں ایسا تھا جس نے ہر اک شے کو الٹ ڈالا
ڈرے سب جانور اُن کے، سلامت نہ رہے خیمے | وہ تھر تھر کانپتے تھے اس کھلے میداں میں سردی سے
رسول اللہؐ نے ایسے میں حذیفہؓ[22] کو وہاں بھیجا | انہوں نے جو وہاں دیکھا، رسول اللہؐ کو بتلایا
کہا کہ لشکرِ کفار ہمت ہار بیٹھا ہے | وہ مکہ بھاگ جانے کے لیے تیار بیٹھا ہے
تھے لشکر سامنے دونوں، لڑائی ہو نہیں پائی | گئی فوجِ عدو ویسے ہی مکہ، جیسے تھی آئی
سپہ سالارِ اعظمؐ کی قیادت سے ہوا ظاہر | کہ قائد ہو اگر جنگی اصولوں کا بڑا ماہر
تو اُس کو سرنگوں کوئی بھی طاقت کر نہیں سکتی | وہ اپنے ساتھ لے کے آئے چاہے فوج جتنی بھی
کیا احزاب نے بھی سامنا ایسے ہی لشکر کا | سپہ سالار جس کا دنیا بھر میں سب سے اعلیٰ تھا
اُسی کی جنگی چالوں نے کیا مفلوج ساروں کو | اکیلے شخصؐ نے ہی کر دیا پسپا ہزاروں کو
رسول اللہؐ کا لشکر تھا، عجب لوگوں کا وہ لشکر | کہ جس کا ہر جواں لایا تھا، رکھ کر جاں ہتھیلی پر

مسلماں عورتیں دشمن پہ دھاک اپنی بٹھاتی ہیں

دکھائی عورتوں نے بھی دلیری اس لڑائی میں | بٹھائی دشمنوں پر دھاک ایسی اس لڑائی میں

۳۳۳

کہ پھر اُن کو نہ ہمت ہو سکی اس سمت جانے کی
ہراساں اُن کو کرنے کی، انہیں قیدی بنانے کی

ہوا یہ کہ تھا فارع نام کا قلعہ مدینے میں
مسلمانوں کے بچے، عورتیں تھیں اس ہی قلعے میں

قریظہ نے کی بدعہدی تو اُن کے جی میں یہ آئی
کریں اس قلعے پر حملہ جہاں طاقت کوئی نہ تھی

یہودی جائزہ لینے قرینِ قلعہ اک آیا
لگائے کتنے ہی چکر، اُسے ہر سمت سے دیکھا

صفیہؓ آپؐ کی پھپھی تھیں جو، قلعے کے اندر تھیں
یہودی کو انہوںؓ نے غور سے دیکھا، یہی سمجھیں

کہ اس قلعے پہ شاید جلد حملہ ہونے والا ہے
یہودی یہ اسی کا جائزہ لینے کو آیا ہے

یہ کافر بچ گیا تو لوٹ کر اپنوں میں جائے گا
برائے حملہ اوروں کو بھی اپنے ساتھ لائے گا

چنانچہ آئیں وہ اُس کے مقابل لے کے اک لاٹھی
یہاں سے بھاگنے کی اس کو ذرہ بھر نہ مہلت دی

ہوا یہ قتل تو اہلِ قریظہ اب یہی سمجھے
خواتیں کی حفاظت کو مقرر ہیں یہاں دستے

انہیں پھر حملہ کرنے کی کبھی جرأت نہ ہو پائی
دلیری یوں صفیہؓ کی یقیناً رنگ لے آئی

مسلماں عظمتِ کردار کا اظہار کرتے ہیں

ہوا یہ واقعہ، نوفل[۲۳] گرا خندق میں، موت آئی
تو بوسفیان نے اک پیش کش آقاؐ کو بھجوائی

اُسے خدشہ تھا مثلہ اُس کی میت کا نہ ہو جائے
چنانچہ مختلف لوگوں کو پیغام اُس نے بھجوائے

کہ اک سو اونٹ کے بدلے میں اس کی لاش بھجوائیں
لیے نہ اونٹ، آقاؐ نے کہا، ایسے ہی لے جائیں

مقابل عمرو[۲۴] جب آیا علیؓ کے، پہن رکھی تھی
زرہ اک خوبصورت جو کہ خاصی قیمتی بھی تھی

کڑے سونے کے تھے، اُس کی بناوٹ بھی انوکھی تھی
زرہ حضرت علیؓ نے اُس کی ہمشیرہ کو بھجوا دی

سبب یہ تھا کہ اُس کے قتل پر سوچا نہ یہ جائے
علیؓ نے قتل اُس کو کر دیا کہ سونا ہتھیا لے

اثر خندق کے غزوے کا عیاں ہر اک پہ ہوتا ہے

قریباً اک مہینے تک رہے کفار میداں میں
ہوا نہ فائدہ کچھ بھی، سراسر تھے وہ نقصاں میں

وہ جب واپس گئے تو ساتھ اُن کے صرف خفت تھی
لڑائی کا سنا انجام جس نے بھی، مذمت کی

کھلا سب پر، مدینے کی جو چھوٹی سی ریاست ہے
اٹل ہے وہ، ہمیشہ رہنے والی اک حقیقت ہے

اُسے ہستی کے صفحے سے مٹا کوئی نہیں سکتا
دکھا سکتا نہیں اس کی قیادت کو کوئی نیچا

مدینے کی قیادت صاحبِ علم و بصیرت ہے
بہت روشن خیال و حاملِ فہم و فراست ہے

مدینے پر کیا احزاب نے گو اک بڑا حملہ   مسلمانوں کا لیکن ہو سکا نہ بال بھی بیکا
عجب انداز میں آقاؐ نے دنیا بھر کو سمجھایا   کہ طاقت کچھ نہیں ہوتی، ہے ایماں اصل سرمایہ
صداقت جھوٹ کے ہاتھوں، فنا ہو ہی نہیں سکتی   بدی جتنے جتن کر لے، کبھی مٹتی نہیں نیکی
ہوئے کفار جب پسپا، کہا آقائے عالمؐ نے   لڑائی کے کہیں قابل نہیں چھوڑا انہیں ہم نے
سنو کہ وقت اب سارے زمانے کو بتائے گا   کہ اب اسلام کا لشکر ہی اُن کے پیچھے جائے گا

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کا سردار حیی ابنِ اخطب

۲۔ غزوۂ بدرِ دوم

۳۔ اصل نام مابہ بن بوذخشاں۔ اسلامی نام سلمانؓ۔ اصفہان (فارس) کے ایک نواحی گاؤں ''جی'' سے تعلق تھا۔ فارس کی نسبت سے سلمانؓ فارسی کہلاتے تھے۔

۴۔ حضرت براءؓ بن عازب

۵۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ

۶۔ حضرت عبداللہ بن امِ مکتوم عاتکہؓ

۷۔ عیینہ بن حصن۔۔فزارہ قبیلے کا سرداراور سپہ سالار

۸۔ حارث بن عوف۔۔مرّہ قبیلے کا سردار

۹۔ مسعر بن رخیلہ۔۔بنواشجع قبیلے کا سردار

۱۰۔ عمرو بن عبدود۔۔عرب کا مشہور پہلوان اور شمشیر زن

۱۱۔ عکرمہ بن ابوجہل عمرو بن ہشام

۱۲۔ ہبیرہ بن ابی وہب

۱۳۔ حضرت زبیرؓ بن عوام

۱۴۔ نوفل بن عبداللہ مخزومی

۱۵۔ حیی ابنِ اخطب

۱۶۔ کعب بن اسد قرظی

۱۷۔ حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت سعدؓ بن عبادہ
۱۸۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ
۱۹۔ بنو قریظہ کا سردار کعب بن اسد
۲۰۔ حضرت نعیمؓ بن مسعود بن عامر اشجعی
۲۱۔ بنی قریظہ
۲۲۔ حضرت حذیفہؓ بن الیمان
۲۳۔ نوفل بن عبداللہ مخزومی
۲۴۔ عمرو بن عبدود

۳۳۵

باب

۳۱

قریظہ نے کی غداری، سزا اب اُن کو ملتی ہے

کی بدعہدی قریظہ نے سو اب محصور ہوتے ہیں

قریظہ[1] نے بڑے مشکل دنوں میں بے وفائی کی
وفا کی جب ضرورت تھی، جفا کی انتہا کر دی

نبیؐ نے شہر کا پچھلا علاقہ جب انہیں سونپا
تحفظ کی بجائے پیٹھ میں ایسا چھرا گھونپا

مدد اللہ نہ کرتا تو مسلماں پس گئے ہوتے
انہی کے دھوکے سے سب اہلِ ایقاں پس گئے ہوتے

ہوا خندق کا غزوہ ختم تو سب اپنے گھر آئے
ابھی آرام بھی آقائے عالمؐ تھے نہ کر پائے

ہوئے جبریلؑ حاضر اور آقاؐ سے یہ فرمایا
کہ دشمن کے تعاقب سے ہوں واپس میں ابھی آیا

بہت سے کام باقی ہیں جو اب تک ہو نہیں پائے
قریظہ کے کیے کا فیصلہ فوراً کیا جائے

بلایا اک صحابیؓ کو، رسول اللہؐ نے فرمایا
کہو یہ سب سے جا کے حکم اللہ کا ہے یہ آیا

اگر طاعت پہ ہے وہ تو قریظہ وہ ابھی پہنچے
وہیں آ کر نمازِ عصر پڑھ کر وہ ملے سب سے

بلایا آپؐ نے حضرت علیؓ کو دے دیا پرچم
قریظہ کی طرف چلنا ہے فوراً، وقت بھی ہے کم

رسول اللہؐ یہ فرما کر جلو میں کچھ صحابہؓ کے
چلے گھر سے ، انا نامی کنویں کے پاس آ پہنچے

قریظہ جانتے تھے کہ انہوں نے کی ہے غداری
معافی ایسی غداری پہ اُن کو مل نہیں سکتی

چنانچہ قلعہ بندی کر کے وہ محفوظ ہو بیٹھے
مگر ان کو پتا تھا اس طرح کب تک وہ بیٹھیں گے

ابھی وہ سوچ نہ پائے تھے بچنے کا کوئی رستہ
کہ آ پہنچا وہاں پر اہلِ حق کا اک بڑا دستہ

مسلمانوں کو دیکھا تو لگے وہ گالیاں بکنے
جو عقل و فہم والے تھے وہ حیرت سے لگے تکنے

پھر اس کے بعد کیا تھا ہر طرف سے آ گئے دستے
ہوئے مسدود اُن کے بچ نکلنے کے سبھی رستے

گھرا جب کعب[2] نے دیکھا قبیلے کو، کہا اُس سے
ہمارے پاس باقی اب بچے ہیں تین ہی رستے

مسلماں ہو کے اپنے آپ کو محفوظ کر لیں ہم
لڑیں ہم سامنے آ کے، مریں یا اُن کو دھر لیں ہم

اگر ہم یہ نہیں کرتے تو پھر ہفتے کے دن اُن پر
اچانک اک بڑا حملہ کریں غافل انہیں پا کر

انہیں معلوم ہے کہ ہم سنیچر کو نہیں لڑتے
اسی باعث وہ اُس دن ہم سے غافل ہو کے بیٹھیں گے

محمدؐ اور صحابہؓ پر ہوا جب اس طرح حملہ
مسلمانوں پہ حاصل ہو گا ہم کو لازمی غلبہ

سنیں سردار کی باتیں، کہا سب نے غلط ان کو
کہا سب نے کہ بہتر ان سے کوئی اور رستہ ہو

٣٣٨

ابھی اس سوچ میں تھے کہ انہیں آواز اک آئی — ہوا معلوم کہ آواز یہ حضرت علیؑ کی تھی
علیؑ نے یہ کہا ان سے کہ وہ اسلام لے آئیں — بنیں بھائی، بھلائی دو جہانوں کی سدا پائیں
کیا انکار سب نے، ہو گئے محصور قلعے میں — نہ جانے کیوں کیا ایسے، رہے شاید وہ دھوکے میں
وہ شاید یہ سمجھتے تھے، مدد کو کوئی آئے گا — مگر کوئی وہاں آیا نہیں، آنا ہی کس کو تھا
کئی دن بعد اک دن کعب بُرجی پر ہوا ظاہر — کہا کچھ دودھ اور خوراک بھیجو بچوں کی خاطر
سنی آواز جب حضرت علیؑ نے تو کہا اُس سے — یہاں بیٹھے ہیں جتنے، ہیں گھروں میں اُن کے بھی بچے
ہمیں بچوں سے کوئی بیر ہرگز ہو نہیں سکتا — مگر سوچو، ہمیں کب اور کس نے ہے دیا دھوکا
ہماری پیٹھ میں خنجر بتاؤ کس نے گھونپا تھا — کہا تھا اُس سے کیا تم نے، جو ہم نے وفد بھیجا تھا
تمہی نے عہد شکنی کی، تمہی اب چھپ کے بیٹھے ہو — تمہی بتلاؤ تم پر اعتماد اب ہو تو کیسے ہو
اگر انصاف پر مبنی کوئی حل چاہتے ہو تم — مقرر کرتے ہیں ثالث، مناسب جس کو سمجھو تم
وہ جو بھی فیصلہ دے گا، ہمیں منظور وہ ہوگا — سوائے اس کے یہ قصہ نہیں ہے ختم ہونے کا

قریظہ ثالثی کی پیش کش منظور کرتے ہیں

سنا یہ کعب[٣] نے تو اس نے سوچا اور وہ بولا — ابھی تم کو جواب اس کا میں ہرگز دے نہیں سکتا
مجھے مہلت اگر دو، مشورہ کر لوں بزرگوں سے — مناسب ہے کہ کرلوں بات کھل کر سارے اپنوں سے
علیؑ نے اُس کو مہلت دی، تو مہلت کے گزرنے پر — ہوا ظاہر وہ برجی پر، کہا یہ سامنے آ کر
ہمیں منظور ہے، ثالث مقرر کوئی ہو جائے — جو جانبدار ہرگز نہ ہو، جو انصاف فرمائے
کہا اس سے علیؑ نے کہ دباؤ یہ نہیں تم پر — بتاؤ نام تم خود ہی، کسی بھی شخص کو چن کر
مقرر کر چکو ثالث تو تم خود ہی بتا دینا — سنائیں گے ہم اپنی بات تم اپنی سنا لینا
کریں گے نامزد اپنے دو ساتھی ہم وہ آئیں گے — جو کی ہے تم نے بد عہدی وہ ثالث کو بتائیں گے
مقرر تم بھی دو ساتھی کرو گے، جو وہاں آ کر — صفائی دیں گے اس الزام کی عائد ہے جو تم پر
کرے گا فیصلہ ثالث جو، اس کو دونوں مانیں گے — عمل اس پر کریں گے، اس کو اس کا حکم جانیں گے
یہودی سن کے بولے کہ اسے انصاف کہتے ہیں — رہو گے تم بھی قائم اس پہ، قائم ہم بھی رہتے ہیں
علیؑ نے یہ اجازت دی، ضروری چیزیں لے جائیں — سبھی کو جتنی بھی مطلوب ہو خوراک پہنچائیں
اگرچہ پہلے سے اک عہد تھا موجود کہ جھگڑا — اگر ہو گا تو اس پر فیصلہ آقاؐ کا ہی ہوگا

رسول اللہ نے لیکن یہ اجازت دی کہ چاہو جو ۔۔۔ کرو وہ فیصلہ انصاف کا جیسے تقاضا ہو

قریظہ ہی کے ثالث فیصلہ جھگڑے کا کرتے ہیں

یہودی لے گئے کچھ وقت تاکہ سوچ لیں اس پر ۔۔۔ کہ ایسا کون ہے کہ ہو تسلی دونوں کی جس پر
قبیلہ اوس کے سردار کو ثالث وہ چن پائے ۔۔۔ تھا جن کا نامِ نامی سعدؓ[4]، تھے جو صائب الرائے
سنیں ثالث نے کچھ دن تک فریقوں کی سبھی باتیں ۔۔۔ شواہد اور دلائل کی تھیں حامل دونوں کی باتیں
کہا یہ اوس والوں نے یہودی ہیں حلیف اپنے ۔۔۔ کریں گر سعدؓ احساں تو نہ چھینیں زندگی اُن سے
سماعت جب مکمل ہو چکی تو سعدؓ لوٹ آئے ۔۔۔ جہاں موجود تھے آقاؐ، وہیں تشریف وہ لائے
بہت سے لوگ حاضر تھے، رسول اللہؐ نے فرمایا ۔۔۔ سناؤ فیصلہ یا پھر یہ اب تک ہو نہیں پایا
یہ پوچھا سعدؓ نے کہ کیا مرا یہ فیصلہ آقاؐ ۔۔۔ مسلمانوں پہ بھی نافذ یہ ہو گا یا نہیں ہو گا
ہر اک پر ہوگا یہ نافذ، رسول اللہؐ نے فرمایا ۔۔۔ یہودی تو یہودی یہ مسلمانوں پہ بھی ہو گا
کہا پھر سعدؓ نے کہ فیصلہ میرا ہے یہ آقاؐ ۔۔۔ قریظہ نے غلط انداز میں ہے عہد کو توڑا
انہوں نے اس عدو سے کر لیا تھا خفیہ سمجھوتا ۔۔۔ مسلمانوں کو جو برباد کرنے طیبہ آ یا تھا
کیے ہتھیار بھی ان کو مہیا، کی یہ غداری ۔۔۔ انہوں نے پیچھے سے حملے کی کر رکھی تھی تیاری
سزائے موت دیتا ہوں میں ان کے سارے مردوں کو ۔۔۔ کیا جاتا ہے قید ان کی خواتیں اور بچوں کو
جو ان کا مال ہے تقسیم لشکر میں کیا جائے ۔۔۔ سزا ملتی ہے کیا غدار کو، سب کو نظر آئے
سنا جب فیصلہ آقائے عالمؐ نے تو فرمایا ۔۔۔ کیا جو فیصلہ تم نے، وہی ہے میرے اللہ کا
کرایا فیصلے پر سب سے آقاؐ نے عمل پورا ۔۔۔ یہودی ابنِ اخطب[5] بھی اسی قصے میں کام آیا

کیا تھا قتل جس عورت نے، وہ بھی قتل ہوتی ہے

ملی اس غزوے میں خلادؓ[6] کو عظمت شہادت کی ۔۔۔ گئے وہؓ اک گلی میں، چھت پہ اک خاتون بیٹھی تھی
تھا اس عورت کے پاس اک پاٹ چکی کا، جسے پھینکا ۔۔۔ صحابیؓ کے یہ سر پر آ لگا پتھر جو بھاری تھا
بہا خلاد کے سر سے بہت سا خون، جاں دے دی ۔۔۔ مسلمانوں نے بدلے میں وہ عورت قتل کر ڈالی

سزا غدار کو دینا ضروری سمجھی جاتی ہے

قریظہ نے سزا اپنے کیے کی اس طرح پائی ۔۔۔ کہ دنیا بھر کے لوگوں کی سمجھ میں بات یہ آئی

٣٣٩

مسلماں سازشوں کو کس طرح ناکام کرتے ہیں
جو غداری کرے اس کا برا انجام کرتے ہیں

ہوا یہ بھی عیاں سب پر کہ وہ انصاف کرتے ہیں
بجز اللہ، کسی سے خوف کھاتے ہیں، نہ ڈرتے ہیں

قریظہ کو صفائی پیش کرنے کا ملا موقع
گواہوں کے لیے بھی سعدؓ نے پورا دیا موقع

گواہوں کو مسلمانوں نے ثابت جب کیا جھوٹا
قریظہ نے سبھی کے سامنے مانا قصور اپنا

تبھی ثالث نے غداری پہ دی ان کو سزا ایسی
کہ جو انصاف کے سارے تقاضوں کے مطابق تھی

ملا تھا ابنِ اخطب کےبھی قریظہ ہی کے قلعے سے
ثبوت ان کی دغا بازی کا ملتا اس سے کیا بڑھ کے

نکالا تھا اسے، اس کے قبیلے کو مدینے سے
کیا تھا جان بخشی پر نبیؐ سے وعدہ یہ اس نے

مسلمانوں کے وہ ہرگز مقابل اب نہ آئے گا
خلاف اسلام کے ہرگز نہ منصوبے بنائے گا

مگر احزاب کو یک جا کیا اس نے، کیا تیار
لڑائی کے لیے یثرب میں لایا لشکرِ جرار

قریظہ کو اسی نے آ کے غداری پہ اکسایا
ہوئے کفار پسپا تو وہ قلعے میں چلا آیا

قریظہ سے تھا وعدہ اس کا، گر پسپا ہوا لشکر
سزا بھگتے گا ان کے ساتھ جو لاگو ہوئی ان پر

کوئی تردید غداری کی اُن کی کر نہیں سکتا
سزا تھا ظلم یہ الزام کوئی دھر نہیں سکتا

۳۴۰

توضیحات و حوالہ جات

۱۔ قبیلۂ بنی قریظہ اور قومِ قریظہ

۲۔ سردارِ بنی قریظہ کعب بن اسد

۳۔ سردارِ بنی قریظہ کعب بن اسد

۴۔ حضرت سعدؓ بن معاذ

۵۔ یہودی سردار حیی ابنِ اخطب، ام المومنین سیدہ صفیہؓ کا والد

۶۔ حضرت خلادؓ بن سوید

۷۔ یہودی سردار حیی ابنِ اخطب

۳۴۱

باب

۳۲

الگ انداز کے سانچے میں اب حالات ڈھلتے ہیں

ابورافع مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوتا ہے

صحابہؓ سرورِ عالمؐ سے بے حد پیار کرتے تھے ۔ جو کرتا انؐ سے گستاخی، اسے وہؓ قتل کر دیتے
ابورافع[1] یہودی تھا جو بھائی ابنِ اخطب[2] کا ۔ اہانت آپؐ کی اکثر عجب انداز میں کرتا
سبھی احزاب کا لشکر مدینے میں جو آیا تھا ۔ اُسے بھجوانے میں اس شخص کا بھی خاص حصہ تھا
تھا لشکر جب مدینے میں، رسد وہ اُس کو بھجواتا ۔ رسول اللہؐ کو کوشش کر کے ہر نقصان پہنچاتا
مرا جب کعب بن اشرف، تھا مارا اوس والوں نے ۔ چنانچہ اب کے سوچا یہ بنو خزرج کے لوگوں نے
رسول اللہؐ کے اس دشمن کو خزرج جا کے ماریں گے ۔ جو اُن پہ قرض ہے آقاؐ کی شفقت کا، اتاریں گے
چنانچہ وہ ہوئے حاضر، گزارش کی یہ آقاؐ سے ۔ اجازت گر ہمیں آقائے عالمؐ سے یہ مل جائے
تو ہم اس دشمنِ اسلام کو زندہ نہ رہنے دیں ۔ کریں انجام وہ اُس کا کہ عبرت اس سے سب پکڑیں
اجازت دی رسول اللہؐ نے اور تاکید فرمائی ۔ خواتین اور بچوں پر ذرا بھی آنچ گر آئی
تمہارے اس عمل کو میں کبھی اچھا نہ سمجھوں گا ۔ ابو رافع کو کر دو قتل گر موقع ملے اس کا
بنایا مختصر سا ایک دستہ کچھ صحابہؓ کا ۔ تھے سب افراد خزرج سے، امیر ان کے تھے عبداللہؓ[3]
یہ سیدھے آ گئے خیبر، ابو رافع کے قلعے پر ۔ تھا وقتِ شام، واپس آ چکے تھے ڈھور اور ڈنگر
کہا سب سے یہ عبداللہؓ نے میں نزدیک جاتا ہوں ۔ نظر آتا ہے موقع تو تمہیں بھی میں بلاتا ہوں
چنانچہ وہ فصیلِ قلعہ کے نزدیک جا بیٹھے ۔ انہیں دربانوں نے دیکھا تو وہ سارے یہی سمجھے
کہ قلعے کا مکیں ہے جو کسی حاجت سے بیٹھا ہے ۔ کہا آؤ وگرنہ قلعے کا در بند ہوتا ہے
گئے عبداللہؓ اندر تو کہیں وہ چھپ گئے جا کے ۔ کیا دربان نے در بند، چابی باندھی کھونٹی سے
ڈھلی جب رات تو عبداللہ در پر لوٹ کر آئے ۔ انہوں نے در کو کھولا، ساتھیوں کو بھی بلا لائے
ابو رافع رہا کرتا تھا گھر کے بالا خانے میں ۔ خوشی محسوس کرتا تھا وہاں محفل جمانے میں
گئے عبداللہؓ اوپر، چھپ گئے کمرے میں وہ جا کے ۔ گئے مہماں تو بو رافع بھی آیا اٹھ کے محفل سے
بڑے کمرے میں وہ اور اُس کے اہلِ خانہ سوتے تھے ۔ اُسی کمرے میں تھوڑی دیر میں عبداللہؓ آ پہنچے
اندھیرا تھا، وہ بولے کہ ابو رافع کہاں ہو تم ۔ وہ بولا، کون ہو، بتلاؤ تو کیسے یہاں ہو تم

سنی آواز تو عبداللہ نے اُس پر کیا حملہ ۔۔۔ لگی تلوار جب اُس کو، تو وہ تکلیف سے چیخا
رہا ہے وار ہلکا، یہ گماں عبداللہ کو گزرا ۔۔۔ ذرا آواز کو تبدیل کر کے اُس سے پھر پوچھا
ابو رافع! یہ کیسا شور ہے، کچھ مجھ کو بتلاؤ ۔۔۔ کہا اُس نے، تمہاری ماں مرے، تم سامنے آؤ
سنی آواز تو عبداللہؓ نے تلوار یوں گھونپی ۔۔۔ کہ سینہ چاک کر کے اُس کا، اُس کی پیٹھ تک پہنچی
وہاں سے بھاگے عبداللہؓ تڑپتا چھوڑ کر اُس کو ۔۔۔ لیا اُن کو بھی ساتھ اپنے، وہاں اُن کے تھے ساتھی جو
اترتے وقت گر کر ہو گئے کچھ زخمی عبداللہؓ ۔۔۔ رسول اللہؐ کو آ کے واقعہ جب سارا بتلایا
رسول اللہؐ نے اظہارِ مسرت اس پہ فرمایا ۔۔۔ جہاں عبداللہؓ کو تکلیف تھی، دستِ شفا پھیرا
اسی لمحے کوئی تکلیف نہ باقی رہی اُنؓ کی ۔۔۔ لگا ایسے کہ اُنؓ کو چوٹ کوئی بھی لگی نہ تھی

مسلماں اہلِ قرطا پر اچانک حملہ کرتے ہیں

قریظہ[5] اور خندق[6] سے ہوئے فارغ مرے آقاؐ ۔۔۔ تو اک دستہ بنو کلاب کی جانب تھا بھجوایا
بنو کلاب بدامنی کی صورت پیدا کرتے تھے ۔۔۔ وہ رہزن تھے، بُرے کاموں کے کرنے سے نہ ڈرتے تھے
محمدؓ[7] کی قیادت میں یہ دستہ ضربہ آ پہنچا ۔۔۔ تھے کل افراد اس میں تیس، ہر اک جنگی ماہر تھا
یہ ضربہ سے گیا قرطا جہاں اس نے کیا حملہ ۔۔۔ قبیلہ بھاگ نکلا، سو وہاں کوئی نہ ہاتھ آیا
پلٹ آئے مجاہد لے کے مال، اسباب، چوپائے ۔۔۔ حنیفہ کے قبیلے[8] کے ثمامہؓ[9] کو پکڑ لائے
وہؓ دشمن آپؐ کے تھے، آپؐ سے نفرت وہ کرتے تھے ۔۔۔ وہ تھے کذاب[10] کے حامی، اُسی کا دم وہ بھرتے تھے
بدل کر بھیس نکلے تھے وہؓ اس پختہ ارادے سے ۔۔۔ رسول اللہؐ کو موقع ملتے ہی وہ قتل کر دیں گے
کیا تسلیم جرم اپنا، کھلے بندوں کہا سب سے ۔۔۔ تمنا دل میں موقع کی لیے پھرتا تھا میں کب سے
انہیں مسجد میں لائے، اسطوانے سے انہیں باندھا ۔۔۔ تو آقاؐ نے ثمامہؓ سے بڑی نرمی سے یہ پوچھا
ثمامہؓ میری نسبت اب تمہارا کیا ارادہ ہے ۔۔۔ وہ بولے آپؐ رحمت ہیں، یہاں جو میں نے دیکھا ہے
کریں گے قتل تو یہ قتل ہو گا ایک انساں کا ۔۔۔ کریں گے در گزر تو آپؐ کا احسان یہ ہوگا
اگر زر کی ضرورت ہو تو جو بھی آپؐ فرمائیں ۔۔۔ بہر صورت ادا ہوگا وہ مجھ سے جس طرح چاہیں
بڑھے آگے رسول اللہؐ اُسے اس حال میں چھوڑا ۔۔۔ وہاں سے گزرے دوبارہ و سہ بارہ، وہی پوچھا
ثمامہؓ سے جواب آقائے عالمؐ نے وہی پایا ۔۔۔ جواب اک ہی سنا ہر بار تو آقاؐ نے فرمایا
ثمامہؓ کو کرو آزاد فوراً، اس کو جانے دو ۔۔۔ گئے اک باغ میں سیدھے، ہوئے آزاد جب وہ تو

نہائے اور حاضر ہو گئے آقاؐ کی خدمت میں
کہا کہ خوش نصیبی میں نے پائی دیں کی صورت میں

یہاں میں نے مسلمانوں کو دیکھا، آپؐ کو دیکھا
مجھے تھی سخت نفرت آپؐ سے اور آپؐ کا چہرہ

ہمیشہ سب سے بڑھ کر لائقِ نفرت ہی لگتا تھا
مگر محبوب ہے اب سب سے بڑھ کر آپؐ کا چہرہ

رسول اللہؐ پہ لے آئے وہ ایماں اور گزارش کی
میں عمرے پر چلا تھا جب ہوئی میری گرفتاری

اجازت دیں اگر آقاؐ تو عمرے پر چلا جاؤں
نئے انداز میں اس بار جا کے عمرہ کر پاؤں

اجازت آپؐ نے بخشی، دعائے خیر فرمائی
ثمامہؓ کو صراطِ مستقیم اللہ نے دکھلائی

گئے مکہ، کیا عمرہ، انہیں کفار نے گھیرا
دیے طعنے کہ کیسے تم نے اپنے دین کو چھوڑا

ثمامہؓ نے کہا کہ دینِ حق پر اب میں آیا ہوں
محمدؐ اور خدائے پاک پر ایمان لایا ہوں

کہا اُن سے کہ تم مجھ سے کبھی گندم نہ پاؤ گے
سفارش آپؐ کی جب تک نہ میرے پاس لاؤ گے

ہمیشہ پورے مکہ کی انہی سے گندم آتی تھی
علاوہ انؓ کے یہ ان کو کہیں سے مل نہ پاتی تھی

چنانچہ اہلِ مکہ نے رسول اللہؐ کو خط لکھا
قرابت کا دیا اُنؐ کو حوالہ اور جتلایا

کہ ہم سب آپؐ کے ہیں سو یہ فرمائیں ثمامہؓ سے
ہمیشہ کی طرح گندم ہمارے پاس وہ بھیجے

ثمامہؓ کو سفارش آپؐ نے لکھ کر یہ بھجوا دی
ہمیشہ کی طرح ترسیل گندم کی رہی جاری

خدا نے اُن کے دل میں دین کی وہ روشنی بھر دی
کہ جس نے اُنؓ کے کالے راستوں پر روشنی کر دی

رسول اللہؐ نے اس دنیا سے جب پردہ تھا فرمایا
تو اک کذاب[11] کا پڑنے لگا لوگوں پہ بد سایہ

ثمامہؓ نے بڑی کوشش کی، سب لوگوں کو سمجھایا
مگر جو ہو گئے مرتد، انہیں کچھ نہ سمجھ آیا

علاؓ[12] کے پاس لے کر اپنے ساتھی وہ چلے آئے
وہؓ اک کذاب کے فتنے سے اُن کو یوں بچا لائے

رسول اللہ ﷺ بنی لحیان کی سرکوبی کرتے ہیں

قبائل عَضل و قارہ نے صحابہؓ کو بلایا تھا
وہ آئے تو بنو لحیان کو پیچھے لگایا تھا

صحابہؓ آئے تھے دس، آٹھ کو لحیان نے مارا
بچے اُن میں سے زندہ دو، انہیں مکہ میں جا بیچا

یہ صدمہ ایسا تھا جس کو رسول اللہؐ نہ بھولے تھے
چنانچہ وقت جب آیا تو بدلہ لینے کو پہنچے

کیا ظاہر کہ اس لشکر کو ملکِ شام جانا ہے
جہاں سے کچھ دنوں کے بعد طیبہ لوٹ آنا ہے

بنو لحیان کہ مکہ سے کچھ ہی دور رہتے تھے
بہادر اور اپنے آپ کو جانباز کہتے تھے

لیے دو سو صحابہؓ کو غران آئے رسول اللہؐ
اچانک یہ وہاں پہنچے، رہا خفیہ سفر سارا

بنو لحیان کو جانے کہاں سے یہ خبر پہنچی — خبر ملنے پہ اُن کو اور تو کچھ بھی نہیں سوجھی
ملا جس کو جدھر کا راستہ وہ اُس طرف بھاگا — بنو لحیان کا اک شخص بھی نہ ان کے ہاتھ آیا
ہوا معلوم کہ وہ چھپ گئے ہیں جا کے غاروں میں — اگر ڈھونڈے کوئی تو نہ ملیں گے وہ مہینوں میں
یہاں سے آپؐ نے کچھ ٹولیاں ہر سمت بھجوائیں — انہیں جو کام سونپے کر کے طیبہ وہ پلٹ آئیں
رہے دو دن یہاں، صدیقؓ بھی تھے ساتھ لشکر کے — رہے اس بار چودہ دن کبھی باہر یہ یثرب سے

غمر پر اہل ایماں کا اچانک حملہ ہوتا ہے

دیا ترتیب اک چھوٹا سا دستہ جس کے عکاشہؓ[13] — کیے قائد مقرر اور غمر اس دستے کو بھیجا
غمر اک چشمہ تھا جس پر اسد والوں کا قبضہ تھا — قبیلہ یہ رسول اللہؐ کا دشمن بن کے رہتا تھا
مسلمانوں کا دستہ جب غمر چشمے تک آپہنچا — اسے چشمے پہ دیکھا تو قبیلہ چھپ گیا سارا
ملا اک شخص جس نے کچھ پتا اُن سب کا بتلایا — وہاں دستہ یہ پہنچا اور چھاپہ اُن پہ جا مارا
ملے کچھ اونٹ لیکن آدمی کوئی نہ مل پایا — یہ دستہ ہانک کر اونٹوں کو اپنے ساتھ لے آیا

محمدؓ لے کے اک دستے کو ذوالقصہ میں آتے ہیں

روانہ مختصر دستہ کیا ذوالقصہ آقاؐ نے — تھے دس افراد شامل کہ جنہیں بھیجا تھا آقاؐ نے
اسے آتے ہوئے دیکھا تو دشمن چھپ گیا جا کر — صحابہؓ رات کو سوئے، انہیں سوتا ہوا پا کر
کیا اُن میں سے نو کو قتل اور اک بچ رہے باقی — محمدؓ بچ گئے لیکن ہوئے وہؓ بھی بہت زخمی
ہوئے آقاؐ کی خدمت میں وہ حاضر، حال بتلایا — کہا کہ سو تھے وہ، غافل تھے ہم، سو ہو گیا ایسا

برائے انتقام اک دستہ ذوالقصہ میں آتا ہے

شہادت اُن صحابہؓ نے تھی پائی کچھ ہی دن پہلے — محمدؓ کی قیادت میں جو ذوالقصہ میں آئے تھے
رسول اللہؐ نے اب کے بو عبیدہؓ[14] کو یہاں بھیجا — فقط چالیس لوگوں کا دیا ترتیب اک دستہ
ثعلبہ کو خبر پہنچی تو فوراً سب کے سب بھاگے — پہاڑوں کی طرف نکلے، وہیں پہ جا کے چھپ بیٹھے
مسلمانوں نے اُن میں سے فقط اک آدمی پکڑا — مسلماں ہو گیا جو، آپؐ پر ایمان لے آیا

بہت سی بکریاں، ڈنگر مسلمانوں کے ہاتھ آئے	جنہیں آتے ہوئے یثرب کو اپنے ساتھ وہ لائے

جموم آتا ہے اک دستہ، قیادت زیدؓ کرتے ہیں

جموم اک چشمہ تھا زیرِ تصرف اک قبیلے کے	سلیمی لوگ [15] اس چشمے کے چاروں سمت رہتے تھے
سلیم ایسا قبیلہ تھا جسے لڑنے کی عادت تھی	ضروری تھی قبیلے کی برائے امن سرکوبی
نبیؐ نے ایک دستہ فاطمہ کی وادی [16] میں بھیجا	قبیلہ یہ ہمیشہ سے اسی وادی میں رہتا تھا
رسول اللہؐ نے دستے کی قیادت زیدؓ کو سونپی	یہ دستہ جب وہاں پہنچا تو دیکھا خالی ہے وادی
وہاں خاتون اک بیٹھی تھی جس کو زیدؓ [17] نے پکڑا	قبیلہ ہے کہاں، خاتون نے اُن سب کو بتلایا
وہاں پہنچے، مویشی اور قیدی ان کے ہاتھ آئے	صحابہؓ ان کو جب لوٹے تو اپنے ساتھ وہ لائے
مُزینہ کے قبیلے کی جو عورت ساتھ آئی تھی	کرم اُس پر کیا آقاؐ نے، جیسے ہی یہاں پہنچی
رسول اللہؐ نے اپنے حکم سے دی اس کو آزادی	حلیمہ نام تھا اُس کا، یہیں پہ اُس نے کی شادی

مسلماں ایک دستہ لے کے سوئے عیص جاتے ہیں

صحابہ ایک سو ستر کا اک دستہ کیا تیار	دیا یہ حکم، دشمن جو ملے اُس پر کرو تم وار
قیادت زیدؓ کو دے کر اسے جب عیص کو بھیجا	تو اس دستے کو رستے میں ملا اک قافلہ ایسا
کہ جو بو العاص کا تھا اور جو مکہ کو جاتا تھا	یہ سامانِ تجارت لے کے اس رستے پہ آیا تھا
امیرِ قافلہ داماد تھے آقائے عالمؐ کے	ابھی ایماں نہیں لائے تھے اور مکے میں رہتے تھے
کیا جب زیدؓ نے اس قافلے پر حملہ تو بھاگے	جدھر کو جی میں آیا سب کے سب اس قافلے والے
امیرِ قافلہ بوالعاص [18] اس حملے سے گھبرائے	وہاں سے بھاگ کر سیدھے مدینہ وہ چلے آئے
گئے وہ بی بی زینبؓ [19] کے یہاں، اُنؓ سے اماں مانگی	کہا اُنؓ سے کہ وہ واپس کرائیں سارا ساماں بھی
کہا بی بیؓ نے آقاؐ سے، کرم یہ آپؐ فرمائیں	جو ان کا مال ہے، سارے کا سارا اُن کو لوٹائیں
اشارے سے صحابہؓ کو رسول اللہؐ نے سمجھایا	صحابہؓ نے خوشی سے مال سارا اُن کا لوٹایا
اٹھایا مال دامادِ نبیؐ نے، آ گئے مکے	امانت جن کی تھی، لوٹائی، فارغ جب ہوئے اُن سے
مدینہ آئے، سیدھے آپؐ کے در پر چلے آئے	مسلماں ہو گئے آکر، سبھی حالات بتلائے

کرایا آپؐ نے پھر عقد اُن کا بی بی زینبؓ سے — تقاضے دین کے آقاؐ نے سب کے سب کیے پورے

طُرف میں گوشمالی کے لیے اب زیدؓ آتے ہیں

نبیؐ نے پندرہ افراد کا اک مختصر دستہ — طُرف کے وحشیوں کی گوشمالی کے لیے بھیجا
قیادت زیدؓ کو سونپی، یہ دستہ جب وہاں پہنچا — ملا جس کو جدھر کا راستہ، اُس سمت بھاگ اٹھا
وہاں حالات جو الجھے ہوئے تھے، اُن کو سلجھایا — رہا کچھ دن وہاں دستہ، مدینے پھر چلا آیا
صحابہؓ کو ملے کچھ جانور جو ہانک کر لائے — سبھی حالات آقاؐ کو سنائے جب یہاں آئے

مسلمانوں کا دستہ قرٰی کی وادی میں جاتا ہے

فزارہ[۲۰] کے قبیلے نے بہت اودھم مچایا تھا — کسی نے آپؐ کو آ کر کھلے بندوں یہ بتلایا
یہ خطرہ ہے کہ طیبہ پر وہ آ کر حملہ ہی کر دے — بہائے خوں گلی کوچوں میں، لاشوں سے انہیں بھر دے
چنانچہ آپؐ نے اک ٹولی کل بارہ صحابہؓ کی — فزارہ کے ٹھکانے وادی القرٰی روانہ کی
کہا کہ پہنچتے ہی وہ یہاں خبریں یہ بھجوائے — کہ منصوبہ ہے کیا اُن کا، مفصل طور بتلائے
مقرر زیدؓ کو فرما دیا قائد، کہا اُنؓ سے — کہ دیکھو کیا وہ کرتے ہیں، ارادے کیا ہیں اب اُن کے
صحابہؓ سب بڑی تیزی سے اُس وادی میں جا پہنچے — قبیلے نے علاقے میں یہ بارہ اجنبی دیکھے
تو اُن پر پیچھے سے آ کر اچانک دیا حملہ — شہادت نو نے پائی، بچ گئے جو اُن کو یہ سوجھا
کہ جان اپنی بچا کر آ گئے شہرِ مدینہ میں — غم و حیرت کے بادل چھا گئے شہرِ مدینہ میں
جو بچ کے آئے تھے یثرب، تھے اُن میں زیدؓ بھی شامل — بہم پہنچائیں آقاؐ کو ہوئی تھیں خبریں جو حاصل

صحابی بو عبیدہؓ خبط میں تشریف لاتے ہیں

صحابی بو عبیدہؓ[۲۱] کو منظم کر کے اک دستہ — دیا آقاؐ نے اور اُنؓ کو برائے جستجو بھیجا
یہ فرمایا، قریشِ مکہ کا جو قافلہ آئے — تمہارے حملے سے بچ کر کہیں جانے نہ وہ پائے
نبھایا فرض کو خوبی سے گو حالات تھے مشکل — مگر مقصد تھا جو، پوری طرح سے کر لیا حاصل
نہ ملتی تھی یہاں خوراک نہ کوئی رسد آتی — فقط کھا کھا کے پتے پوری سب نے ذمہ داری کی
یہاں سے قافلے کفار کے چھپ کر گزرتے تھے — اسی رستے سے چھپ چھپ کر وہ کاروبار کرتے تھے
چنانچہ آپؐ نے یہ راستہ مسدود کر ڈالا — مصیبت اک نئی سے پڑ گیا کفار کو پالا

۳۴۸

رہا جب تک یہاں دستہ، طلایہ گردی ایسے کی — کہ اس رستے پہ آنے کی کسی نے بھی نہ جرأت کی

سرایا حاکمیت کے تقاضے پورے کرتے ہیں

سرایا پر نظر ڈالیں تو یہ محسوس ہوتا ہے — حکومت کے فرائض کا یہ بنیادی تقاضا ہے
کہ ہر اک فرض کا پورا کیا جانا ضروری ہے — مخالف سب عناصر کو بھی سمجھانا ضروری ہے
جو حاکم اس سے غافل ہو، حکومت کر نہیں سکتا — رعایا کی کبھی بہتر وہ حالت کر نہیں سکتا
رسول اللہؐ نے اک اک بات پر گہری نظر رکھی — نظر اپنوں پہ رکھی اور ہر اک غیر پر رکھی
جہاں خطرہ ہوا، فوری تدارک اس کا فرمایا — جہاں خود جا نہیں پائے، صحابہؓ کو وہاں بھیجا
سرایا سے پتا چلتا ہے آقاؐ کی فراست کا — سیاست کی نفاست اور اندازِ حکومت کا

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ ابورافع سلام بن ابی الحقیق اخطب
۲۔ حیی ابن اخطب
۳۔ حضرت عبداللہؓ بن عتیک
۴۔ حضرت عبداللہؓ بن عتیک
۵۔ بنی قریظہ
۶۔ غزوۂ خندق / غزوۂ احزاب
۷۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ
۸۔ بنوحنیفہ
۹۔ ثمامہؓ بن اثال حنفی
۱۰۔ مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر (مسیلمہ کذاب)
۱۱۔ مسیلمہ کذاب بن ثمامہ
۱۲۔ حضرت علاءؓ بن حضرمی۔ اس سلسلے میں حضرت ثمامہؓ نے جو اشعار کہے تھے اُن کا ترجمہ یہ ہے:
''مسیلمہ کذاب نے ہمیں دین اور ہدایت چھوڑنے کے لیے کہا جب وہ کاہنوں کے لیے سجع کہتا تھا۔ تعجب اُن لوگوں پر ہے جنہوں نے اُس کی پیروی میں گمراہی اختیار کی حالانکہ گمراہی بہت ہی بُری چیز ہے''۔
۱۳۔ حضرت عکاشہ بن محصن
۱۴۔ حضرت ابوعبیدہ عامرؓ بن عبداللہ بن جراح
۱۵۔ قبیلہ بنی سُلیم کے لوگ
۱۶۔ وادیٔ فاطمہ جسے پہلے مرالظہر ان کہا جاتا تھا۔
۱۷۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ
۱۸۔ دامادِ رسول ﷺ ابوالعاص عنہ بن ربیع
۱۹۔ سیدہ زینبؓ بنت محمد ﷺ
۲۰۔ بنوفزارہ
۲۱۔ حضرت ابوعبیدہ عامرؓ ابن عبداللہ بن الجراح

٣٤٩

باب

۳۳

رسول اللہ ﷺ بنی المصطلق تشریف لاتے ہیں

منافق آپ ﷺ کے لشکر میں شامل ہو کے آتے ہیں

بنی المصطلق کا غزوہ اک چھوٹا سا غزوہ ہے
اہمیت مگر تاریخ میں بے حد یہ رکھتا ہے

اسی غزوے میں پیش آئے تھے ایسے واقعے اک دو
جنہوں نے کر دیا مغموم ہر سچے مسلماں کو

ہوا معلوم کہ حارث[1] کا حملے کا ارادہ ہے
اکٹھی فوج کرنے کو وہ ہر سو دوڑا پھرتا ہے

بریدہؓ[2] کو رسول اللہؐ نے بھیجا کہ وہاں جائیں
وہاں جا کر صداقت جو بھی ہو وہ ہم کو بتلائیں

ملے سردار سے جا کر بریدہؓ بات کی اُس سے
کئی باتوں پہ بالکل مختلف رائے ملی اُس سے

بریدہؓ نے رسول اللہؐ کو سب حالات بتلائے
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ موقع پر چلا جائے

دیا ترتیب اک لشکر، یہ لشکر مختصر سا تھا
علم بردار تھے بوبکرؓ، یثرب زیدؓ[3] کو سونپا

علم انصار کا آقاؐ نے بخشا بن عبادہؓ[4] کو
مکمل ہو کے جب لشکر لگا ہونے روانہ تو

منافق اک بڑی تعداد میں لشکر میں آ پہنچے
گزارش کی رسول اللہؐ سے، ہم بھی ساتھ جائیں گے

اجازت آپؐ نے بخشی تو شامل ہو گئے وہ بھی
روانہ ہو کے لشکر نے دکھائی اس طرح تیزی

کہ لمبا فاصلہ کم وقت میں طے کر کے آ پہنچا
وہ اُس چشمے پہ جس پر آپؐ کے دشمن کا قبضہ تھا

ملا رستے میں اک جاسوس حارث کا، جسے پکڑا
کیا اقرارِ جرم اُس نے سو اس کو قتل کر ڈالا

بنی المصطلق تک جب خبر جاسوس کی پہنچی
تو اُس پر آپؐ کے لشکر کی ہیبت ہو گئی طاری

خبر سنتے ہی کافی لوگ اُس کو چھوڑ کر بھاگے
چنانچہ لشکرِ حارث میں لوگ اب رہ گئے تھوڑے

ہوئے تیار لڑنے کو بنی المصطلق پھر بھی
فریقوں میں لڑائی بھی ہوئی کچھ دیر تھوڑی سی

کیا جب لشکرِ اسلام نے یکبارگی حملہ
تو مشرک فوج تھوڑی دیر بھی نہ سہہ سکی حملہ

بہت سے مر گئے اُن میں، کئی نے زخم کچھ کھائے
بچے جو، لشکرِ اسلام کی وہ قید میں آئے

خواتین اور بچے بھی ہوئے قیدی قبیلے کے
بہت سے جانور بھی اُن کے یثرب آپؐ لے آئے

شہید اسلام کے لشکر سے اک فوجی ہوا ایسے
کہ اک انصاری اُس کو دشمنوں کا ساتھی سمجھے تھے

منافق اب فضائے انس کو مسموم کرتے ہیں

ہوا یوں کہ یہ لشکر جب مدینے آنے والا تھا
عمرؓ کا اک ملازم پانی لینے چشمے پہ پہنچا

سنان انصاری[5] بھی چشمے پہ پانی لینے آیا تو
وہاں دونوں کا باتوں میں گیا آپس میں جھگڑا ہو

سنان انصاری چیخا، سارے انصاری ادھر آؤ
ملازم[6] یہ پکارا، سب مہاجر دوڑ کر آؤ

خبر پا کر نبیؐ آئے تو یہ الفاظ فرمائے
جہالت کے یہ بدبودار جملے کس نے دہرائے؟

تمہارے درمیاں موجود ہوں میں پھر بھی تم، لوگو
جہالت ہی پکارے جا رہے ہو، یہ چلن چھوڑو

خبر پہنچی یہ عبداللہ[7] منافق تک تو وہ چیخا
غضب ہے، اہلِ یثرب پر یہ کیسا وقت ہے آیا

مہاجر آ کے مکہ سے ہمیں آنکھیں دکھاتے ہیں
ہمیں ہر موڑ پر یہ کس طرح الو بناتے ہیں

جنہیں گھر پر بلایا، ساتھ رکھا اور حفاظت کی
انہوں نے ہی مقابل آج آنے کی ہے جرأت کی

مدینے میں رہے گا وہ جو عزت میں بڑا ہوگا
جو عزت میں ہے کمتر، وہ یہاں اب رہ نہیں سکتا

مخاطب ہو کے عبداللہ نے بات انصار سے یہ کی
کسی کو دوش کیا دیں کہ قصور اس میں ہے اپنا ہی

مصیبت مول لی خود، ہم بُلا کر شہر میں لائے
دیا اموال میں حصہ، اُسےؐ اپنا بڑا سمجھے

ہے اب بھی وقت، روکو تم ہدایا، کیا ہے حق اُسؐ کا
اگر ایسا کیا، چلتا بنے گا، رہ نہ پائے گا

اسی مجلس میں بن ارقم[8] بھی تھے موجود وہ آئے
چچا اپنے کو سب باتیں، سبھی حالات بتلائے

عمرؓ بھی تھے وہاں موجود، سن کر بات وہ بولے
کہیں عبّاد[9] سے کہ قتل عبداللہ کو وہ کر دے

عمرؓ سے آپؐ نے فرمایا، یہ بہتر نہیں لگتا
کہیں گے لوگ کہ اپنوں کو بھی ہم نے نہیں چھوڑا

نہیں کرنا کسی کو قتل، فوراً کوچ کرنا ہے
کہو سب سے، ابھی چلنا ہے، یثرب کا ارادہ ہے

روانہ جب ہوا لشکر، اُسید[10] آئے، گزارش کی
مرے آقاؐ! یہاں سے کوچ کرنے کی تھی کیا جلدی

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم نے اپنے صاحب کی
سنی تو ہو گی ہر وہ بات جو مجھ تک بھی ہے پہنچی

انہوںؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ ہے وہ بات کیا آقاؐ
وہ کہتا ہے کھلے بندوں، رسول اللہؐ نے فرمایا

مدینے میں رہے گا وہ جو عزت میں بڑا ہوگا
جو عزت میں ہے کمتر، وہ یہاں اب رہ نہیں سکتا

سنی یہ بات تو بولے اُسیدؓ آقائے اکرمؐ سے
وہ ذلت میں تو عزت میں بڑے ہیں آپؐ عالم سے

یہ اپنا عہد ہے کہ ہم اُسے مشکل میں ڈالیں گے
اُسے جاتے ہی لمحوں میں مدینے سے نکالیں گے

ادھر عبداللہ تک پہنچی خبر کہ پھوٹا ہے بھانڈا
کہا تھا اُس نے جو کچھ، زیدؓ نے وہ سب ہے پہنچایا

رسول اللہؐ کو ہے معلوم کہ تم نے کہا کیا ہے
سمجھ لو تم، مدینے جا کے جو کچھ تم سے ہونا ہے

وہ آیا آپؐ کی خدمت میں آتے ہی گزارش کی
نہیں کی بات ہرگز میں نے جو ہے آپؐ تک پہنچی

وہاں کچھ اور بھی انصار بیٹھے تھے، سبھی بولے
جواں ہیں زیدؓ شاید وہ غلط مطلب سمجھ بیٹھے

یہی سمجھا رسول اللہؐ نے، جب اُس نے قسم کھائی
کہ شاید اس طرح یہ بات اُس نے نہ کہی ہوگی

وضاحت کا سنا جب زیدؓ نے تو وہ ہوئے حیراں
کہا دل میں کہ عبداللہ بڑا ہی جھوٹا ہے انساں

کہا تھا زیدؓ نے جو سچ، ہوئی تصدیق قرآں سے
رسول اللہؐ نے بتلایا انہیں یہ گھر سے بلوا کے

تمہارے سچ کی اللہ نے ہے خود تصدیق فرمائی
چنانچہ ان صحابیؓ کی محبت رنگ لے آئی

ہوا یوں بھی کہ جب لشکر ہوا داخل مدینے میں
اسی عبداللہ کے بیٹے، تھا ایماں جن کے سینے میں

لیے تلوار دروازے پہ سب سے پہلے آ ٹھہرے
کہا والد سے تب تک شہر میں وہ آ نہیں سکتے

نہ دیں جب تک انہیں آقاؐ اجازت شہر آنے کی
چنانچہ آ سکا وہ جب اجازت آپؐ نے بخشی

گزارش ابنِ عبداللہ[11] نے کی، فرمائیں گر آقاؐ
میں اپنے باپ کو آقاؐ کی خاطر قتل کردوں گا

کہا یہ باپ سے، عزت میں سب سے بڑھ کے ہیں آقاؐ
اور اک تم ہو کہ ذلت میں بڑا تم سے نہیں دیکھا

منافق عائشہؓ پر اک عجب تہمت لگاتا ہے

رسول اللہؐ کو جب درپیش آجاتا کوئی غزوہ
تو اکثر امہات المومنینؓ میں ڈالتے قرعہ

نکلتا نام جنؓ کا ساتھ اپنے اُنؓ کو لے جاتے
خصوصی کچھ فرائض بھی انہیںؓ تفویض فرماتے

ہوئی اس بار حضرت عائشہؓ کو یہ خوشی حاصل
کہ وہ آقاؐ کی خدمت کے لیے لشکر میں تھیں شامل

یہ لشکر آ رہا تھا جب مدینہ تو ہوا ایسے
کہ سارے اہلِ لشکر راستے میں اک جگہ اترے

رکا لشکر تو بی بیؓ بھی ضرورت سے گئیں باہر
وہؓ واپس آ رہی تھیں کہ ہوا احساس اک جا پر

کہ ہار اُن کا، جو لے کر اپنی ہمشیرہ سے پہنا تھا
گلے میں بی بیؓ نے کچھ دیر پہلے جس کو دیکھا تھا

نہیں اُنؓ کے گلے میں، سو پریشاں ہو کے وہؓ لوٹیں
وہیں پر وہ ملا، جس جا ضرورت سے وہؓ آئی تھیں

وہاں بکھرے ہوئے تھے موتی، ٹوٹا تھا جہاں پر ہار
تھے موتی چھوٹے چھوٹے چننا جن کو ہو گیا دشوار

انہیں چننے میں بی بیؓ کو لگی کچھ دیر، جب لوٹیں
نظر آیا نہ اُس میدان میں کوئی تو گھبرائیں

کیا یہ فیصلہ، تنہا سفر تو کر نہیں سکتی
جہاں چھوڑا گیا ہے میں اُسی میداں میں بیٹھوں گی

رُکیں گے جب کہیں اور مجھ کو ہودج میں نہ پائیں گے
تو ظاہر ہے مجھے لینے اسی میداں میں آئیں گے

ہوا یوں کہ روانہ جب ہوا لشکر تو ہودج کو
اٹھا کر اونٹ پر رکھا کئی لوگوں نے مل کر تو

کسی نے نہ کیا محسوس کہ ہودج وہ خالی ہے
سبھی سمجھے کہ بی بیؓ اپنے ہودج ہی میں بیٹھی ہے

تھیں بی بی کم سن و کمزور، وزن اُن کا بہت کم تھا
سو اُنؓ کے ہونے، نہ ہونے کا کچھ بھی نہ پتا چلتا

نبیؐ کی بیبیاںؓ نا محرموں سے کرتی تھیں پردہ
کوئی ہودج کے اندر جھانک کر نہ دیکھ سکتا تھا

وہ کم گو تھیں سو اُن کا وقت سارا ذکر میں کٹتا
بلا مقصد کوئی بات اُن سے ہرگز کر نہ سکتا تھا

سو یہ حالات تھے ہودج رہا جن کے سبب خالی
کسی کی اس میں دانستہ نہیں تھی کوئی کوتاہی

ہوئیں تشریف فرما آپؓ جب میدان میں آ کر
وہیں بیٹھی رہیں پہلے، گئیں پھر لیٹ اکتا کر

تھکن تھی، آ گئی کچھ دیر ہی میں نیند بی بیؓ کو
وہ جاگیں، جب ہوا محسوس جیسے کوئی آیا ہو

وہاں صفوانؓ[12] ٹھہرے تھے، تھی جن کی پشت اس جانب
تھیں محوِ خواب بی بی عائشہؓ میداں میں جس جانب

یہ تھا صفوانؓ ہی کا فرض، جب لشکر چلا آئے
پڑاؤ کی جگہ دیکھیں، کوئی گر چیز رہ جائے

تو وہؓ اُس کو سنبھالیں اور لشکر میں اُسے لائیں
ہو جس کی چیز آ کر اُس کو لشکر میں وہ لوٹائیں

سرِ میداں وہ آئے اور لیا جب جائزہ اُس کا
تو بی بی عائشہؓ کو اک جگہ لیٹے ہوئے دیکھا

وہؓ اونچا بولے دانستہ کہ بی بیؓ نیند سے جاگیں
وہ کیسے رہ گئیں پیچھے، انہیں تفصیل بتلائیں

کھلی جب آنکھ بی بیؓ کی تو پردہ کر لیا فوراً
گئے صفوانؓ، لا کر اونٹ حاضر کر دیا فوراً

ہٹے وہؓ اک طرف، نیچی نظر اپنی کیے رکھی
بڑھیں آگے، سوار اُس اونٹ پر جب ہو چکیں بی بیؓ

مہار اُس اونٹ کی صفوانؓ نے پکڑی، چلے آگے
بہت تیزی سے چل کر قافلے والوں تک آ پہنچے

انہیںؓ آتے ہوئے دیکھا تو کافی لوگ یوں چونکے
کہ بی بیؓ تو تھیں ہودج میں، وہ کیسے رہ گئیں پیچھے

ہوا معلوم جب قصہ، ہوئے وہ سارے شرمندہ
جنہوں نے خالی ہودج، اونٹ پر میداں میں رکھا تھا

مگر جو تھے منافق، ایک موقع اُن کے ہاتھ آیا
تھا اُن میں اک منافق سب سے آگے یعنی عبداللہ

لگا دی اُس نے ایسی ایک تہمت کہ جسے سن کر
ہر اک حیران ہوا، سکتہ سا طاری ہو گیا اُس پر

جو دانا تھے، انہوں نے یہ کہا، یہ ہو نہیں سکتا
بڑا ہی لعنتی ہے وہ، گھڑا ہے جس نے یہ قصہ

وہ بی بیؓ کی شرافت اور عفت کی قسم کھاتے
وہ خود تو مطمئن تھے ہی، وہ اوروں کو بھی سمجھاتے

اگر کچھ بات ہوتی تو انہیںؓ صفوانؓ کیوں لاتے
یہاں ہرگز نہیں آتے، کہیں بھی وہ چلے جاتے

مگر کچھ سادہ لوگ ایسے بھی تھے جو ہم نوا ٹھہرے
رسول اللہؐ کے دشمن یعنی عبداللہ منافق کے

تھے ان میں بن اثاثہؓ[13]، حمنہؓ[14] اور حسانؓ[15] بھی شامل
وہ اس بہتان کے پوری طرح سے ہو گئے قائل

کہے حسانؓ نے کچھ شعر ایسے جن سے واضح تھا
نہیں ہرگز یہ تہمت بلکہ ہے یہ واقعہ سچا

رسول اللہؐ نے اک بھی لفظ منہ سے نہ کہا اس پر
مگر تشویش میں وہؐ مبتلا رہنے لگے اکثر

ادھر بی بیؓ سفر کے بعد پہنچیں جب مدینے تو
سفر کی اس تھکن نے کر دیا بیمار بی بیؓ کو

انہیں معلوم ہی نہ تھا، کوئی تہمت لگی اُنؓ پر
رہیں معمول کے بالکل مطابق گو وہ اپنے گھر

مگر حیران ہوتیں جب رسول اللہؐ وہاں آتے
نہ ملتے اُنؓ سے، باہر سے پتا کر کے چلے جاتے

سبب اس بے رخی کا کچھ سمجھ میں اُن کی نہ آتا
ملاقاتی کوئی آتا تو وہ بھی کچھ نہ بتلاتا

ہوا اک رات یوں کہ آپؓ اک خاتون کو لے کر
ضرورت سے چلی آئیں درِ اقدس سے جب باہر

گئی تھیں کچھ ہی وہ آگے تو وہ خاتون خود بولیں
بُرا ہو میرے بیٹے[16] کا، یہ تکلیفیں اُسی نے دیں

کہا بی بیؓ نے کیوں اس کو بُرا کہتی ہو کہ جو تھا
رسول اللہؐ کے لشکر میں، لڑا جو بدر کا غزوہ

سنی یہ بات تو خاتون[16] نے فوراً کہا اُنؓ سے
کہ بی بیؓ! تم سے بھی دنیا میں بھولی ہے کوئی بڑھ کے

قیامت تم پہ گزری ہے مگر تم بے خبر ٹھہریں
یہاں طوفان برپا ہے مگر تم کچھ نہیں سمجھیں

سنی تفصیل تو بی بیؓ کے جی میں آئی کہ جاؤں
اسی لمحے کنویں میں کود کر جاں اپنی دے ڈالوں

اجازت اگلے دن آقاؐ سے لی میکے کو جانے کی
چلی آئیں وہؓ میکے جونہی آقاؐ نے اجازت دی

کہا ماں سے، کریں معلوم کہ آخر ہوا کیا ہے
خفا ہیں آپؐ، میں بھی تو سنوں میری خطا کیا ہے

کہا ماں نے کہ بیٹا! یہ سدا سے ہوتا آیا ہے
جو اچھا ہو زمانے کی نگاہوں میں کھٹکتا ہے

خدا نے تم کو سیرت اور صورت سے نوازا ہے
اگر کچھ لوگ جلتے ہیں، جلیں، اس سے تمہیں کیا ہے

بہت جلدی حقیقت کھل ہی جائے گی، نہ گھبراؤ
خدا انصاف کرتا ہے، بھروسا اُس پہ تم رکھو

ادھر اس صورتِ احوال سے آقاؐ پریشاں تھے
وحی آئی نہ تھی اتنے دنوں سے، سخت حیراں تھے

اسامہؓ[17] اور علیؓ[18] کو گھر طلب فرمایا آقاؐ نے
دیا آ کر ضروری مشورہ دونوں صحابہؓ نے

اشاروں میں کہا حضرت علیؓ نے چھوڑ دیں اُنؓ کو
حقیقت گھر کی لونڈی سے بھی پوچھیں گر ضروری ہو

اسامہؓ نے کہا بی بیؓ کی عفت شک سے بالا ہے
مرے نزدیک ذات اُنؓ کی شرافت کا نمونہ ہے

جو کہتا ہے اُسے کہنے دیں، سب کی بات کو چھوڑیں
کسی صورت میں آپؐ اُنؓ سے یہ ناتا نہ کبھی توڑیں

بریرہ کو بلایا آپؐ نے جو گھر کی لونڈی تھی
یہ پوچھا، کیا بُرائی تم نے بی بیؓ میں کوئی دیکھی؟

بریرہ نے کہا مجھ کو قسم ہے ذاتِ باری کی
ذریعے آپؐ کے جس نے صداقت ہے ہمیں بھیجی

نہیں آئی نظر مجھ کو برائی کوئی بی بیؓ میں
نہیں ایسی کہ نہ ہو جو بھلائی کوئی بی بیؓ میں

مگر کمسن ہیں، اُنؓ سے ایک غفلت ہو ہی جاتی ہے
کہ آٹا گوندھنے میں اُنؓ کو ایسی نیند آتی ہے

وہیں پہ چھوڑ کر سو جاتی ہیں اپنا گندھا آٹا
کبھی اک میمنا کھا جاتا ہے پا کر کھلا آٹا

٣٥٥

٣٥٦

رسول اللہؐ نے زینبؓ [19] سے بھی اس بارے میں جب پوچھا
کہا، جز خیر میں نے عائشہؓ میں کچھ نہیں دیکھا

یہ باتیں سن کے آقاؐ آ گئے مسجد میں، فرمایا
مجھے، میرے گھرانے کو ہے جس نے رنج پہنچایا

قسم اُس ذات کی جس نے مجھے حق دے کے بھیجا ہے
ہمیشہ پاک دامن اہلیہ کو میں نے دیکھا ہے

انہوں نے لے کے جس کا نام ایذا مجھ کو پہنچائی
مجھے اُس میں ہمیشہ ہی بھلائی ہے نظر آئی

ہے کوئی تم میں جو مجھ کو نجات ایسوں سے دلوائے
کہ جن لوگوں نے مجھ کو اس طرح کے رنج پہنچائے

رسول اللہؐ سے حضرت سعدؓ [20] نے اُٹھ کر گزارش کی
بتائیں نام اُن کا اور دیں اس کی اجازت بھی

اگر ہیں اوس سے وہ تو انہیں ہم قتل کردیں گے
اگر خزرج سے ہیں تو بھی انہیں زندہ نہ چھوڑیں گے

سنیں باتیں یہ حضرت سعدؓ [21] نے تو غصے میں بولے
بتاؤ، گر وہ خزرج سے ہیں تو تم کیسے مارو گے؟

اُسیدؓ [22] اٹھے، انہوں نے سعدؓ کو ٹوکا، کہا اُنؓ سے
رسول اللہؐ اگر فرمائیں گے تو سب ہی دیکھیں گے

کہ وہ کوئی بھی ہوں، ہم اُن کو جا کر قتل کردیں گے
گزر کر جان سے بھی ہم انہیں زندہ نہ چھوڑیں گے

بڑھی تلخی تو منبر سے رسول اللہؐ اتر آئے
سبھی کو چپ کرایا، غم عیاں تھا اُنؐ کے لہجے سے

وہاں سے آپؐ سیدھے آ گئے صدیقؓ کے گھر پر
کم و بیش اک مہینے بعد بی بیؓ سے ملے آ کر

کہا کہ عائشہؓ ! مجھ کو خبر رسوائی کی پہنچی
یقیں رکھو کہ رسوائی کی گر ہے یہ خبر جھوٹی

خدا رسوائی سے تم کو بہر صورت بچائے گا
خطا گر ہو گئی تم سے، تو ہے یہ مشورہ میرا

کرو اقرار اور توبہ، خدا سے مغفرت مانگو
بڑی ہی انکساری سے فقط اس کا کرم چاہو

معافی جب طلب کرتا ہے دل سے کوئی اللہ سے
تو اللہ بخش دیتا ہے گنہ جو بھی ہوں انساں کے

سنیں بی بیؓ نے یہ باتیں، کہا ابوؓ سے کہ بولیں
مری جانب سے جو بھی ہے جواب اب آپؓ ہی دے دیں

رہے بوبکرؓ جب چُپ تو کہا تب امِ روماں [23] سے
کہ امی، آپ ہی باتیں کریں کچھ اپنے مہماںؐ سے

رہیں جب وہ بھی چپ تو بی بیؓ بولیں، اے مرے آقاؐ
کروں اظہار میں کیسے سمجھ میں کچھ نہیں آتا

اگر میں یہ کہوں کہ بے خطا ہوں، آپؐ سمجھیں گے
کہ یہ جھوٹی ہے اور سچ کو بھی میرے سچ نہ مانیں گے

حقیقت تو یہی ہے میں خطا سے پاک ہوں آقاؐ
مگر وہ شک جو کچھ ذہنوں میں ہے، کیسے رفع ہوگا

اگر میں یہ کہوں، سرزد ہوئی مجھ سے خطا آقاؐ
اگرچہ ہے غلط لیکن اسے سچ سمجھا جائے گا

بچشمِ تر کہا پھر، میں کروں کس بات سے توبہ
قسم ہے، یہ گنہ مجھ سے ہوا ہے نہ کبھی ہو گا

خدا پر چھوڑتی ہوں فیصلہ اور صبر کرتی ہوں
کسی سے میں نہیں ڈرتی، فقط اللہ سے ڈرتی ہوں

وہاں سے اٹھ کے بی بیؓ آ گئیں پھر اپنے بستر پر
جہاں وہ سو گئیں پوری طرح سے مطمئن ہو کر

انہیں معلوم کیا تھا اُنؓ کے بارے میں وحی ایسی
خدائے لم یزل کے لطف سے آقاؐ پہ اترے گی

تلاوت جس کی ہوگی روز و شب سارے زمانے میں
وہ رسوا ہوں گے جو شامل تھے یہ تہمت لگانے میں

ابھی تشریف فرما تھے وہیں آقاؐ، وحی آئی
پسینا آ گیا چہرے پہ، گرچہ سخت سردی تھی

پریشاں ہو گئے بی بیؓ کے والدؓ اور ماں ایسے
کہ پل دو پل میں جاں اُن کی نکلنے والی ہو جیسے

کبھی بوبکرؓ بی بیؓ کو کبھی آقاؐ کو تکتے تھے
مگر منہ سے کوئی بھی لفظ کہنے سے جھجکتے تھے

سبھی افرادِ خانہ پر پریشانی سی طاری تھی
تسلی صرف بی بیؓ ہی کے چہرے سے جھلکتی تھی

رہا بیم و رجا کا یہ سماں کچھ دیر تک جاری
رہا ماحول پر امید و غم کا اک فسوں طاری

ہوا جب سلسلہ یہ ختم تو رُوئے مبارک پر
مسرت کے ہوئے آثار لمحہ بھر میں واضح تر

مبارک باد دی آقاؐ نے سارے اہلِ خانہ کو
زباں پر اب سبھی کے تھا، مبارک ہو، مبارک ہو

خوشی کی یہ خبر آقاؐ نے خود بی بیؓ کو آ کر دی
گواہی دی ہے اللہ نے تمہاری پارسائی کی

سنا بی بیؓ نے تو شکرِ خدا فوراً بجا لائیں
جو جاری تھا، وہ اس بحران سے باہر نکل آئیں

رسول اللہؐ وہاں سے سیدھے مسجد میں چلے آئے
دیا خطبہ، برأت کے سبھی الفاظ دہرائے

ہوئیں آیات جو نازل، تلاوت اُن کی فرمائی
جو رسوا کر رہے تھے، ہو گئی خود اُن کی رسوائی

سزائے قذف حمنہؓ بن اثاثہؓ پر ہوئی جاری
سزا حسانؓ نے بھی اسی کوڑوں کی یہی پائی

سبھی نے توبہ کی، حسانؓ نے لکھا قصیدہ[24] بھی
تھیں جس میں مدح بی بیؓ کی شرافت اور عفت کی

معافی مل گئی تینوں کو اللہ سے، سزا پاکر
سزا لیکن نہ کی نافذ یہ عبداللہ منافق پر

وہ تاکہ بخشا نہ جائے، سزا پائے وہاں جا کر
کیے اپنے کی پائے گا سزا ہر اک جہاں جا کر

برأت کی ہیں یہ آیات سورہ نور میں شامل
ہوئیں صدیقِ اکبرؓ کے مقدس گھر میں جو نازل

عمرؓ سے ایک دن آقائے عالمؐ نے یہ فرمایا
بنی المصطلق میں گر منافق قتل ہو جاتا

تو اس کے ان گنت ہم درد پیدا اس طرح ہوتے
جو اُس کی بے بسی کی موت پر کڑھتے، بہت روتے

مگر وہ بات جو کہتا ہے اب کوئی نہیں سنتا
کرے وہ بات کوئی بھی، اُسے کہتے ہیں سب جھوٹا

عمرؓ بولے کہ آقاؐ، آپؐ کی ہر بات حکمت ہے
یقیناً اس کے اک اک حرف میں فہم و فراست ہے

قبیلہ بی بی برہؓ کے سبب آزاد ہوتا ہے

ہوئے اس غزوہ میں دو سو گھرانے قید دشمن کے
یہ قیدی ساتھ لشکر کے مدینہ آپؐ لائے تھے

٣٥٧

بہت سا مال بھی ان کو غنیمت میں ہوا حاصل
ہزاروں بکریاں اور اونٹ تھے اس مال میں شامل

تھیں سردارِ بنی المصطلق[25] کی بیٹی بھی قیدی
عطا یہ آپؐ نے ثابت کو یثرب آ کے فرمائی

یہ بی بیؓ پاک طینت، خوب صورت، خوب سیرت تھیں
کیا سمجھوتا ثابت[26] سے، رسول اللہؐ کے پاس آئیں

کہا برہ[27] ہوں، بیٹی ہوں میں حارث کی، مدد کر دیں
مقرر کی ہے ثابتؓ نے جو قیمت آپؐ وہ بھر دیں

رسول اللہؐ نے فرمایا، مدد بالکل کروں گا میں
مقرر کی ہے جو قیمت، یقیناً وہ بھروں گا میں

تمہیں اس سلسلے میں اک بھلی تجویز دیتا ہوں
اگر منظور ہو تو عقد میں مَیں تم کو لیتا ہوں

کہا بی بیؓ نے مَیں اس میں بڑی عزت سمجھتی ہوں
یقیناً میں اسے اپنی بھلی قسمت سمجھتی ہوں

ہوا یوں کہ ہوئے بی بیؓ کے والد ایک دن حاضر
گزارش کی مری بیٹی یہاں رہنے سے ہے قاصر

کریں آزاد اس کو مجھ پہ یہ احسان فرمائیں
ادا کرنے کو ہوں تیار فدیہ جو بھی بتلائیں

میں اپنے ساتھ اس مقصد کو کافی اونٹ لایا ہوں
میں اپنی بیٹی کے بدلے میں سب کے سب ہی دیتا ہوں

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اتنے اونٹ لائے کیوں
اگر لائے تو کچھ ان میں سے گھاٹی میں چھپائے کیوں

سنی یہ بات تو حارث یہ بولے یا رسول اللہؐ
سوائے میرے اونٹوں کا کسی کو بھی پتا نہ تھا

گواہی اس کی دیتا ہوں کہ اللہ کے نبیؐ ہیں آپؐ
میں ایماں آپؐ پر لایا، مرے مولا ولی ہیں آپؐ

رسول اللہؐ نے اظہارِ مسرت کر کے فرمایا
جہاں تک ہے تمہاری بیٹی کی آزادی کا قصہ

ہے بہتر انؓ سے تم پوچھو کریں وہ فیصلہ جو بھی
وہ جیسے چاہیں گی ہو جائے گا ہر کام ویسے ہی

گئے حارث تو بی بیؓ نے کہا کہ فیصلہ میرا
بہر صورت وہی ہے جو ہے اس بارے میں آقاؐ کا

صحابہؓ کو ہوا معلوم جب بی بیؓ سے شادی کا
انہوں نے جتنے قیدی تھے انہیں آزاد فرمایا

کہا کہ ہیں رسول اللہؐ کے رشتے میں یہ سسرالی
رہیں یہ قید میں اب بات ہرگز یہ نہیں اچھی

کہا یہ عائشہؓ نے بی بیؓ کے بارے میں انؓ جیسا
کسی کو قوم کے حق میں مبارک نہ کبھی دیکھا

سبب انؓ کے قبیلہ ہو گیا آزاد اک دن میں
ہوئی پوری کی پوری قوم انؓ کی شاد اک دن میں

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ بنی المصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار
۲۔ حضرت بریدہؓ بن حصیب اسلمی
۳۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ
۴۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ
۵۔ سنان بن دبر جہنی
۶۔ جہجاہ انصاری

۷۔ عبداللہ بن ابی
۸۔ حضرت زید بن ارقمؓ
۹۔ حضرت عبادؓ بن بشیر
۱۰۔ حضرت اُسیدؓ بن حضیر
۱۱۔ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی
۱۲۔ حضرت صفوانؓ بن معطل
۱۳۔ حضرت مسطحؓ بن اثاثہ
۱۴۔ حضرت حمنہؓ بنتِ جحش۔ آپؓ ام المومنین سیدہ زینبؓ بنتِ جحش کی بہن اور مقرئ یثرب حضرت مصعبؓ بن عمیر کی اہلیہ تھیں۔
۱۵۔ حضرت حسان بن ثابت
۱۶۔ امِ مسطحؓ زوجہ اثاثہ
۱۷۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ
۱۸۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب عبدِ مناف
۱۹۔ ام المومنین سیدہ زینب بنتِ جحش
۲۰۔ حضرت سعدؓ بن معاذ
۲۱۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ
۲۲۔ حضرت اُسیدؓ بن حضیر
۲۳۔ امِ رومان زینبؓ بنتِ عامر
۲۴۔ حَصَانٌ وَزَانٌ ماتُزَنُّ بِرِيبَةٍ و تُصبِح و غَرثَى مِن لُحُومِ الغَوافِلِ

حضرت حسانؓ بن ثابت نے یہ شعر سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں پیش کیے:

ترجمہ: ''وہ ایک پاک دامن اور عفت والی خاتون ہیں، صاحبِ عقل و دانش ہیں، اُنؓ کی حیثیت شک و شبہ کے مقام سے بالا ہے اور وہ غافل بے گناہ عورتوں کا گوشت نہیں کھاتیں یعنی اُن پر تہمت نہیں لگاتیں اور نہ اُن کی غیبت فرماتی ہیں۔

۲۵۔ حارث بن ضرار
۲۶۔ حضرت ثابتؓ بن قیس
۲۷۔ سیدہ جویریہؓ بنتِ حارث کا نام رسول اللہ ﷺ نے رکھا۔ اُنؓ کا اصل نام برّہ تھا۔ وہ مسافع بن صفوان کے عقد میں تھیں جو غزوہ مریسیع میں مارا گیا تھا۔ انہیں غزوہ کے بعد حارثؓ بن قیس کو عطا کیا گیا لیکن وہؓ حضرت ثابتؓ کی مکاتبہ بن گئیں۔ مکاتبہ ایسی لونڈی کو کہتے ہیں جو اپنے مالک سے یہ طے کر لے کہ وہ ایک مقررہ رقم ادا کرے گی اور اُس کے عوض مالک سے آزادی حاصل کر لے گی۔ ایسے سمجھوتے کا بہر طور احترام کیا جاتا تھا۔

باب

۳۴

برائے امن دستے مختلف سمتوں میں جاتے ہیں

علاقہ دومۃ الجندل میں ابنِ عوفؓ آتے ہیں

رسول اللہؐ تھے مسجد میں، صحابہؓ چند حاضر تھے
طلب بن عوف[1] کو فرما کے آقاؐ نے کہا انؓ سے

منظم ایک لشکر آج کل میں ہونے والا ہے
سپہ سالار تم ہوگے ، تمہیں جلدی ہی جانا ہے

یہ لشکر سات سو افراد کا بھرپور لشکر تھا
سپاہی جو بھی تھا اس میں، نڈر تھا اور بہادر تھا

انہیںؓ آقاؐ نے اگلے دن طلب کرکے یہ فرمایا
خدا کی راہ میں نکلو، کرو تم قتل ان سب کا

جنہوں نے کفر اللہ سے کیا لیکن توجہ ہو
کسی کا مثلہ نہ کرنا، نہ کرنا قتل بچوں کو

یہی ہے عہد اللہ کا، یہی سنت نبیؐ کی ہے
خیانت، غدر نہ کرنا، روایت ہم سبھی کی ہے

عمامہ سامنے اپنے بٹھا کے انؓ کے خود باندھا
بلالؓ آئے تو انؓ سے آپؐ نے منگوایا اک جھنڈا

عطا جھنڈا کیا بن عوفؓ کو، ان کو ہدایت کی
علاقہ دومتہ الجندل میں جاؤ تم، کرو جلدی

رئیسِ دومتہ الجندل کو دو اسلام کی دعوت
اگر ایمان لے آئیں، تمہاری وہ کریں طاعت

تو کرلینا انہی میں سے کسی کی بیٹی سے رشتہ
ہدایت لے کے لشکر دومتہ الجندل چلا آیا

یہاں بن عوفؓ نے دی دعوتِ اسلام اصبغ[2] کو
مسلسل تین دن تک ہو چکی جب پوری کوشش تو

منور ہوگئی ایمان سے یہ پوری آبادی
نبیؐ نے جو تھیں فرمائی وہ باتیں سب ہوئیں پوری

ہوا بن عوفؓ کا رشتہ تماضر[3] سے جو بیٹی تھی
رئیسِ دومتہ الجندل عمر کے بیٹے اصبغ کی

علیؓ ابن ابی طالب فدک پر حملہ کرتے ہیں

خبر آئی یہودی کر رہے ہیں سازشیں مل کے
فدک کے اک قبیلے سے جو ہے اسلام کے درپے

رسول اللہؐ نے اک لشکر دیا ترتیب دو سو کا
امارت میں علیؓ کی اس علاقے کی طرف بھیجا

یہ لشکر رات کو کرتا سفر اور دن کو چھپ جاتا
سفر کرتا ہوا کچھ دن میں یہ نزدِ فدک پہنچا

ملا اک شخص اک دن، اہلِ لشکر نے جسے پکڑا
وہ کیسے اس طرف آیا، علیؓ نے اس سے جب پوچھا

بتایا اس نے آیا تھا وہ جاسوسی کی نیت سے
کہ لشکر کو بہر پہلو، بہر انداز وہ دیکھے

اسے جب دی اماں تو اس نے ہر اک بات بتلائی
خبر دی کہ فریقوں میں ہے کیا کیا بات طے پائی

کھجوروں کے عوض اہلِ فدک نے ہے کہا ان سے
یہودی جب بھی چاہیں گے، انہیں امداد وہ دیں گے

بتایا سعد والوں[4] کا ٹھکانہ اور بتلایا — کہ وہ اس سوچ میں ہوں گے کہ کیسے وہ کریں حملہ
علیؓ نے مارا شب خوں اور جا کر کر لیا قبضہ — وہاں تھے جانور جتنے، وہاں تھا مال بھی جتنا
کوئی بھی فرد لشکر کے نہ ہاتھ آیا قبیلے کا — لیے مالِ غنیمت لشکرِ اسلام لوٹ آیا

مسلماں قرّیٰ کی وادی میں سرکوبی کو آتے ہیں

فزارہ نے رسول اللہؐ سے کھل کر دشمنی کی تھی — انہوں نے کی تھی اک سازش بھی ان کو قتل کرنے کی
ہوا معلوم آقاؐ کو تو اک دستہ وہاں بھیجا — مقرر آپؐ نے بوبکرؓ کو سالار فرمایا
وہاں خاتون تھی اک، امِ قرفہ[5] نام تھا جس کا — سواروں کا بنا رکھا تھا جس نے اک بڑا دستہ
تمنا تھی یہ اس کی کہ نبیؐ کو قتل کر ڈالے — اسی خواہش میں اس نے تھے ہزاروں روگ بھی پالے
رسول اللہؐ نے جس دستے کو بھیجا، وہ وہاں پہنچا — فزارہ کے قبیلے کے تصرف میں تھا اک چشمہ
کہا بوبکرؓ نے سب سے، کریں ہم اس طرح حملہ — کہ وہ محسوس کر پائے نہ حملے کا کوئی خطرہ
چنانچہ صبح دم اس پر اچانک جب ہوا حملہ — عدو ایسا ہوا بے بس کہ کچھ بھی کر نہیں پایا
بہت سی عورتیں، بچے ہوئے قیدی فزارہ کے — جنہیں صدیقِ اکبرؓ واپسی پر ساتھ لے آئے
انہی لوگوں میں امِ قرفہ کی بیٹی بھی شامل تھی — بٹا مالِ غنیمت، سلمہؓ[6] کے حصے میں یہ آئی
مگر پھر لے کے واپس ان سے مکہ اس کو بھجوایا — بہت سے لوگوں کو اس ایک کے بدلے میں چھڑوایا
یہ لڑکی حسن میں اپنے مثالی سمجھی جاتی تھی — عرب میں کوئی لڑکی حسن میں ہم سر نہ تھی اس کی

سزا اس کے کیے کی کرزؓ ہر مرتد کو دیتے ہیں

مدینہ میں عرینہ اور عکل کے چند لوگوں نے — قبول اسلام کو آکر کیا تھا جوش و جذبے سے
قبائل چھوڑ کر اپنے بسے آکر مدینے میں — بہت فرق آگیا ان کے رویے اور قرینے میں
مگر آب و ہوا ان کو مدینے کی نہ راس آئی — رسول اللہؐ نے ان پر یوں نگاہِ لطف فرمائی
چَرانے کو دیے کچھ اونٹ، بھیجا اُن کو صحرا میں — گھٹن محسوس کرتے تھے وہ رہ کر شہرِ طیبہ میں
گئے صحرا میں، بہتر ہو گئی اُن کی وہاں صحت — کئی دن بعد اُن پر عود کر آئی عجب وحشت
رسول اللہؐ نے بھیجا تھا جو چرواہا، اُسے مارا — چُرائے اونٹ اور ساماں اٹھا کر لے گئے سارا
وہ سارے ہو گئے مرتد، انہیں شیطاں نے بہکایا — رسول اللہؐ نے حضرت کرز بن جابرؓ[7] سے فرمایا
صحابہ بیس لے جاؤ، کسی مرتد کو نہ چھوڑو — انہیں تم کیفرِ کردار تک پہنچا کے ہی لوٹو

٣٦٢

دعا فرمائی آقاؐ نے، جو مرتد ہو گئے، مولا — تو کنگن کی طرح رستوں کو ان پر تنگ یوں فرما
کہ اُن کو بچ نکلنے کا نہ رہ کوئی نظر آئے — خدایا! بچ کے زندہ کوئی مرتد جانے نہ پائے
بڑھا تیزی سے یوں دستے نے فوراً جا لیا اُن کو — کہیں سے بچ نکلنے کا نہ رستہ مل سکا اُن کو
نکالی اُن کی آنکھیں کرزؓ نے اور دست و پا کاٹے — اسی حالت میں اُن کو پھینک کر طیبہ چلے آئے
سزا اپنے کیے کی مرتدوں نے اس طرح پائی — خدا نے عہد شکنی پر بھیانک موت دکھلائی

سبھی فوجی مہموں کا اثر ہر سمت پڑتا ہے

حقیقت ہے یہی کہ جب قریظہ نے سزا پائی — عرب کے سب قبیلوں کی سمجھ میں بات یہ آئی
کہ اب اسلام کو نیچا دکھایا جا نہیں سکتا — کسی صورت میں بھی اُس کو مٹایا جا نہیں سکتا
کھلے دشمن بھی اب زیرِ زمیں جانے لگے ہر سو — کنول اسلام کے صحرا میں بھی اب کھل اُٹھے ہر سو
ہوئے احزاب جب ناکام تو یہ بھی کھلا سب پر — اکٹھا ہو نہیں سکتا کبھی اس سے بڑا لشکر
بصیرت سے رسول اللہؐ کی وہ پسپا ہوا ایسے — مسلمانوں کے آگے تنکے سے بھی کم ہو وہ جیسے
مہمیں جتنی بھی آقاؐ نے اس کے بعد بھجوائیں — یہ سب کی سب طلایہ گردی کی صورت نظر آئیں
نظر آیا کہ اب کوئی مقابل آ نہ پائے گا — اگر جرأت کسی نے کی، وہ اپنی جاں سے جائے گا
خدا نے اپنے بندے سے سبھی وعدے جو فرمائے — وہ اک اک کر کے پورے ہوتے سب کو اب نظر آئے
نظر آنے لگا غلبہ مکمل ہونے والا ہے — نظر آنے لگا، سچائی کا ہی بول بالا ہے

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف
۲۔ اصبغ بن عمر
۳۔ تماضر بنتِ اصبغ
۴۔ بنی سعد
۵۔ ام قرفہ فاطمہ بنتِ ربیعہ
۶۔ سلمہؓ بن اکوع
۷۔ کرزؓ بن جابر فہری

۳۶۳

باب

۳۵

اشارہ عمرے اور فتحِ مبیں کا آپ ﷺ پاتے ہیں

ادا عمرہ کریں گے آپ ﷺ یہ اعلان کرتے ہیں

اُسی لمحے سے جب کفار کا لشکر ہوا پسپا
مسلماں شہرِ طیبہ کا ہر اک ایسے سمجھتا تھا
کہ اب مکہ پہ یا خیبر پہ حملہ ہونے والا ہے
رسول اللہؐ نے منصوبے کو سب سے مخفی رکھا ہے
مگر اک صبح جب آقاؐ نے فرمایا صحابہؓ سے
کہ ہم عمرہ ادا کرنے کو جانے والے ہیں مکے
بہت حیرت ہوئی سب کو، مسرت بھی ہوئی سب کو
ہوا تیار، جانا چاہتا تھا عمرے پر جو جو
ہوا یوں آپؐ نے اک خواب دیکھا، شہرِ مکہ ہے
مسلمانوں نے آقاؐ کی طرح احرام باندھا ہے
حرم میں آپؐ داخل ہو گئے ہیں، سب صحابہؓ بھی
کسی نے لا کے دی ہے آپؐ کو بیت اللہ کی کنجی
کیا ہے آپؐ نے اور سب صحابہؓ نے وہاں عمرہ
کسی نے پورے سر کے، کچھ نے کچھ بالوں کو کٹوایا
سنایا آپؐ نے جب خواب سب کو تو، سبھی سمجھے
مسلمانوں کو لے کر آپؐ جانے والے ہیں مکے
مدینہ اور اطرافِ مدینہ میں ہوا اعلان
جو عمرہ کرنا چاہے، لے کے آ جائے وہ سب سامان
صحابہؓ پندرہ سو ہو گئے تیار جانے کو
رفاقت میں نبیؐ کی یہ بڑا اعزاز پانے کو
ارادہ جنگ کا نہ تھا، لیے ہتھیار بس اتنے
ضروری سمجھے جاتے ہیں مسافر کے لیے جتنے

روانہ آپ ﷺ عمرے کے لیے مکہ کو ہوتے ہیں

چلے یثرب سے، پہنچے ذوالحلیفہ تو وہاں ٹھہرے
کیا اشعار اور سب نے وہیں احرام بھی باندھے
طلب فرما کے بن سفیانؓ[1] کو آقاؐ نے فرمایا
کہ جاسوسی تمہیں کرنی ہے، سارا کام سمجھایا
غدیر اشطاط پہنچے تو خبر جاسوس نے بھیجی
خبر آنے کی جب سے آپؐ کی مکہ میں ہے پہنچی
اکٹھا کر رہے ہیں اہلِ مکہ اک بڑا لشکر
سبھی کفار آمادہ ہیں اک خونی لڑائی پر
کیا ہے عہد سب نے آپ کو آنے نہیں دیں گے
برائے عمرہ وہ کعبہ میں بھی جانے نہیں دیں گے
نکل آیا ہے دو سو گھڑ سواروں کا بڑا دستہ
غمیم[2] آ کر یہ ٹھہرا ہے کہ روکے آپؐ کا رستہ
یہ سالاری میں خالدؓ[3] کی یہاں تیار بیٹھا ہے
اِدھر مکہ میں بھی لشکر لیے ہتھیار بیٹھا ہے

نئے حالات کے سارے تقاضے پورے ہوتے ہیں

سنیں آقاؐ نے یہ خبریں تو رستہ آپؐ نے بدلا — حدیبیہ تلک یہ قافلہ خوبی سے آ پہنچا
یہاں سے آپؐ نے ناقہ کو مکہ کی طرف موڑا — وہاں پہنچے جہاں سے مکہ کچھ ہی فاصلے پر تھا
یہاں پہنچے تو ناقہ نے کیا انکار چلنے سے — کیا انکار چلنے سے تو آقاؐ بھی یہی سمجھے
کہ اس میں ہے اشارہ، قافلہ آگے نہیں جائے — رسول اللہؐ نے اس موقع پہ یہ الفاظ فرمائے
قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضے میں ہے جاں میری — اگر کفار نے مجھ کو یہاں تجویز وہ بھیجی
کہ جس میں اللہ کے احکام کی تعظیم ہوتی ہو — فقط اک لمحہ میں منظور کرلوں گا ضرور اُس کو
یہ فرما کر اٹھایا آپؐ نے ناقہ کو وہ اٹھی — گئی وہ کچھ قدم آگے کہ پھر سے اک جگہ بیٹھی
دیا یہ حکم آقاؐ نے، یہیں پر قافلہ اترے — بڑھے نہ اک قدم آگے، خدا جب تک نہ یہ چاہے
خراشؓ ابن امیہ کو رسول اللہؐ نے بلوایا — سفیر اپنا بنایا اور مکہ اُنؓ کو بھجوایا
قریشِ مکہ نے دیکھا تو آپے سے ہوئے باہر — بڑھے کچھ لوگ اور آتے ہی حملہ کر دیا اُنؓ پر
پکڑ کر اونٹ اُن کا لمحہ بھر میں ذبح کر ڈالا — کہا ابنِ امیہؓ بھی نہ زندہ بچ کے جائے گا
مگر کچھ لوگوں نے اُنؓ کو بچایا قتل ہونے سے — نکل کر وہؓ وہاں سے آپؐ کی خدمت میں آ پہنچے
سنایا آپؐ کو وہ واقعہ جو پیش آیا تھا — بتایا قتل ہونے سے انہیںؓ کس نے بچایا تھا

سفارت کے لیے عثمانؓ شہر مکہ جاتے ہیں

دیا فاروقؓ نے یہ مشورہ، عثمانؓ کو بھیجیں — سبھی مکی قرابت دار ہیں اُن کے، وہی جائیں
عمرؓ کے مشورے کی آپؐ نے تعریف فرمائی — بلایا آپؐ نے عثمانؓ کو، ہر بات سمجھائی
ابان[5] اُنؓ کے تھے رشتے دار سو اُن سے اماں مانگی — گئے عثمانؓ مکے، وہ بنے عثمانؓ کے ساتھی
ابو سفیان سے مل کر ، انہیں پیغام پہنچایا — مسلماں تھے وہاں جتنے، انہیں احوال بتلایا
ہوئے کفار یک جا، مشورہ کر کے کہا اُن سے — محمدؐ اس برس مکے میں داخل ہو نہیں سکتے
اگر چاہو تو تم کرلو طواف ، اس کی اجازت ہے — کہا عثمانؓ نے ایسا کروں، کب مجھ میں جرأت ہے
بغیر آقاؐ کے میں ایسا کروں، یہ کیسے ممکن ہے — میں اُنؐ سے اک قدم آگے بڑھوں، یہ کیسے ممکن ہے
سنی یہ بات تو اُنؓ کو قریشِ مکہ نے روکا — انہیں جیسے ہی روکا، ہو گیا اس بات کا چرچا
کہ اہلِ مکہ نے عثمانؓ کو ہے قتل کر ڈالا — سنی یہ بات تو آقائے اکرمؐ کو ہوا صدمہ

شجر کے سائے میں بیعت سبھی سے آپ ﷺ لیتے ہیں

جہاں تشریف فرما آپؐ تھے، سایہ تھا کیکر کا
صحابہؓ کو بلایا آپؐ نے اور سب سے فرمایا

نہیں عثمانؓ کا جس وقت تک بدلہ میں لے لیتا
یہاں سے باخدا واپس کسی صورت نہ جاؤں گا

کہا سب سے، یہ بیعت دو کہ ہرگز ہم نہ جائیں گے
نہ جب تک اہلِ مکہ پر مکمل غلبہ پالیں گے

گزارش کی ابو سنان[6] نے، خواہش ہے یہ میری
بڑھائیں ہاتھ بیعت میں کروں شاہِ دوعالمؐ کی

رسول اللہؐ نے پوچھا، بیعت آخر کس پہ کرتے ہو
وہ بولے جوش سے، اس بات پر، ہے دل میں میرے جو

یہ فرمایا کہ کیا ہے وہ، بتاؤ، میں بھی سن پاؤں
گزارش کی، لڑوں گا تب تلک جب تک نہ مرجاؤں

لڑوں گا تب تلک جب تک کہ غلبہ آپؐ پا جائیں
بڑھائیں ہاتھ آقاؐ، بیعت اب تو مجھ کو فرمائیں

سبھی نے آ کے بیعت کی تو آخر میں یہ فرمایا
کہ میرا ہاتھ بایاں، ہاتھ اب عثمانؓ کا ٹھہرا

ابھی تشریف فرما تھے وہیں کہ یہ خبر آئی
شہادت کی جو آئی تھی خبر، بالکل وہ جھوٹی تھی

ہوا معلوم جب کفار کو بیعت کے بارے میں
تو ڈر اور خوف پھیلا چاروں جانب پورے مکے میں

خبر ملتے ہی اہلِ مکہ نے پیغام بھجوایا
لڑیں ہم اُس سے کیوں جو ہم سے لڑنے ہی نہیں آیا

بدیل آقا ﷺ سے ملنے کے لیے اک وفد لاتا ہے

خزاعہ کا قبیلہ گرچہ اب تک غیر مسلم تھا
مگر اس نے ہمیشہ آپؐ کو سب سے بھلا سمجھا

خزاعہ کے قبیلے کے بدیل[7] اک وفد لے آئے
انہوں نے آ کے آقاؐ کو سبھی حالات بتلائے

بتایا پاس ہی اک لشکرِ جرار بیٹھا ہے
سبھی پانی کے چشموں پر اُسی لشکر کا قبضہ ہے

برائے شیر کافی جانور وہ ساتھ لایا ہے
نہ ہو تاکہ کمی خوراک کی گر رکنا پڑتا ہے

یہ طے ہے آپؐ کو مکہ میں وہ آنے نہیں دے گا
کسی صورت میں بھی وہ شہر میں جانے نہیں دے گا

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہم لڑنے نہیں آئے
لڑائی کے لیے ہتھیار بھی کوئی نہیں لائے

طوافِ کعبہ اور عمرے کی خاطر ہی ہم آئے ہیں
مدینے سے فقط ہم امن کے جذبات لائے ہیں

لڑائی نے ہے اہلِ مکہ کو کمزور کر ڈالا
اگر چاہیں وہ مجھ سے، امن کی مدت میں دے دوں گا

تعرض نہ کریں گے ہم، یہ ہم دونوں میں طے ہوگا
نہ اس مدت میں ہوگا ہم فریقوں میں کوئی جھگڑا

عرب کو چھوڑ دیں مجھ پہ وہ، میں جانوں، عرب جانے
عرب پر میرا غلبہ ہو، عرب اللہ کو پہچانے

تو اس پر اُن کی مرضی ہے کہ دینِ حق میں ہوں داخل
مسلماں ہو کے ہو جائیں، مرے ہی ساتھ وہ شامل

اگر ایماں نہ لائیں گے، تو حاصل اُن کو مہلت ہے
وہ اس مدت کے بعد آ کر لڑیں مجھ سے، اجازت ہے

اگر میری بجائے غلبہ وہ پالیں تو یوں اُن کی
وہ خواہش جو ادھوری ہے ابھی، ہو جائے گی پوری

مگر اک بات تم کو میں وضاحت سے یہ کہتا ہوں
خدا میرا ہے، میں اپنے خدا کا ایسا بندہ ہوں

کرے گا سرخرو جس کو، یہ اُس کا مجھ سے وعدہ ہے
وہ جو کہتا ہے، ہر صورت میں اُس کو پورا کرتا ہے

اگر ان باتوں میں سے وہ کسی پر بھی نہیں آتے
بھلائی کی زباں کو وہ نہیں اب بھی سمجھ پاتے

تو کہہ دو اُن سے تم، اُن سے لڑائی تب تلک ہوگی
مری گردن، مرے دھڑ سے الگ جب تک نہیں ہوتی

سفیرِ مکہ ملنے کے لیے آقا ﷺ سے آتا ہے

بدیل اُٹھے، ملے آ کر وہ فوراً اہلِ مکہ سے
کہا اُن سے کہ آیا ہوں محمدؐ سے میں کچھ سُن کے

اگر تم سننا چاہو تو سبھی باتیں سناتا ہوں
تمھیں میں اُنؐ کی اک اک بات تفصیلاً بتاتا ہوں

سنی کچھ احمقوں نے بات تو فوراً بھڑک اٹھے
جو رائے رکھنے والے تھے، بڑے ہی صبر سے بولے

سناؤ ہم سنیں کہ کیا محمدؐ کرنے والا ہے
یہاں کیسے وہ آیا ہے، بتاؤ کیا ارادہ ہے

بدیل اٹھے، انہوں نے ساری باتیں اُن کو بتلائیں
جو ساری حکمتیں باتوں میں تھیں، وہ اُن کو سمجھائیں

اٹھا عروہ[8]، کہا سب سے کہ میں سب سے بڑا ٹھہرا
اگر سمجھو تو میں تم سب کے والد کی جگہ ٹھہرا

میں کتنا چاہتا ہوں تم کو، تم سارے سمجھتے ہو
مرے بچے ہو تم، جو بھی یہاں اس وقت بیٹھے ہو

ہمارے حق میں بہتر ہے، محمدؐ نے کہا ہے جو
بھلائی اب اسی میں ہے، بھلائی کو بھلا سمجھو

ذرا سوچو، تمہارے لوگ اب بھی اُسؐ نے پکڑے تھے
قصور ان کا ہی تھا وہ اُسؐ پہ حملہ کرنے پہنچے تھے

کوئی فدیہ لیا اُسؐ نے نہ کوئی بدسلوکی کی
یہاں تک کہ رہائی کی بھی کوئی شرط نہ رکھی

پتا چلتا ہے اس سے وہؐ بھلائی لے کے آیا ہے
اجازت دو، ملوں اُسؐ سے، یہ پوچھوں کیا وہ کہتا ہے

سبھی عروہ سے بولے کہ تمہیں اس کی اجازت ہے
ملو، دیکھو کہ اُسؐ کی بات میں کتنی صداقت ہے

اجازت لے کے عروہ آپؐ کی جانب چلا آیا
وہاں آ کر سبب آنے کا اُس نے صاف بتلایا

رسول اللہؐ نے اپنی باتوں کو اک بار دہرایا
اُسے اُن میں بھلائی کا جو پہلو تھا، وہ سمجھایا

وہ بولا، مجھ کو دکھلاؤ کوئی ایسا جو تم سا ہو
جو باتیں قوم کو اپنی مٹا دینے کی کرتا ہو

اگر غلبہ ہمارا ہو گیا تو سب یہ دیکھیں گے
تمہارے ساتھ یہ اوباش ہیں جو، بھاگ اٹھیں گے

سنی یہ بات جب صدیقؓ نے تو غصے سے بولے
تُو جا کر لات کی مخصوص جا کو چوس اے بڈھے

کہا تُو نے، نبیؐ کو چھوڑ کر ہم بھاگ جائیں گے
محبت دیکھنا ہم بڑھ کے پہلے سے دکھائیں گے

روایت گر نہ ہوتی ایلچی نہ قتل کرنے کی
تو یہ تلوار تیرے خون سے تر ہو چکی ہوتی

تعجب سے سنی عروہ نے باتیں اور یہ پوچھا
کہ ہے یہ کون جس نے اس طرح ہے مجھ کو للکارا

کہا اُس سے کہ ہیں بوبکرؓ تو اُس نے انہیںؓ دیکھا
وہ بولا، مجھ پہ گر بوبکرؓ کا احسان نہ ہوتا

تو دیتا وہ جواب اُن کو، ہمیشہ یاد ہی کرتے
کسی سے ایسی باتیں نہ کسی صورت کبھی کرتے

یہ کہہ کر پھر مخاطب وہ ہوا آقائے عالمؐ سے
وہ ہر اک بات پر چھوتا تھا بال آقاؐ کی داڑھی کے

مغیرہؓ[9] کو گوارا نہ تھا یہ انداز عروہ کا
اُسے روکا، عمل یہ نہ کرے ہرگز وہ دوبارہ

تعجب سے سنی عروہ نے اُس کی بات، یہ پوچھا
کہ ہے یہ کون؟ جس نے اس طرح سے مجھ کو ہے ٹوکا

تھا سر پر خود اُنؓ کے اور زرہ بھی پہن رکھی تھی
کھڑے تھے پیچھے آقاؐ کے لیے تلوار چمکیلی

رسول اللہؐ نے فرمایا، تمہارا ہی بھتیجا ہے
نہیں پہچان پائے تم، مغیرہؓ ابنِ شعبہ ہے

ہوا معلوم جب کہ، ہے بھتیجے نے اُسے ٹوکا
تو اُس کے چہرے پر خاصا نمایاں ہو گیا غصہ

کہا غصے میں اُنؓ سے کہ مغیرہؓ بھول بیٹھے ہو
تمہیں فتنے سے میں نے ہی بچایا تھا، سمجھتے ہو

مغیرہؓ نے کہا اُس سے، مغیرہؓ وہ کہاں ہے اب
مغیرہؓ تو وہاں سے ہے مخاطب کہ جہاں ہے اب

وہاں عروہ بہت سی دیر بیٹھا، اُس نے یہ دیکھا
وہاں جو بھی ہے، ہر اک ہے رسولِ پاکؐ کا شیدا

نبیؐ کے حکم پر کٹ مرنے کو عزت سمجھتا ہے
خدا کی راہ میں جاں دینے کو عظمت سمجھتا ہے

نبیؐ سے سب مسلماں جان و دل سے پیار کرتے ہیں
وہ اس کا اپنے قول و فعل سے اظہار کرتے ہیں

نبیؐ کے راستے میں سب کے سب آنکھیں بچھاتے ہیں
سبھی ہر بات پر اُن کی ہوئے قربان جاتے ہیں

یہ منظر دیکھ کر عروہ، اٹھا، واپس چلا آیا
سبھی کفار کو آ کر وہاں کا حال بتلایا

کہا اُس نے کہ شاہوں کے کئی دربار دیکھے ہیں
بہت اعلیٰ، بہت ارفع سبھی معیار دیکھے ہیں

مگر ان سے الگ ہے آپؐ کے دربار کا قصہ
وہاں جو کچھ ہے لوگو! یہ فقط ہے آپؐ کا حصہ

الگ اک قوم اُس نے پوری دنیا سے بنائی ہے
نظر آئی ہے جو بھی بات میں نے وہ بتائی ہے

نبی ﷺ سے ملنے دیگر لوگ بھی مکے سے آتے ہیں

کنانہ سے تھا ابنِ علقمہ[10]، بولا، میں جاتا ہوں
وہاں جا کر مفصل ہر خبر لے کر میں آتا ہوں

اُسے آتے ہوئے دیکھا تو آقاؐ نے کہا سب سے   ہدی کے جانور سارے کھڑے کر دو کہ یہ دیکھے
ہدی کے جانور کی یہ ہمیشہ قدر کرتا ہے   یہی کچھ دیکھنے کے واسطے یہ چل کے آیا ہے
قلادے والے دیکھے جانور تو دور سے پلٹا   جہاں کفار بیٹھے تھے انہیں آ کر یہ بتلایا
محمدؐ اور سارا قافلہ عمرے پہ آیا ہے   یہی اُن کی تمنا ہے، یہی اُن کا ارادہ ہے
کوئی بیت اللہ آنے سے انہیں روکے، غلط ہوگا   اگر کوئی انہیں روکے گا عمرے سے غلط ہوگا
ہمارا یہ نہیں پیماں کہ عمرے پر کوئی آئے   ہمارے ہی سبب آ کر یہاں عمرہ نہ کر پائے
اگر ایسا ہوا تو توڑ لوں گا تم سے ہر ناتا   الگ کر کے قبیلہ آنا جانا چھوڑ میں دوں گا
سنی دھمکی تو سب کفارِ مکہ اس سے گھبرائے   بٹھایا منتیں کر کے اُسے، کچھ نکتے سمجھائے
اٹھا پھر ابنِ حفص[11] آگے بڑھا کہ میں ہی جاتا ہوں   سبھی حالات کے بارے میں آ کر میں بتاتا ہوں
اُسے آتے ہوئے دیکھا، رسول اللہؐ نے فرمایا   بُرا ہے آدمی سو یہ بُرائی لے کے ہے آیا
گزشتہ شب اسی نے قافلے پر تھا کیا حملہ   گرفتار اس کے ساتھی ہو گئے، یہ بھاگ نکلا تھا
سزا اُن کو ملی، نہ آپؐ نے اُن سے لیا فدیہ   معافی کی عطا اُن کو، انہیں آزاد فرمایا
وہ آیا اور آ کر آپؐ سے کچھ گفتگو بھی کی   سہیل[12] آیا تو اُس نے گفتگو یہ آ کے رکوا دی
سہیل آیا تو آقاؐ نے یہ فرمایا کہ اب کفار   یقیناً ہو گئے ہیں بات کرنے پر سبھی تیار
ملا آ کر تو لب پر اُس کے سمجھوتے کی بات آئی   شرائط پر مفصل گفتگو آقاؐ نے فرمائی
ہوا طے کہ اسے تحریر کی اب شکل دی جائے   کوئی ابہام کی صورت کسی صورت نہ رہ پائے

ہوا جو عہد وہ تحریر کے سانچے میں ڈھلتا ہے

علیؓ کو حکم آقاؐ نے دیا، اس عہد کو لکھو   سہیل، اس کو سنو، سمجھو، ضروری ہو جہاں بولو
لکھی بسم اللہ تو بولا سہیل، ایسے نہیں لکھنا   کرو آغاز ویسے ہی، عرب میں جیسے ہوتا تھا
رسول اللہؐ نے، اللہ اسم سے تیرے، ہی فرمایا   سہیل اس پر رہا خاموش تو آقاؐ نے لکھوایا
محمدؐ سے ہوا یہ عہد جو کہ ہیں رسول اللہؐ   کہا تھا یہ ابھی آقاؐ نے، اُس نے روکا اور بولا
سمجھتے گر رسول اللہؐ تو کیوں ہم اس طرح لڑتے   کسی صورت نہ ہم پھر روکتے کعبہ میں آنے سے
کہیں کہ عہد نامہ از محمدؐ ابنِ عبداللہ   خدا کا میں نبی ہوں یا خدا، آقاؐ نے فرمایا
مگر تم مجھ کو جھٹلاتے ہو، جیسے تم کہو، بولوں   تمہاری جیسے خواہش ہو، بتاؤ میں وہ لکھوا دوں

یہ فرمایا علیؓ سے کہ رسول اللہؐ، مٹا ڈالو — گزارش کی علیؓ نے، مجھ سے کیسے یہ گوارا ہو
مٹا کے خود رسول اللہؐ، محمدؐ لفظ لکھوایا — علیؓ نے لکھ دیا ویسے ہی جیسے اُنؐ کو بتلایا
فریقوں میں لڑائی دس برس تک اب نہیں ہوگی — مدینہ میں قریشِ مکہ سے جائے گا گر کوئی
اجازت گر ولی اپنے کی لے کر وہ نہ جائے گا — مدینہ میں کسی صورت وہ جا کر رہ نہ پائے گا
مسلماں بھی اگر ہو جائے گا تو لوٹنا ہوگا — مدینہ سے اگر کوئی مسلماں آ گیا مکہ
تو وہ واپس مدینہ پھر کسی صورت نہ جائے گا — خیانت اس میں اس دوران کوئی کر نہ پائے گا
اٹھا پائے گا نہ تلوار اس عرصہ میں کوئی بھی — فریقوں میں لڑائی دس برس تک اب نہیں ہوگی
مسلماں اس برس عمرے کو مکہ میں نہ جائیں گے — وہ اگلے سال اس مقصد کی خاطر مکہ آئیں گے
رہیں گے تین دن مکے میں، واپس لوٹ جائیں گے — بجز تلوار وہ ہتھیار کوئی بھی نہ لائیں گے
جو تلواریں وہ لائیں گے، رہیں گی وہ نیاموں میں — نیاموں کے علاوہ رکھ وہ سکتے ہیں غلافوں میں
قبائل کو اجازت ہے کہ جس سے چاہیں مل جائیں — قریشِ مکہ کے یا پھر محمدؐ کے وہ کہلائیں
حلیفوں کو فریقوں کے مساوی سمجھا جائے گا — موثر اُن پہ یکساں طور پر ہوگا یہ سمجھوتا
فریقوں کے کسی ساتھی پہ گر ہوگا کوئی حملہ — تو حملہ اُس پہ سمجھا جائے گا، ساتھی ہے وہ جس کا
ملے بو بکر والے جا کے فوراً اہلِ مکہ سے — خزاعہ والے ساتھی بن گئے آ کر محمدؐ کے

ابھی تحریر کا ہے مرحلہ، اک موڑ آتا ہے

ابھی تحریر ہی کے مرحلے میں تھا یہ سمجھوتا — ابو جندلؓ[۱۳] رسول اللہؐ کی خدمت میں چلا آیا
سہیل اُسؓ کا تھا والد، ظلم اُسؓ پر جو کیا کرتا — تھی زنجیر اُسؓ کے پیروں میں، لہو زخموں سے رستا تھا
جونہی بیٹے کو دیکھا تو وہ بولا کہ مرا بیٹا — زروئے عہد پہلا شخص ہے، واپس جو جائے گا
عمل اک عہد نامے پر، رسول اللہؐ نے فرمایا — کیا جاتا ہے تب ہی جب بہر صورت وہ ہو پورا
ابھی تو عہد نامہ یہ مکمل ہو نہیں پایا — نہیں تحریر کا بھی مرحلہ انجام کو پہنچا
فریقوں کے ابھی تو دستخط ہونا بھی باقی ہیں — ابھی تو مرحلے تکمیل کے سارے ہی باقی ہیں
تم ایسے میں ابو جندلؓ کو میرے پاس رہنے دو — سنو اس کی، جو کہتا ہے، اُسے کھل کر وہ کہنے دو
سہیل اس بات پر ہی اڑ گیا کہ اس کی شرطیں سب — بہت پہلے سے طے کر لی ہیں، سو اس پر یہ کہنا اب
یہ سمجھوتا مکمل ہونا باقی ہے، غلط ہوگا — خلاف اُن شرطوں کے کوئی عمل اب ہو نہیں سکتا

سنی یہ بات تو آقاؐ نے فرمایا کہ لے جاؤ ابو جندلؓ سے فرمایا، تشدد سے نہ گھبراؤ
خدا کی راہ میں دکھ درد تو سہنے ہی پڑتے ہیں یقیں رکھو، یہ غم اب ختم جلدی ہونے والے ہیں
نجات ان سے خدا دے گا، بھروسا اُس پہ تم رکھو مصیبت جو تمہیں درپیش ہے، یہ صبر سے جھیلو
بڑے حسرت بھرے لہجے میں بوجندلؓ نے فرمایا حوالے کافروں کے ہو رہا ہوں، کاش نہ ہوتا

عمرؓ اس عہد نامے پر بہت حیران ہوتے ہیں

رہے خاموش سب ہی پر عمرؓ نہ ضبط کر پائے انہوںؓ نے کرب کے عالم میں یہ الفاظ فرمائے
مرے آقاؐ! نبیؐ کیا آپؐ اللہ کے نہیں سچے نہیں کیا ہم ہی سچے اور ہیں کافر سبھی جھوٹے
اگر سچے ہیں ہم تو کیوں کریں ذلت گوارا ہم اٹھائیں کافروں کے ہاتھوں کیوں یہ سب خسارہ ہم؟
میں اللہ کا نبی ہوں، آپؐ نے یہ اُنؓ سے فرمایا خدا دیتا ہے جو بھی حکم، میں پابند ہوں اُس کا
وہ میرا رہنما ہے اور مدد میری وہ کرتا ہے خلاف حکم سوچوں، یہ نہیں مجھ کو گوارا ہے
عمرؓ بولے، ہمارا قافلہ عمرے پہ آیا تھا پر اب عمرہ کیے بن ہم کو طیبہ لوٹنا ہو گا
رسول اللہؐ نے فرمایا، کہا تھا میں نے عمرے کا مگر یہ تو نہیں تم سے کہا تھا، یہ ابھی ہوگا
عمرؓ بوبکرؓ کے پاس آئے، سارا حال بتلایا انہوںؓ نے عہد نامے کا انہیںؓ مفہوم سمجھایا
عمرؓ پر جب کھلی پوشیدہ حکمت عہد نامے کی انہوں نے یہ ندامت عمر بھر محسوس فرمائی
کہ آخر کیوں انہوںؓ نے بحث کی آقائے عالمؐ سے رہے ہیں دل سے وہؓ جب کہ سدا طاعت گزار اُنؐ کے

فریقوں کی طرف سے دستخط کچھ لوگ کرتے ہیں

مکمل ہو چکی تحریر تو یہ مرحلہ آیا فریقوں نے برائے دستخط ناموں کا بتلایا
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ اور حضرت علیؓ آئے انہوں نے ثبت اپنے دستخط جب اس پہ فرمائے
تو حضرت سعدؓ[14] اور بن عوفؓ[15] کو آقاؐ نے بلوایا محمدؓ[16]، بوعبیدہؓ[17] سے بھی آقاؐ نے یہ فرمایا
کرو تم دستخط اس پر مسلمانوں کی جانب سے ضمانت امن کی ثابت ہوئے یوں دستخط سب کے
کیے تھے دستخط اس پر بہت سے مشرکوں نے بھی تھے اُن میں ابن عبدالعزیٰ[18] و بن حفص[19] جیسے ہی
ہوئے تیار دو نسخے، سہیل اک لے گیا مکہ رسول اللہؐ نے اپنے پاس جب کہ دوسرا رکھا

نبی ﷺ کو اُمِ سلمہؓ مشورہ کیا خوب دیتی ہیں

ہوئے اس کام سے فارغ تو آقاؐ نے یہ فرمایا
اٹھو منڈواؤ سر، قربانی دو، لیکن وہاں سب کا

بُرا تھا حال غم سے، سب شرائط سے پریشاں تھے
یہ کیسا عہد نامہ ہے، سبھی سن کے یہ حیراں تھے

وہ اس سمجھوتے کو اپنے لیے گھاٹا سمجھتے تھے
ابو جندلؓ کے جانے پر سبھی مغموم بیٹھے تھے

رسول اللہؐ نے اپنے حکم کو حیرت سے دہرایا
مگر خاموش سب بیٹھے رہے، کوئی نہیں اٹھا

رسول اللہؐ ہوئے رنجیدہ، خیمے میں چلے آئے
وہاں حالات امِ سلمہؓ کو آ کر یہ بتلائے

کہا بی بیؓ نے کہ غمگین ہیں، مایوس ہیں سارے
حقیقت یہ ہے کہ آقاؐ انہیں ہیں جان سے پیارے

نچھاور آپؐ کے اک حکم پر وہ جان کرتے ہیں
خدا کے بعد وہؓ سب آپؐ پر ہی مان کرتے ہیں

وہ نافرماں بنیں گے آپؐ کے، ایسا ہے ناممکن
گریزاں وہ رہیں گے آپؐ سے، ایسا ہے ناممکن

گزارش ہے کہ باہر جا کے سر اپنے کو منڈوائیں
کریں قربانی خاموشی سے، اُن سے کچھ نہ فرمائیں

کریں گے آپؐ جو کچھ، وہ یقیناً کرتے جائیں گے
کیا ہے جو انہوں نے، اس پہ نادم خود کو پائیں گے

عمل آقائے عالمؐ نے کیا بی بیؓ کے کہنے پر
کیا جو آپؐ نے سب نے کیا فوراً وہی اُٹھ کر

کسی نے بال کٹوائے، کسی نے سر کو منڈوایا
جو ناسمجھی ہوئی اُن سے، ہوئے اس پہ وہ شرمندہ

دعائے خیر آقاؐ نے سبھی کے حق میں فرمائی
ذہانت بی بیؓ کی کیا خوبصورت رنگ لے آئی

مسلماں کچھ خواتیں آپ ﷺ کے سائے میں آتی ہیں

مسلماں عورتیں آقاؐ کی خدمت میں کئی آئیں
جنہوں نے اُن پہ ڈھائے ظلم، اُن کی باتیں بتلائیں

تعاقب میں ولی آئے، تقاضا یہ کیا آ کر
کہ عہد اپنا کریں پورا، ابھی ان سب کو لوٹا کر

انہیں دکھلا کے سمجھوتا، متانت سے یہ بتلایا
نہیں پابند اس بارے میں ہم، آقاؐ نے سمجھایا

نہیں ہے عہد نامے میں کوئی بھی شرط جب ایسی
تو ہم کیوں واپسی کے واسطے اُن پر کریں سختی

طلب اس بارے میں آقاؐ نے اللہ سے اعانت کی
رسول اللہؐ پہ آیت ایک نازل ہو گئی ایسی

خدا نے حکم جس میں یہ دیا کہ کر کے جب ہجرت
کسی مومن کی جانب آئے گر بے دیں کوئی عورت

وہ ایماں لائے تو لے امتحاں اور اُس کو اپنا لے
اُسے واپس کسی کافر کی جانب وہ نہ جانے دے

نہیں ہے مومنہ کافر پہ اور کافر حلال اس پر
ہوئے ہیں بند اب ہر کافرہ پر مومنوں کے در

٣٧٣

خدا کے حکم کی فوراً سبھی تعمیل کرتے ہیں

کئی ایسے مسلماں تھے، تھیں جن کی بیویاں کافر — ملا یہ حکم تو وہ آپؐ کے در پر ہوئے حاضر
وضاحت ہو گئی تو بیویوں کو کر دیا رخصت — مسلماں ہو گئیں جو، پا سکیں اُس گھر کی وہ راحت
عمرؓ کے گھر میں بھی دو بیویاں تھیں جو کہ مشرک تھیں — نزولِ حکم پر بھی آپؐ پر ایماں نہ وہ لائیں
عمرؓ نے کر دیا آزاد اُن کو ، وہ گئیں مکہ — کیا ایسے ہی ہر مومن نے، لمحہ بھر نہیں سوچا
کوئی خاتون بعد اس حکم کے طیبہ اگر آئی — نبیؐ کو اُس میں دینِ حق کی چاہت بھی نظر آئی
تو رہنے کی اجازت مل گئی اُس کو مدینے میں — رسول اللہؐ کی رحمت مل گئی اُس کو مدینے میں

خدا اس عہد کو فتحِ مبیں کا نام دیتا ہے

مدینہ واپسی کی آپؐ نے فرمائی تیاری — مدینے کی طرف تھا قافلے کا جب سفر جاری
تو اللہ نے رسول اللہؐ پہ سورہ فتح نازل کی — وہ سمجھوتا صحابہؓ نے جسے سمجھا تھا ناکامی
اُسی کو اب خدا نے اک مکمل جیت گردانا — صحابہؓ کو طلب فرما کے آقاؐ نے یہ بتلایا
خدا نے کامرانی اک کھلی اُس کو ہے فرمایا — قسم اُس ذات کی جس نے مجھے یہ کام ہے سونپا
یہ وہ ہے کامرانی کہ نہیں اس کی کوئی ثانی — کسی سے کیا غرض مجھ کو، خدا نے بات یہ مانی
پڑا اس عہد نامے کا ہر اک جانب اثر ایسا — بدلنے لگ گیا سوچوں کا اور ماحول کا نقشہ
لڑائی ختم ہوتے ہی ملاقاتیں لگیں بڑھنے — لگا سچائی کا اب رنگ اہلِ مکہ پر چڑھنے
بہت سے لوگ تھوڑے عرصہ میں ایمان لے آئے — عطا اللہ نے اہلِ حق کو اچھے ساتھی فرمائے
بڑا ہی فائدہ اس کا ہوا ہر اک مسلماں کو — سمجھ میں حکمتیں سب آ گئیں اب اہلِ ایقاں کو

شرائط ساری حق میں اب مسلمانوں کے جاتی ہیں

یہی اک شرط تھی جس سے تھے رنجیدہ صحابہؓ سب — نہیں روکیں گے وہ، مکہ سے آیا جو مسلماں اب
ابو جندلؓ[21] کو بھی واپس کیا تھا اس کے باعث ہی — اسی کو کہہ رہے تھے سب مسلمانوں کی ناکامی
مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد اہلِ مکہ پچھتائے — انہوں نے آپؐ کی خدمت میں پیغامات بھجوائے
مسلماں ہو کے جو آئے مدینہ، اُس کو نہ بھیجیں — ابو جندلؓ کی ٹولی سے ہماری جان چھڑوائیں
ہوا یوں، عقبہ[22] نامی اک مسافر ایک دن آیا — کہا مومن ہوں میں، کفار دشمن ہیں مرے آقاؐ

مجھے واپس کیا تو وہ یقیناً مار ڈالیں گے — یہاں آنے کے باعث وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے
اسی دوران اک ساتھی کے ساتھ اس کا ولی آیا — تقاضے پر رسول اللہؐ نے اس مومن کو لوٹایا
اسے لے کر وہ دونوں مکہ جانے کے لیے پلٹے — سفر کر کے مقامِ ذوالحلیفہ جب وہ سب پہنچے
یہاں کچھ دیر کو بیٹھے تو مومن نے کہا اک سے — بہادر تو ہزاروں ہی جہاں میں مَیں نے ہیں دیکھے
مگر تلوار جو ہے آپ کی، ایسی نہیں دیکھی — یہ قیمت اور تیزی میں ہے مجھ کو منفرد لگتی
اجازت ہو تو میں تلوار کا دیدار ہی کر لوں — ابھی دیکھا ہے دستہ، میں اسے پوری طرح دیکھوں
پھلایا جب تو کافر نے اُسے تلوار وہ دے دی — کیا اک وار مومن نے اور اُس کافر کی جاں لے لی
یہ دیکھا حال تو جو دوسرا تھا، ڈر کے وہ بھاگا — وہ بھاگا اور سیدھا آپؐ ہی کے پاس آ پہنچا
گزارش کی، مرے ساتھی کو اس نے مار ڈالا ہے — لیے تلوار میرے پیچھے بھی وہ آنے والا ہے
ابھی گزرے تھے کچھ پل ہی، وہیں پہ عقبہ آ پہنچا — ولی اپنے کے ساتھی کو بھی جب اس نے وہیں دیکھا
گزارش کی کہ آقاؐ آپؐ وعدہ کر چکے پورا — مجھے گر دے دیا اس کو، تو اس کو بھی نہ چھوڑوں گا
مجھے لَوٹا کے ان کو آپؐ نے وعدہ نبھایا ہے — نجات اللہ نے دی ہے مجھ کو، اُس نے ہی بچایا ہے
مجھے لَوٹا دیا اب تو، مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے — یہ اپنی پہلی فرصت میں میری گردن کو توڑیں گے
رسول اللہؐ نے فرمایا، ترا گر کوئی ساتھی ہو — تو تُو بھڑکانے والا ہے بہت جلدی لڑائی کو
کیا محسوس اُس نے کہ اگر وہ اس جگہ ٹھہرا — تو وہ آقاؐ کے ہاتھوں کافروں کو سونپا جائے گا
چنانچہ وہ نکل کر شہر سے ساحل پہ آ پہنچا — سمندر کے کنارے ہی کیا تیار اک دستہ
سنا مکہ کے بے بس مومنوں نے تو وہاں پہنچے — ابو جندلؓ بھی اُن بے بس مسلمانوں میں شامل تھے
یہاں سے قافلے مکہ کے ملکِ شام جاتے تھے — یہ ستر لوگ مل کر اُن پہ کرتے رہتے تھے حملے
انہوں نے کر دیا برباد بالکل اہلِ مکہ کو — ہوئے بے بس تو لکھا، اے محمدؐ، جس طرح بھی ہو
خدا کے واسطے ان کو مدینہ اب بلا لیجے — جو طیبہ آ گیا، اُس کو نہ مانگیں گے، کرم کیجیے

نتائج عہد نامے کے مرتب ہونے لگتے ہیں

یہ سمجھوتا سراپا خیر تھا اسلام کے حق میں — خدا کے دین کے اور دین کے پیغام کے حق میں
مسلمانوں کو جو تنکے سے بھی کمتر سمجھتے تھے — وہ کر کے عہد اک طاقت انہیں تسلیم کر بیٹھے
قریشِ مکہ دینی پیشوا تھے اس علاقے کے — عرب میں رہنے والے لوگ اُن کے پیچھے چلتے تھے

یہی اسلام کے رستے میں سب سے بھاری پتھر تھے ۔۔۔ یہی سب سے زیادہ آپؐ سے تھے دشمنی کرتے
وہ کہتے کہ محمدؐ اور اُسؐ کا دیں تماشا ہے ۔۔۔ عرب پہلے بھی اُن کا تھا، عرب اب بھی انہی کا ہے
مقدر میں محمدؐ کے فنا ہونا ہی لکھا ہے ۔۔۔ زمانہ ایسے لوگوں کا بھلا کب ساتھ دیتا ہے
یہی احساس اُن کو جنگ پر آمادہ رکھتا تھا ۔۔۔ حقیقت ہو گئی فاش اُن کی، ہوتے ہی یہ سمجھوتا
کیا تسلیم کہ اسلام کا مٹنا ہے ناممکن ۔۔۔ محمدؐ کے اچھوتے نام ، کا مٹنا ہے ناممکن
قریشِ مکہ جو مکہ کے بیش و کم کے مالک تھے ۔۔۔ وہ اب خائف تھے اپنے شہر ہی کے اس مہاجر سے
جو بے بس تھا، جو بے کس تھا، جو بے مایہ تھا، سچا تھا ۔۔۔ جسے کچھ سال پہلے سب نے مکے سے نکالا تھا
یہ سمجھوتا ہوا تو مل گئی ہر اک کو آزادی ۔۔۔ کہ اپنا لے اُسی مذہب کو چاہے جس کو اُس کا جی
جو لشکر سہ ہزار افراد تک محدود تھا پہلے ۔۔۔ وہ لشکر دس ہزاری بن گیا دو برسوں میں بڑھ کے
کیا تھا جنگ کا آغاز تو کفارِ مکہ نے ۔۔۔ مگر فرمایا اس کو ختم آ کر شاہِ بطحاؐ نے
سمجھ کے جس کو بے بس ظالموں نے ظلم ڈھایا تھا ۔۔۔ اُسیؐ کے پاس چل کے آئے کرنے اُسؐ سے سمجھوتا
وہ پابندی جو کر رکھی تھی عائد اُس کے آنے پر ۔۔۔ اٹھائی خود ہی، خود چل کر وہ آئے، دے گئے لکھ کر
جسے کمزوری سمجھا جا رہا تھا، شرط وہ کیا تھی ۔۔۔ جو مکہ آیا مسلم، واپسی اُس کی نہیں ہوگی
یہ کمزوری نہیں تھی شرط، مضبوطی کا دعویٰ تھی ۔۔۔ جو بھاگے گا نبیؐ سے، اُس میں دیں کیا رہ گیا باقی
جو مرتد ہو کے بھاگا، وہ مسلماں ہو نہیں سکتا ۔۔۔ بھلا اُس شخص کی پھر واپسی کا فائدہ کیا تھا
رہی یہ بات کہ مکی مسلماں آ نہ پائیں گے ۔۔۔ وہ آئے تو طلب کرلیں گے کافر آ کے آقاؐ سے
یہ پابندی فقط اک شہر کی تھی، باقی دنیا میں ۔۔۔ کریں ہجرت، حبش جائیں، جہاں چاہیں چلے جائیں
سبھی شرطیں مسلمانوں کے حق میں تھیں اگر سوچیں ۔۔۔ ہوا ہر فائدہ اسلام کو ، حالات گر دیکھیں
شرائط مشرکوں کی بے بسی کا ایسا تھا اعلان ۔۔۔ سنا اہلِ بصیرت نے تو سب کے سب ہوئے حیران
کہا سب نے کہ شرطیں ہیں فقط اسلام کے حق میں ۔۔۔ خدا کے دین کے اور دین کے پیغام کے حق میں
فقط کچھ دن میں خالدؓ[23] عمروؓ[24] اور عثمانؓ[25] سب آئے ۔۔۔ رسول اللہؐ نے ان کے آنے پر یہ لفظ فرمائے
جگر گوشوں کو مکہ نے ہمارے پاس ہے بھیجا ۔۔۔ خدا نے اُن کو اپنی رحمتوں کا اک جہاں بخشا

مقاصد کا رسول اللہ ﷺ تعین پھر سے کرتے ہیں

عرب میں ہر طرح سے تھے قریشِ مکہ ہی برتر ۔۔۔ نہیں تھا اُن سے مذہب اور رتبے میں کوئی بڑھ کر

تجارت، مال و دولت میں انہی کی پیشوائی تھی — قبائل کی سیاست میں انہی کی سربراہی تھی
وہ دشمن کے مقابل آنے کی طاقت بھی رکھتے تھے — تھا ان کا ایک پس منظر، انانیت بھی رکھتے تھے
وہ دشمن تھے تو لگتا تھا کہ ہیں سب آپؐ کے دشمن — سدا پیدا کیے رکھتے تھے اک نہ اک نئی الجھن
انہی کی سازشوں سے آپؐ کو فرصت نہ ملتی تھی — مسلمانوں پہ آفت کی سدا چادر تنی رہتی
ہوا جب امن قائم، اک بڑے جھنجھٹ سے جاں چھوٹی — مصائب کی جو اک زنجیر تھی رستے میں، وہ ٹوٹی
بہت سے دشمنوں نے دشمنی سے ہاتھ خود کھینچا — بہت سوں نے اِسے اب جان و زر کا ہی زیاں سمجھا
یہودی تھے مگر پہلے سے بڑھ کر اب بھی سرگرداں — سنا اس عہد نامے کا تو وہ بھی ہو گئے حیراں
چنانچہ اس تناظر میں مقاصد دو رہے باقی — خدا کے دین کی تبلیغ، سرکوبی غنیموں کی
غنیموں سے زیادہ آپؐ نے اپنی توجہ کا — خدا کے دین کی تبلیغ ہی کو مستحق سمجھا

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ بسر بن سفیان
۲۔ کراع الغمیم۔ایک مقام کا نام
۳۔ حضرت خالدؓ بن ولید
۴۔ خراش ابن امیہ خزاعی
۵۔ حضرت ابانؓ بن سعید
۶۔ حضرت ابوسنان اسدیؓ
۷۔ بدیل بن ورقا خزاعی
۸۔ عروہ بن مسعود ثقفی
۹۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ
۱۰۔ حُلیس بن علقمہ کنانی
۱۱۔ مکرز بن حفص
۱۲۔ سہیل بن عمرو
۱۳۔ حضرت ابوجندلؓ بن سہیل بن عمرو
۱۴۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مالک
۱۵۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف
۱۶۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ
۱۷۔ ابوعبیدہ عامرؓ بن عبداللہ
۱۸۔ حویطب بن عبدالعزیٰ
۱۹۔ مکرز بن حفص
۲۰۔ ام المومنین ام سلمہ ہندؓ بنتِ ابی امیہ
۲۱۔ حضرت ابوجندلؓ بن سہیل بن عمرو
۲۲۔ ابوبصیر عتبہؓ بن اسید ثقفی
۲۳۔ حضرت خالدؓ بن ولید
۲۴۔ حضرت عمروؓ بن عاص
۲۵۔ حضرت عثمانؓ بن طلحہ

۳۷۷

باب

۳۶

کریں تحریر نامے، مشورہ یہ آپ ﷺ کرتے ہیں

۳۲۸

٣٧٩

بنے مہرِ نبوت، مشورہ آقا ﷺ کو ملتا ہے

حدیبیہ سے واپس آ کے اک دن سب صحابہؓ کو　　بلا بھیجا رسول اللہؐ نے حاضر تھے وہاں جو جو

یہ فرمایا، مجھے رحمت بنا کے جس نے بھیجا ہے　　اُسی کی رحمتوں اور شفقتوں کا یہ تقاضا ہے

کہ اُس کے نام کو ہم چار سو عالم میں پھیلائیں　　اُسی کے دین کا پیغام دنیا بھر میں پہنچائیں

ہمیں مل کر یہ سارا کام اب آگے بڑھانا ہے　　حقیقت اور سچ ہے کیا، یہ دنیا کو بتانا ہے

حواری عیسیٰ کے جو کرتے تھے، تم وہ نہیں کرنا　　خدا کی راہ میں جینا، خدا کی راہ میں مرنا

وہ کہتے پاس کا گر کام تو وہ کر دیا کرتے　　اگر وہ دور کا کہتے، وہاں جانے سے وہ ڈرتے

تمہیں نزدیک بھی اور دور بھی یہ کام کرنا ہے　　خدا کے نام کا چرچا جہاں میں عام کرنا ہے

سنیں آقاؐ کی یہ باتیں تو ہر اک نے گزارش کی　　کریں گے حکم تو حاضر کریں گے جان بھی اپنی

چنانچہ منتخب کچھ ایلچی آقاؐ نے فرمائے　　صحابہؓ نے بھی اپنے تجربے آقاؐ کو بتلائے

یہ فرمایا کہ خط لکھنے ہیں اب شاہوں، امیروں کو　　ہمیں دینی ہے دعوت دین کی سارے رئیسوں کو

صحابہؓ نے کہا، دیکھے ہیں خط شاہوں کے بھی اکثر　　ہر اک پر مہر ہوتی ہے، نہ ہو یہ مہر جس خط پر

اُسے وہ معتبر گردانتے نہ اُس کو پڑھتے ہیں　　کئی خط ہم نے اس حالت میں آتے جاتے دیکھے ہیں

ہمارا خط کسی کے پاس لے کر جائے نامہ بر　　اک ایسی مہر ہو جو ثبت کی جائے ہر اک خط پر

صحابہؓ کی طرف سے مہر کا جب مشورہ آیا　　تو اس پر اک نمونہ مہر کا آقاؐ نے بنوایا

بنی یہ مہر جس میں لفظ تھے یہ تین ہی کندہ　　تھا اللہ پھر رسول و آخرش نامِ محمدؐ تھا

تھا حلقہ اس کا چاندی کا، نگینہ بھی تھا چاندی کا　　حبش کی تھی یہ صنعت، ہر طرح اس میں توازن تھا

خطوط آقاؐ نے لکھے اور اُن میں سے جو مل پائے　　پڑھا تاریخ دانوں نے انہیں، ترتیب میں لائے

الگ ترتیب ہر اک کی نظر آتی ہے گر دیکھیں　　ذرا سا فرق ہے اس میں اگر گہری نظر ڈالیں

چنانچہ جو بھی خط ہے دستیاب اب تک اُسے دیکھا　　تراجم کو پڑھا ہم نے، انہیں اشعار میں ڈھالا

یہ ترتیب زمانی ہے، ہے اس میں بھی غلط فہمی　　یہی کافی ہے، شامل ہے وہ خط ہم کو ملا جو بھی

حبش کے بادشہ کے نام نامہ آپ ﷺ لکھتے ہیں

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے
اسی کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے

محمدؐ کا ہے خط یہ، جو نبیؐ ہیں ربِ یکتا کے
نجاشی کی طرف جو کہ حبش کے بادشہ ٹھہرے

جو اللہ اور نبیؐ پر لائے ایماں، ہو سلام اُس پر
ہدایت کی کرے جو پیروی بھی تو سلام اُس پر

مرا اللہ ہے واحد ہی، یہی میری شہادت ہے
شریک اُس کا نہیں کوئی، سزاوارِ عبادت ہے

شہادت اس کی دیتا ہوں، ہے اُس کی بیوی نہ بیٹا
محمدؐ اُس کا بندہ ہے، نبیؐ ہے اپنے اللہ کا

نبیؐ ہوں، اس لیے اسلام کی دعوت ہی دیتا ہوں
قبول اسلام کر لو تو بشارت اس کی دیتا ہوں

سلامت تم رہو گے، اب سنو اہلِ کتاب اک بات
برابر ہم میں اور تم میں ہے جو اہلِ کتاب اک بات

عبادت نہ کریں ہم اور کی جز ایک اللہ کے
شریک اُس کا نہ ٹھہرائے کسی کو کوئی ہم میں سے

کوئی گر ایسا کرتا ہے تو ہم منہ موڑ لیں اُس سے
مسلماں ہیں، اسے کہہ کر یہ، ناتا توڑ لیں اُس سے

قبول اسلام نہ کر پائے تو سن لو کہ کیا ہوگا
نصاریٰ قوم کا ہے جو گنہ، پاؤ گے تم سارا

ہدایت سے بھرا خط اور بھی لکھا نجاشی کو
بہت عرصہ نہیں گزرا، محقق[1] کو ملا ہے جو

حبش کے بادشہ کو آپ ﷺ یہ نامہ بھی لکھتے ہیں

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے
اُسی کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے

محمدؐ کا ہے خط یہ جو نبیؐ ہیں ربِ یکتا کے
نجاشی کے لیے، محبوب ہیں جو کہ رعایا کے

ہدایت کی کرے جو پیروی، میرا سلام اُس پر
ثنا اُس رب کی کرتا ہوں جو سب سے ہے بالا تر

نہیں معبود جز اُس کے کوئی، وہ امن والا ہے
محافظ ہے، وہ نگراں ہے، وہ ہے قدوس و اعلیٰ ہے

شہادت اس کی دیتا ہوں کہ عیسیٰؑ روحِ اللہ ہیں
شہادت دیتا ہوں کہ وہ صداقت کا عقیدہ ہیں

انہیں اللہ نے بخشا پاک دامن بی بی مریم کو
اُسی کی پھونک کے باعث گئی تھیں حاملہ وہ ہو

کیا تھا اللہ نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے پیدا
اُسی نے اپنی قدرت سے یہاں عیسیٰؑ کو بھیجا تھا

تمہیں اللہ کی طاعت کرنے کی دعوت میں دیتا ہوں
رسول اللہ کا ہوں، دعوت یہ اپنے ساتھ لایا ہوں

بلاتا ہوں کہ میری پیروی میں تم چلے آؤ
بلاتا ہوں تمہیں کہ مجھ پہ اب ایمان تم لاؤ

تمہیں اللہ کی جانب ساتھ لشکر کے بلاتا ہوں
نصیحت پر کرو میری عمل، تم کو بتاتا ہوں

نصیحت جو کروں، اس کو سنو تم اور جھکا دو سر
ہدایت کی کرے جو پیروی میرا سلام اُس پر

عریضہ یہ نجاشی آپ ﷺ کو ارسال کرتا ہے

یہ نامہ لے کے آئے عمروؓ[۲] دربارِ نجاشی میں — خوشی کا چاند چمکا شہر پر طاری اداسی میں
نجاشی تخت سے اترا، بڑھا اور فرش پر بیٹھا — لیا خط، اُس کو آنکھوں سے لگایا اور اُسے چوما
بلا کر حضرت جعفرؓ کو وہ ایمان لے آیا — اُسی لمحے یہ خط اُس نے رسول اللہؐ کو بھجوایا
خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے — اُسی کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے
رسول اللہؐ کی خدمت میں یہ نامہ جو روانہ ہے — نجاشی اصحمہ شاہِ حبش نے اس کو لکھا ہے
رسول اللہؐ! خدا کی رحمت و شفقت سدا پہنچے — سلام اُس ذات کا کہ جو سزاوارِ عبادت ہے
رسول اللہؐ! گرامی نامہ مجھ کو مل گیا، جس میں — کیا ہے حال عیسیٰؑ کا بیاں جو آپؐ نے اِس میں
نہیں ہے ذات اک تنکا بھی بڑھ کر اس سے عیسیٰؑ کی — جو فرمایا ہے اُنؐ کے بارے میں بالکل ہیں ویسے ہی
ہمارے پاس جو بھیجا، اُسے ہم نے ہے پہچانا — صحابہؓ اور چچا کے بیٹے[۳] کو مہمان ہے جانا
کمی مہماں نوازی میں کوئی ہم نے نہیں چھوڑی — شہادت یا رسول اللہؐ! میں دل سے دیتا ہوں اس کی
نبی ہیں آپؐ سچے اور پکے ربِ یکتا کے — ہوا ہوں آپؐ سے بیعت چچیرے[۴] کے ذریعے سے
قبول اسلام اُنؐ کے ہاتھ پر میں نے کیا آقاؐ — قبول اس کے لیے میں نے کیا جو رب ہے سب کا

نجاشی اس جہانِ رنگ و بو سے کوچ کرتا ہے

نجاشی سے کہا تھا آپؐ نے جعفرؓ کو بھجوائیں — وہاں جتنے مہاجر ہیں، انہیں وہ ساتھ لے آئیں
نجاشی نے انہیں دو کشتیوں سے طیبہ بھجوایا — خوشی وہ اس طرح حاصل رسول اللہؐ کی کر پایا
نواں تھا سال ہجرت کا، ہوا جب انتقال اُس کا — جنازہ غائبانہ آپؐ نے اس کا پڑھایا تھا

مقوقس اور حاطبؓ[۵] گفتگو آپس میں کرتے ہیں

مقوقس[۶] بادشہ تھا مصر کا، آداب کا رسیا — ادب سے بات کرتا تھا، ادب سے بات سنتا تھا
رسول اللہؐ نے اک نامہ مقوقس کو بھی لکھا تھا — یہ نامہ بادشہ کو جا کے حاطبؓ نے تھا پہنچایا
وہؓ جب دربار میں آئے تو آتے ہی یہ فرمایا — زمینِ مصر پر پہلے بھی ہے اک حکمراں گزرا
خدائے برتر و بالا ہوں میں، وہ سب سے کہتا تھا — خدائی کے نشے میں ہر گھڑی وہ چور رہتا تھا

بنا سب کے لیے وہ ہر زمانے میں فقط عبرت / سمجھتا تھا وہ اپنے آپ کو سب سے بڑی طاقت
لیا تھا انتقام اللہ نے اس کے ہاتھوں لوگوں سے / لیا پھر انتقام اُس سے انہی لوگوں کے ہاتھوں سے
مقامِ خوف و عبرت ہے اُسے گر غور سے دیکھیں / کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ عبرت آپ سے پکڑیں
مقوقس نے کہا کہ دین اپنا کیسے چھوڑیں ہم / نہ جب تک اپنے دیں سے اچھا کوئی دین دیکھیں ہم
کہا حاطبؓ نے کہ اسلام کی دعوت میں دیتا ہوں / جو سب ادیان سے بڑھ کر ہے کافی، ذمہ لیتا ہوں
قریشِ مکہ کو دعوت ملی اسلام کی پہلے / رسول اللہؐ کے وہ دشمن ہوئے ثابت بڑے سب سے
یہودی دشمنی کرتے رہے ہیں سب سے بڑھ چڑھ کے / نصاریٰ ہی رسول اللہؐ کے ہیں نزدیک ان سب سے
قسم ہے مجھ کو میری عمر کی، جیسے بشارت دی / نبی موسیٰ نے عیسیٰ کی یہاں دنیا میں آنے کی
اسی صورت میں عیسیٰ نے محمدؐ کی بشارت دی / بشارت حضرتِ عیسیٰ کی بالکل ہو چکی پوری
ہے لازم یہ کہ ہر اک قوم جیسے ہی نبی آئے / وہ اس کے ساتھ شامل ہو کے امت اُس کی کہلائے
رسول اللہؐ نے اب ہے تم کو دینِ حق کی دعوت دی / بنو پیرو، یہی لازم ہے اہلِ مصر تم پر بھی
نصاریٰ ہر یہودی کو جو دعوت دیتے آئے ہیں / وہی دعوت نصاریٰ کے لیے ہم لے کے آئے ہیں
جو عیسیٰ کا ہے مذہب، ہم اسی کا حکم ہیں دیتے / نہیں ہرگز کسی کو روکتے عیسیٰ کے مذہب سے
مقوقس نے کہا کہ غور میں نے جب کیا اس پر / ہر اک ہے بات اچھی، زور دیتے ہیں نبیؐ جس پر
بُرائی کا وہ ہرگز حکم دیتے ہیں نہ کرتے ہیں / نہ جادوگر، نہ کاہن ہیں، بہر صورت وہ سچے ہیں
وہ پوشیدہ کو ایسے منکشف کرتے ہیں کہ گویا / ہوں بالکل آشکار اُن پر سبھی باتیں، ہر اک قصہ
خبر دیتے ہیں اُس کی گر کوئی سرگوشی کرتا ہے / کروں گا غور دوبارہ مرا پورا ارادہ ہے
دیا حاطبؓ نے خط جو کہ رسول اللہؐ نے بھیجا تھا / لیا اُس نے ادب سے خط، پڑھا اُس میں جو لکھا تھا

مقوقس خط کو پڑھتا اور اس پر غور کرتا ہے

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے / اُسی کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے
محمدؐ جو رسول اللہؐ ہے اور اللہ کا بندہ ہے / مقوقس کی طرف نامہ اُسی نے لکھ کے بھیجا ہے
مقوقس آج دیتا ہوں تمہیں اسلام کی دعوت / قبول اس کو کرو، ہے امن کے پیغام کی دعوت
کرو اس کو قبول، اللہ تمہیں دہرا صلہ دے گا / گنہ تم کو ملے گا قبط کا بھی، منہ اگر موڑا
سنو اے قبط والو! ہم میں تم میں جو برابر ہے / تم آؤ اس طرف کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے

٣٨٢

٣٨٣

بجز اللہ کسی کے آگے سر کو نہ جھکائیں ہم
شریک اُس کا کسی صورت کسی کو نہ بنائیں ہم

بجز اللہ نہ مانیں رب، ہرگز ہم کسی کو بھی
کوئی منہ موڑے تو کہہ دیں کہ ہم بندے ہیں اُس کے ہی

خطِ اقدس پڑھا اُس نے، جواب اس کا بھی لکھوایا
یہ خط حاطبؓ کے ہاتھ اُس نے رسول اللہؐ کو بھجوایا

مقوقس یہ عریضہ سرورِ عالم ﷺ کو لکھتا ہے

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے
اسی کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے

محمدؐ ابنِ عبداللہ کی خدمت میں ہے یہ نامہ
مقوقس حکمرانِ مصر نے نامہ ہے یہ لکھا

سلام اُنؐ پر کہ جن کا یہ مبارک خط پڑھا میں نے
سبھی باتوں کو پڑھ کر غور بھی اُن پر کیا میں نے

مجھے معلوم ہے کہ اک نبیؐ کو ہے ابھی آنا
سمجھتا تھا، وہ ملکِ شام میں تشریف لائے گا

جو قاصد آپؐ کا آیا ہے، میں نے اُس کی عزت کی
روانہ کر رہا ہوں اُس کے ہاتھوں کچھ تحائف بھی

ہیں دو قبطی خواتیں جو بہت اعزاز والی ہیں
ہے اک خچر سواری کو، ہیں پوشاکیں جو عالی ہیں

خواتیں آپ ﷺ کے دربار میں پہنچائی جاتی ہیں

خواتیں ماریہ بی بیؓ تھیں اور سیرین بی بی تھیں
یہ دونوں خوب صورت، خوب سیرت اور قبطی تھیں

نبیؐ نے ماریہؓ کو قرب اپنے کی سعادت دی
عطا حسانؓ کو سیرین بی بی جبکہ فرمائی

رسول اللہؐ کے اک بیٹے ہوئے اس بی بیؓ سے پیدا
یہ اللہ کو ہوئے پیارے، تھا ابراہیمؑ نام اُنؓ کا

رسول اللہ ﷺ شہ فارس[8] کو خط تحریر کرتے ہیں

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے
اُسی کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے

محمدؐ کا ہے نامہ جو نبیؐ ہیں ربِ یکتا کے
ہے کسریٰ[9] کے لیے کہ ہے تعلق جس کا فارس سے

جو اللہ اور نبیؐ پر لائے ایماں، ہو سلام اُس پر
ہدایت کی کرے جو پیروی بھی تو سلام اُس پر

وہ واحد ہے، مری اس سلسلے میں یہ شہادت ہے
شریک اُس کا نہیں، وہ ہی سزاوارِ عبادت ہے

اُسی اللہ کی جانب تمہیں بھی میں بلاتا ہوں
نبیؐ ہوں میں محمدؐ اُس کا اور اس کا ہی بندہ ہوں

اُسی نے مجھ کو بھیجا ہے ملوں دنیا کے لوگوں سے
ڈراؤں اُن کو روز و شب بُرائی کے نتیجوں سے

قبول اسلام کر کے ہی رہو گے تم سلامت اب
تمام اللہ نے فرما دی ہے تم پر اپنی حجت اب

اگر انکار کرتے ہو تو سن لو اس پہ کیا ہو گا | گنہ تم پر ہی پھر ساری مجوسی قوم کا ہو گا

نبی ﷺ کا نامہ سنتا ہے تو کسریٰ طیش کھاتا ہے

یہ خط عبداللہؓ[1] نے جا کر دیا بحرین کے شہ کو | وہاں سے پہنچا خط یہ شاہِ فارس یعنی کسریٰ کو
سنا جیسے ہی خط کسریٰ نے، خط کو پھاڑ کر بولا | حقارت اور غصے سے، مجھے کیوں اُسؐ نے خط لکھا
غلام ادنیٰ سا ہے میرا، وہؐ میری ہی رعایا ہے | وہؐ میرے نام سے بھی پہلے اپنا نام لکھتا ہے
خبر جب آپؐ تک پہنچی یہ کسریٰ کی تو فرمایا | خدا اُس کی حکومت کو کرے گا یونہی صد پارہ
تھا نام اک شخص کا باذان، یمن کا جو گورنر تھا | اُسے کسریٰ نے یہ فرمان فوری طور پر بھیجا
کہ تم دو آدمی بھیجو، مدینے جو چلے جائیں | محمدؐ نام کا اک شخص ہے، اُس کو پکڑ لائیں
ملا فرمان، اُس نے دو سپاہی اُس طرف بھیجے | انہیں ہر بات بتلا کے، انہیں ہر کام سمجھا کے
دیا اک خط کہ تھا تحریر جس میں حکم کسریٰ کا | کہ خط پڑھتے ہی حاضر ہو، بلاتا ہے تمہیں کسریٰ
مدینے آئے تو یہ آدمی دربار میں آئے | دیا خط آپؐ کو، حالات سارے اک نے بتلائے
دی دھمکی آپؐ کو، یہ بھی کہا چلنا ضروری ہے | وگرنہ آپؐ سمجھیں بد نصیبی سر پہ پہنچی ہے
تبسم آپؐ نے فرمایا، اُن سے یہ کہا جائیں | کریں آرام، کل اس وقت میرے پاس پھر آئیں
جب اگلے روز آئے وہ، انہیں آقاؐ نے بتلایا | کہ کسریٰ کو پسر نے اُس کے ہے کل قتل کر ڈالا
خفا ہونے لگے دونوں تو آقاؐ نے کہا جاؤ | کرو تصدیق، گر ہو یہ غلط، فوراً چلے آؤ
کہو باذان سے، تصدیق کر لے میری باتوں کی | خبر جو میں نے دی ہے ہو بہو ثابت ہو گر سچی
تو پھر اس کو بھی سچ سمجھو، حکومت میری پہنچے گی | وہاں تک کہ حکومت ہے جہاں تک شاہِ فارس کی
بجا ہو گا کہوں گر جائے گی یہ اور بھی آگے | وہاں تک، جس سے آگے اونٹ گھوڑے جا نہیں سکتے
یہ کہہ دینا اُسے، مجھ پر اگر ایمان لے آیا | ہے جو کچھ پاس اُس کے، اُس سے وہ چھینا نہ جائے گا
مَیں اُس کی قوم کا پھر سے اُسی کو شہ بناؤں گا | میں جو کہتا ہوں با فضلِ خدا کر کے دکھاؤں گا
ملے باذان سے وہ آدمی، واپس وہ جب آئے | رسول اللہؐ کی باتیں اور سب حالات بتلائے
ہوئی تصدیق، کسریٰ کو پسر نے قتل کر ڈالا | وہی دن قتل کا تھا آپؐ نے جو کہ تھا بتلایا
ملا باذان کو اک خط، تھا خط کسریٰ کے بیٹے کا | ہدایت تھی یہ اُس میں، آپ کو والد نے لکھا تھا
کسی اک شخص کے بارے میں، جس کو کہ پکڑنا تھا | اُسے ہرگز نہ پکڑیں، تھا غلط یہ فیصلہ اُن کا

ملا خط جیسے ہی باذان کو، ایماں وہ لے آیا — مسلماں ہو گیا وہ بھی، سنا جس جس نے یہ قصہ

رسول اللہ ﷺ کا یہ خط ہرقلِ اعظم کو ملتا ہے

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے — خدا کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے
محمدؐ جو رسول اللہؐ ہیں اور اللہ کے بندے ہیں — یہ کچھ الفاظ، ہرقل[11]، روم کے والی کو لکھے ہیں
سلام اُس پر کہ جو میری سبھی باتوں کو اپنائے — رہو گے تم سلامت مجھ پہ گر ایمان لے آئے
صلہ دہرا ملے گا تم کو گر ایمان لاؤ گے — نفی کی تو رعایا کا گنہ بھی سارا پاؤ گے
سنو اہلِ کتاب! اک بات جو ہم میں برابر ہے — تم آؤ اس طرف کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے
بجز اللہ، کسی کے آگے سر کو نہ جھکائیں ہم — شریک اُس کا کسی صورت کسی کو نہ بنائیں ہم
بجز اللہ نہ مانیں رب ہرگز ہم کسی کو بھی — کوئی منہ موڑے تو کہہ دیں کہ ہم بندے ہیں اُس کے ہی
کوئی رخ پھیرنا چاہے تو واضح اُس پہ تم کر دو — کہ ہم سب ہیں مسلماں، یہ کھلے لفظوں میں بتلاؤ

رسول اللہ ﷺ کے قاصد گفتگو ہرقل سے کرتے ہیں

یہ نامہ دحیہ کلبیؓ[12] کو رسول اللہؐ نے سونپا تھا — صحابیؓ نے اسے بیت المقدس آ کے پہنچایا
حِمص سے آیا تھا ہرقل، پیادہ پا وہ پہنچا تھا — ہوا تھا کامراں فارس میں، شکرانے کو آیا تھا
ملے بصریٰ کے حاکم کے وسیلے کلبیؓ ہرقل[13] سے — صحابیؓ نے کیں کچھ باتیں اُسے خط دینے سے پہلے
کہا، قیصر! مجھے جس نے تمہارے پاس بھیجا ہے — ہے تم سے سر بسر بہتر، بہت تم سے وہؐ اچھا ہے
نبیؐ جس نے بنا کر اسؐ کو اس دنیا میں بھیجا ہے — وہ رحمت ہے، وہ ارفع ہے، وہ برتر ہے، وہ بالا ہے
لہذا جو کہوں، اُس کو سنو پوری توجہ سے — خلوصِ دل سے دو مجھ کو جواب اس کے سوالوں کے
سنا نہ گر توجہ سے، سمجھ کچھ بھی نہ پاؤ گے — نہ ہو گا عدل گر نہ تم جواب اخلاص سے دو گے
کہا قیصر نے فرمائیں، میں سنتا ہوں توجہ سے — کہا کلبیؓ نے، کیا عیسیٰؑ خدا کو سجدہ کرتے تھے
کہا قیصر نے، جی ہاں، وہ خدا کو سجدہ کرتے تھے — کہا کلبیؓ نے کہ میں ابتدا کرتا ہوں سجدے سے
کیا کرتے تھے عیسیٰؑ جس خدا کو رات دن سجدے — کیا عیسیٰؑ کو پیدا اُس خدا نے اپنی قدرت سے
زمین و آسماں کو بھی اُسی نے ہے کیا پیدا — اُسی نے ہے رسول اللہؐ کو اس دنیا میں اب بھیجا
انہیؐ کی حضرتِ عیسیٰؑ و موسیٰؑ نے بشارت دی — انہیؐ کا علم ہے کافی، انہیؐ کا علم ہے شافی

میں دعوت تم کو دیتا ہوں کہ تم ایمان لے آؤ — مسلماں ہو کے دنیا، آخرت کے فائدے پاؤ
اگر ایماں نہ لائے، ہاتھ سے دنیا تو جائے گی — علاوہ اس کے پوری قوم بھی جنت نہ پائے گی
خدا نے منکروں کو ہر زمانے میں پچھاڑا ہے — خدا نے نعمتوں کو مختلف وقفوں سے بھیجا ہے
لیا قیصر نے نامہ، سر پہ رکھا، آنکھ پر رکھا — دیا بوسہ عقیدت سے، محبت سے اُسے کھولا
گرامی نامے کو اُس نے توجہ سے پڑھا، پڑھ کے — کہا، حاضر کروں گا کل جواب اس کے سوالوں کے
کہا خدام سے حاضر کرو کچھ اہلِ مکہ کو — تجارت کی غرض سے اکثر آتے ہیں یہاں پر جو
ابو سفیان[14] غزہ میں تجارت کرنے تھے آئے — انہیں اور منتخب لوگوں کو وہ دربار میں لائے
سبھی درباری، راہب اور حاکم تھے وہاں حاضر — سبھی عالم، سبھی فاضل، سبھی زیرک، سبھی ماہر

ابوسفیان و ہرقل میں مفصل بات ہوتی ہے

قریشِ مکہ کو دیکھا تو قیصر نے کہا اُن سے — نبیؐ خود کو جو کہتے ہیں، قریبی کون ہیں اُن کے
ابوسفیان بولے کہ قرابت میری ہے اُنؐ سے — کہا قیصر نے آگے آپ ہوں، باقی رہیں پیچھے
کیا قیصر نے یہ اعلان، پوچھوں گا سوال ان سے — اگر یہ جھوٹ بولیں، جھوٹ پر سب ان کو ٹوکیں گے
ابوسفیان کہتے تھے، نہ ہوتا گر یہ اندیشہ — کہ مجھ کو ٹوک دیں گے تو میں سب کچھ جھوٹ کہہ دیتا
کہا قیصر نے، بتلاؤ کہ ہے اُنؐ کا نسب کیسا — ابوسفیان بولا، سب سے اعلیٰ ہے نسب اُنؐ کا
کہا قیصر نے، کیا اُنؐ کے بڑوں میں بادشہ گزرا — ابوسفیان بولا کہ نہیں ہرگز ہوا ایسا
کہا قیصر نے، اعلانِ نبوت کرنے سے پہلے — انہوں نے زندگی میں جھوٹ بولا ہے کبھی تم سے
کیا انکار بو سفیان نے، قیصر نے پھر پوچھا — کہ اُنؐ کے پیروکاروں میں ہے غلبہ کیسے لوگوں کا
ہیں دولت مند، طاقت ور یا ہے کمزوروں کا ٹولا — ابوسفیان بولا کہ یہ ٹولا ہے غریبوں کا
کہا قیصر نے، کیا تعداد اُن کی بڑھتی جاتی ہے — ابوسفیان بولا کہ خبر بڑھنے کی آتی ہے
کہا قیصر نے، اُنؐ کے دیں میں اب تک جو ہوئے شامل — کوئی مرتد ہوا اُن میں سے ہو کے دین میں داخل
کیا انکار بو سفیان نے، قیصر نے پھر پوچھا — جو کرتے ہیں وہ وعدہ کیا اُسے کرتے ہیں وہ پورا
ابوسفیان بولا، اپنے وعدے کے وہ سچے ہیں — جو کر لیتے ہیں وعدہ، اُس کو پورا بھی وہ کرتے ہیں
ہوئے کچھ دن، ہوا ہے ایک سمجھوتا، اسے دیکھیں — وہؐ بد عہدی کریں تو ہم انہیںؐ بد عہد گردانیں
کہا قیصر نے کیا تم نے کبھی اُن سے لڑائی کی — ابوسفیان بولا، ہم نے ہی اُن سے لڑائی کی

کہا قیصر نے ، نکلا کیا نتیجہ اُس لڑائی کا
ابوسفیان بولا ، یہ برابر ہی کا سودا تھا

کبھی وہ جیت جاتے تھے، کبھی ہم جیت جاتے تھے
کبھی غالب تو ہم خود کو کبھی مغلوب پاتے تھے

کہا قیصر نے، وہؐ کس بات کی تعلیم دیتے ہیں
ابوسفیان بولا ، اک خدا کا نام لیتے ہیں

وہ کہتے ہیں، شریک اس کا نہیں کوئی عبادت میں
عمل کرتے تھے جن رسموں پہ ہم دورِ جہالت میں

انہیں چھوڑو ، بھلائی اور سچائی کا لو رستہ
صلہ رحمی ، نماز و پاک بازی فعل ہے اُنؐ کا

کہا قیصر نے اپنے ترجماں سے کہ کہو ان سے
یہ کہتے ہیں نسب میں اُنؐ سے کوئی بھی نہیں بڑھ کے

تو بے شک انبیاء ایسے گھرانوں ہی میں آتے ہیں
نسب میں برتر و بالا ہمیشہ سمجھے جاتے ہیں

کہا تم نے نسب میں اُنؐ کے کوئی شہ نہیں گزرا
اگر ایسا کوئی ہوتا تو میں اس سے سمجھ لیتا

کہ وہؐ یہ چاہتے ہیں ملک اُنؐ کو اُنؐ کا مل جائے
گنوایا تھا جو آبا نے انہیں وہ رتبہ مل جائے

کہا تم نے کہ تم نے جھوٹ کوئی نہ سنا اُنؐ سے
جو بندوں میں نہیں جھوٹا، وہ جھوٹ اللہ پہ کیوں بولے

کہا تم نے غریب و ناتواں اُنؐ کے ہیں پیروکار
یقیناً اُنؐ کے اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں پیروکار

کہا تم نے کہ اُنؐ کے پیرو ہر دم بڑھتے جاتے ہیں
یقیناً سچ جہاں ہو لوگ اُس کی سمت آتے ہیں

کمالِ دین تک تعداد ایسے بڑھتی جائے گی
کمی اس میں کسی بھی دور میں ہرگز نہ آئے گی

کہا تم نے کہ اُنؐ کے دین میں جو بھی ہوا داخل
نہیں نکلا وہ باہر دین سے، دائم رہا شامل

یہی پہچان ہے بے شک کسی کے دین و ایماں کی
سما جائے اگر دل میں، ضرورت بنتا ہے جاں کی

کہا تم نے کہ اپنے عہد کے پورے وہؐ سچے ہیں
جو کر لیتے ہیں وعدہ، اُس کو پورا بھی وہؐ کرتے ہیں

یہی پہچان ہے بے شک نبی کی، ہوتا ہے سچا
وہ وعدہ پورا کرتا ہے ، وہ بدعہدی نہیں کرتا

کہا تم نے،لڑائی میں ہوئی اُنؐ سے ہے اب تک جو
کبھی تم غالب آتے ہو، کبھی مغلوب ہوتے ہو

نبی جتنے بھی آئے ہیں، ہمیشہ ہوتا آیا ہے
کبھی آتا ہے وہ غالب، کبھی مغلوب ہوتا ہے

پرکھتا ہے خدا اخلاص اُس کے پیروکاروں کا
نبی پا لیتا ہے آخر میں کفر و شرک پر غلبہ

کہا تم نے کہ وہ بس اک خدا کا نام لیتے ہیں
تمہیں اچھی ہی باتوں کی سدا تعلیم دیتے ہیں

وہ کہتے ہیں شریک اُس کا نہیں کوئی عبادت میں
وہ رسمیں جن پہ ہم عامل رہے دورِ جہالت میں

انہیں چھوڑو، بھلائی اور سچائی کا لو رستہ
صلہ رحمی، نماز و پاک بازی فعل ہے اُنؐ کا

جو کچھ تم نے کہا گر سچ ہے تو بے شک نبیؐ ہیں وہؐ
پڑھا تھا جن کے بارے میں کبھی، بالکل وہی ہیں وہ

گماں تھا مجھ کو، ملکِ شام میں ظاہر کبھی ہوں گے
نہیں معلوم تھا ہرگز، وہ ظاہر ہوں گے تم میں سے

۳۸۷

شرف میں حاضری کا گر کسی صورت بھی پا جاؤں — تو دھوؤں پاؤں اُنؐ کے اور ہاتھوں کا بھی بوسہ لوں

اٹھایا خط کو قیصر نے، سنایا سب کو یہ پڑھ کر — وہاں راہب جو بیٹھے تھے، وہ برسے خوب قیصر پر

کیا خاموش قیصر نے انہیں نرمی سے یہ کہہ کر — پرکھنا تھی محبت دین کی سو فخر ہے اس پر

تمہارے جذبۂ دیں نے مجھے ہے حوصلہ بخشا — مری باتوں کا مقصد بھی اسی کو آزمانا تھا

یہ سنتے ہی خوشی سے گر گئے وہ سارے سجدے میں — اٹھے تو کچھ گئے گھر اور باقی سارے گرجے میں

شہنشہ حضرتِ کلبیؓ سے تنہائی میں ملتا ہے

اکیلے میں طلب کر کے کہا قیصر نے کلبیؓ[15] سے — نہیں اس میں کوئی شک کہ محمدؐ ہیں نبی سچے

نبوت پر رسول اللہؐ کی میں ایمان لے آتا — مگر اس میں یقینی طور پر ہے جان کا خطرہ

بڑے اسقف سے مل کر آپؓ کر لیں مشورہ اُن سے — مفصل حال بتلائیں انہیں آقائے عالمؐ کے

بیاں جا کر کیے اسقف سے جب احوال آقاؐ کے — توجہ سے سنیں باتیں انہوں نے اور وہ بولے

وہی ہیں یہ نبیؐ، مکہ میں جو تشریف لائے ہیں — کہ جن کے بارے میں صدیوں سے ہم سب پڑھتے آئے ہیں

وہ حجرے میں گئے، کپڑے بدل کر آ گئے باہر — کلیسا میں وہ سیدھے آ گئے اپنا عصا لے کر

مخاطب ہو کے سب سے یہ کہا، معبود ہے اللہ — گواہی اس کی دیتا ہوں، نہیں ثانی کوئی اُس کا

محمدؐ اُس کے بندے اور نبیؐ ہیں، ہے یقیں میرا — سنا یہ تو سبھی لوگوں نے اُن پر کر دیا حملہ

شہید اُن کو وہاں موجود سب لوگوں نے کر ڈالا — کہا قیصر نے کلبیؓ سے، مجھے بھی تھا یہی خطرہ

مکمل ہے یقیں مجھ کو، محمدؐ ہیں رسول اللہؐ — مگر یہ بات سب کے سامنے میں کہہ نہیں سکتا

حکومت چھین لیں گے، مجھ کو بھی یہ قتل کر دیں گے — سمجھتا ہوں میں سب کو، یہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے

یہ اُس کی بدنصیبی تھی کہ وہ ایماں نہیں لایا — مگر عزت سے کلبیؓ کو تحائف دے کے بھجوایا

شہنشہ خط کے بارے میں وصیت ایک کرتا ہے

کیا محفوظ قیصر نے یہ نامہ اک قلم داں میں — عجب اک بات کہہ دی خانداں والوں کو فرماں میں

کہا یہ سیف منصوری نے جب مغرب میں وہ پہنچے — فرنج اس وقت شہ تھا جو کہ تھا اولادِ قیصر سے

ملا اُس سے، اجازت چاہی تو اُس نے مجھے روکا — کہا اُس نے کہ تم کو ایک اعلیٰ شے دکھاؤں گا

بڑا ڈبا کہ جس پر کام سونے کا تھا، منگوایا — تھا جس میں اک قلم داں جو نہایت خوب صورت تھا

قلم داں میں تھا خط، جس کو اٹھایا، شوق سے چوما　　کہا کہ یہ مقدس نامہ ہے حضرت محمدؐ کا

وصیت کی تھی دادا نے، اسے محفوظ تم رکھنا　　ملے گی سلطنت اُس کو کہ جس کے پاس یہ ہوگا

اسے محفوظ رکھتے ہیں نصاریٰ سے چھپا کر ہم　　ہوئے ہیں دنیا بھر میں محتشم اس خط کو پا کر ہم

رسول اللہ ﷺ شہِ بحرین کو اک نامہ لکھتے ہیں

علاؑ[16] کو اک مبارک خط دیا کہ دیں یہ منذر[17] کو　　ہدایاتِ مفصل سے نوازا، تھیں ضروری جو

گئے بحرین نامہ بر، دیا نامہ، کہا اُن سے　　بہت عاقل، بہت ماہر ہو تم افعالِ دنیا کے

امورِ دنیا کے ماہر ہو گر تو فائدہ کیا ہے　　کبھی کچھ آخرت کے بارے میں بھی تم نے سوچا ہے

حقیقت ہے کہ ہے آتش پرستی ایسا اک مذہب　　سمجھتے ہیں جسے اب بدتریں سارے جہاں میں سب

نہ اس میں ہے عرب جیسا شرف، نہ ہے کرم اس میں　　نہ کوئی علم ہے اس میں، نہ مذہب کا ہے دم اس میں

تم ایسی عورتوں سے عقد کرتے ہو کہ جن کا ذکر　　کریں محفل میں تو ہوتی ہے لاحق شرم کی بھی فکر

تم ایسی چیزیں کھاتے ہو کہ ہیں جو قابلِ نفرت　　پرستش آگ کی کر کے بنے پھرتے ہو خوش قسمت

یہی وہ آگ ہے جو آخرت میں تم کو کھائے گی　　سمجھتے کیوں نہیں، تم کو بھیانک موت آئے گی

محمدؐ کی طرف آؤ، ہمیشہ سچ جو کہتے ہیں　　امیں ہیں اور خیانت سے ہمیشہ دور رہتے ہیں

برائی سے جنہیں نفرت، بھلائی جن کا شیوہ ہے　　سبھی اعمال سے اُنؐ کے توازن ہی جھلکتا ہے

وہ جو سنتے ہیں، جو کرتے ہیں، جو کرنے کو کہتے ہیں　　ہمیشہ ہر عمل میں حلقۂ فطرت میں رہتے ہیں

سنیں منذر نے سب باتیں، کہا کہ میں نے جب سوچا　　نتیجہ سوچ کا کچھ اس طرح سے سامنے آیا

کہ میں جس دین پر ہوں، اس کو دنیاوی ہی پاتا ہوں　　نہیں یہ آخرت کا دین، میں اب تک یہ سمجھا ہوں

تمہارے دین میں دنیا بھی ہے اور آخرت بھی ہے　　ادھورا پن نہیں اس میں، وضاحت ہر عمل کی ہے

میں کرتا تھا تعجب جب کوئی ایمان لاتا تھا　　تعجب اس پہ اب کرتا ہوں، جو ایماں نہیں لاتا

یہ بے شک دینِ برحق ہے، میں ایماں آپؐ پر لایا　　میں مانع اس عمل میں اب کسی شے کو نہیں پاتا

علاؑ کے ہاتھ پر منذر وہیں ایمان لے آیا　　رسول اللہؐ کے نامے کا جواب اُس نے یہ لکھوایا

عریضہ یہ شہِ بحرین کا آقا ﷺ کو ملتا ہے

لکھا منذر نے، میں نے اہلِ بحریں کو مرے آقاؐ　　سنایا آپؐ کا خط، آپؐ نے جو مجھ کو بھیجا تھا

بہت سے خط کو سن کر آپؐ پر ایمان لے آئے　　بہت سے ہیں جواب تک آپؐ پر ایماں نہیں لائے

٣٨٩

مجوسی اور یہودی رہتے ہیں میری ریاست میں
اگر اسلام کی دعوت پہ یہ ایمان نہ لائیں

مجھے اس سلسلے میں حکم دیں کہ ایسے لوگوں سے
حکومت کس طرح کے اب رویے کو روا رکھے

رسول اللہؐ نے خط پڑھ کر جواب اس کا جو لکھوایا
بہت جلدی اسے منذر تلک قاصد نے پہنچایا

شہِ بحرین کو آقائے عالم ﷺ خط یہ لکھتے ہیں

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے
خدا کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے

محمدؐ جو رسول اللہؐ ہیں، اُنؐ کا والا نامہ ہے
انہوںؐ نے نامہ منذر ابنِ ساویٰ کو یہ بھیجا ہے

سلام و حمد پہنچاتا ہوں تم تک پاک اللہ کی
بجز اُس کے سزاوارِ عبادت اور نہیں کوئی

محمدؐ ہیں رسول اللہ، گواہی اس کی دیتا ہوں
دلاتا ہوں اُسی کی یاد جس کا نام لیتا ہوں

جو کرتا ہے کسی سے خیر خواہی اور اچھائی
حقیقت میں وہ کرتا ہے وفا خود ذات سے اپنی

مرے قاصد کی طاعت جس نے کی اور حکم ہر مانا
اطاعت اس نے کی میری، یہی کچھ میں نے ہے جانا

کی ان کی خیر خواہی جس نے میں نے ہے یہی سمجھا
کی اُس نے خیر خواہی میری، میں نے ہے یہی جانا

بہت تعریف قاصد نے تمہاری آ کے مجھ سے کی
جو کی ہے قوم کی تم نے سفارش، میں نے سب مانی

تمہارے ملک میں جو شخص بھی ایمان لایا ہے
تھا جو کچھ ملکیت میں اُس کی، وہ سب کچھ اسی کا ہے

خطا کاروں پہ میں نے مہربانی کی، معافی دی
کیا ہے میں نے جو کچھ ان کے بارے میں کرو تم بھی

رہو گے ٹھیک رستے پر تو تم معزول نہ ہو گے
صداقت پر رہے تو امن کی صورت ہی دیکھو گے

یہودی اور مجوسی غیر مسلم ہیں یہ دو قومیں
کہو اُن سے، یہاں رہنے پہ اب وہ تم کو جزیہ دیں

شہِ عمان کو یہ خط نبی ﷺ ارسال کرتے ہیں

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے
اُسی کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے

محمدؐ ابنِ عبداللہ کی جانب سے یہ نامہ ہے
انہوںؐ نے عبد[18] اور جیفر[19] کی جانب نامہ بھیجا ہے

سلام اُس پر، عمل میری ہدایت پر جو کرتا ہے
برائے دعوتِ اسلام، نامہ میں نے بھیجا ہے

اگر ایمان لے آؤ، حفاظت سے رہو گے تم
وگرنہ اک عذاب اللہ کی جانب سے سہو گے تم

نبی ہوں، مجھ کو اللہ نے یہاں ہے اس لیے بھیجا
ڈراؤں میں خدا کے قہر سے اُن کو جو ہیں زندہ

خدا یہ اس لیے کرتا ہے کہ اتمامِ حجت ہو
عیاں ہو تم پہ گر، اقرار تم اسلام کا کر لو

تمہاری سلطنت کو ایسے ہی ہم باقی رکھیں گے — کھسک جائے گی ورنہ یہ تمہارے جلد ہاتھوں سے
تمہارے صحنِ خانہ میں سوار اب میرے آئیں گے — سبھی ادیان پر اب دیکھنا ہم غلبہ پائیں گے

شہِ عمان سے قاصد مفصل بات کرتے ہیں

رسول اللہؐ نے یہ خط دے کے حضرت عمروؓ[۲۰] کو بھیجا — بیاں یہ عمروؓ کرتے ہیں کہ میں عمان جب پہنچا
ملا میں عبد سے جو کہ نہایت اچھے انساں تھے — رسول اللہؐ کا قاصد ہوں، یہ ملتے ہی کہا اُن سے
رسول اللہؐ نے دونوں بھائیوں کے پاس بھیجا ہے — انہوں نے آپ دونوں کو یہ والا نامہ لکھا ہے
کہا یہ عبد نے میرے بڑے بھائی[۲۱] سے مل لینا — وہی ہیں شہ، سو اُن سے مل کے خط یہ اُن کو ہی دینا
مگر مجھ کو بھی بتلاؤ کہ دعوت کیسی لائے ہو — بلانے کے لیے کس چیز کی جانب تم آئے ہو
یہ بولے عمروؓ، اللہ ایک ہے، معبود ہے سب کا — کرو اس کی عبادت اب بتوں کی چھوڑ کر پوجا
گواہی دو، محمدؐ پاک اُس اللہ کے بندے ہیں — وہؐ بندے ہیں اُسی کے اور نبی بھی وہؐ اسی کے ہیں
یہ پوچھا عبد نے، سردار کے بیٹے ہو، بتلاؤ — تمہارا باپ کیسے لایا ایماں مجھ کو سمجھاؤ
یہ بولے عمروؓ کہ وہ آپؐ پر ایماں نہیں لائے — تمنا تھی مری کہ کاش وہ ایمان لے آتے
رہا ہوں میں بھی اپنے باپ کے دیں پر بہت عرصہ — کرم اللہ نے فرمایا، مجھے ایمان ہے بخشا
کہا یہ عبد نے، آئی ہے تم میں کب یہ تبدیلی — یہ فرمایا، ہوا یہ فیض بس کچھ روز پہلے ہی
یہ پوچھا عبد نے، تم کس جگہ ایمان لائے تھے — یہ فرمایا، حبش جا کر، نجاشی کے وسیلے سے
نجاشی بھی مسلماں ہو چکے ہیں، ہو خبر سب کو — کہا یہ عبد نے، یہ کیسی باتیں مجھ سے کرتے ہو
مسلماں جب ہوا وہ کیا کیا تھا قوم نے اُس سے — یہ بولے عمروؓ، جوں کے توں رہے اُن کے سبھی رتبے
یہ پوچھا عبد نے، کیا پادری بھی کچھ نہیں بولے — یہ فرمایا کہ وہ سب لوگ قائل ہو گئے اُن کے
کہا یہ عبد نے حیرت سے، ایسے ہو نہیں سکتا — یہ ایسا جھوٹ ہے کر دے گا جو تم کو بہت رسوا
یہ فرمایا، خدا ناخواستہ میں جھوٹ کیوں بولوں — حقیقت ہے یہی، میں آپ سے یہ سچ ہی کہتا ہوں
یہ پوچھا عبد نے، قیصر نے بھی کیا یہ خبر سن لی — یہ بولے عمروؓ، قیصر کی خبر مجھ تک ہے یوں پہنچی
خراج اُس کو نجاشی دیتے تھے اسلام سے پہلے — وہ منکر ہو گئے قیصر کو اک درہم بھی دینے سے
نجاشی نے کہا کہ باخدا، کچھ بھی نہیں دوں گا — خراج اُس کو مسلماں ہو کے ہرگز دے نہیں سکتا
یہ پہنچی بات قیصر تک تو وہ کچھ بھی نہیں بولا — مگر انکار کا سنتے ہی اُس کا بھائی[۲۲] چلایا

٣٩٢

کہا اُس نے، ہم اس بد بخت کو ہرگز نہ چھوڑیں گے ہمارے دیں کو چھوڑا اُس نے، گردن اس کی توڑیں گے
مگر قیصر یہ بولا، اُس کو حق ہے اپنی مرضی سے وہ جس مذہب کو موزوں جانے، اُس مذہب کو اپنا لے
مجھے بھی سلطنت کا گر نہ ہوتا کوئی اندیشہ تو میں بھی فصل ایماں کی یہ اپنے دل میں بو لیتا
کہا یہ عبد نے گہرے تعجب سے کہ حیرت ہے یہ بولے عمروؓ، جو میں نے کہا، بالکل حقیقت ہے
یہ پوچھا عبد نے، تعلیم کیا ہے اُنؐ کی بتلاؤ یہ فرمایا، وہ کہتے ہیں، خدا کے آگے جھک جاؤ
خدا جو حکم دیتا ہے بہر صورت بجا لاؤ برائی چھوڑ دو، نیکی کو ہر صورت میں اپناؤ
کرو احسان اپنوں پر، بچو تم ظلم کرنے سے مخالف ہیں زنا کے، نشے کے، ہر اک برائی کے
صلیب و بت پرستی کو سمجھتے آپؐ ہیں ایسے عمل ان پر کیا تو کی خدا سے دشمنی جیسے
کہا یہ عبد نے، یہ تو بڑی عمدہ ہیں باتیں سب مرے بھائی اگر ہوں متفق مجھ سے تو فوراً اب
رسول اللہؐ کی خدمت میں جہاں ہوں وہؐ چلے جائیں کریں تصدیق اور اُنؐ پر وہیں ایمان لے آئیں
ہے خدشہ، بھائی دنیا کے خسارے سے نہ ڈر جائیں برائے سلطنت اس میں تامل وہ نہ کر جائیں
یہ بولے عمروؓ[۲۳]، اُنؐ پر آپ گر ایمان لے آئے تو آقاؐ یہ حکومت آپؐ دونوں ہی کو سونپیں گے
امیروں سے ہدایا لے کے بانٹیں گے غریبوں میں کہیں گے تم بھی لو حصہ ہمیشہ نیک کاموں میں
یہ باتیں ہو چکیں تو عبد بھائی کی طرف آئے وہ لائے عمروؓ کو بھی ساتھ شہ جیفر سے ملوانے
یہ والا نامہ جیفر کو دیا حضرتؓ نے عزت سے ملے وہ بھی بڑے ہی رکھ رکھاؤ اور محبت سے
بڑی عزت سے نامے کو پڑھا، کچھ حال بھی پوچھا کریں گے غور سب کے سامنے اُنؓ سے کیا وعدہ
اُسی دن لائے دونوں آپؐ پر ایماں کھلے بندوں بہت اسلام پھیلا جب مسلماں یہ ہوئے دونوں
وصول اُن سے کیا جزیہ کہ جو ایماں نہیں لائے کئی دن عمروؓ ٹھہرے اور پھر واپس چلے آئے

یہ خط ہوذہ کو شاہِ بحر و بر ﷺ تحریر کرتے ہیں

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے اُسی کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے
محمدؐ جو رسول اللہؐ ہیں، اُنؐ کا والا نامہ ہے یہ والا نامہ ہے جو آپؐ نے ہوذہ[۲۴] کو بھیجا ہے
سلام اُس پر عمل میری ہدایت پر جو کرتا ہے جہاں بھر پر خدا کا دین جلدی چھانے والا ہے
جہاں تک دوڑ سکتا ہے ہمارا اونٹ یا گھوڑا تمہیں معلوم ہو، یہ دیں وہاں تک پھیل جائے گا
اگر ایمان لے آؤ، سلامت رہ سکو گے تم ہمیشہ سلطنت پر بھی یونہی قائم رہو گے تم

سلیطؓ آ کر یمامہ میں یہ خط ہوذہ کو دیتے ہیں

سلیطؓ[۲۵] اک تھے صحابیؓ، اُن کو نامہ یہ دیا، بھیجا
یمامہ وہؓ گئے جا کر وہاں نامہ یہ پہنچایا

بڑی عزت سے ہوذہ نے لیا نامہ، پڑھا اس کو
صحابیؓ نے کہا اُس سے، مری باتیں ذرا سن لو

پُرانی ہڈیوں سے بن کے تم سردار بیٹھے ہو
ہے ایماں تم میں نہ تقویٰ مگر سردار بنتے ہو

تمہیں اک خوبصورت شے کی جانب میں بلاتا ہوں
تمہیں اک بدتریں شے کی مصیبت سے بچاتا ہوں

عبادت تم کرو اللہ کی، تم کو حکم دیتا ہوں
اُسی کا نام لو جس کا میں ہر دم نام لیتا ہوں

عبادت نہ کرو شیطان کی، ہر دم بچو اس سے
عمل تم نے کیا اس پر تو کچھ دن میں ہی دیکھو گے

جو امیدیں تمہارے دل میں ہیں پوری وہ سب ہوں گی
اگر انکار کر بیٹھے، مری یہ بات نہ سمجھی

تو اللہ اک عجب منظر قیامت میں دکھائے گا
ہمارے درمیاں پردہ ہے جو، اس کو اٹھائے گا

سنیں ہوذہ نے باتیں، سوچنے کو وقت کچھ مانگا
پھر اگلے روز اُس نے یہ جواب، اس خط کا لکھوایا

یہ خط ہوذہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کو ملتا ہے

مجھے جس شے کی جانب آپؐ نے خط میں بلایا ہے
اُسے میں نے ہر اک شے سے بہت ہی عمدہ پایا ہے

مرا جو مرتبہ ہے، اُس سے ڈرتے ہیں عرب والے
مرا جو دبدبہ ہے، اُس سے ڈرتے ہیں عرب والے

مجھے بھی دیں اگر کچھ اقتدار اس پر میں سوچوں گا
یہی صورت ہے جس میں پیروی منظور کر لوں گا

سلیطؓ آنے لگے واپس تو اُنؓ کو کچھ دیے تحفے
مدینہ پہنچتے ہی وہؓ برائے حاضری آئے

انہوںؓ نے خط سنایا تو رسول اللہؐ نے فرمایا
میں اک بالشت بھی اُس کو زمیں ہرگز نہیں دوں گا

ہوا وہ خود فنا اور ملک بھی اُس کا فنا ٹھہرا
ہوا ایسے ہی جیسے تھا رسول اللہؐ نے فرمایا

ہوئی جب فتحِ مکہ، واپسی پر رہ میں تھے آقاؐ
بتایا آ کے جبرائیل نے کہ مر گیا ہوذہ

سنا کر یہ خبر آقاؐ نے سب کو، پیش گوئی کی
کہ اک کذاب آئے گا یمامہ کی زمیں پر ہی

نبوت کا وہ دعویٰ جب کرے گا، مارا جائے گا
چنانچہ وہ ہوا جو کچھ کہ آقاؐ نے تھا فرمایا

رسول اللہ ﷺ یہ خط غسان کے والی کو لکھتے ہیں

خدا کے نام سے آغاز جو کہ رحم کرتا ہے
خدا کے نام سے جو مہربانی کرنے والا ہے

محمدؐ جو رسول اللہؐ ہیں، اُنؐ کا والا نامہ ہے
یہ نامہ آپؐ نے غسان کے حارث[۲۶] کو بھیجا ہے

سلام اُس پر، عمل میری ہدایت پر جو کرتا ہے — سلام اُس پر، خدائے پاک پر ایماں جو لایا ہے
سلام اُس پر، کرے تصدیق جو احکامِ اللہ کی — تمھیں دعوت ہے کہ ایمان لاؤ اک خدا پر ہی
اگر ایمان نہ لائے تو شاہی بچ نہ پائے گی — اگر ایمان لائے تو رہے گی سلطنت باقی

نبی ﷺ کا نامہ حارث پڑھ کے پیچ وتاب کھاتا ہے

دیا بن وہبؓ[27] کو نامہ، جو ملکِ شام بھجوایا — انہیںؓ نامے کے بارے میں رسول اللہؐ نے سمجھایا
دمشق آئے صحابیؓ تو ہوا معلوم یہ اُنؓ کو — کہ قیصر کے سبب مصروف ہے حارث کئی دن تو
پھر اس کے بعد ہی امکان ہے حارث سے ملنے کا — چنانچہ صبر کرنے کے علاوہ کچھ نہ تھا چارہ
تھا قیصر اُن دنوں بیت المقدس میں کئی دن سے — حِمص سے آیا تھا شکرانے کی خاطر یہاں چل کے
گیا قیصر وہاں سے جب تو غسانی یہاں آیا — صحابیؓ کو بڑی دشواری سے کچھ وقت مل پایا
دیا بن وہبؓ نے نامہ، ہوا برہم جسے پڑھ کر — بہت غصے ہوا، نامے کو اُس نے پھینکا دھرتی پر
وہ چیخا کون ہے جو ملک میرا مجھ سے چھینے گا — کروں گا حال وہ اُسؐ کا زمانہ اُس کو دیکھے گا
وہ کیا آئے گا میں خود اُس کی جانب جانے والا ہوں — گرفتار اُس کو کر کے اُس کے گھر سے لانے والا ہوں
کہا اُس نے کہ گھوڑوں کو کرو تیار جانا ہے — ہماری کیا ہے طاقت جا کے دشمن کو بتانا ہے
کیا تحریر قیصر کو بھی خط، احوال لکھ بھیجے — جواب آیا، نہ چل پڑنا بلا سوچے، بلا سمجھے
ہدایات اُس کو قیصر نے بہت سی اور لکھ بھیجیں — ہوا حیرت زدہ حارث ہدایات اُس نے جب دیکھیں
بلایا اُس نے قاصد کو، ادب سے اُنؓ سے یہ پوچھا — یہ فرمائیں، ارادہ کب ہے یثرب لوٹ جانے کا
کہا قاصد نے کہ کل میں مدینے لوٹ جاؤں گا — کہا حارث نے کہ میں پیش کرنا چاہوں گا تحفہ
ہدیہ سونے کا دے کر انہیں عزت سے بھجوایا — سنایا آ کے قاصد نے جو قصہ پیش تھا آیا
سنیں قاصد کی باتیں تو رسول اللہؐ نے فرمایا — مجھے لگتا ہے حارث[28] جلد کھو بیٹھے گا ملک اپنا

بہر انداز ارفع آپ ﷺ کا ہر نامہ لگتا ہے

رسول اللہؐ نے جو بھی نامے لکھے اُن سے ہے ظاہر — کہ دنیائے سیاست کے تھے آقاؐ ہی بڑے ماہر
وہؐ شاہوں کے مزاجوں کو بہر صورت سمجھتے تھے — رویے اُن کے آقاؐ نے، سدا پیشِ نظر رکھے
ہر اک نامے میں لفظوں کا چناؤ بہتریں رکھا — ہر اک فقرہ نہایت باثر تھا اور مناسب تھا

۳۹۴

دیا پیغام جو خط میں، کوئی اس میں کمی نہ تھی ۔ کہی جو بات ہر اک تھی جلی، کوئی خفی نہ تھی
اگر تحریر لمبی ہو، اُسے سلطاں نہیں پڑھتے ۔ چنانچہ آپؐ نے نامے ہمیشہ مختصر رکھے
نبی کی شان ہے کہ وہ کسی سے خم نہیں کھاتا ۔ شہادت دے رہا ہے آپؐ کے ہر نامے کا لہجہ
رسول اللہؐ نے لکھے نامے تو ثابت ہوا اُن سے ۔ عرب ہی کے نہیں وہؐ ہیں نبیؐ ساری خدائی کے
نبیؐ نے جو بھی لکھا، وہ بہر صورت ہوا سچا ۔ زمانے کے رویوں پر پڑا گہرا اثر اس کا
ملی ان والا ناموں سے ہر اک کو روشنی یہ بھی ۔ کہ خط لکھتے ہیں کیسے، اُن میں باتیں لکھتے ہیں کیسی
انہی کے واسطے سے دینِ حق پہنچا جہاں بھر میں ۔ تھی پھیلی جس کی خوشبو ان سے پہلے اپنے ہی گھر میں
بہت سے بادشہ پڑھ کر انہیں ایمان لے آئے ۔ اثر ان کا پڑا اُن پر بھی جو ایماں نہیں لائے

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر حمید اللہ۔ فرانس
۲۔ عمرو بن امیہ ضمری
۳۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب عبدِ مناف جو آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے
۴۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب عبدِ مناف
۵۔ حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ
۶۔ علامہ منصور پوری نے مقوقس قبطی کا نام جریج بن متی جبکہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے بنیامین تحریر کیا ہے
۷۔ حضرت ابراہیمؑ ابنِ محمدؐ
۸۔ خسرو پرویز۔ ایران کے بادشاہوں کا لقب
۹۔ کسریٰ بن ہرمز
۱۰۔ حضرت عبداللہ بن حذیفہ سہمیؓ
۱۱۔ قیصرِ روم ہرقل
۱۲۔ حضرت دَحیہؓ بن خلیفہ کلبی
۱۳۔ قدیم شاہانِ روم کا لقب
۱۴۔ ابوسفیان صخر بن حرب
۱۵۔ حضرت دحیہؓ بن خلیفہ کلبی
۱۶۔ حضرت علاؓ بن الحضرمی
۱۷۔ منذر بن ساوی حاکمِ بحرین
۱۸۔ عبد بن جلندی
۱۹۔ جیفر بن جلندی شاہِ عمان
۲۰۔ حضرت عمرو بن العاص
۲۱۔ جیفر بن جلندی
۲۲۔ نیاق برادرِ قیصر روم
۲۳۔ حضرت عمروؓ بن العاص
۲۴۔ ہوذہ بن علیؓ
۲۵۔ حضرت سلیط بن عمرو
۲۶۔ حارث بن ابی شمر غسانی
۲۷۔ حضرت شجاعؓ بن وہب
۲۸۔ حارث بن ابی شمر غسانی

باب

۳۷

مہموں کا نئے انداز میں آغاز ہوتا ہے

۳۹۶

کہانی غابہ کے غزوے کی سلمہؓ یوں سناتے ہیں

کہانی غابہ کے غزوہ کی سلمہؓ[1] یوں سناتے ہیں
بڑے ہی فخر سے حالات ہر اک کو بتاتے ہیں

رسول اللہؐ نے کچھ انواق کا ریوڑ کہیں بھیجا
حفاظت کے لیے جس کی صحابہؓ دو کو بھجوایا

صحابیؓ لے کے آئے تھے یہاں بو طلحہؓ[2] کا گھوڑا
ابھی پہنچے تھے صحرا میں فزاری[3] نے کیا حملہ

کیا قتل اُس نے چرواہے کو، ہانکے جانور سارے
صحابیؓ نے دیا خادم کو گھوڑا اور کہا اُس سے

کہ بو طلحہؓ کو گھوڑا جا کے دو، آقاؐ کو بتلاؤ
کہ ہم پر ہو گیا حملہ، خبر اُنؐ تک یہ پہنچاؤ

چڑھے خود ایک ٹیلے پر، کیا رخ جانب طیبہ
پکارے، ہائے حملہ یعنی ہائے فجر کا حملہ[4]

پھر اس کے بعد حملہ آوروں کے پیچھے چل نکلے
وہ پڑھتے تھے رجز اور تیر بھی برساتے جاتے تھے

مسلسل اُن کو تیروں سے وہ زخمی کرتے جاتے تھے
اگر دشمن سوار آتا، شجر کی اوٹ لے لیتے

سوار اُن کے قریب آتا تو اُس کو زخمی کر دیتے
اسی صورت میں لڑ لڑ کر پہاڑوں تک وہ آ پہنچے

پہاڑوں کے نہایت تنگ رستے سے وہ جب گزرے
تو پھر اُن پہ سلمہؓ نے بہت سے زور سے پھینکے

وہیں پر چھوڑ کر سب جانور، ہر اک عدو بھاگا
صحابیؓ نے مگر اُن ظالموں کا پیچھا نہ چھوڑا

چلائے تیر اتنے کہ انہیں رستہ نہیں سوجھا
گرا کر مال اپنا، اُن کا ہر ساتھی ادھر بھاگا

جدھر کا راستہ اُس کو ملا، آخر وہاں پہنچا
جہاں کے بارے میں طے تھا اکٹھا آ کے ہونے کا

وہ پہنچے جب وہاں تو اس جگہ سلمہؓ بھی آ پہنچے
پہاڑی سے انہوں نے کچھ سوار آتے ہوئے دیکھے

قریب آئے، یہ اخرمؓ[5]، بوقتادہؓ[6]، ابنِ اسودؓ[7] تھے
لڑا رحمٰن فزاری خود ہی آگے آ کے اخرمؓ سے

ذرا سی دیر میں اخرم کو اُس نے جاں سے جب مارا
تو اس سے بو قتادہؓ نے یہ فوراً لے لیا بدلہ

مرا سردار تو باقی وہاں کوئی نہیں ٹھہرا
وہ بھاگے تو نبیؐ کے جاں نثاروں نے کیا پیچھا

مڑے اک گھاٹی کی جانب جہاں چشمہ تھا پانی کا
صحابہؓ نے مگر اُن کو وہاں سے دور ہی رکھا

ڈھلی جب شام، آقاؐ آگئے لے کر سواروں کو
گزارش حضرتِ سلمہؓ نے یہ کی، گر اجازت ہو

مجھے اک سو کا دستہ دیں، پکڑ لاؤں لٹیروں کو
یقیناً چھین لوں اُن سے لیے پھرتے ہیں گھوڑے جو

کہا آقاؐ نے، اُنؓ سے، ہے مناسب نرمی اب برتو
یہی کافی ہے اُن سے کر لیا ہے تم نے اب تک جو

یہ فرمایا کہ سلمہؓ بہتریں پیدل ہمارے ہیں　　سواروں میں یقیناً بوقتادہؓ سب سے آگے ہیں
دیے دو حصے آقاؐ نے انہیںؓ مالِ غنیمت سے　　انہیںؓ اپنی سواری پر بٹھا کر ساتھ لے آئے
یہ وہ اعزاز ہے سلمہؓ رہے نازاں سدا جس پر　　وہ اس اعزاز کا سب سے خوشی سے کرتے ذکر اکثر

۳۹۸

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت سلمہؓ بن اکوع
۲۔ حضرت ابوطلحہؓ عبداللہ
۳۔ عبدالرحمٰن بن عیینہ بن حصن فزاری
۴۔ یا صباحاہ
۵۔ اخرم محرزؓ بن نضلہ اسدی
۶۔ حضرت ابوقتادہ عثمانؓ بن ربعی
۷۔ حضرت مقدادؓ بن اسود

۳۹۹

باب

۳۸

ہر اک فتنے سے خیبر کا تعلق خاص ملتا ہے

توجہ سرورِ کون و مکاں ﷺ خیبر پہ دیتے ہیں

مدینے سے تھا اک سو میل کی دوری پہ اک خطہ — یہاں قلعے تھے اور باغات تھے، نام اس کا خیبر تھا
یہودی کر کے بد عہدی مدینے سے تھے نکلے جب — یہیں آ کر ہوا آباد اخطب کا گھرانا تب
یہودی جو یہاں پہلے سے تھے آباد، ایسے تھے — کھلے بندوں جو اہلِ حق کو دشمن اپنا کہتے تھے
یہیں سے ابنِ اخطب[1] وفد لے کے مکہ آیا تھا — کہ جس نے اہلِ مکہ سے کیا تھا ایک سمجھوتا
ہوا تھا طے کہ یثرب پر کریں گے حملہ سب مل کے — جہاں بھی ہیں مسلماں ہم انہیں زندہ نہ چھوڑیں گے
یہیں سے ہر کمک احزاب کے لشکر کو ملتی تھی — ہوا آغاز خیبر سے، ہوئے فتنے کھڑے جو بھی
رسول اللہؐ کی جاں لینے کے منصوبے یہیں بنتے — یہیں سے دینِ حق کو ختم کرنے کے چھڑے قصے
خلافِ دینِ حق سب سے موثر اہلِ مکہ تھے — وہ کھل کر سامنے آتے، وہ کھل کے دشمنی کرتے
یہودی قوم لیکن سازشوں ہی پر تلی رہتی — ہر اک فتنے کے ڈانڈے جا کے ملتے اس کے شر سے ہی
قریش و اہلِ ایماں میں ہوا جب امن سمجھوتا — تو اس کا سب سے بڑھ کے اہلِ خیبر کو ہوا صدمہ
قریشِ مکہ سے جب کوئی خطرہ نہ رہا باقی — تو آقاؐ نے یہودی قوم کی جانب توجہ کی
خدا نے کامراں ہونے کی آقاؐ کو بشارت دی — ہوئیں نازل اسی بارے میں کچھ آیاتِ قرآں بھی

لڑائی کے لیے لشکر نبی ﷺ ترتیب دیتے ہیں

مسلمانوں سے کی تھی دشمنی جو اہلِ خیبر نے — اُسے محسوس فرمایا ہمیشہ شاہِ انورؐ نے
اب آیا وقت کہ اس کا جواب اُن کو دیا جائے — ستم جو جو کیے تھے اُن کا بدلہ اب لیا جائے
چنانچہ امن سمجھوتے کے کچھ دن بعد فرمایا — کہ اس دشمن سے دو دو ہاتھ کرنے کا ہے وقت آیا
خدا نے آپؐ کو اس سلسلے میں حکم بھجوایا — کہ خیبر کے لیے لشکر جو اب ترتیب پائے گا
فقط ایمان والوں کو ملے حق ساتھ جانے کا — منافق کوئی بھی اس جنگ میں ہرگز نہ جائے گا
چنانچہ آپؐ نے اس کے لیے اعلان فرمایا — وہی جائے گا جو کہ بیعتِ رضواں میں شامل تھا
چنانچہ چودہ سو افراد اس لشکر میں تھے شامل — قیادت سرورِ عالمؐ کی اس لشکر کو تھی حاصل

۴۰۱

بنے اس مرتبہ بن عرفطہ[۲] ناظم مدینے کے — جنھوں نے کام نمٹائے، تدبر سے، قرینے سے

یہودی اور منافق سازشیں دن رات کرتے ہیں

ملی جب یہ خبر خیبر پہ حملہ ہونے والا ہے — یہودی سازشوں کا اب صفایا ہونے والا ہے

بھگائے آدمی عبداللہ[۳] نے، پیغام بھجوایا — یہودی جو تھے خیبر میں انہیں اُس نے یہ بتلایا

مسلمانوں کا اک چھوٹا سا لشکر آنے والا ہے — تمہارے پاس طاقت اُن کی طاقت سے زیادہ ہے

تمہارے جیتنے کا ہر طرح امکاں زیادہ ہے — تمہاری فوج، گھوڑے، اونٹ، سب ساماں زیادہ ہے

بہرصورت تمہیں اب کھل کے اُن سے جنگ کرنی ہے — دلیری سے لڑے تو کامیابی اب تمہاری ہے

خبر حملے کی جیسے ہی ملی یہ اہلِ خیبر کو — کنانہ[۴] اور ہوذہ[۵] سے کہا، غطفان تک پہنچو

ملو سب سے وہاں جا کر، حلیفوں سے مدد مانگو — انہیں یہ صاف بتلا دو، ہوا غلبہ ہمارا تو

انہیں خیبر کی اب سے نصف پیداوار ہم دیں گے — علاوہ اس کے جو کچھ بھی ہوا درکار ہم دیں گے

الگ رستے سے لشکر سوئے خیبر کوچ کرتا ہے

روانہ جب ہوا لشکر تو سب سے پہلے عصر[۶] آیا — گزر کر صہبا کی وادی سے یہ ایسی جگہ پہنچا

جہاں یہ مشورہ کرنا ضروری آپؐ نے سمجھا — کہ آگے جانے کو اب منتخب ایسا کریں رستہ

کہ وہ خیبر میں داخل شام کی جانب سے ہو پائیں — یہودی تاکہ اس رستے سے باہر بھاگ نہ جائیں

بنو غطفان اس رستے سے خیبر آتے جاتے تھے — یہ سوچا آپؐ نے، روکیں انہیں اس سمت آنے سے

اگر حائل حلیفوں میں وہ اس رستے پہ ہو جائیں — تو ممکن ہے بنو غطفان اس رستے پہ نہ آئیں

یہودی ایسی حالت میں اکیلا خود کو سمجھیں گے — چنانچہ خودبخود ہتھیار جلدی ڈال وہ دیں گے

حُسیل، اک شخص تھا جس کو طلب آقاؐ نے فرمایا — یہاں کے راستوں کا اُس کو ماہر سمجھا جاتا تھا

قیادت اُس نے کی ایسی جگہ لشکر کو لے آیا — جہاں تھے مختلف رستے، ہر اک خیبر کو جاتا تھا

سبھی رستوں کے تھے کچھ نام اور مشہور بھی تھے سب — کوئی تھا حزن، کوئی شاش، اک حاطب تھا، اک مرحب

رسول اللہؐ نے سب سے آخری رستے کو اپنایا — حُسیل اس راستے سے آپؐ کو منزل پہ لے آیا

بنو غطفان پر ہیبت کا عالم طاری ہوتا ہے

بنو غطفان کو جیسے ہی حملے کی خبر پہنچی — مدد کے واسطے وہ چل پڑے خیبر کو فوراً ہی

انھوں نے بال بچے اور مویشی تنہا چھوڑے تھے — ذرا سے فاصلے پر ہی ابھی چل کر وہ پہنچے تھے
سنائی شور سا اُن کو دیا، وہ سب یہی سمجھے — مسلماں اُس قبیلے پر برائے حملہ آ پہنچے
وہ واپس آ گئے، یہ خوف اُن کے دل میں یوں بیٹھا — مدد کو اہلِ خیبر کی کوئی بھی پھر نہ جا پایا

شہادت کا اشارہ آپ ﷺ سے عامرؓ کو ملتا ہے

سفر تھا رات کا جاری، ابھی تھے دور خیبر سے — کسی ساتھی نے عامرؓ سے کہا جو ایک شاعر تھے
عطا ہم کو کلام اپنا کرو گے تو خوشی ہوگی — سفر کی جو تھکن ہے اُس میں بھی خاصی کمی ہوگی
سواری سے اتر کر شعر عامرؓ نے پڑھے ایسے — دعاؤں کا حسیں دریا رواں شعروں میں ہو جیسے
سنے اشعار تو آقاؐ نے پوچھا کون ہے شاعر — بتایا آپؐ کو لوگوں نے، ان کا نام ہے عامرؓ
یہ فرمایا، خدا عامرؓ پہ اپنا رحم فرمائے — رسول اللہؐ کے یہ الفاظ سنتے ہی سبھی چونکے
کہا اک دوسرے سے کہ شہادت اب تو عامرؓ کی — یقیں ہے اُنؓ کی قسمت میں اسی غزوے میں ہے لکھی
شہادت اُس کو ملتی آپؐ جس کو یہ دعا دیتے — سو خیبر ہی کے غزوے میں وہ اس رتبے پہ جا پہنچے

۴۰۳

نمازیں اک وضو سے تین سارے لوگ پڑھتے ہیں

سفر جاری تھا کہ صہبا کی وادی میں یہ جب پہنچے — نمازِ عصر پڑھ کر آپؐ کچھ لمحے وہاں بیٹھے
سبھی افراد لشکر کے وہاں تشریف رکھتے تھے — کہا خادم سے کھانے کے لیے کچھ سب کو لا کر دے
میسر تھا وہاں ستو، جو سب کو لا دیا اُس نے — سبھی نے شوق سے اُس کو تناول کر لیا مل کے
وہاں بیٹھے ہی بیٹھے ہو گیا جب وقت مغرب کا — سبھی نے کی فقط کلی، وضو تازہ نہ فرمایا
عشاء کے وقت بھی سب نے فقط کلی ہی فرمائی — پڑھیں تینوں نمازیں آپؐ نے بھی اک وضو سے ہی

رسول اللہ ﷺ کا لشکر رات کو خیبر میں آتا ہے

رسول اللہؐ کا لشکر رات کو خیبر میں آ پہنچا — پتا آمد کا خیبر کے مکینوں کو نہ چل پایا
انہیں اس کی توقع ہی نہ تھی، دیکھا یہ جب لشکر — مدینے کی بجائے شام جانے والے راستے پر
گزاری ایسی جا پر رات کہ تھا سامنے خیبر — تھا محوِ خواب خیبر، اس طرف بیدار تھا لشکر
ادا کر کے نماز آگے بڑھا جب آپؐ کا لشکر — یہ منظر دیکھ کر طاری ہوا ڈر اہلِ خیبر پر

وہ بے خوفی سے کھیتوں کی طرف جانے کو نکلے تھے
مگر کچھ دور ہی اسلام کے جانباز جب دیکھے

وہ چیخ اٹھے، محمدؐ آ گیا لشکر لیے اپنا
حقیقت یہ نہیں لگتی، یہ لگتا ہے ہمیں سپنا

یہ منظر دیکھ کر آقائے عالمؐ نے یہ فرمایا
کسی بھی قوم سے لڑنے مرا جب جب قشون آیا

تو اُس کی صبح ویراں اور بُرا انجام ہوتا ہے
ہمارے ہاتھوں خیبر کا فنا ہونا ہی ٹھہرا ہے

رسول اللہؐ نے اک جا پہ پڑاؤ کرنا چاہا تو
حبابؓ[۵] آئے، کہا اک مشورہ دوں گر اجازت ہو

اجازت ملنے پر بولے کہ ہم دشمن کے قلعے سے
بہت نزدیک اتریں گے، اگر ہم اس جگہ اترے

یہ وہ قلعہ ہے جس میں جنگ جُو خیبر کے رہتے ہیں
یہودی اس کو اپنی فوج کا قلعہ ہی کہتے ہیں

یہاں سے وہ ہمیں پوری طرح سے دیکھ پائیں گے
قدم ہم جو اٹھائیں گے وہ فوراً جان جائیں گے

نظر کوئی بھی چال اُن کی یہاں سے آ نہیں سکتی
یہاں بوچھاڑ کر سکتے ہیں وہ لشکر پہ تیروں کی

یہاں شب خوں وہ ماریں تو رہے گی اُن کو آسانی
پڑاؤ کی جگہ میں پائی جاتی ہے عجب پستی

کھجوروں کے سبب سے ہے وبا کا بھی یہاں خطرہ
ہمیں حالاتِ دشمن کا پتا کچھ چل نہ پائے گا

چلیں ایسی جگہ، خالی ہو جو اِن سب مفاسد سے
جہاں سے کر سکیں دشمن پہ آسانی سے ہم حملے

سنی رائے رسول اللہؐ نے، صائب اس کو گردانا
صحابیؓ نے دکھائی جو جگہ اُس کو بجا مانا

بیاں خیبر کی وادی کی یہاں تفصیل ہوتی ہے

جو خیبر کا علاقہ تھا، دو حصے خاص تھے اس کے
کہا جاتا تھا اک کو شق، کتیبہ اک کو کہتے تھے

تھے شق میں پانچ قلعے، تین تھے جب کہ کتیبے میں
تھیں گڑھیاں اور چھوٹے قلعے بھی باقی علاقے میں

ہوئی شق میں لڑائی جبکہ سب اہلِ کتیبہ نے
کیا طے کہ مسلمانوں سے وہ بالکل نہیں لڑتے

حقیقت میں کتیبہ میں زیادہ فوج تھی اُن کی
مگر دل میں مسلمانوں کی دہشت اس طرح بیٹھی

کہ لڑنے سے وہ پہلے ہی لڑائی ہار بیٹھے تھے
حوالے کر دیے آقاؐ کے، اُن کے جتنے قلعے تھے

نبی ﷺ غزوے کا ناعم سے یہاں آغاز کرتے ہیں

بڑھا لشکر سوئے خیبر تو آقاؐ نے دُعا یہ کی
خداوندا! ہمارے سامنے تیری جو ہے بستی

سوال اب تجھ سے کرتے ہیں فقط اس کی بھلائی کا
سوال اس کی بھلائی کا، ہر اک بستی کے باسی کا

خداوندا! ہمیں بستی کے شر سے تو بچا لینا
ہر اک شے اور ہر باسی کے شر سے تو بچا لینا

یہاں جتنے بھی قلعے تھے، بہت محفوظ تھے سب ہی
مگر ناعم کے قلعے کی سوا تھی سب سے مضبوطی

کیا ان قلعوں پر حملہ تو پیش آئی جو دشواری
بڑی ہی جان لیوا تھی مگر ہمت نہیں ہاری

تھا ناعم ان میں وہ قلعہ کہ حاکم جس کا مرحب تھا
فنونِ حرب میں جس کو سمجھتے تھے سبھی یکتا

وہاں کے باسیوں نے آپؐ کے لشکر کو جب دیکھا
ہوئے وہ قلعہ بند ایسے، نہ چھوڑا حملے کا رستہ

بنایا آپؐ نے اس قلعے پر حملے کا منصوبہ
مگر اُس روز ہی سر درد نے آقاؐ کو آ گھیرا

چنانچہ آپؐ نے بو بکرؓ کو اس کام پر بھیجا
بڑی کوشش کی لشکر نے مگر ناکام ہی لوٹا

عمرؓ کو اگلے روز آقاؐ نے لشکر کا دیا جھنڈا
عمرؓ نے پوری شدت سے کیا اُس قلعے پر حملہ

عمرؓ کی کوششوں کا بھی نتیجہ کچھ نہیں نکلا
ہوئی جب شام، تھک کر لشکرِ اسلام لوٹ آیا

مسلسل کوششیں کچھ دن رہیں جاری، ہر اک حملہ
ہوا ناکام روزانہ، یہی ہوتا رہا قصہ

رسول اللہؐ نے اک شب اہلِ لشکر سے یہ فرمایا
کہ کل اک ایسی ہستی کو دیا جائے گا یہ جھنڈا

کہ جو مجھ سے، مرے اللہ سے دل سے پیار کرتا ہے
جسے میں نے، مرے اللہ نے پیارا اپنا سمجھا ہے

ہوا دن تو صحابہؓ سب تمنا لے کے یہ آئے
کہ کاش اُن کو ہی یہ جھنڈا رسول اللہؐ سے مل جائے

علیؓ کو اک صحابیؓ بھیج کر آقاؐ نے بلوایا
علیؓ کی آنکھیں آئی ہیں، انہوںؓ نے آ کے بتلایا

کہا آقاؐ نے، اُسؓ کو لے کے میرے پاس تم آؤ
قیادت جنگ میں کرنی ہے، اُس کو جا کے بتلاؤ

علیؓ آئے، لعاب اپنا لگایا اُنؓ کی آنکھوں پر
لگا کر یہ کہا اُنؓ سے دعائے خیر فرما کر

انہیں پہلے یہ دعوت دو کہ وہ ایمان لے آئیں
نہ مانیں تو لڑو ایسے کہ بالکل زیر ہوجائیں

علیؓ نے یہ گزارش کی، لڑوں گا اُن سے میں تب تک
کہ وہ ایمان لے آتے نہیں ہیں آپؐ پر جب تک

رسول اللہؐ نے فرمایا، انہیں تم پہلے بتلاؤ
حقوق اللہ ہیں کیا پھر ہر ضروری بات سمجھاؤ

تمہارے واسطے سے گر کوئی ایمان لے آئے
تو سرخ اونٹوں سے بڑھ کر ہے، اگر تم ایسا کر پائے

مقابل قلعے کے تھامے ہوئے جھنڈا علیؓ آئے
کہا اسلام لے آؤ، یہودی پر نہیں لائے

بڑے ہی فخر سے مرحب بڑھا آگے، وہ للکارا
میں مرحب ہوں، بہادر ہوں، پتا خیبر کو ہے سارا

بڑھے اس سمت سے عامرؓ[9] کہا مرحب سے کہ آؤ
میں عامرؓ ہوں، بہادر ہوں، ذرا لڑ کے تو دکھلاؤ

بڑھا مرحب، کیا اک وار عامرؓ پر تو ڈھال اُنؓ کی
گئی کٹ درمیاں سے وار کی شدت سے تھوڑی سی

کیا عامرؓ نے اُس پر وار، چھوٹی تھی مگر تلوار
اسی باعث گیا مرحب پہ اُنؓ کا وار یہ بے کار

گیا جب وار خالی تو لگی تلوار یہ آ کر
بڑی تیزی سے عامرؓ ہی کے اپنے بائیں گھٹنے پر

ہوئے زخمی تو لشکر میں وہؓ جلدی سے پلٹ آئے
تھا کاری زخم یہ ایسا کہ وہ جانبر نہ ہو پائے

شہادت اس طرح پائی تو آقاؐ نے یہ فرمایا
شہادت پانے پر عامرؓ نے پایا اجر ہے دہرا

ہوئے جب زخمی عامرؓ تو، علیؓ آگے بڑھے بولے
میں حیدرؓ ہوں، ملا یہ نام مجھ کو میری امی سے

بہادر شیر جیسا ہوں یہ سب کو میں دکھا دوں گا
برابر صاع[10] کے میں تول نیزے کی بنادوں گا

بڑھے آگے علیؓ، تلوار ماری سر پہ مرحب کے
اُسی اک وار سے پھر وہ نہ اُٹھ پایا، گرا ایسے

بڑھا مرحب کا بھائی آگے، اُس نے آ کے للکارا
میں یاسر ہوں، مقابل مجھ قوی کے کون آئے گا

زبیرؓ[11] آگے بڑھے، یاسر کو فوراً قتل کر ڈالا
ہوا یوں اہلِ حق کا انفرادی جنگ میں غلبہ

لڑائی پھر فریقوں میں یکایک چھڑ گئی ایسی
نہ دیکھی تھی لڑائی اہلِ خیبر نے کبھی ویسی

بہت سے نامور دشمن لڑائی میں گئے جاں سے
مرے وہ تو یہودی لڑ نہ پائے اہلِ ایماں سے

ہٹے پیچھے، ہوئے وہ منتقل اک اور قلعے میں
علیؓ نے اور شدت پیدا کر دی اپنے حملے میں

درختوں کے تنوں سے باب کھولا، ہو گئے داخل
مسلمانوں کو اس قلعے پہ غلبہ ہو گیا حاصل

مسلماں صعب کے قلعے پہ آ کے حملہ کرتے ہیں

یہاں کے لوگ قلعہ صعب کو مضبوط کہتے تھے
یہاں خوراک کے تاجر بڑے عرصے سے رہتے تھے

یہاں خوراک اور چربی سبھی قلعوں سے بڑھ کر تھی
انہی چیزوں کی لشکر میں ہمیشہ تھی کمی رہتی

کمی خوراک میں آئی تو آقاؐ نے دعا یہ کی
خدایا! ایسا قلعہ دے، کمی ہو جائے یہ پوری

حباب انصاریؓ[12] نے حملے میں لشکر کی قیادت کی
لیا گھیرے میں قلعے کو، رہا جو تین دن جاری

ہوا جب تیسرا دن تو دعا آقاؐ نے فرمائی
اُسی دن کامرانی اہلِ حق کے حصے میں آئی

بہت خوراک اور چربی یہاں سے ہوگئی حاصل
تھے اموالِ غنیمت میں کئی ہتھیار بھی شامل

ملی جب کامرانی تو مسلمانوں کے لشکر نے
کئی خر کاٹ ڈالے کیونکہ سارے لوگ بھوکے تھے

رسول اللہؐ نے لشکر میں جو پکتی ہانڈیاں دیکھیں
یہ پوچھا کیا ہے، پکنے کو کہاں سے چیزیں یہ آئیں

بتایا کہ گدھوں کی بوٹیاں ہیں تو یہ فرمایا
نجس ہے یہ، اسے ہم نے کسی صورت نہیں کھانا

اتارو ہانڈیاں، توڑو انہیں، کچھ اور کھالو تم
ہے بہتر کہ کوئی بھی شے سبھی مل کر پکا لو تم

نبی ﷺ کو حصن قلہ سخت محنت کر کے ملتا ہے

یہ قلعہ تھا پہاڑی سو بہت دشوار تھا رستہ
اکیلے آدمی کا بھی تھا مشکل اُس طرف جانا

مسلمانوں کے دستے نے لیا گھیرے میں قلعے کو — کوئی بھی تین دن تک جب نظر آیا نہ اُن کو تو
ہوئی تشویش، خاموشی کے پیچھے ماجرا کیا ہے — عدو نے کوئی منصوبہ یقیناً سوچ رکھا ہے
دعا آقاؐ نے فرمائی، خدا نے دے دیا رستہ — یہودی اک رسول اللہؐ کی خدمت میں چلا آیا
مہینہ بھر بھی گر بیٹھیں، گزارش کی یہ آقاؐ سے — تو اس قلعے کے باسی، قلعے سے پھر بھی نہ نکلیں گے
اگر کرنا ہے ان کو زیر تو پانی نہ لینے دیں — نہ اُن کو آنے دیں چشمے پہ، اب گہری نظر رکھیں
نکل کر رات کو قلعے سے وہ چشمے پہ آتے ہیں — یہاں پیتے ہیں پانی، قلعے میں بھی لے کے جاتے ہیں
اگر پانی کریں گے بند تو گھٹنے یہ ٹیکیں گے — عمل اس پر کریں، اس کا نتیجہ جلد دیکھیں گے
رسول اللہؐ نے چشمے پر لگایا اس طرح پہرہ — نہ پھر اُن کو یہاں سے مل سکا اک قطرہ پانی کا
چنانچہ ایک ہی دن میں وہ سب باہر نکل آئے — وہ اپنی پوری طاقت سے مسلمانوں سے ٹکرائے
لڑائی وہ لڑے آ کر مسلمانوں سے شدت سے — شہید اس میں مسلماں بھی ہوئے، کافی مرے اُن کے
خدا نے سرورِ عالمؐ کو آخر کامیابی دی — ہوا قلعہ عطا آقاؐ کو، اللہ نے خوشی بخشی

ابی کا قلعہ آقا ﷺ کو فقط اک دن میں ملتا ہے

یہودی حصنِ قلہ سے ابی کے قلعے میں آئے — یہاں بکھری ہوئی طاقت کو یک جا پھر سے کر پائے
ہوئے محصور جب تو قلعے سے دو آدمی نکلے — کہا جو ہم سے لڑنا چاہتا ہے، سامنے آئے
مجاہد دو بڑھے، دونوں یہودی قتل کر ڈالے — ہوئے وہ قتل تو سب جنگ جو باہر نکل آئے
لڑائی دیر تک ہوتی رہی، پسپا ہوئے آخر — گئے وہ اس طرح واپس، ہوا نہ پھر کوئی ظاہر
بڑھے آگے مسلماں اور قلعے پر کیا قبضہ — خدا نے سرورِ عالمؐ کو یوں یہ قلعہ بھی بخشا

خدا کے فضل سے قلعہ نزار آقا ﷺ کو ملتا ہے

نزار ایسا تھا قلعہ جس کو سب محفوظ کہتے تھے — یہودی اس میں اہلِ خانہ کے ہمراہ رہتے تھے
پہاڑی پر تھا یہ قلعہ، بہر صورت یہ تھا مضبوط — یہ کہتے تھے کبھی کہ ہے یہ ہر اک سے سوا مضبوط
یقیں تھا ان کو اس کو سر کوئی بھی کر نہیں سکتا — اسے سر کرنے جو آئے گا، ہم سے منہ کی کھائے گا
مسلماں کر لیں کوشش، اس میں داخل ہو نہیں سکتے — تبھی تو اُن کے بیوی بچے اس قلعے میں رہتے تھے
مسلمانوں نے حملہ کر کے جب قلعے کو گھیرا تھا — تھے جو قلعے میں، اس کو اک تماشا سب نے سمجھا تھا
وہ دیواروں پہ بیٹھے تیر برساتے تھے لشکر پر — کوئی نزدیک آتا تو گراتے اُس پہ وہ پتھر

کوئی صورت نہ پیدا ہو سکی قلعے میں جانے کی
نہ دشمن کو ہوئی ہمت کھلے میداں میں آنے کی

پڑیں جب مشکلیں ایسی تو آقاؐ نے کہا سب سے
کرو اب منجنیقیں نصب، اک ترتیب اور ڈھب سے

کرائی سنگ باری تو گریں قلعے کی دیواریں
ملا رستہ تو داخل ہو گئیں اسلام کی فوجیں

پڑا گھمسان کا جب رن، یہودی اس طرح بھاگے
رہے نہ ہوش باقی اُن کو اپنے اور پرائے کے

یہاں تک کہ وہ بیوی اور بچے چھوڑ کر بھاگے
چھپے جا کر وہاں، جو قلعہ تھا اس قلعے سے آگے

کتیبہ کی طرف اب لشکرِ اسلام آتا ہے

نطات و شق تو حاصل ہو چکے، باقی کتیبہ تھا
یہ خیبر کے علاقے کا ہی باقی نصف حصہ تھا

نطات و شق سے جو بھاگا، سلالم کی طرف آیا
نضیر اس کے تھے مالک اور یہ اک ایسا قلعہ تھا

کہ جس میں اس علاقے کے یہودی سارے آ بیٹھے
بہت محفوظ قلعہ بندی کر کے مطمئن سے تھے

رسول اللہؐ یہاں تشریف لائے، قلعے کو گھیرا
کوئی بھی شخص دو ہفتے تلک قلعے سے نہ نکلا

صحابہؓ سے کہا کہ منجنیق اس سمت لے آؤ
اکٹھے کر کے پتھر خوب اس قلعے پہ برساؤ

سنا سردار نے تو آپؐ کو پیغام بھجوایا
اجازت آپؐ دیں تو آپ سے ملنا میں چاہوں گا

عطا کی جب اجازت تو وہ ملنے کے لیے آیا
عوض میں جان بخشی کے حوالے کر گیا قلعہ

ہوا طے، چھوڑ دیں گے قلعے کے باسی ابھی قلعہ
مہیا آپ فرمائیں گے ان کو جانے کا رستہ

نکل کر وہ یہاں سے چھوڑ دیں گے ملکِ خیبر کو
نہیں لے کے وہ جائیں گے یہاں ساماں ہے ان کا جو

اٹھا سکتے ہیں جتنا وہ، انہیں اس کی اجازت ہے
بچے گا جتنا بھی ساماں، سبھی مالِ غنیمت ہے

ہوا طے آپ سے کوئی بھی شے وہ نہ چھپائیں گے
چھپائی گر کوئی شے تو سزا اس کی وہ پائیں گے

جو سمجھوتا ہوا، اس پر عمل آقاؐ نے فرمایا
حفاظت سے انہیں قلعے سے جانے کا دیا رستہ

یہودی قوم نے اس کے مطابق قلعوں کو چھوڑا
تھا طے کہ اب یہاں کوئی یہودی رہ نہ پائے گا

ہوا اس عہد پر فوراً عمل کا سلسلہ جاری
خدا نے آپ کو یہ کامیابی اس طرح بخشی

یہودی کر کے بدعہدی سزا آقا ﷺ سے پاتے ہیں

کنانہ[۱۳] کو بلا کے سرورِ عالمؐ نے یہ پوچھا
نضیری[۱۴] جو خزانہ تھا، بتاؤ ہے کہاں رکھا

وہ بولا، صرف ہم نے کردیا سارا لڑائی میں
اسی سے ہی کیا پورا جو خرچ آیا لڑائی میں

رسول اللہ نے فرمایا، کنانہ سوچ لو، سن لو — کہ تم نے جھوٹ بولا اور گیا ثابت وہ تم پر ہو
تو سمجھو، پھر تمہاری زندگی کا خاتمہ ہوگا — ہے بہتر، سچ کہو، اس سے تمہارا ہی بھلا ہوگا
کنانہ نے کہا کہ میں ہمیشہ سچ ہی کہتا ہوں — کریں تحقیق میں اس کے لیے تیار بیٹھا ہوں
مقرر کر دیے شاہد، مبادا وہ مکر جائے — علیؓ، شیخینؓ[15] اور کچھ لوگ ان لوگوں میں شامل تھے
بنا کر آپؐ نے اک وفد ویرانے میں بھجوایا — خزانہ ہے کہاں، اس وفد کو آقاؐ نے بتلایا
گیا وہ وفد ویرانے میں اور جا کر کھدائی کی — وہ ہر شے جو خزانے میں تھی شامل، وہ نکل آئی
زبیرؓ[16] آئے تو آقاؐ نے کنانہ کو انہیںؓ سونپا — سزا دو اس کو جب تک تم سے یہ سچ کہہ نہیں دیتا
خزانہ جو ابھی باقی ہے جب تک دے نہیں دیتا — کنانہ یہ سمجھ لے کہ سزا تب تک وہ پائے گا
مکمل ہوگئی تحقیق ساری تو اسے سونپا — محمدؓ[17] کو کہ جن کے بھائی[18] کو اس نے ہی مارا تھا
فصیلِ قلعہ کے سائے میں جب محمودؓ بیٹھے تھے — کنانہ نے ہی انؓ پر چند پتھر آ کے پھینکے تھے
محمدؓ نے اسے بھائی کے بدلے قتل کر ڈالا — وہ بدعہدی، غلط گوئی کے باعث جان سے گزرا
اسی کے جھوٹ کے باعث، صفیہؓ بھی بنیں قیدی — بنیں یہ مومنوں کی ماں، یہ پہلے بیوی تھیں اس کی

ملا جو کچھ بھی خیبر سے نبی ﷺ تقسیم کرتے ہیں

نکل جائیں گے خیبر سے یہودی، طے یہ پایا تھا — ابھی اس پر عمل کا مرحلہ پہلا ہی آیا تھا
یہودی آپؐ کی خدمت میں اک تجویز لے آئے — انہوں نے آ کے آقاؐ کو سبھی حالات بتلائے
کہا ان کو اگر خیبر میں ہی رہنے دیا جائے — تو ہر اک شرط پوری ہوگی جو بھی طے یہاں پائے
انہوں نے یہ کہا کہ اس زمیں کے رازداں ہیں ہم — خبر ہے ذرے ذرے کی، یہیں کے سب کساں ہیں ہم
کریں گے دیکھ بھال اس کی جو پیداوار آئے گی — بٹائی اس کی دینے میں نہ ہو گی کوئی کوتاہی
رسول اللہؐ نے سوچا ہم زراعت کر نہ پائیں گے — بہت مصروف رہتے ہیں، یہاں کیسے ہم آئیں گے
چنانچہ طے یہ فرمایا کہ پیداوار جو ہوگی — مسلماں آدھی پائیں گے، یہودی رکھیں گے آدھی
مسلمانوں کو جو آدھی ملے گی، اس کے بھی حصے — بہت محنت، بہت انصاف سے طے کر دیے سب کے
ملا خیبر، مسلمانوں میں آئی خوب خوش حالی — نظر آنے لگی طیبہ میں ہر شے کی فراوانی
ملا خیبر تو خوش ہو کر حمیراؓ[19] نے یہ فرمایا — کہ اب ہم میں سے ہر اک سیر ہو کے خرما کھائے گا
مہاجر لوٹے تو انصاریوں کو سب نے لوٹائے — کھجوروں کے شجر جو کہ مدد میں ان سے تھے پائے

حبش سے آ کے جعفرؓ سرورِ عالم ﷺ سے ملتے ہیں

ملا جس روز خیبر، سب مہاجر لوٹ آئے تھے — یہ سولہ تھے، حبش سے جو یہاں تشریف لائے تھے
رسول اللہؐ ملے جعفرؓ سے آگے بڑھ کے اور چوما — گلے انؓ کو لگایا اور مسرت سے یہ فرمایا
ملی ہیں آج دو خوشیاں، بڑی خوشیاں ہیں دونوں ہی — ہو چاہے فتحِ خیبر کی یا پھر جعفر کے آنے کی
ابو موسیٰؓ [20] حبش سے آنے والوں ہی میں تھے شامل — ہوا آقاؐ سے ملنے کا انہیں بھی اب شرف حاصل
سنا آقاؐ کے بارے میں، یمن سے وہؓ چلے ملنے — نہ جانے کیسے کشتی میں حبش کے ملک آپہنچے
ملے جعفرؓ سے وہؓ اور انؓ کے ساتھی، سب وہیں ٹھہرے — ملا اب حکم آقاؐ کا تو سب یثرب میں آپہنچے
دیا انؓ کو بھی حصہ آپؐ نے مالِ غنیمت سے — نمونے انؓ کو یوں آئے نظر آقاؐ کی شفقت کے

صفیہ بی بیؓ عقدِ سرورِ عالم ﷺ میں آتی ہیں

اگرچہ طے ہوا تھا قید کوئی بھی نہیں ہوگا — تھا یہ بھی طے کہ کر کے عہد گر جھوٹا کوئی نکلا
تو اپنے جھوٹ کی پوری سزا آقاؐ سے پائے گا — یہاں تک کہ وہ بدعہدی میں اپنی جاں سے جائے گا
کنانہ جو صفیہؓ کا تھا شوہر اور تھا سردار — خزانے کے لیے کی اس نے بدعہدی سرِ دربار
چنانچہ وہ گیا جاں سے، گھرانہ بھی بنا قیدی — بنیں جب عورتیں قیدی تو آئے حضرتِ کلبیؓ [21]
گزارش کی رسول اللہؐ سے، لونڈی اک عطا کر دیں — رسول اللہؐ نے فرمایا، جو چاہیں آپؓ لے جائیں
صفیہؓ کو چنا تاکہ بنائیں انؓ کو وہؓ لونڈی — صحابیؓ ایک آئے اور انہوں نے یہ گزارش کی
رسول اللہؐ ! صفیہؓ ہیں بڑے سردار کی بیٹی — فقط ہیں آپ کے شایانِ شاں، یہ شان ہے انؓ کی
بلایا آپؐ نے کلبیؓ کو، فرمایا کوئی لونڈی — وہ لے جائیں صفیہ کے علاوہ چاہیں وہ جو بھی
صفیہؓ کو بلایا اور کہا ایمان لے آؤ — تمہیں درپیش ہیں جو الجھنیں، ساری وہ سلجھاؤ
سنا بی بیؓ نے تو وہؓ آپؐ پر ایمان لے آئیں — ہدایاتِ ضروری آپؐ نے بی بیؓ کو فرمائیں
مقرر مہر فرما کر رسول اللہؐ نے کی شادی — ادا یہ مہر فرمایا انہیںؓ باشکلِ آزادی

رسول اللہ ﷺ کو زینب زہر دھوکے سے کھلاتی ہے

رسول اللہؐ کو اک دن کھانے کی زینب [22] نے دعوت دی — وہ اک بکری نفاست سے وہاں پر بھون کر لائی
اسے معلوم تھا آقاؐ کتف رغبت سے کھاتے ہیں — صحابہؓ بھی انہیںؐ اکثر کتف لا کر کھلاتے ہیں

۴۱۰

٤١١

چنانچہ کر دیا اس نے کتف یوں زہر آلودہ — کہ اس میں کوئی حصہ زہر سے خالی نہیں چھوڑا
پھر اس نے باقی حصوں پر بھی کچھ کچھ زہر پھیلایا — چنانچہ کوئی بھی حصہ نہ خالی اس کا بچ پایا
وہ کھانا لے کے خود آئی بڑے ہی رکھ رکھاؤ سے — کتف کو لے کے آقاؐ نے، کیے اس کے کئی ٹکڑے
اٹھایا ایک ٹکڑا، منہ میں ڈالا اور چبایا بھی — مگر نگلا نہیں، پھینکا اسے، سب کو ہدایت کی
اسے مت کھاؤ، ہڈی اس کی مجھ کو یہ بتاتی ہے — کہ اس میں زہر ہے، کچھ باس بھی اس میں سے آتی ہے
بلایا آپؐ نے زینب کو، اس سے ماجرا پوچھا — کیا تسلیم اس نے اور کھلے بندوں یہ بتلایا
ملایا زہر میں نے اس لیے تاکہ کھلے سب پر — محمدؐ بادشہ ہیں یا خدا کے ہیں یہ پیغمبر
اگر یہؐ بادشہ ہوتے تو کھا کر مر گئے ہوتے — نبیؐ ہیں اس لیے یہ بچ گئے ہیں، زہر بھی کھا کے
رسول اللہؐ نے اس کی اس خطا پر جان بخشی کی — مگر یہ جان بخشی آپؐ نے اس وقت واپس لی
مرے جب بشرؓ[۲۳] اس بکری کا ٹکڑا ایک کھانے سے — سزائے موت آقاؐ نے اسے دی، قتل پر انؓ کے

مرے خیبر میں کتنے لوگ، ان پر بات ہوتی ہے

شہیدوں میں ہمیں خیبر کے کافی نام ملتے ہیں — نہیں معلوم ہوتا اصل میں یہ لوگ کتنے ہیں
کتابوں میں کہیں لکھا ہے سولہ اور کہیں انیس — کہیں یہ بھی نظر آتا ہے لکھا، تھے وہ کل تیئیس
یہودی جو مرے اس جنگ میں وہ سو کے لگ بھگ تھے — نظر آتے ہیں ہر جا نام نوے سے زیادہ کے

فدک کے لوگ سمجھوتا رسول اللہ ﷺ سے کرتے ہیں

بہت نزدیک خیبر کے فدک بھی اک علاقہ تھا — یہاں پر اک قبیلہ جو یہودی تھا وہ رہتا تھا
کہا آقاؐ نے بن مسعودؓ[۲۴] سے کہ وہ فدک جائیں — وہاں کے لوگوں کو اسلام کے بارے میں بتلائیں
فدک میں جا کے بن مسعودؓ نے دعوت یہ پہنچائی — مگر لوگوں کو ان کی بات کچھ بھی نہ سمجھ آئی
فدک والوں نے کر دی دیر دعوت کو سمجھنے میں — جونہی نصرت عطا اللہ نے کی خیبر کے خطے میں
فدک والوں کے دل پر بھی ہوا اک خوف سا طاری — انہوں نے امن کی تجویز آقاؐ کو یہ بھجوائی
کہ ہم بھی اہلِ خیبر کی طرح سمجھوتا کرتے ہیں — ہم آدھی فصل دینے کی خوشی سے ہامی بھرتے ہیں
چنانچہ آپؐ نے تجویز کو منظور فرمایا — فدک کا یہ علاقہ آپؐ ہی کے حصے میں آیا
فدک ملنے میں اک بھی شخص کی کوشش نہ شامل تھی — چنانچہ یہ زمیں تھی اب حقیقت صرف آقاؐ کی

رسول اللہ ﷺ کا لشکر قریٰ کی وادی میں آتا ہے

چلے خیبر سے تو قریٰ کی وادی میں نبیؐ آئے　　یہاں آنے سے پہلے امن کے پیغام بھجوائے
یہاں پہنچے تو اہلِ وادی نے تیروں کی بارش کی　　انہوں نے مشرکوں سے مل کے اک تیار سازش کی
یہاں آنے سے پہلے ان کی صف بندی مکمل تھی　　انہی کا تیر کھا کے اک صحابیؓ نے یہاں جاں دی
یہاں امن و اماں کی جب نہ صورت پیدا ہو پائی　　تو صف بندی رسول اللہؐ نے لشکر کی یوں فرمائی
علم لشکر کا بخشا سعدؓ[۲۵] کو اور دوسرے پرچم　　عبادہؓ[۲۶] اور حبابؓ[۲۷] ایسوں کو بخشے اور کہا کہ ہم
صف آرائی کریں گے یوں کہ دشمن رعب میں آئے　　لڑائی اس سے نہ ہو اور مقصد پورا ہوجائے
مگر دشمن نے بھی اس سے الگ کچھ ٹھان رکھی تھی　　یہ لگتا تھا ہتھیلی پر سبھی نے جان رکھی تھی
رسول اللہؐ نے دعوت دین کی دی اپنے دشمن کو　　ہوئی یہ رد دعوت، رد کا پیغام آیا تو
صفوں سے دشمنوں کی اک سپاہی سامنے آیا　　زبیرؓ[۲۸] اس سے لڑے، آقائے عالمؐ نے انہیں بھیجا
صحابیؓ نے فقط اک پل میں اس کو جان سے مارا　　اسے مارا تو دشمن کا نیا اک آدمی آیا
اسے بھی ایک لمحے میں انہوںؓ نے قتل کرڈالا　　علیؓ کو سرورِ عالمؐ نے انؓ کے بعد بھجوایا
جنہوں نے اپنے دشمن کو دکھایا موت کا رستہ　　اسی صورت میں دشمن کے مرے کل آدمی گیارہ
یہودی جب کوئی مرتا تو آقاؐ آ کے فرماتے　　بھلائی کا تمہیں رستہ ہمیشہ ہم ہیں دکھلاتے
لڑائی چھوڑ کر بہتر ہے تم ایمان لے آؤ　　رہو امن و سکوں سے تم، ہمارے بھائی بن جاؤ
اگر وقتِ نماز آتا، نماز آقاؐ پڑھادیتے　　پھر اپنے سارے لشکر کو لڑائی میں لگا دیتے
لڑائی میں کٹا دن، شام پھولی، سر پہ رات آئی　　پڑاؤ میں رسول اللہؐ نے اپنی فوج بلوائی
گزاری رات، آقاؐ اگلے دن میداں میں جب آئے　　تو کچھ افراد دشمن کی طرف سے یہ خبر لائے
شرائط اہلِ خیبر کی سی ہم تسلیم کرتے ہیں　　اگر جاں بخش دی جائے، تو ہامی ان کی بھرتے ہیں
غنیمت کا جو مال آیا، بہت مقدار تھی اس کی　　بہت دولت یہاں سے لشکرِ اسلام نے پائی
رسول اللہؐ نے جاں بخشی پہ ان سے لے لیا وعدہ　　کہ پیداوار سے ان کو ملے گا حصہ اب آدھا

یہودی شہرِ تیما کے نبی ﷺ سے عہد کرتے ہیں

یہودی شہرِ تیما کے یقیناً عقل والے تھے　　نتائج جب لڑائی کے انہوں نے غور سے دیکھے
تو آقاؐ کو انہوں نے خود سے یہ پیغام بھجوایا　　ہوا ہے آپؐ کا سب سے شرائط جن پہ سمجھوتا

خوشی سے ہم انہیں اپنے لیے منظور کرتے ہیں
اگر جاں بخش دی جائے تو ہامی ان کی بھرتے ہیں
رسول اللہؐ نے ان کی پیش کش منظور فرمائی
انہیں تحریر بھی اپنی طرف سے ایک بھجوائی
دلایا آپ نے پورا یقیں یہ اہلِ تیما کو
کریں گے پاسداری ہم ہوا ہے عہد ان سے جو
کوئی سختی کبھی ان پر روا رکھی نہ جائے گی
رہیں آرام سے، ان پر کوئی نہ آنچ آئے گی
وہ ذمی ہیں، ادا جزیہ کریں یہ فرض ہے ان کا
ہمیشہ کے لیے ان سے ہمارا ہے یہ سمجھوتا
یہ لکھا عہد خالدؓ[۲۹] نے جسے آقاؐ نے لکھوایا
اسی نے اہلِ تیما کے مقدر کو تھا چمکایا

مغازی ختم ہونے پر نبی ﷺ طیبہ میں آتے ہیں

ہوئے غزوات سے فارغ تو کی یثرب کی تیاری
بڑی جلدی سفر تب واپسی کا ہوگیا جاری
عجب اک جوش تھا، اک ولولہ تھا اہلِ لشکر میں
تشکر کا خزانہ لا رہے تھے سب کے سب گھر میں
قدم آگے بڑھا کر زور سے تکبیر کہتے تھے
ادھر آنکھوں سے ان کی اشک شکرانے کے بہتے تھے
اسی دوران لشکر وادیٔ صہبا میں آ پہنچا
وہاں تکبیر کا نعرہ سبھی نے زور سے مارا
کرو یہ کام نرمی سے، رسول اللہؐ نے فرمایا
لیا ہے نام جس کا وہ تمہارے پاس ہے رہتا
وہ بہرہ ہے نہ غائب، نام جس کا لے رہے ہو تم
تو پھر آواز پر کیوں زور اتنا دے رہے ہو تم
ہے اس کی ذات تو نزدیک اور وہ سننے والی ہے
لگانا زور اس کے نام پر حکمت سے خالی ہے
بڑھے آگے، کیا شب بھر سفر اور اک جگہ پہنچے
وہاں آرام کی خاطر پہر، دو کے لیے ٹھہرے
بلالؓ آئے تو آقاؐ نے انہیں شفقت سے فرمایا
نمازِ فجر کی خاطر مجھے آکر جگا دینا
تھکا تھا، سوگیا لشکر، کوئی اک بھی نہیں جاگا
نمازِ فجر لشکر میں سے کوئی بھی نہ پڑھ پایا
پڑی جب دھوپ تو آقاؐ ہوئے بیدار، یہ دیکھا
کہ اب تک لشکرِ اسلام گہری نیند ہے سویا
جگایا آپؐ نے سب کو، بڑھا لشکر ذرا آگے
رکے آقائے عالمؐ سب صحابہؓ سے یہ فرما کے
نمازِ فجر پڑھ لو، یہ کسی صورت نہیں چھوٹے
یہ ایسا فرض ہے کہ ہے مقدم جو ہر اک شے سے
مدینہ پہنچا جب لشکر تو پورے شہر نے اس کا
کیا وہ خیر مقدم ذکر عرصہ تک رہا جس کا

علاقے میں ابانؓ اک دستہ لے کر گشت کرتے ہیں

کریں غفلت مسلماں، کچھ قبائل منتظر رہتے
ادھر غفلت ہوئی، ڈاکہ زنی کو وہ ادھر پہنچے
فراست آپ کی ہر شے پہ رکھتی تھی نظر پوری
نظر رہتی تھی چھوٹی اور بڑی ہر بات پر پوری

یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ نبیؐ خیبر چلے جاتے — اور آ کر شہرِ طیبہ میں عدو بدامنی پھیلاتے
چنانچہ آپ نے اس کے لیے منصوبہ یہ سوچا — ابانؓ[20] ایسے نڈر کو سونپا کچھ لوگوں کا اک دستہ
یہ دستہ اس علاقے میں جہاں سے دشمن آتے تھے — بڑی تیزی سے روز و شب رہا محوِ سفر ایسے
کہ جیسے ڈھونڈتا پھرتا ہو یہ اسلام کے دشمن — نبیؐ کی جان کے دشمن، خدا کے نام کے دشمن
کہ مل پایا اگر کوئی تو اس کو ختم کردے گا — کسی نے گر خرابی کی تو اس کو بھی نہ چھوڑے گا
یہ دستہ گھومتا پھرتا بالآخر آگیا خیبر — سنا اس نے وہیں آکر کہ خیبر ہو چکا ہے سر
اثر اس کا ہوا یہ کہ نہ دشمن سر اٹھا پائے — یہاں تک کہ رسول اللہؐ مدینہ لوٹ کر آئے

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حیی ابنِ اخطب
۲۔ حضرت سباعؓ بن عرفطہ غفاری
۳۔ عبداللہ بن ابَیّ
۴۔ کنانہ بن ابوالحقیق
۵۔ ہوذہ بن قیس
۶۔ جبلِ عِصَر
۷۔ حضرت عامرؓ بن اکوع
۸۔ حضرت حبابؓ بن منذر
۹۔ حضرت عامرؓ بن اکوع
۱۰۔ ۳۳۴ تولے = ایک صاع
۱۱۔ حضرت زبیرؓ بن عوام
۱۲۔ حضرت حباب بن منذر انصاری
۱۳۔ کنانہ بن ابوالحقیق
۱۴۔ قبیلہ بنو نضیر کا خزانہ
۱۵۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ
۱۶۔ حضرت زبیرؓ بن عوام

۴۱۴

۱۷۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ

۱۸۔ حضرت محمودؓ بن مسلمہ

۱۹۔ آپؐ حضرتِ عائشہ صدیقہؓ کو حمیرا کہہ کر پکارتے تھے

۲۰۔ حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری

۲۱۔ حضرت دحیہؓ بن خلیفہ کلبی

۲۲۔ زینب بنتِ حارث، سلام بن مشکم یہودی سردار کی بیوی

۲۳۔ حضرت بشرؓ بن براٗ بن معرور

۲۴۔ حضرت محیصہؓ بن مسعود

۲۵۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ

۲۶۔ حضرت عبادہؓ بن بشر

۲۷۔ حضرت حبابؓ بن منذر

۲۸۔ حضرت زبیرؓ بن عوام

۲۹۔ حضرت خالدؓ بن سعید

۳۰۔ حضرت ابانؓ بن سعید

باب

۳۹

تقاضے سب عمل داری کے پورے آپ ﷺ کرتے ہیں

۴۱۶

رسول اللہ ﷺ برائے امن لشکر لے کے جاتے ہیں

ہوئی تھی جنگِ خندق تو اکٹھے ہو کے آئے تھے — یہودی، اہلِ مکہ اور بنو غطفان کے ٹولے
یہود و اہلِ مکہ سے تو اب خطرہ نہ تھا باقی — مگر غطفان والوں کی شرارت اب بھی جاری تھی
بنے تھے جنگِ خندق میں یہی سب سے قوی بازو — سو آقاؐ نے کیا یہ طے، کیا جائے انہیں قابو
یہ خیمہ زن تھے صحرا میں، کیا کرتے تھے یوں اکثر — گزرتا جو وہاں سے لوٹ لیتے بے خطر ہو کر
نہ اُن کی بستیاں تھیں، نہ مکاں تھے نہ ہی قلعے تھے — یہ صحرا میں ٹھکانے آئے دن تبدیل کر لیتے
اسی باعث انہیں قابو میں لانا سخت مشکل تھا — جو منصوبہ بنایا جاتا، وہ بے کار ہو جاتا
چنانچہ آپؐ نے سوچا انہیں اتنا ڈرانے کا — کہ آئے نہ خیال ان کو کبھی یثرب میں آنے کا
خبر آئی، عدو نے کر لیا ہے طے کہیں مل کر — بہت جلدی وہ حملہ کرنے والا ہے مدینہ پر
چنانچہ آپؐ نے تادیبی حملہ کر دیا اس پر — نتیجہ یہ کہ اہلِ حق کی قوت سے گیا وہ ڈر
مسلماں ہو کے آئے دو صحابہ، یہ ہے وہ غزوہ — اسی میں بوہریرہؓ[1] نے لیا تھا جوش سے حصہ
اسی غزوے میں موسیٰ اشعریؓ[2] بھی حصہ لے پائے — صحابہ سات سو کے ساتھ آقاؐ نجد میں آئے
مقامِ نخل پر پہنچے، بنو غطفان کا دستہ — رسول اللہؐ کے لشکر سے ذرا سے فاصلے پر تھا
اگرچہ آپؐ کی اُن سے لڑائی ہو نہیں پائی — صلوٰۃِ خوف لیکن آپؐ نے لشکر کو پڑھوائی
صحابہ اپنے لے کر آپؐ نکلے جب مدینے سے — کمی اونٹوں کی تھی، اک اونٹ تھا اور آدمی چھ تھے
سواری ایک باری باری کرتا، باقی سب چلتے — چنانچہ چلتے چلتے پاؤں زخمی ہو گئے سب کے
اسی غزوے میں لشکر آپؐ کا ایسی جگہ پہنچا — جہاں چھوٹے درختوں کا گھنا سایہ میسر تھا
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر سب سو لیں — کریں آرام، اُٹھ کر پھر سے اپنے رستے پر ہو لیں
رسول اللہؐ بھی تلوار اپنی اک ٹہنی پہ لٹکا کے — شجر کے سائے میں آرام کرنے کے لیے لیٹے
لگی تھی آنکھ، اک آواز نے آقاؐ کو چونکایا — کھلی جب آنکھ اک اعرابی آقاؐ کو نظر آیا
لیے تلوار ہاتھوں میں بلند آواز میں بولا — محمدؐ! یہ کہو کہ کون تم کو اب بچائے گا
رسول اللہؐ نے فرمایا، خدا مجھ کو بچائے گا — وہی مجھ کو بچائے گا، تمہیں نیچا دکھائے گا

۴۱۷

سنا یہ تو گری تلوار یک دم اُس کے ہاتھوں سے — اٹھا لی آپؐ نے تلوار بڑھ کر اور یہ بولے
کہو اعرابی! تم کو کون اب مجھ سے بچائے گا — وہ بولا، آپؐ اچھے، آپؐ کا ہر کام ہے اچھا
رسول اللہؐ نے جاں بخشی کی اُس کی جب تو وہ بولا — کیا ہے آپؐ نے احساں، مرا ہے آپؐ سے وعدہ
نہ میں اب خود لڑوں گا اور نہ ساتھ اُس کا کبھی دوں گا — جسے لڑتے ہوئے میں آپؐ کے لشکر سے دیکھوں گا
قبیلے میں وہ آیا تو سبھی کو اُس نے بتلایا — ابھی اک سب سے اچھے شخص سے مل کے ہوں میں آیا
تصادم گو فریقوں میں کہیں بھی ہو نہیں پایا — سیاست کو مگر اس غزوے نے رُخ اک نیا بخشا
مسلمانوں کے دشمن اب کھلے بندوں یہ کہتے تھے — اگر جینا ہے تو کر لو مکمل دوستی ان سے
مسلمانوں کو اک طاقت کا درجہ ہو گیا حاصل — بہت سے لوگ اب ہونے لگے اسلام میں داخل
یہاں کے امن کی حالت مثالی ہو گئی تھی اب — جو تھا اک شور سا برپا ہر اک جانب، گیا وہ دب
جو دشمن تھے کبھی جاں کے، لگے اب دوستی کرنے — جو اہلِ حق سے شاکی تھے، لگے اب اُن کا دم بھرنے
جو اعرابی مسلمانوں کو رہ رہ کر ستاتے تھے — وہ اتنے ہو گئے خائف کہ اس جانب نہ آتے تھے
وہی اسلام جس کے بارے میں کوئی نہ سنتا تھا — عرب سے یہ نکل کر اب عجم تک آن پہنچا تھا
فتوحات و ترقی کے لگے تھے کھلنے دروازے — ہوئے بالکل بجا ثابت رسول اللہؐ کے اندازے
اٹھائے جو قدم آقاؐ نے، سب کے سب ضروری تھے — جو ناممکن تھے کل تک، کام وہ ہوتے شتابی سے
جو باقی تھے ابھی دشمن، انہیں قابو میں لانا تھا — انہیں بھی سیدھا رستہ اب بہت جلدی دکھانا تھا
رسول اللہؐ نے واپس آ کے اس جانب توجہ دی — صحابہؓ کی رفاقت میں یہ الجھن جلد سلجھا لی

قدید اک دستہ سرکوبی کا مقصد لے کے آتا ہے

قدیدی اک قبیلے نے عجب بدامنی پھیلائی — انہوں نے قتل کر ڈالے بہت سے بشرؓ[۳] کے ساتھی
نبیؐ نے بدلہ لینے کے لیے غالبؓ[۴] کو بھجوایا — سفر کا تھا جو مقصد آپؐ نے اُن کو وہ سمجھایا
قدید آ کر کیا جب دشمنوں پر حملہ دستے نے — تو دشمن کے بہت سے لوگ اپنی جان سے گزرے
بہت سے جانور دستہ وہاں سے ہانک کر لایا — سفر کرتا ہوا کچھ فاصلے پر ہی یہ پہنچا تھا
کہ دیکھا ایک لشکر اُس کے سر پر آن پہنچا ہے — بہت جلدی اسے گھیرے میں اپنے لینے والا ہے
مگر اللہ نے اہلِ حق پہ اپنا رحم فرمایا — اچانک زور کی بارش ہوئی، دشمن نہ بڑھ پایا
میانِ حق و باطل ہو گیا سیلاب اک حائل — رکا لشکر مگر دستہ رہا بڑھتا سوئے منزل

کوئی بھی حادثہ اس کو مدینے تک نہ پیش آیا — بڑی خوبی سے حکمِ سرورِ عالمؐ بجالایا

روانہ زیدؓ کو حسمی کی جانب آپ ﷺ کرتے ہیں

تحائف لے کے قیصر کے ابھی رستے میں تھے کلبیؓ[5] — کہ حسمی میں ہوئی رستے میں حائل اُن کے اک ٹولی
تحائف اور اُنؓ کے پاس تھا جو کچھ وہ سب چھینا — لٹیرے جانتے تھے اُنؓ کو پھر بھی اُنؓ کو آ لوٹا
مدینہ آ کے کلبیؓ نے یہ سب احوال بتلایا — روانہ زیدؓ[6] کو حسمی، رسول اللہؐ نے فرمایا
انہوں نے آتے ہی شب خون مارا اس قبیلے پر — جذامی[7] مرد بھاگے چھوڑ کر گھر بار اور ڈنگر
ہزاروں بکریاں اور اونٹ، اک سو قیدی لے آئے — یہ سب قیدی قبیلے والوں ہی کے بیوی بچے تھے
ہوا معلوم، تھا آقاؐ کا اُن سے ایک سمجھوتا — چنانچہ عہد یہ جب بن رفاعہ[8] سامنے لایا
تو آقاؐ نے سبھی مالِ غنیمت، قیدی لوٹائے — مگر سمجھا دیا اُن کو کہ ایسا پھر نہ ہو پائے

عمرؓ تربہ کی جانب ایک دستہ لے کے جاتے ہیں

ہوازن کا قبیلہ ایسے کاموں میں ملوث تھا — کہ جن سے پیدا ہوتا جارہا تھا امن کو خطرہ
عمرؓ کو آپؐ نے سرکوبی کے مقصد سے بھجوایا — یہ دستہ رات کو چلتا تو دن میں چھپ کے سوجاتا
وہاں تیزی سے جب پہنچے عمرؓ تو اس قبیلے کا — کوئی اک آدمی بھی اس علاقے میں نہ مل پایا
وہاں کچھ دیر ٹھہرا اور واپس آ گیا دستہ — چنانچہ ٹل گیا جو امن کو درپیش تھا خطرہ

بشیر انصاری اک دستہ فدک کی سمت لاتے ہیں

بنو مرّہ قبیلہ جو فدک کے پاس رہتا تھا — ہمیشہ شورشیں کرتا، شرارت سے نہ باز آتا
بشیر انصاریؓ[9] کو تادیب کے مقصد سے بھجوایا — انہیں اس کام کی خاطر دیا اک مختصر دستہ
یہ تیس افراد کا دستہ فدک کے پاس جب پہنچا — بنو مرہ پہ جا کر اُس نے فوراً کر دیا حملہ
نظر آیا نہ اس کو جنگ جُو کوئی قبیلے کا — ملے جو جانور اُن کو یہ دستہ ہانک کر لایا
ہوئی جب رات، دشمن نے اچانک کر دیا حملہ — مسلمانوں نے کوشش کر کے اُن کے حملے کو روکا
مگر تعداد دشمن کی توقع سے فزوں تر تھی — ہوئے جب تیر سارے ختم تو مشکل گھڑی آئی
چنانچہ لے لیا گھیرے میں دشمن نے صحابہؓ کو — شہید اُس کو کیا دشمن نے ہاتھ آیا اُسے جو جو
بشیر انصاریؓ واحد وہ صحابیؓ تھے جو بچ پائے — انہوں نے بھی مگر دشمن سے خاصے زخم تھے کھائے

۴۱۹

اٹھا لایا گیا اُنؓ کو فدک میں، وہ رہے تب تک — انہیں جو زخم آئے تھے، ہوئے نہ مندمل جب تک

بنو عبد و بنو عوال کی سرکوبی ہوتی ہے

بنو عبد و بنو عوال کی حرکات والوں سے — کبھی لوگوں خصوصاً اہلِ ایماں کو تھے کچھ شکوے
انہیں روکا مگر وہ سازشوں سے باز نہ آئے — مجاہد آپؐ نے تادیب کے مقصد سے بھجوائے
قیادت آپؐ نے غالبؓ[۱۰] کو سونپی اور فرمایا — قیامِ امن ہے مقصد ہمارا، اُنؓ کو سمجھایا
مجاہد اس علاقے میں گئے اور کر دیا حملہ — اٹھایا جس نے سر اُن میں سے، اُس کو قتل کر ڈالا
نہیک[۱۱] اک شخص تھا جو آپؐ پر ایمان لے آیا — اسامہؓ نے مگر شک میں اسے بھی قتل کر ڈالا
کیا اظہار ناراضی کا، آقاؐ نے کہا اُنؓ سے — تم اس کے دل کے ٹکڑے کر کے سچ اس کا پرکھ لیتے
مجاہد دشمنوں کے جانور سب ہانک کر لائے — سزا اُن کے کیے کی اس طرح سے اُن کو دے آئے

فرو کرنے کو سازش دستہ اک خیبر کو جاتا ہے

خبر آئی اسیر ابنِ رزام اب سب سے کہتا ہے — مجھے غطفان سے مل کر مسلمانوں سے لڑنا ہے
فرو کرنے کو سازش اک بہت ہی مختصر دستہ — قیادت میں رسول اللہؐ نے عبداللہؓ[۱۲] کی بھجوایا
بلایا جا کے عبداللہؓ نے دشمن کو، یہ سمجھایا — چلو آقاؐ کی خدمت میں کہ حاکم اس علاقے کا
رسول اللہؐ بنا دیں گے تمہیں، چلنا ضروری ہے — لڑائی کی بجائے دوستی ہی چیز اچھی ہے
ہوا تیار چلنے پر، لیے ساتھ اپنے کچھ ساتھی — ابھی رستے میں تھے کہ ہو گئی پیدا غلط فہمی
اسیر و ہم صفیر اُس کے لڑائی میں گئے مارے — مسلماں باحفاظت شہرِ یثرب کو چلے آئے

قیامِ امن کی خاطر جبار اک دستہ آتا ہے

بنو غطفان و عذرہ اور فزارہ کے علاقے سے — یہ خبریں آ رہی تھیں کہ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے
ارادے ہیں کہ یک جا ہو کے یثرب پر کریں حملہ — بنا رکھا ہے اُن لوگوں نے اس حملے کا منصوبہ
مجاہد تین سو دے کر بشیر انصاریؓ[۱۳] کو بھیجا — یہ دستہ دن کو چھپ جاتا، سفر یہ رات کو کرتا
سفر کرتا ہوا اُن کے علاقے میں یہ پہنچا تو — نہ جانے ہو گئی کیسے خبر دستے کی دشمن کو
خبر سنتے ہی وہ بھاگا، جدھر کا مل سکا رستہ — ہوا یوں کامراں حضرت بشیر انصاریؓ کا دستہ
ملے دو شخص، قید اُن کو کیا، لے آیا سب ڈنگر — مسلماں ہو گئے، قیدی یہ دونوں یثرب آنے پر

قبیلے بھر کو تنہا اک صحابیؓ زیر کرتے ہیں

عجب قصہ ہے غابہ کا، عجب احوال ہے اس کا ‏ قبیلہ جشم کا اک آدمی غابہ میں یوں آیا
بہت سے لوگ اپنے ساتھ لایا وہ قبیلے کے ‏ مراسم اُس کے تھے گہرے، قبیلہ قیس والوں سے
مسلمانوں سے لڑنے کا بنایا اُس نے منصوبہ ‏ ابو حدردؓ کو آقاؐ نے دیے دو ساتھی اور بھیجا
چلی وہ چال بو حدردؓ نے آقاؐ نے جو سمجھائی ‏ شکستِ فاش دشمن نے عجب انداز میں کھائی
وہ دشمن کے مویشی ہانک کر یثرب چلے آئے ‏ انہوں نے آ کے آقاؐ کو سبھی احوال بتلائے
وہ کیا تھی چال، آقاؐ نے سدا خفیہ اسے رکھا ‏ کہیں بھی ذکر اُن کی چال کا ہم کو نہیں ملتا
وہاں سے پھر خبر کوئی کبھی سازش کی نہ آئی ‏ ابو حدردؓ کی محنت اور کوشش رنگ یوں لائی

توضیحات و حوالہ جات

۱۔ ابو ہریرہؓ کنیت۔۔ خاندانی نام عبدِ شمس۔۔ نام عمیرؓ بن عامر دوسی۔ ایک روایت کے مطابق اسلامی نام عبدالرحمٰن یا عمیر رکھا گیا۔

۲۔ حضرت ابو موسیٰ عبداللہؓ بن قیس اشعری

۳۔ حضرت بشرؓ بن سوید

۴۔ حضرت غالبؓ بن عبداللہ لیثی

۵۔ حضرت دحیہؓ بن خلیفہ کلبی

۶۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ

۷۔ قبیلہ جذام کے لوگ

۸۔ زید بن رفاعہ جذامی

۹۔ حضرت بشیر بن سعد انصاریؓ

۱۰۔ حضرت غالبؓ بن عبداللہ لیثی

۱۱۔ نہیک بن مرداس

۱۲۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ

۱۳۔ حضرت بشیرؓ بن کعب انصاری

باب

۴۰

۴۲۲

قضا عمرہ ادا کرنے نبی ﷺ تشریف لاتے ہیں

قیادت میں رسول اللہ ﷺ کی مکہ لوگ آتے ہیں

ہوا جب وقت تو آقاؐ نے جاری حکم فرمایا　　قضا عمرہ ہوا جو اب ادا کرنے کا وقت آیا
حدیبیہ میں جو تھے ساتھ، اب بھی ساتھ جائیں گے　　علاوہ اُن کے جانا چاہتا ہے جو بھی، آ جائے
چنانچہ دو ہزار افراد اس میں ہو گئے شامل　　تھے قائد ان کے آقاؐ اور مکہ ان کی تھی منزل
مقرر ابورہمؓ کو جانشیں آقاؐ نے فرمایا　　نظامت کس طرح سے کرنی ہے یہ اُنؓ کو سمجھایا

مدینہ سے روانہ قافلہ مکہ کو ہوتا ہے

چلا یہ قافلہ تو ذوالحلیفہ پہلی منزل تھی　　جہاں احرام باندھے تو صدا لبیک کی گونجی
قریشِ مکہ کی جانب سے تھا بدعہدی کا خطرہ　　تدارک ایسے ہر خطرے کا کرنا بھی ضروری تھا
چنانچہ ہر طرح سے لیس ہتھیاروں سے تھے سارے　　قیادت میں رسول اللہؐ کی یا جج تک یہ آ پہنچے
یہاں دو سو صحابہؓ اور سب ہتھیاروں کو چھوڑا　　میانوں میں فقط تلواریں تھیں اور آ گئے مکہ

ادا کر کے قضا عمرہ، مدینہ آپ ﷺ آتے ہیں

رسول اللہؐ تھے قصوا پہ مسلمانوں کے ہالے میں　　سبھی تھے اک، نہیں تھا فرق، گورے اور کالے میں
حمائل کر کے تلواریں وہ آگے بڑھتے جاتے تھے　　وہ جب لبیک کہتے، آپؐ سر اپنا جھکا دیتے
تماشا دیکھنے کو اہلِ مکہ دوڑ کر آئے　　سبھی اپنے انہیں اب بدلے بدلے سے نظر آئے
کسی نے یہ کہا، یثرب سے ایسا ٹولہ آیا ہے　　نظر آتا ہے بیماری نے جس کو توڑ ڈالا ہے
سبھی دوڑو، مسلمانوں سے یہ الفاظ فرمائے　　رمل کے حال میں آقاؐ نے چکر تین لگوائے
کہا، رکنِ یمانی سے چلو آہستہ اسود تک　　کرو حمد و ثناء آگے بڑھو آہستہ اسود تک
رمل کا حکم آقاؐ نے ضروری اس لیے سمجھا　　کہ مشرک دیکھتے ہیں، اُن پہ ہو اظہار طاقت کا
کیا ایسے ہی حکمِ اضطباعِ دوش[1] بھی جاری　　ہوا کفار پر یہ دیکھ کر اک خوف سا طاری
رمل کے حال میں چکر نبیؐ نے سب نہ لگوائے　　کیا یہ اس لیے کہ قوم مشکل میں نہ پڑ جائے
رسول اللہؐ جو ن آئے، لبوں پر انؐ کے تھا، لبیک　　کہا جب جب انہوں نے تو سبھی نے بھی کہا لبیک
قطاروں میں کھڑے تھے دیکھنے کے واسطے مشرک　　بہت مرعوب ہوتے آپؐ کی ہر بات سے مشرک

حرم پہنچے، چھڑی سے سنگِ اسود کو چھوا، لب پر
ثنا تھی اور دعا تھی، آپؐ نے پورے کیے چکر

تھے عبداللہ[۲] ذرا آگے، رجز[۳] وہ پڑھتے جاتے تھے
تھے ایسے شعر، سن کر جن کو مشرک پیچ کھاتے تھے

عمرؓ بولے کہ عبداللہؓ! حرم میں شعر پڑھتے ہو
رسول اللہؐ نے فرمایا، عمرؓ! تم اس کو رہنے دو

سبھی اشعار عبداللہؓ کے تیروں سے بھی بڑھ کر ہیں
نشاں ان شعروں کے دشمن کے سینے اور دل پر ہیں

کہا کفارِ مکہ نے رمل[۴] کرتے ہوئے پا کر
کہ ہم کچھ اور سمجھے تھے، مسلماں تو ہیں طاقت ور

طوافِ کعبہ سے فارغ ہوئے تو سب صفا آئے
کیے پورے صفا مروہ کے چکر، سر بھی منڈوائے

یہاں سے ہو کے فارغ جانور سب ذبح کر ڈالے
تقاضے جو بچے عمرے کے باقی وہ کیے پورے

رسول اللہؐ نے کچھ لوگوں کو یاجج کی طرف بھیجا
بلایا اُن کو جو یاجج میں تھے تاکہ کریں عمرہ

گزارے تین دن مکہ میں تو پیغام آ پہنچا
علیؓ نے آپؐ کی خدمت میں یہ پیغام پہنچایا

مطابق عہد کے اب آپؐ مکہ سے چلے جائیں
جو ہے تحریر اُس کو اب عمل کا جامہ پہنائیں

روانہ ہو کے مکہ سے مقامِ سرف پر پہنچے
جہاں آقائے عالمؐ آ کے میمونہؓ کے گھر ٹھہرے

یہاں میمونہؓ بی بی سے نبیؐ نے شادی فرمائی
چچا عباسؓ[۵] کی تھیں بی بی میمونہؓ سگی سالی[۶]

یہ خالہ حضرتِ خالدؓ[۷] کی تھیں اور فضل والی تھیں
سراپا خیر اور حلم و نسب میں بھی وہ عالی تھیں

رسول اللہؐ مقامِ سرف سے یثرب چلے آئے
جہاں آ کر امورِ سلطنت آقاؐ نے نمٹائے

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ احرام کی اوپر والی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر اُس کے دونوں پلے بائیں کندھے پر ڈالنا

۲۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ

۳۔ رجز کا پہلا شعر یہ تھا

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ　　　خلوا فکل الخیر فی رسولہ

ترجمہ: کفار کے پوتو! اُن کا رستہ چھوڑ دو کہ ساری بھلائی اس کے پیغمبر ہی میں ہے۔

۴۔ اِٹھلا کر چلنا۔ طواف کعبہ کے دوران پہلے تین چکروں میں اکڑ اکڑ اور اِٹھلا کر تیزی سے چلنا لیکن ہر چکر میں رکنِ یمانی سے اسود تک آہستہ چلنے کا حکم ہے۔

۵۔ حضرت عباسؓ ابن حضرت عبدالمطلب

۶۔ ام المومنین سیدہ میمونہؓ حضرت عباسؓ کی بیوی ام الفضل لبابۃ الکبریٰ بنتِ حارث کی بہن تھیں۔

۷۔ حضرت خالدؓ بن ولید

باب

۴۱

برائے امن کچھ دستے روانہ آپ ﷺ کرتے ہیں

ابوالعوجا فروغِ دیں کی خاطر وفد آتا ہے

نبیؐ نے زندگی بھر دین کی تبلیغ کو سمجھا ہمیشہ ہی مقدس اور فرضِ اولیں اپنا
ادا عمرہ کیا، واپس جب آئے، آپؐ نے بھیجا سُلیم اک وفد اخرمؓ کا ، فروغِ دین مقصد تھا
بہت سے لوگ اُن کے ساتھ اس مقصد کو بھجوائے اصولِ دینِ حق آ کر جنہوں نے اُن کو سمجھائے
قبیلے والوں نے اُنؓ سے کہا دعوت جو لائے ہیں ہمیں اس سے ہے نفرت، کیوں یہاں سب آپؓ آئے ہیں
ہم اس دعوت کو اپنے آپ پر حملہ سمجھتے ہیں ہم اپنے دین ہی کو ٹھیک اور سچا سمجھتے ہیں
ہم اپنے دین کی توہین کا بدلہ یہیں لیں گے یہاں سے آپؓ کو زندہ کہیں جانے نہیں دیں گے
پھر اس کے بعد وہ اٹھے، مسلمانوں پہ چڑھ دوڑے جہالت کے مسلمانوں نے جب انداز یہ دیکھے
دلیری سے انہوں نے روک کر حملہ، کیا حملہ ذرا سی دیر میں دشمن کے حملے کو کیا پسپا
مسلمانوں کی جانب سے فقط اخرمؓ ہوئے زخمی بنا لائے مگر دشمن کے دو افراد کو قیدی

بنو مرہ کی جانب لے کے غالبؓ دستہ آتے ہیں

بنو مرہ قبیلہ اک فدک کے پاس رہتا تھا دلیری میں وہ اپنے آپ کو بے مثل کہتا تھا
مسلمانوں کا اک دستہ علاقے میں جب آیا تھا بنو مرہ نے اس دستے کو جاں سے مار ڈالا تھا
اسی کا بدلہ لینے کو رسول اللہؐ نے بھجوایا وہ دستہ جس کا پرچم حضرتِ غالبؓ[1] کو سونپا تھا
تھے دو سو جاں فروش اس میں، یہ دستہ جب یہاں پہنچا تو آتے ہی بڑی شدت سے اس نے کر دیا حملہ
بہت سے دشمنوں نے ہاتھ اپنی جان سے دھوئے قبیلے کے تھے جتنے جانور، اُس نے وہ سب کھوئے

قضاعہ کعبؓ کے دستے کو کھل کر قتل کرتے ہیں

قضاعہ والوں نے حملے کی کر رکھی تھی تیاری خبر تیاری کی جب آپ تک لوگوں نے پہنچائی
تو حضرت کعبؓ[2] کو دستے کا سونپا آپؐ نے جھنڈا صحابہؓ پندرہ کا دے دیا ترتیب اک دستہ
کہا کہ دین کی تبلیغ پہلا فرض ہے اس کا قضاعہ کے علاقے میں یہ دستہ جیسے ہی پہنچا
صحابہؓ نے قضاعہ والوں کو دی دین کی دعوت تو ظاہر کافروں نے دینِ حق سے کی کھلی نفرت

صحابہؓ کو انہوں نے تیر برسا کر کیا چھلنی   شہادت سب نے پائی، اک بچے، تھے وہ بہت زخمی
انہیں بھی درحقیقت دشمنوں نے مردہ سمجھا تھا   انہوں نے ہی لڑائی کا یہ سب احوال بتلایا

عدو کی سرزنش کے واسطے اک دستہ آتا ہے

لڑائی ہو کسی سے کچھ قبیلے تھے وہاں ایسے   سمجھتے تھے لڑائی دینِ حق کی اُن سے ہو جیسے
ہوازن بھی تھا شامل اس طرح کے کچھ قبیلوں میں   کمک دشمن کو پہنچائی تھی جس نے ساری جنگوں میں
شجاعِ وقتؓ کی سالاری میں بھیجا وہاں دستہ   نہ جانے علم کیسے ہو گیا دشمن کو دستے کا
ہوازن کے علاقے پر کیا جب دستے نے حملہ   تو اُس کو فرد کوئی بھی ملا نہ اُس قبیلے کا
ملے جتنے بھی اُس کو جانور سب ہانک کر لایا   لڑائی نہ ہوئی سو دستہ واپس آ گیا طیبہ

۴۲۸

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت غالبؓ بن عبداللہ لیثی

۲۔ حضرت کعبؓ بن عمیر

۳۔ حضرت شجاعؓ بن وہب اسدی

۴۲۹

باب

۴۲

مسلماں جنگِ موتہ کے لیے تیار ہوتے ہیں

۴۳۰

برائے جنگ موتہ آپ ﷺ اک لشکر بناتے ہیں

ہوا یوں، آپؐ نے حارثؓ[1] کو بصریٰ کے لیے بھیجا
انہیں اک خط دیا جو حاکمِ بصریٰ کو دینا تھا

شرحبیل[2] ان سے یوں اُلجھا، گورنر تھا جو قیصر کا
انہیں باندھا، اسی حالت میں اُن کو قتل کر ڈالا

گورنر بلقا کی جب بے اصولی کی خبر پہنچی
سبھی کو رنج پہنچا، آپؐ پر بھی یہ گراں گزری

سفیروں، قاصدوں کا قتل، سنگیں جرم ہوتا ہے
سبھی ادوار میں ہر اک نے اس کو ظلم سمجھا ہے

ہے یہ وہ جرم جس کو جنگ کا اعلان کہتے ہیں
فقط کمزور ہی اس جرم پر خاموش رہتے ہیں

دیا ترتیب بدلہ لینے کے مقصد سے اک لشکر
سبھی آمادہ تھے ہر حال میں یہ جنگ لڑنے پر

چنانچہ سہ ہزار افراد کا لشکر کیا تیار
کہا یہ آپؐ نے سب سے، کرو دشمن پہ کھل کے وار

کبھی اتنا بڑا لشکر یہاں پہلے بنا نہ تھا
فقط اک جنگِ خندق میں بنا تھا لشکر اس جیسا

بوقت کوچ لشکر کو نصیحت آپ ﷺ کرتے ہیں

قیادت کا علم آقاؐ نے حضرت زیدؓ[3] کو سونپا
شہادت زیدؓ گر پا جائیں تو آقاؐ نے فرمایا

سپہ سالار جعفرؓ[4] ہوں گے، گر وہ قتل ہو جائیں
تو عبداللہؓ[5] قیادت کی غرض سے سامنے آئیں

ہدایت آپؐ نے فرمائی اپنے پورے لشکر کو
ہوئے تھے قتل حارثؓ جس جگہ، جب تم وہاں پہنچو

وہاں کے لوگوں کو ایمان لے آنے کی دعوت دو
اگر اسلام سے نفرت کا وہ اظہار کر دیں تو

لڑائی اُن سے لڑنا، ایسی حالت میں ضروری ہے
شکستِ فاش دینا ایسی صورت میں ضروری ہے

تمہارے ہاتھوں بوڑھا، بچہ، عورت جاں سے نہ جائے
شجر کو یا عمارت کو کوئی نقصاں نہ پہنچائے

عبادت گاہوں یا گرجوں کو تم مسمار نہ کرنا
خیانت بھی نہیں کرنا، خدا کی ذات سے ڈرنا

روانہ کرنے کو لشکر کے خود تشریف لے آئے
خدا حافظ کہا، الفاظِ خیر آقاؐ نے فرمائے

خبر افواجِ قیصر کی مسلمانوں کو ملتی ہے

شمالی سمت بڑھ کر لشکرِ اسلام جا پہنچا
معان اک گاؤں تک جو شام میں سرحد پہ واقع تھا

خبر آ کر یہاں اسلامی جاسوسوں نے پہنچائی
بڑی اک فوج دشمن کی یہاں پر کل ہی ہے آئی

۴۳۱

وہاں اک لاکھ سے بھی ہے زیادہ فوج خیمہ زن ۔۔۔ مآب آنے ہی والے ہیں بہت سے اور بھی دشمن
بلی، بلقین و بہرا کے قبائل اہلِ حق کے اب ۔۔۔ کھلے دشمن گئے ہیں بن چھپے دشمن تھے پہلے سب
خبر ایسی تھی یہ جس نے صحابہؓ سب کو چونکایا ۔۔۔ عدو لاکھوں کا لشکر سامنے اُن کے ہے لے آیا
ہوئے سالار و جید سب صحابہؓ اک جگہ یک جا ۔۔۔ برائے مشورہ بیٹھی انہی کی مجلسِ شوریٰ
حل اس کا دو دنوں تک کوئی شوریٰ کو نہیں سوجھا ۔۔۔ اسے درپیش تھا جو مسئلہ لاکھوں کے لشکر کا
کسی نے یہ کہا، احوال آقاؐ ہی کو لکھ بھیجو ۔۔۔ کسی نے یہ کہا کہ جس طرح ہو، اس سے خود نمٹو
کسی نے یہ کہا، تعداد دشمن کی زیادہ ہے ۔۔۔ وہ لڑنے کے لیے لاکھوں کا لشکر لے کے آیا ہے
علاقہ بھی حقیقت میں یہ دشمن کا علاقہ ہے ۔۔۔ اُسے ہے اک طرف سے، ہم کو ہر جانب سے خطرہ ہے
کہا عبداللہؓ[6] نے کتراتے کیوں ہو اُس سے لڑنے سے ۔۔۔ جنہیں اخطار کہتے ہو، مواقع ہیں شہادت کے
شہادت کی طلب لے کر ہی نکلے تھے گھروں سے ہم ۔۔۔ خدا کی راہ میں جاں سے گزر جائیں تو کیسا غم
بجا ہے جنگ کثرت اور طاقت سے بھی ہوتی ہے ۔۔۔ مگر ہر اک سے بڑھ کر قوتِ ایمان دیکھی ہے
لڑیں گے ہم اسی طاقت سے، چاہے جان سے جائیں ۔۔۔ بھروسا ہم خدا پر رکھیں، کثرت سے نہ گھبرائیں
نتیجہ سامنے ہے، یا ہم اُن پر غالب آئیں گے ۔۔۔ وگرنہ موت ظاہر ہے، شہات ہی کی پائیں گے
بجا یہ مشورہ لوگوں نے عبداللہؓ کا گردانا ۔۔۔ چنانچہ طے ہوا، غلبہ یا لڑتے لڑتے مر جانا

مشارف میں عدو سے سامنا لشکر کا ہوتا ہے

معان اب چھوڑ کر لشکر، مشارف کی طرف آیا ۔۔۔ جہاں ہرقل کا لشکر پہلے سے تیار بیٹھا تھا
ہوئے میدانِ موتہ میں مسلماں آ کے خیمہ زن ۔۔۔ لیے اک لشکرِ جرار آ پہنچا وہیں دشمن
کی صف آرائی حضرت زیدؓ نے جنگی سلیقے سے ۔۔۔ تھے قطبہؓ[7] میمنہ پر اور عبادہؓ[8] میسرہ پر تھے
اٹھائے زیدؓ پرچم کو کھڑے تھے قلبِ لشکر پر ۔۔۔ مقابل اس کے لاکھوں تھے مگر تھا مطمئن لشکر

لڑائی کا عجب انداز میں آغاز ہوتا ہے

عجب چشمِ فلک نے آج موتہ میں سماں دیکھا ۔۔۔ جو قلت میں تھا، بڑھ بڑھ کر وہ کثرت پر جھپٹتا تھا
کفن باندھے ہوئے اپنے سروں پر لڑنے آئے تھے ۔۔۔ کہاں ایسا عجب لشکر مخالف دیکھ پائے تھے

۴۳۲

رسول اللہؐ کے پیارے زیدؓ جھنڈا تھام کر آئے
لڑے یوں، لڑنے کے سب کو عجب انداز سکھلائے

شہادت زیدؓ نے پائی تو جعفرؓ تھام کر جھنڈا
بڑھے آگے، عدو پر کر دیا یکبارگی حملہ

عدو کی برتری حاصل تھی دشمن کو، کئی آئے
مگر جعفرؓ کے آگے جتنے آئے، بچ نہیں پائے

لڑے یوں حضرتِ جعفرؓ کہ سارے لوگ حیراں تھے
وہؓ بڑھتے جس طرف بھی کشتوں کے پشتے لگا دیتے

اسی دوران اُن پر لحظہ لحظہ وار ہوتے تھے
بہت سے زخم آئے جسم پر اُن کاری واروں سے

کٹا اک ہاتھ پہلے، دوسرے میں تھاما پرچم کو
کٹا جب دوسرا بھی ہاتھ شمشیرِ عدو سے تو

بچے جو بازو، اُن سے پرچمِ اسلام کو تھاما
کسی رومی نے اس حالت میں دیکھا، یوں کیا حملہ

کہ جس سے آپؓ کے جسمِ مبارک کے ہوئے ٹکڑے
شہادت کے بڑے منصب پہ جعفرؓ اس طرح پہنچے

رسول اللہؐ نے فرمایا، کٹے بازو جو جعفرؓ کے
عطا اُن کو خدا نے کر دیے بازو نئے پھر سے

وہ جنت میں انھی سے ہر طرف اب اڑتے پھرتے ہیں
وہ ہیں طیارؓ، کتنے اونچے رتبے پر وہ پہنچے ہیں

اُسی دن زخم کھائے آپؓ نے سو سے فقط دس کم
یہ سب کھائے تھے سینے پر، انھی زخموں سے نکلا دم

شہادت پائی جب طیارؓ نے تو آئے عبداللہؓ
انہوں نے آگے بڑھ کے پرچمِ اسلام کو تھاما

پلک جھپکی نہ تھی کہ لشکرِ قیصر میں جا پہنچے
عجب منظر لڑائی کے فلک کی آنکھ نے دیکھے

شہادت انؓ کو بھی اللہ نے بخشی، سرخرو ٹھہرے
گرے وہ تو بنو عجلان کے ثابتؓ[9] بڑھے آگے

پکارے وہؓ، مسلمانو! سپہ سالار تم چن لو
کہا سب نے، سپہ سالار اب تم ہی ہمارے ہو

کہا ثابتؓ نے کہ یہ فرض میرے بس سے ہے باہر
کسی ماہر کو دو جھنڈا، وہ فوراً تھام لے آ کر

چنانچہ سب نے خالدؓ[10] کو چنا سالارِ لشکر کا
انہوں نے جھنڈا تھاما، رومیوں پر کر دیا حملہ

اُسی اک دن میں نو تلواریں توڑیں اپنے دشمن پر
دلیری دیکھ کر تھا دم بخود قیصر کا بھی لشکر

ہوئی جب شام تو اک یمنی بانا ہاتھ میں تھامے
پڑاؤ کی طرف سیف اللہ[11] ہو کر سرخرو لوٹے

خبر جب کوئی بھی آقاؐ کو موتہ سے نہیں آئی
وحی بھجوا کے اللہ نے خبر پل پل کی پہنچائی

مدینے میں رسول اللہؐ نے سب لوگوں کو بتلایا
اٹھایا زیدؓ نے اب لشکرِ اسلام کا جھنڈا

شہادت زیدؓ نے پائی، اٹھایا جھنڈا جعفرؓ نے
کٹے اب ہاتھ جعفرؓ کے، یہ اک رومی نے ہیں کاٹے

تھیں آنکھیں اشک بار آقاؐ کی، فرمایا کہ عبداللہؓ
بڑھے ہیں تیزی سے آگے، انہوں نے تھاما ہے جھنڈا

شہادت پائی عبداللہؓ نے، ہیں سالار اب خالدؓ
یہ ہیں سالار دنیا بھر میں اپنی طرز کے واحد

خدا نے لشکرِ اسلام کو اب کامرانی دی
ہوا موتہ میں جو کچھ، آپؐ نے ہر بات بتلائی

سپہ سالار خالدؓ اک انوکھی چال چلتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ اتنے بڑے لشکر سے ٹکرانا
حقیقت کم نظر آتی ہے، لگتا ہے یہ افسانہ
مگر ایمان والے اس طرح تو کرتے آئے ہیں
اگر وقت آئے تو وہ آگ میں بھی کود جاتے ہیں
مسلماں تین، دو سو کے مقابل تھے یہاں ٹھہرے
خدا نے تین کا باندھا بھرم اپنی عنایت سے
ہوئی جب رات تو خالدؓ نے سوچا، کیا کیا جائے
کہ عزت بھی رہے باقی، مرا لشکر بھی بچ پائے
یہ سوچا کوئی ایسی چال دشمن سے چلی جائے
کہ وہ اس چال کے مقصد کو ہرگز نہ سمجھ پائے
ہوا دن تو بدل دی آپؓ نے ترتیب لشکر کی
عدو سمجھا کمک اسلام کے لشکر کو آ پہنچی
کمک اس کو کہیں سے اور بھی اب آنے والی ہے
مسلمانوں نے فوج اپنی کہیں پہ کچھ چھپا لی ہے
ہوا دن، فوج خالدؓ کی عدو اپنے پہ چڑھ دوڑی
ذرا لڑ کر وہاں سے واپسی کی ابتدا کر دی
یہ دیکھا تو ہوئے مرعوب رومی اور یہ سمجھے
کہ ہم کو لا رہے ہیں اب مسلماں دھوکے سے آگے
یہاں سے کھینچ کر وہ ہم کو لے جائیں گے صحرا میں
ہمیں گھیرے میں لے کر زک ہمیں وہ دیں گے صحرا میں
ہٹے پیچھے مسلماں رومی لیکن نہ بڑھے آگے
وہ تھوڑی دیر تو ٹھہرے رہے میداں میں، پھر بھاگے

یہاں بارہ صحابہؓ جان راہِ حق میں دیتے ہیں

شہادت جنگِ موتہ میں ہوئی بارہ صحابہؓ کی
پتا اس کا نہ چل پایا، مرے کتنے وہاں رومی
مرے جو جنگ میں رومی، یقیناً وہ زیادہ تھے
انہی اموات کے ڈر سے وہ پیچھے کی طرف بھاگے
فقط اک روز میں خالدؓ نے نو تلواریں توڑی تھیں
یہ طے ہے گردنیں ہی کاٹنے میں ساری ٹوٹی تھیں
اسی اک بات سے ہوتا ہے اندازہ کہ دشمن کے
فقط خالدؓ کے ہاتھوں جنگ جو کتنے مرے ہوں گے

انوکھا اس لڑائی کا اثر دنیا پہ ہوتا ہے

ہوئی تھی جنگ جب، رومی تھے دنیا کی بڑی طاقت
مقابل اُن کے آنے کی کسی میں بھی نہ تھی ہمت
حقیقت یہ ہے جس مقصد سے لشکر آپؐ نے بھیجا
لڑائی سے وہ مقصد اہلِ حق کا نہ ہوا پورا
شرحبیل[12] ایک قاتل تھا، رسولؐ اللہ کے قاصد کا
سزا دینا تھا مقصد اس کو، لیکن صاف بچ نکلا
جہاں بھر نے سنی جب یہ خبر، اسلام کا لشکر
ہوا ہے حملہ آور شام میں افواجِ قیصر پر
سنی جس نے خبر، اس نے کیا اظہار حیرت کا
کہا سب نے مسلماں اب کوئی بھی بچ نہیں سکتا

٤٣٤

سنا پھر یہ کہ لشکر سرخرو ہو کر ہی لوٹا ہے
لڑائی میں خسارہ لشکرِ قیصر کو آیا ہے

سنا جس نے وہ بولا کہ مسلماں قوم ہے ایسی
نبیؐ کے کہنے پر جاں بھی لگانے سے نہیں ڈرتی

خدا کی راہ میں جینا، خدا کی راہ میں مرنا
وہ روکیں جس سے رک جانا، وہ جو چاہیں وہی کرنا

نبیؐ کے بارے میں سن کر مدینے لوگ آ پہنچے
جو پہلے ہچکچاتے تھے، وہ اب ایمان لے آئے

بنو زبیاں، بنو غطفاں، فزارہ جو کہ کافر تھے
سُلیم، ایسے قبائل سب کے سب ایمان لے آئے

یہی آغاز کا نقطہ تھا، قیصر سے لڑائی کا
یہی آغاز تھا بیرونی فتح و کامرانی کا

سبھی رومی ممالک میں ہوا اس بات کا چرچا
مسلمانوں کا روکے گا کوئی اب کس طرح رستہ

مشارف شام میں لشکر مسلمانوں کا آتا ہے

ہوئی جب جنگِ موتہ تو مشارف کے قبائل نے
کیا تھا ایک سمجھوتا ملے تھے جا کے قیصر سے

نتیجہ یہ کہ یہ سب ہو گئے تھے شاملِ لشکر
کیا جب غور آقاؐ نے تو پہنچے اس نتیجے پر

مشارف شام کے اندر قبیلے رہتے ہیں جتنے
حلیف اسلام کے ہوں، دشمنی ہو اُن کی قیصر سے

بڑھائی جائے ہر صورت میں ایسی دوستی اُن سے
کمک ان سب قبائل سے نہ قیصر کو کبھی پہنچے

بلایا عمروؓ ابنِ عاص کو آقاؐ نے، بتلایا
مقاصد دو ہیں جن کا آپؐ نے حاصل بھی سمجھایا

یہ فرمایا، مشارف شام کے سارے قبیلوں سے
بہر صورت کریں پیدا خلوص و اُنس کے رشتے

کہا یہ عمروؓ سے کہ دوسرا مقصد لڑائی ہے
قضاعہ والوں نے فوج اپنی اب خاصی بڑھا لی ہے

مدینے پر وہ حملے کا ارادہ کر کے بیٹھے ہیں
کریں اُن سب کی سرکوبی جو ایسا شوق رکھتے ہیں

دیا ترتیب سہ صد لوگوں کا آقاؐ نے اک دستہ
قبائل کچھ کے بارے میں نبیؐ نے اُن کو بتلایا

کہ جب ان سب قبائل سے گزر ہو، پیار سے گزریں
انہیں اپنا بنائیں اور مدد اپنے لیے مانگیں

قضاعہ والوں تک پہنچیں تو اُن سے اس طرح نمٹیں
کہ پھر وہ زندگی بھر اس طرح کی بات نہ سوچیں

دو جھنڈے عمروؓ کو بخشے، سفید اک اور اک کالا
دعا دے کر رسول اللہؐ نے اُن کو اس طرف بھیجا

دیے جو حکم آقاؐ نے، ہوا اُن پر عمل پورا
قضاعہ کے علاقے کے قریں یہ لشکر آپہنچا

خبر آئی یہ دشمن کی کہ ہے لشکر بڑا اس کا
یہاں سے عمروؓ نے رافعؓ[۱۳] کو آقاؐ کی طرف بھیجا

سنا احوال تو آقاؐ نے دو سو کی کمک بھیجی
بہت تیزی سے حضرت عمروؓ کے جو پاس آ پہنچی

جو دستہ آپؐ نے بھجوایا، اُس میں لوگ ایسے تھے
کہ جن کے نام ہی سے دشمنِ دیں خوف کھاتے تھے

۴۳۶

ابوبکرؓ و عمرؓ اور بو عبیدہؓ ان میں شامل تھے　　شرافت کا نمونہ اور لڑائی میں جو کامل تھے
جہاں شر کی تھیں بنیادیں، بلا کے رکھ دیں لشکر نے　　بڑھائی جن سے چاہت وہ لگے اب اس کا دم بھرنے
قضاعہ سے جذام آئے، گئے سلسل کے چشمے تک　　مکمل آپؐ سے لی رہنمائی واپس آنے تک
صحابہؓ نے وہاں سے عوفؓ[14] کو بھیجا کہ وہ جائیں　　وہ جائیں اور رسول اللہؐ کو ہر تفصیل بتلائیں

علاقہ نجد میں اک مختصر سا دستہ آتا ہے

علاقہ نجد سے غطفان والوں کی خبر آئی　　کہ ان لوگوں نے لڑنے کی مسلمانوں سے ہے ٹھانی
رسول اللہؐ نے بھجوایا یہاں پر بوقتادہؓ[15] کو　　تھے ساتھی پندرہ اُنؓ کے کیا جب جا کے حملہ تو
بنو غطفان اس حملے کی شدت کو نہ سہہ پائے　　وہاں سے بھاگے، اک لمحے کو بھی گھر میں نہ رہ پائے
مسلمانوں نے کچھ کو قید، کچھ کو قتل کر ڈالا　　یہاں مالِ غنیمت بھی بہت سا اُن کے ہاتھ آیا
مکمل پندرہ دن تک علاقے میں رہا دستہ　　ہوا جب کامراں، واپس مدینے کو چلا آیا

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت حارثؓ بن عمیر ازدی
۲۔ شرحبیل بن عمرو غسانی
۳۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ
۴۔ حضرت جعفر بن ابو طالب عبدِ مناف
۵۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ
۶۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ
۷۔ حضرت قطبہؓ بن قتادہ
۸۔ حضرت عبادہؓ بن مالک انصاری
۹۔ حضرت ثابتؓ بن ارقم
۱۰۔ حضرت خالدؓ بن ولید
۱۱۔ حضرت خالدؓ بن ولید کا خطاب
۱۲۔ گورنر بلقا شرحبیل بن عمرو غسانی

۱۳۔ حضرت رافعؓ بن مکیث جہنی

۱۴۔ حضرت عوفؓ بن مالک اشجعی

۱۵۔ ابوقتادہ نعمان بن ربعی

۴۳۷

باب

۴۳

خدا مکہ عطا کر کے عطائے خاص کرتا ہے

۴۳۸

قریشِ مکہ پیدا جنگ کے اسباب کرتے ہیں

اگر ساتھی ہوں دانا، زندگی آسان ہوتی ہے
اگر بے عقل ہوں تو زندگی ویران ہوتی ہے

قریشِ مکہ پہلے ہی سے تھے کچھ عقل کے دشمن
حلیف اُن کے ہوئے بو بکر والے تو بڑھی الجھن

عرب والے کیا کرتے تھے کوئی عہد تو اُس کو
نبھاتے ہر طرح سے، صورتِ حالات جو بھی ہو

کوئی بدعہدی کرنے کا تصور بھی نہ کرتا تھا
وہ اپنے عہد پر جیتا تھا اور اس پر ہی مرتا تھا

بنو بوبکر کو نہ جانے کیا سوجھی، خزاعہ سے
برائے انتقام آ کر بڑی بے دردی سے الجھے

ہمیشہ ہی یہ دونوں برسرِ پیکار رہتے تھے
بڑا اک دوسرے کو اپنا دشمن دونوں کہتے تھے

کیا کفارِ مکہ نے رسول اللہؐ سے سمجھوتا[1]
خزاعہ نے اُسے امن و اماں کا عہد گردانا

خزاعہ والے جو کہ تھے حلیف آقائے عالمؐ کے
وہ ہر اک دشمنی اس عہد کے تابع بھلا بیٹھے

انہیں اس کا گماں تک بھی نہ تھا، ایسے بھی ہوتا ہے
کہ عہدِ امن کر کے کوئی فصلِ قتل بوتا ہے

چنانچہ عہد ہوتے ہی، وہ ہر رنجش بُھلا بیٹھے
مگر ان کے جو دشمن تھے، اسے موقع بھلا سمجھے

بنو بوبکر کے نوفل[2] نے اپنے کچھ لیے ساتھی
خزاعہ کے علاقہ میں وہ آئے، رات تھی آدھی

وتیر آ کر خزاعہ پر انہوں نے کر دیا حملہ
بہت سے بے گناہوں کو انہوں نے قتل کر ڈالا

قریشِ مکہ نے اُن کی مدد ہتھیار دے کر کی
کہا جاتا ہے کہ لڑنے میں شامل وہ ہوئے خود بھی

خزاعہ بے بسی میں بھاگ کر سوئے حرم آئے
بنو بوبکر بھی اُن کے تعاقب میں وہاں پہنچے

کہا نوفل سے اک نے، یہ حرم ہے، گھر ہے اللہ کا
وہ بولا کہ نہیں اللہ کوئی، لو ان سے تم بدلہ

ہمیشہ سے حرم میں چوری جب تم کرتے آئے ہو
تو پھر تم بدلہ لینے سے یہاں کیوں خوف کھاتے ہو

خزاعہ بھاگ کر آئے، چھپے اک گھر[3] میں وہ آ کر
ملا موقع تو عمرو[4] آیا مدینہ، شکوہ تھا لب پر

قبیلے کے وہ اپنے ساتھ کچھ افراد لایا تھا
رسول اللہؐ کی خدمت میں وہ اک فریاد لایا تھا

ہوا حاضر تو مسجد میں نبیؐ تشریف رکھتے تھے
صحابہؓ بھی کئی اس وقت مسجد ہی میں بیٹھے تھے

پڑھے اشعار[5] اُس نے آپؐ کی خدمت میں رو رو کر
کہی ایسے کہانی کہ اثر اس کا ہوا سب پر

خداوندا! دہائی دے رہا ہوں سامنے سب کے
دہائی عہد کی جو اُنؐ کے آبا اور ہوا اُن سے

محمدؐ کو خبر ہو کہ حقیقت میں[6] وہ ہم سے ہیں ۔۔۔ جو اُنؐ سے عہد ہے، ہم پاسداری کرتے آئے ہیں
خدا دے گر ہدایت تو مدد پُرزور اب کیجیے ۔۔۔ مدد کے واسطے سب ساتھیوں کو بھی بلا لیجیے
مدد کے واسطے لے کر نبیؐ جب سب کو آئے گا ۔۔۔ لگے گا یوں کہ جیسے چودھویں کا چاند چڑھ آیا
کوئی جب ظلم اُنؐ پر یا کوئی توہین کرتا ہے ۔۔۔ تو چہرہ تمتما اٹھتا ہے اُنؐ کا، ہم نے دیکھا ہے
لیے جب آپؐ اپنا لشکرِ جرار آئیں گے ۔۔۔ تلاطم خیز سب اُس کو سمندر جیسا پائیں گے
قریشِ مکہ نے بد عہدی کی، پیمان کو توڑا ۔۔۔ لگا کر گھات وہ بیٹھے کدا میں، جب کیا حملہ
وتیر[7] آئے، بنے قاتل، تھے ہم مصروف سجدوں میں ۔۔۔ وہ حملے کے لیے آئے بہت تاریک راتوں میں
کہا یہ عمرو سے آقاؐ نے کہ تیری مدد ہوگی ۔۔۔ یہ بادل دے رہا ہے آسماں پر یہ بشارت ہی
لیے اک وفد یثرب میں بدیل[8] آئے خزاعہ کا ۔۔۔ یہاں آ کر انہوں نے سرورِ عالمؐ کو بتلایا
بنو بوبکر نے کتنے خزاعی قتل کر ڈالے ۔۔۔ قریشِ مکہ نے اُن کی مدد کی، آئے وہ کیسے
سبھی احوال کہہ کر وفد واپس مکہ آ پہنچا ۔۔۔ جہاں اب انتظار آ کر لگا کرنے وہ حملے کا

مدینہ خاص مقصد لے کے بوسفیان آتا ہے

کیا حملہ خزاعہ پر بنو بوبکر سے مل کر ۔۔۔ قریشِ مکہ نے پھیرا گلے پر اپنے خود خنجر
ہوا احساس نادانی کا تو سرجوڑ کر بیٹھے ۔۔۔ طریقے سوچے سب نے عہد کی تجدید کرنے کے
بہت سے مشورے اس سلسلے میں سامنے آئے ۔۔۔ ہوئے سب متفق جب پیش کی اک شخص نے رائے
ابوسفیان کو بھیجیں، محمدؐ سے ملیں جا کر ۔۔۔ انہیں راضی کریں اس عہد کی تجدید کرنے پر
ابوسفیان کی اُنؐ سے قریبی رشتہ داری ہے ۔۔۔ علاوہ اس کے ان کی بیٹی[9] بھی اب اُنؐ کی بیوی ہے
سفارش اپنی بیٹیؓ سے کرائیں، عار نہ سمجھیں ۔۔۔ ہو ممکن جس طرح بھی اُنؐ کو اپنی راہ پر لائیں
اگر ایسا نہ ہو پایا، تباہی تب مقدر ہے ۔۔۔ کوئی سمجھوتا ہو جائے، یہ اپنے حق میں بہتر ہے
رہیں نہ اب یہاں یہ آج ہی یثرب چلے جائیں ۔۔۔ جو الجھن ہے ہمیں درپیش، اُس کو جلد سلجھائیں
ادھر آقائے عالمؐ نے یہ فرمایا صحابہؓ سے ۔۔۔ جو کی ہے عہد شکنی، سب ہی پچھتاتے ہیں وہ کر کے
جو توڑا عہد، اُس کو جوڑنے، مدت بڑھانے کو ۔۔۔ مجھے لگتا ہے بوسفیان ہے تیار آنے کو
ادھر چل کے ابوسفیان جب عسفان آ پہنچا ۔۔۔ بدیل اُس کو نظر آیا، اُسے دیکھا تو وہ چونکا
ملا اُس سے تو پوچھا کہ یہاں کیسے ہوا آنا ۔۔۔ وہ بولا ساتھیوں کے ساتھ ساحل پر پڑا جانا

۴۴۰

ابوسفیان زیرک شخص تھا، سب کچھ سمجھتا تھا
محمدؐ سے گئے تھے ملنے، اُس نے اُس سے یہ پوچھا

جواب اُس نے دیا یہ کہ ''نہیں تو''، لیکن اس نے بھی
جو شک اُس کو پڑا تھا اب تسلی بھی تو کرنی تھی

گیا جب وہ وہاں سے تو ابوسفیاں وہاں آیا
جہاں پر اونٹ سائے میں خزاعی[۸] نے بٹھایا تھا

ابوسفیان بولا، گر مدینے یہ گیا ہو گا
تو چارہ اونٹ کو اپنے وہیں کا ہی دیا ہو گا

اٹھائی مینگنی اُس نے، اُسے توڑا، کھجوروں کی
نظر آئیں اُسے دو گٹھلیاں، بولا، مدینے ہی

گیا تھا وہ یقیناً اور ملا ہے وہ محمدؐ سے
نہ جانے کر کے آیا ہے وہ کیا، یہ تو خدا جانے

مدینے آ کے بو سفیان بیٹیؓ ہی کے گھر آیا
بہت عرصہ کے بعد امِ حبیبہؓ سے وہ مل پایا

لگا جب بیٹھنے بستر پہ بی بیؓ نے اُسے روکا
لپیٹا بی بیؓ نے بستر، اسے جا کر الگ رکھا

ابوسفیان نے دیکھا تو بولا آملہ[۱۰] بیٹا!
مجھے کیا تم نے اس بستر کے لائق ہی نہیں سمجھا

کہا بی بیؓ نے، جی ہاں، یہ رسول اللہؐ کا ہے بستر
نجس ہیں، بیٹھنے دیتی میں اس پر آپ کو کیونکر

ابوسفیان غصے سے یہ بولا، میں نے دیکھا ہے
جدا مجھ سے ہوئی ہو تو تمہیں اس شر نے گھیرا ہے

وہاں سے اُٹھ کے سیدھا آپؐ کی مسجد میں آ پہنچا
جہاں آقائے عالمؐ کو سبب آنے کا بتلایا

وہ باتیں دیر تک کرتا رہا، ساری سنیں اُس کی
جواباً اختیار آقائے عالمؐ نے کی خاموشی

وہاں کچھ دیر بیٹھا، آ گیا بوبکرؓ کے گھر پر
جہاں سے آیا سب باتوں پہ وہ انکار جب سن کر

تو سیدھا وہ عمرؓ کے پاس ملنے کے لیے آیا
انہیں آ کر بڑی تفصیل سے احوال بتلایا

سفارش کے لیے جب بات کی تو یہ عمرؓ بولے
ارے! انسان جو بولے، ذرا پہلے اُسے تولے

سفارش میں تمہاری کیوں کروں گا آقاؐ سے جا کے
ملا نہ کچھ تو میں تم سے لڑوں گا چوبی ٹکڑے سے

ہوا مایوس بو سفیان، آیا وہ علیؓ کے گھر
وہاں تشریف فرما تھیں رسولِ پاک کی دخترؓ

حسنؓ موجود تھے اور صحن میں وہ دوڑے پھرتے تھے
سبھی باتوں سے بالکل بے خبر تھے، کیونکہ بچے تھے

ابوسفیان تھوڑی دیر چپ رہ کر ہوا گویا
علیؓ! تم سے تعلق ہے مرا بے انتہا گہرا

تمہارے پاس اک اپنی ضرورت لے کے آیا ہوں
مجھے مایوس ہرگز نہ کرو گے میں سمجھتا ہوں

محمدؐ سے سفارش یہ کرو کہ نہ کریں حملہ
ہمارے ساتھ جیسا چاہیں کر لیں امن سمجھوتا

علیؓ بولے، ابوسفیاں! عیاں یہ بات ہے تم پر
کریں جو فیصلہ آقاؐ، وہؐ جب یہ فیصلہ لیں کر

کوئی پھر بات اُس پر اُنؐ سے ہرگز کر نہیں سکتا
جو اس بارے میں سب کا حال ہے، وہ حال ہے میرا

مخاطب تب ہوا وہ فاطمہؓ سے اور گزارش کی
بچا سکتی ہیں اس مشکل سے ہم کو آپؓ ہی بی بیؓ

کہیں فرزند سے اپنے کہ لوگوں میں کہیں آ کر   اماں دیتا ہوں میں سب کو، ہے لازم اب یہی سب پر

کریں سب احترام اس کا، مثالی امن ہو جائے   عرب کا آپؐ کا بیٹا ہی یوں سردار کہلائے

کہا خاتونِ جنتؓ نے کہ ایسا ہو نہیں سکتا   مرا بیٹا ابھی اس درجہ تک ہرگز نہیں پہنچا

خدا رکھے، رسول اللہؐ کے ہوتے کوئی بھی ہم سے   توقع ہی نہ رکھے ہم کبھی یہ سوچ پائیں گے

ہوا مایوس تو گھبرا کے بو سفیان یہ بولا   علیؓ! کوئی نہ کوئی تو بتاؤ تم مجھے رستہ

علیؓ بولے، نظر آتا نہیں مجھ کو کوئی رستہ   چلو جس پر اگر تم تو تمہیں ہو فائدہ اس کا

کنانہ کے ہو تم سردار، گر تم کر سکو، کر لو   سبھی کے سامنے اعلان جا کر امن کا کردو

کرو اعلان اور پھر شہرِ مکہ تم چلے جاؤ   وہ بولا، فائدہ اس کا اگر ہے کچھ تو سمجھاؤ

علیؓ نے یہ کہا، گرچہ نہیں کچھ فائدہ اس کا   مگر اس کے علاوہ بھی رہا کوئی نہیں رستہ

چنانچہ وہ وہاں سے سیدھا مسجد میں چلا آیا   کھڑے ہو کر جہاں اُس نے سبھی لوگوں کو بتلایا

ابوسفیان ہوں، میں امن کا پیغام لایا ہوں   میں لوگوں میں کھڑے ہو کر یہی اعلان کرتا ہوں

وہاں تائید وہ اک شخص کی حاصل نہ کر پایا   چنانچہ وہ بڑی ہی خامشی سے گھر چلا آیا

ابوسفیان گھر آیا تو اہلِ مکہ نے پوچھا   ہوئی تجدید یا کہ ہو گیا ہے رد سمجھوتا

کہا کہ جو علیؓ نے ہے کہا، اعلان کر آیا   بڑی تفصیل سے سب کو سبھی احوال بتلایا

سنا سب نے تو پوچھا، کیا محمدؐ اس پہ راضی تھے   کہا اُس نے، انہوںؐ نے یہ سنا بالکل خموشی سے

سنا سب نے تو سب بولے، خدا ہی اب تمہیں سمجھے   علیؓ نے تو فقط کی دل لگی اے بے خبر تم سے

ابوسفیان بولا کہ نہیں ہرگز نہیں ایسا   سوائے ایسا کرنے کے نہیں تھا کوئی بھی رستہ

اشارہ آپ ﷺ تیاری کا اپنے گھر میں دیتے ہیں

خبر اس عہد شکنی کی ابھی یثرب نہ پہنچی تھی   کہا یہ عائشہؓ سے آپؐ نے کرنی ہے تیاری

مرا سامان فوراً اس طرح تیار سب کر لیں   کہ تیاری کا ہرگز نہ کسی کو علم ہونے دیں

اسی دن حضرتِ بوبکرؓ آئے عائشہؓ کے گھر   یہ پوچھا کیسی تیاری ہے جائے گا کہاں لشکر

نہیں یہ وقت رومی سلطنت سے جنگ کرنے کا   مدینے پر بھی حملے کا نہیں ہرگز کوئی خطرہ

کہا بی بیؓ نے کہ باباؓ نہیں مجھ کو خبر اس کی   دیا ہے حکم آقاؐ نے سو کر لی میں نے تیاری

ابھی تھا تیسرا دن عمروؓ مکہ سے یہاں آیا   لیے پھرتا تھا وہ اک وفد بھی اپنے قبیلے کا

بدیل[12] آیا، ابو سفیان آیا تو صحابہؓ کو — ہوا معلوم مکہ میں ہوئی تھی عہد شکنی جو
ابو سفیان کے جاتے ہی آقاؐ نے یہ فرمایا — رہو تیار کہ لشکر ہمارا مکہ جائے گا
اسی کے ساتھ فرمائی دعا یہ کہ خداوندا! — ارادہ کر چکا ہے مکہ جانے کا ترا بندہ
خبر دشمن کو اب اس بات کی ہرگز نہ چلنے دے — یہاں تک کہ ترے بندوں کا لشکر سر پہ جا پہنچے
ہوا آغاز روزوں کا تو بھیجا بوقتادہؓ[13] کو — دیے کل آٹھ جنگی جب روانہ یہ ہوئے سب تو
کہا انؓ سے اضم جاؤ سبھی نے اب یہی سمجھا — رسول اللہؐ کا لشکر بھی انہی کے پیچھے جائے گا
یہ دستہ جب اضم پہنچا تو یہ اُس تک خبر پہنچی — رسول اللہؐ کا لشکر جا چکا مکہ سو اُس نے بھی
بڑی تیزی سے اپنے رخ کو مکہ کی طرف موڑا — بہت کم وقت میں لشکر میں شامل ہو گیا دستہ

خبر دینے کی کوشش کو نبیﷺ ناکام کرتے ہیں

ادھر حاطبؓ[14] نے اک عورت کے ہاتھوں خط یہ بھجوایا — کہ حملہ ہونے والا ہے تحفظ کر لو مکے کا
ہنر مندی سے خط عورت نے چوٹی میں چھپایا تھا — وحی آئی تو آقاؐ کو اشارہ مل گیا اس کا
علیؓ، غنویؓ[15]، زبیرؓ و حضرتِ مقدادؓ کو بھیجا — کہ لے آئیں وہ اُس عورت سے جا کر خط یہ حاطبؓ کا
یہ فرمایا کہ جاؤ خاخ کے روضہ پہ، اک عورت — ملے گی ایک ہودج میں وہاں لیکن کرو عجلت
وہاں پہنچے، ملی عورت، تلاشی بھی لی ہودج کی — ملا اُن کو کوئی خط نہ کوئی تحریر مل پائی
علیؓ بولے، مرے آقاؐ ہمیشہ سچ ہی کہتے ہیں — یہ عورت جھوٹی ہے، اس کے بیاں سارے ہی جھوٹے ہیں
سنو عورت! یہی بہتر ہے، تم ہم کو وہ خط دے دو — وگرنہ ہم تمہیں ننگا کریں گے، غور سے سن لو
ہوئی مجبور جب عورت تو چوٹی سے نکالا خط — وہاں سے وفد یہ، آقاؐ کی خدمت میں لے آیا خط
طلب فرما کے حاطبؓ کو رسول اللہؐ نے جب پوچھا — کہا حاطبؓ نے، آقاؐ، ہے بجا، خط میں نے ہی لکھا
مگر مجبور تھا آقاؐ، مرے پیارے ہیں مکے میں — قریشِ مکہ ہی کے نرغے میں سارے ہیں مکے میں
سبھی کی ہے قرابت داری اُن سے، میں اکیلا ہوں — میں اپنے بچوں کے غم میں ہمیشہ روتا رہتا ہوں
مسلماں ہوں، مرے آقاؐ، میں مرتد ہو نہیں سکتا — اُنہیں میں نے یہ خط لکھا کہ میں ایسا سمجھتا تھا
کروں احسان اُن پر، وہ مرے احسان کے بدلے — مرے پیاروں، مرے بچوں کو مرنے سے بچائیں گے
سنی یہ بات تو بولے عمرؓ، آقاؐ اجازت دیں — ذرا سی دیر میں پھر اس کا سر تن سے جدا دیکھیں

۴۴۴

منافق ہو گیا ہے، آپؐ سے اس نے خیانت کی
اسے معلوم ہی ہرگز نہیں قیمت امانت کی

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جنگِ بدر میں جو تھا
خدا نے اس کے بارے میں کہا ہے، بخشا جائے گا

خدا نے بدر والوں کو مکمل بخش رکھا ہے
یہ شامل بدر میں تھا، اس کو کرنے دو جو کرتا ہے

بچشمِ نم عمرؓ بولے، خدا کے کام ایسے ہیں
کہ جن کو خود خدا یا آپؐ ہی بہتر سمجھتے ہیں

خدا نے آپؐ کی ہر اک دُعا منظور فرمائی
خبر کفار کو آقاؐ کے لشکر کی نہ ہو پائی

روانہ ہو کے لشکر فاطمہ وادی میں آتا ہے

مدینے سے چلا جب لشکرِ جرار مکے کو
ہوا اعلان جو بھی آنا چاہے آ کے شامل ہو

صحابہؓ دس ہزار اس میں ہوئے شامل، چلا لشکر
سفر کرتا ہوا آ پہنچا آخر ایک چشمے پر

یہ چشمہ فاطمہ وادی[16] سے قدرے پہلے آتا ہے
یہاں پانی ضرورت سے فزوں تر پایا جاتا ہے

صحابہؓ اور رسول اللہؐ کا، یعنی سب کا تھا روزہ
یہاں آ کر رسول اللہؐ نے اپنے روزے کو توڑا

صحابہؓ نے بھی روزہ توڑ ڈالا اور بڑھے آگے
ہوئی جب رات تو سب فاطمہ وادی میں آ پہنچے

جہاں آرام کی خاطر سواری سے نبیؐ اترے
یہیں پر نصب لشکر نے بھی اپنے کر دیے خیمے

رسول اللہؐ نے فرمایا الگ ہر اک جلائے آگ
بڑا کتنا ہے یہ لشکر، یہ دشمن کو دکھائے آگ

حفاظت اور نگرانی عمرؓ کو آپؐ نے سونپی
رسول اللہؐ نے ہر اک چیز کی ترتیب خود دیکھی

تھا جب رستے میں لشکر آپؐ کے کچھ اقربا آئے
بتایا آ کے آقاؐ کو کہ وہ ایمان ہیں لائے

چچا، اک دو چچیرے اور اُن میں کچھ تھے پھپھی زاد
رسول اللہؐ نے دیکھا بھائیوں کو تو کیے سب یاد

مظالم وہ جو آقاؐ پر سدا یہ ڈھایا کرتے تھے
ستم ڈھاتے ہوئے ہرگز کسی سے یہ نہ ڈرتے تھے

نبیؐ نے ابن حارث[17] اور عبداللہ[18] کو جب دیکھا
تو منہ اپنا دکھی ہو کر مخالف سمت کو پھیرا

یہ دیکھا تو گزارش آپؐ سے کی امِ سلمہؓ[19] نے
کبھی تو بخت سے جھولی بھریں سرکارؐ کے در سے

جو اپنے ہیں، وہی بد بخت ٹھہریں، ہو نہیں سکتا
معافی دیں انہیں، ان پر کرم اپنا کریں آقاؐ

علیؓ آئے، انہوں نے آ کے دونوں کو یہ سمجھایا
علیؓ سے سن کے دونوں نے فقط اک جملہ دہرایا

یہ وہ جملہ تھا جو یوسفؑ سے اُن کے بھائی تھے بولے
فضیلت آپؐ کو اللہ نے دی اور ہم ہی قاصر تھے

سنا یہ جملہ تو یہ آپؐ نے فرمایا دونوں سے
تمہاری ہر خطا کو میں نے بخشا، اب خدا بخشے

ابوسفیان حاضر آپ ﷺ کی خدمت میں ہوتا ہے

رفاقت میں نبیؐ کی حضرتِ عباسؓ جب آئے
رسول اللہؐ کا لشکر نصب اپنے کر چکا خیمے

تو خچر پر بہت جلدی وہاں سے چل پڑے عباسؓ
تجسس میں کسی اک آدمی کے چل پڑے عباسؓ

اک ایسا آدمی، مکے میں جو پیغام پہنچائے
قریشِ مکہ کو لشکر کا بتلا کر یہ سمجھائے

کہ لڑنے کی بجائے آپؐ سے آ کر اماں مانگیں
وگرنہ وہ تباہی کے لیے تیار ہو جائیں

کیا کچھ فاصلہ طے تو سنی، آواز باتوں کی
لگیں آوازیں اُنؓ کو دور ہی سے جانی پہچانی

بدیل[20] اُنؓ کو نظر آیا، ابوسفیان تھا گویا
کہ اس جیسا ہماری آنکھ نے لشکر نہیں دیکھا

بدیل اس بات پر بولا، خزاعہ کا یہ لشکر ہے
ابوسفیان چیخا، وہ قبیلہ اس سے کمتر ہے

کہا عباسؓ نے، بو حنظلہ[21]، آقاؐ کا لشکر ہے
سمجھ لو کہ تباہی اب مسلط سب کے سر پر ہے

سنو میں صاف کہتا ہوں، نظر اُن کو کہیں آئے
تو سمجھو یوں کہ جیسے تم جہاں میں تھے نہیں آئے

ہے بہتر کے اماں چل کے تم آقاؐ سے طلب کر لو
وگرنہ قتل قسمت ہے تمہاری تم یہی سمجھو

بٹھا کر اپنے خچر پر اُسے عباسؓ لے آئے
صحابہؓ کچھ ملے رستے میں پر پہچان نہ پائے

عمرؓ نے حضرتِ عباسؓ کو آتے ہوئے دیکھا
ابو سفیان جب اُن کو اندھیرے میں نظر آیا

تو وہ چلائے کہ دشمن خدا کا کیسے آیا ہے
خدا کی شان جس نے اس کو میرے پاس بھیجا ہے

تعاقب میں عمرؓ آئے تو دونوں اُس طرف بھاگے
جہاں آقائے عالمؐ خیمے میں تشریف رکھتے تھے

وہ پہنچے تو عمرؓ بھی اُن کے پیچھے پیچھے آ پہنچے
وہؓ بولے کہ مرے آقاؐ! اجازت یہ مجھے دیجے

کروں میں قتل بوسفیان کو، دشمن خدا کا ہے
خدا نے خود مجھے موقع سنہرا آج بخشا ہے

کہا عباسؓ نے، آقاؐ! اسے میں نے اماں دی ہے
مرے آقاؐ! تحفظ کی اسے میں نے زباں دی ہے

عمرؓ نے بار بار آقاؐ سے بوسفیان کو مانگا
مگر عباسؓ نے وعدہ اماں کا ہی کیا پورا

کہا عباسؓ سے آقاؐ نے، اپنے ساتھ لے جاؤ
اسے ٹھہراؤ، کل اس کو مکرر مجھ سے ملواؤ

ہوئی جب کل، ابوسفیان خدمت میں ہوا حاضر
کہا آقاؐ نے، صد افسوس، تم پر نہ ہوا ظاہر

کہ اللہ ایک ہے، اُس کے سوا کوئی نہیں اللہ
فدا ہوں میرے ماں اور باپ، بوسفیان یہ بولا

سمجھ پایا کہ اللہ ایک ہے، اُس کے سوا اللہ
اگر ہوتا تو اب تک کام میرے آ گیا ہوتا

کہا آقاؐ نے، صد افسوس، تم اب تک نہیں سمجھے
نبیؐ ہوں میں اُسی اللہ کا جس کے ہم ہیں سب بندے

۴۴۵

فدا ہوں میرے ماں اور باپ، بوسفیان یہ بولا
ہیں کتنے رحم والے اور کرم والے، میں اب سمجھا

کرم اپنوں پہ کرتے ہیں، نہیں اس میں گماں باقی
مگر اک بات کے بارے میں باقی ہے کھٹک دل کی

یہاں عباسؓ بولے کہ ابوسفیان! یہ سن لو
تمہارے سامنے رستے ہیں دو، اِن میں سے اک چن لو

وہ بولا، میں رسول اللہؐ پہ ہوں ایمان لے آیا
خدا نے اور نبیؐ نے مجھ کو سیدھا رستہ دکھلایا

گزارش آپؐ سے عباسؓ نے کی کہ کرم کیجیے
ابوسفیان کو آقاؐ، کوئی اعزاز دے دیجے

کہا آقاؐ نے، گھر میں جو بھی بوسفیاں کے جائے گا
یقینی طور پر سن لو، اماں وہ آج پائے گا

رکھے گا بند دروازہ، حرم میں جو بھی جائے گا
یقینی طور پر سن لو، اماں وہ شخص پائے گا

روانہ آپ ﷺ کا لشکر برائے مکہ ہوتا ہے

ہوا جب دن تو لشکر جانبِ مکہ لگا بڑھنے
لیے پیغامِ نصرت، آج کا سورج لگا چڑھنے

کہا عباسؓ سے آقاؐ نے، بوسفیان کو لے کر
یہ دیکھے لشکرِ اسلام، جاؤ تم پہاڑی پر

کیا عباسؓ نے ایسے، اُسے لے آئے ناکے پر
بڑے ہی غور سے دیکھا، وہاں سے گزرا جب لشکر

قبیلہ جب گزرتا کوئی، بوسفیان یہ کہتا
قبیلہ کون سا عباسؓ بتلاؤ کہ ہے گزرا

تعارف حضرتِ عباسؓ پورا اُس کا کرواتے
قبیلے کی سبھی عادات بوسفیاں کو بتلاتے

جلو میں جاں نثاروں کے وہاں سے آپؐ جب گزرے
اچانک جملہ یہ نکلا ابوسفیان کے منہ سے

کوئی اُنؐ سے لڑے کس میں بھلا اب اتنی طاقت ہے
بڑی ہی شان و شوکت والی انؐ کی بادشاہت ہے

کہا عباسؓ نے، شاہی کہاں، یہ تو نبوت ہے
ابوسفیان بولا، تم اسے کہہ لو، نبوت ہے

ہوا یوں بھی کہ جب انصار کا دستہ وہاں پہنچا
پھریرا جس کا حضرت سعدؓ[22]، کے دستِ وفا میں تھا

ابوسفیان کو دیکھا تو بولے، آج ذلت ہی
بہر صورت قریشِ مکہ کی قسمت میں ہے لکھی

یہ دن ہے قتل و غارت کا، فزوں تر ہوگی خوں ریزی
یہ دن ہے وہ کہ حرمت بھی حلال اب کر لی جائے گی

گزر جب آپؐ کا ہونے لگا تو آپؐ سے آ کر
ابوسفیان نے پوچھا، مکمل بات بتلا کر

کہ خوں ریزی، مذمت آج کے دن کا مقدر ہے؟
یہ فرمایا رسول اللہؐ نے، بے بنیاد یہ ڈر ہے

قریشِ مکہ کو عزت ملے گی، کعبہ کو تعظیم
کوئی بھی قتل نہ ہوگا، ملے گی ساروں کو تکریم

پھریرا سعدؓ سے واپس لیا اور قیسؓ[23] کو سونپا
جو حضرت سعدؓ کا نورِ نظر تھا، پیارا بیٹا تھا

رسول اللہؐ کو دیکھا ایک عورت نے، پڑھے اشعار
کمر کو توڑنے پر سعدؓ ہیں جب ہر طرح تیار

زمیں ہے تنگ ہم پر اور دشمن آسماں بھی ہے　　کرم ہے آپؐ کا کہ آپؐ نے ہم کو اماں دی ہے

ابوسفیان مکہ آ کے اک اعلان کرتا ہے

ابوسفیان نے جب سن لیا فرماں یہ آقاؐ کا　　قریش و اہلِ مکہ کے لیے یہ دن ہے عزت کا
تو اس کے دل پہ آقاؐ کی محبت کا ہوا غلبہ　　کہا یہ دل ہی دل میں، آپؐ رحمت کا ہیں سرچشمہ
کہا عباسؓ نے سوچوں میں اُس کو یوں جو گم دیکھا　　کہ جاؤ، قوم کو بتلاؤ جا کے حال لشکر کا
وہ بھاگا اتنی تیزی سے کہ لشکر رہ گیا پیچھے　　اکٹھا کر کے لوگوں کو، کہا اُس نے یہ لوگوں سے
سنو لوگو! محمدؐ شہر کے نزدیک آ پہنچے　　ذرا سی دیر میں وہ شہرِ مکہ فتح کر لیں گے
بتاؤں کیا کہ اُنؐ کا لشکرِ جرار کیسا ہے　　یہ لشکر تو ہے اک سیلِ رواں جو رات جیسا ہے
مقابل ہم کسی صورت میں اس کے آ نہیں سکتے　　طلب میں نے اماں کر لی ہے اُنؐ سے خود وہاں جا کے
اماں اُس کے لیے ہے جو مرے گھر میں چلا جائے　　کہے دیتا ہوں اُنؐ کے راستے میں کوئی نہ آئے
سنی بیوی[۲۴] نے اُس کی بات تو وہ دوڑ کر آئی　　برس کر اپنے شوہر پر، وہ چیخی اور چلائی
پکڑ لو اس بُرے انسان کو اور قتل کر ڈالو　　عجب یہ بات کرتا ہے، اسے پکڑو، اسے مارو
ابوسفیان بولا کہ بچو خاتون کے شر سے　　چلے جاؤ، کھلے ہیں تم پہ دروازے مرے گھر کے
کہا اک نے، تجھے موت آئے، کتنے تیرے گھر جائیں　　جگہ تھوڑی ہے یہ سارے وہاں جا کر کہاں بیٹھیں
ابوسفیان بولا، اپنے گھر یا پھر حرم جاؤ　　کرو دروازے بند اپنے، کہا مانو، اماں پاؤ
یہ سنتے ہی سبھی بھاگے، کہا مانا، اماں پائی　　رسول اللہؐ نے اک اک بات پوری کی، جو فرمائی

فروغِ شر کی ہر کوشش یہاں ناکام ہوتی ہے

اماں پانے کو سب بھاگے مگر کچھ لوگ ایسے تھے　　کہ جو کہتے تھے ہم اسلام کے لشکر سے الجھیں گے
الجھنے کے لیے جو لوگ اُن میں آگے آئے تھے　　یہ ایسے تھے، نبیؐ سے باپ جن کے لڑتے آئے تھے
لڑائی کے لیے جو خندمہ میں چھپ کے بیٹھے تھے　　ابوجہل و امیہ اور تھے یہ عمرو[۲۵] کے بیٹے
یہ الجھے آگے بڑھ کے حضرتِ خالدؓ کے دستے سے　　ذرا سی دیر میں ان میں سے بارہ جان دے بیٹھے
سپاہی دو مسلمانوں کے اللہ کو ہوئے پیارے　　مسلماں کامراں ٹھہرے، یہاں کفار پھر ہارے
کئی لوگوں کو مروا کر یہاں سے سب کے سب بھاگے　　نصیب ان کافروں کے سوئے یوں کہ پھر نہیں جاگے

محمد ﷺ اپنے لشکر کو لیے مکہ میں آتے ہیں

مقامِ ذی طویٰ تک لشکرِ اسلام آ پہنچا
اُسے اب تین حصوں میں یہاں تقسیم فرمایا

کیا خالدؓ کو دائیں سمت اور اُنؓ سے یہ فرمایا
کہ آئیں زیریں مکہ کی طرف سے اور سمجھایا

اگر رستہ کوئی روکے تو اس کو کاٹ کر رکھ دیں
وہ کیا ہے، کون ہے، کیسا ہے، ہرگز یہ نہیں دیکھیں

بڑھیں آگے، صفا پر آ ملیں اسلامی لشکر سے
کسی سے آپ نہ الجھیں، نہ جب تک خود کوئی الجھے

زبیرؓ[۲۶] آقاؐ کے کہنے پر چلے بائیں طرف ایسے
کہ وہ بالائی مکہ سے حجون آئے، یہیں اترے

رسول اللہؐ کا جھنڈا بھی انہوں نے ہاتھ میں تھاما
حجون آ کر اسے حکمِ نبیؐ سے اک جگہ گاڑا

مقرر بو عبیدہؓ کو پیادے پر کیا ایسے
دیا یہ حکم کہ وادی کے رستے وہ چلیں آگے

سبھی نے آپؐ کے ہر حکم کی تعمیل ایسے کی
کہ خامی ذرہ بھر بھی نہ کہیں کوئی نظر آئی

تھے راکب آپؐ قصوا پر، صحابہؓ کو چلے لے کر
حرم کی سمت آگے بڑھ رہے تھے ایسے رستے پر

کہ جس پر آپؐ کا آنا نہیں تھا خطرے سے خالی
کیا تھا آپؐ کو کفار نے جس پر کبھی زخمی

کوئی بھی اور ہوتا آج کے دن تو وہ یوں کرتا
وہ اپنے دشمنوں کو راستے پر سرنگوں کرتا

مگر آقائے عالمؐ کا نگوں تھا سر، زباں پر تھا
خدا کا شکر اور نامِ خدائے برتر و بالا

کوئی بھی اور ہوتا آج کے دن تو وہ یوں کرتا
لہو سے دشمنوں کے، راستے کی مانگ کو بھرتا

مگر آقائے عالمؐ نے سبھی کو یوں اماں بخشی
کہ خود حیران تھے ایسے کرم پر سارے دشمن بھی

کوئی بھی اور ہوتا آج کے دن تو وہ یوں کرتا
کہ اپنے دشمنوں کی عزتوں کا کھل کے خوں کرتا

مگر آقائے عالمؐ نے سبھی سے صاف فرمایا
قریش و اہلِ مکہ کے لیے دن ہے یہ عزت کا

کوئی بھی اور ہوتا آج کے دن تو وہ یوں کرتا
جلا کر گھر عدو کی زندگی کو راکھ سے بھرتا

مگر آقائے عالمؐ نے گھروں کی یوں حفاظت کی
گھروں میں جو رہے اُن کو گھروں میں ہی اماں بخشی

عجب انداز میں سر کو جھکائے آپؐ آئے ہیں
کہ جس سے صاف ظاہر ہے، محبت آپؐ لائے ہیں

زباں پر کوئی شکوہ نہ شکایت پائی جاتی ہے
کرم کرنے کی جب تجویز کوئی لائی جاتی ہے

بلا تاخیر ہر تجویز کو منظور کرتے ہیں
پریشانی ہر اک کی لمحہ بھر میں دور کرتے ہیں

ستم جو آپؐ پر ڈھائے گئے تھے شہر میں سب ہی
بھلانے کے نہیں تھے، یاد آئے ہوں گے وہ اب بھی

وہ چہرے سامنے تھے جو ستم ڈھانے میں آگے تھے
رسول اللہؐ پہ غم کے تیر برسانے میں آگے تھے

وہ رستے سامنے تھے جن پہ پتھر آپؐ کھاتے تھے
وہ رستے آپؐ کو ماضی کے سب قصے سناتے تھے

کبھی وہ گالیاں کانوں میں اب تک گونجتی ہوں گی
بُری نظمیں جو اروی[۲۷] نے کہی ہوں گی، پڑھی ہوں گی

جو گھاٹی[۲۸] میں گزارے سال اُن کا ایک اک لمحہ
رسول اللہؐ کے دل پر زخم بن کر پوچھتا ہو گا

کہ اپنوں کے ستم کیسے بھلائیں گے مرے آقاؐ
اب اپنے گھر بتائیں کیسے جائیں گے مرے آقاؐ

شبِ ہجرت کا ہر پل دل پہ دستک دے رہا ہوگا
جنہوں نے ظلم ڈھائے، نام ان کے لے رہا ہوگا

مگر آقاؐ جھکائے سر، تھے مصروفِ ثنا ایسے
نبیؐ کے ساتھ ماضی میں ہوا کچھ بھی نہ تھا جیسے

جو آیا مسکرا کر بات کی، سب سے محبت کی
کوئی اک بات بھی نفرت کی نہ کی، سب پہ شفقت کی

رسول اللہؐ حجون آئے، یہاں کچھ دیر کو ٹھہرے
یہاں سے آپؐ امِ ہانیؓ[۲۹] کے گھر آگئے مکے

سلام اک سے پڑھیں کل آٹھ رکعت آ کے آقاؐ نے
ہوئے شکرانے سے فارغ تو پوچھا کچھ صحابہؓ نے

قیام آقاؐ! یہیں فرمائیں گے یا شعب[۳۰] جائیں گے
یہاں سے جا کے آقاؐ کب حرم تشریف لائیں گے

قیامِ مکہ کے بارے میں آقاؐ نے تھا فرمایا
کہ میں شعبِ ابی طالب میں ہی اب جا کے ٹھہروں گا

یہاں ہمت سے مظلومی کا عرصہ ہم نے کاٹا تھا
کیا محصور، ہم پر ظلم یہ اپنوں نے ڈھایا تھا

رسول اللہ ﷺ حرم میں ساتھیوں کے ساتھ آتے ہیں

مکمل فوجی غلبہ پا چکے تو آپؐ اب آئے
برائے حاضری، کعبہ صحابہؓ ساتھ سب آئے

ہر اک لبیک کہتا، جب قدم کعبے کو بڑھتا تھا
کوئی تکبیر کہتا تھا، کوئی قرآن پڑھتا تھا

رسول اللہؐ طوافِ کعبہ کی خاطر بڑھے آگے
صحابہؓ اپنے آقاؐ کی قیادت میں چلے پیچھے

رسول اللہؐ نے نیت کر کے چوما سنگِ اسود کو
کیا ہر وہ عمل کہ تھا ضروری اب یہاں جو جو

نبیؐ کے ہاتھ میں تھی اک کماں جب مارتے بت پر
تو گرتا بت زمیں پر چوٹ کاری آپؐ سے کھا کر

اسی کے ساتھ ہر اک چوٹ پر فرماتے یہ آقاؐ
کہ حق آیا، گیا باطل کہ باطل ہی کو جانا تھا

وہاں پر تین سو اور ساٹھ بت تھے، سب نے کھائی چوٹ
مقدر تھا یہی اُن کا سو سب نے ہی اٹھائی چوٹ

فضائے کعبہ نامِ رب سے مہکی سی جاتی تھی
صدا ہر سمت سے تکبیر کے نعروں کی آتی تھی

طواف آقاؐ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ فرمایا
مکمل ہو چکا جب یہ عمل، عثمانؓ کو بلوایا

انہیں کعبے کی چابی کی عطا اُن سے یہ فرمایا
سنو عثمانؓ[۳۱] ! میں نے حق تمہارا تم کو پہنچایا

۴۴۹

دیا اب حکم کہ دروازہ خانہ کعبہ کا کھولو
کھلا دروازہ، آقاؐ خانہ کعبہ میں گئے جب تو

وہاں کا دیکھ کر منظر ہوئے آقاؐ بہت حیراں
تھیں ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی تصویریں آویزاں

پکڑ رکھے تھے تیر ان انبیا نے فال گیری کے
یہ دیکھا تو ہوئے جملے ادا یہ آپؐ کے منہ سے

بنائیں جس نے تصویریں، اسے میرا خدا سمجھے
نہیں کی فال گیری میرے دونوں ہی بزرگوں نے

دیا یہ حکم، تصویروں کو فوراً ختم کر ڈالو
جہالت کا نشاں کوئی یہاں ہرگز نہ رہنے دو

مٹا کر ہر نشاں کو، آپؐ نے کعبے کو دھلوایا
حرم میں تھے بلالؓ، اُن کو وہیں آقاؐ نے بلوایا

اسامہؓ[۳۲] بھی وہیں موجود تھے، آقاؐ نے اندر سے
دیے پٹ بھیڑ تاکہ کوئی اور اندر نہ آ پائے

مقابل در کے جو دیوار ہے، رُخ اُس طرف پھیرا
بڑھے اور فاصلہ رکھا وہاں سے تین قدموں کا

پڑھیں پھر آپؐ نے دو رکعتیں، اندر سے کعبہ کا
لگا کر ایک چکر غور سے ہر چیز کو دیکھا

پڑھی تکبیر کونوں میں، دیا پھر کھول آ کر در
وہیں موجود تھا مسجد کے اندر آپؐ کا لشکر

قریشِ مکہ اور اس شہر والے سب وہیں پر تھے
رسول اللہؐ نے دروازے کے بازو زور سے پکڑے

مخاطب اہلِ مکہ کو کیا اور اُن سے فرمایا
نہیں معبود کوئی بھی، فقط معبود ہے اللہ

اُسی نے اپنے بندے کی مدد دیکھو ہے فرمائی
شکست اُس نے عدو کے سب گروہوں کو ہے تنہا دی

کوئی خصلت، کوئی عادت وہ جاتی ہو کہ مالی ہو
سبھی دعوے مرے قدموں کے نیچے ہیں پڑے دیکھو

مگر بیت اللہ کی دربانی یا پانی پلانے کی
جو خصلت ہے وہ پہلے کی طرح سے اب بھی ہے باقی

دیت قتلِ خطا کی ہے مغلظ ہر طرح سن لو
مقرر ایک سو اونٹ اس کی قیمت اب گئی ہے ہو

ہوں چالیس ان میں نوق ایسی شکم میں جن کے ہوں بچے
جہالت کی سبھی نخوت، غرور و فخر کے دعوے

ہوئے سب اس لیے باطل کہ ہم آدمؑ کے ہیں بیٹے
اُسی آدمؑ کے ہیں بیٹے، بنے تھے جو کہ مٹی سے

پڑھی پھر ایک آیت جس کا مطلب اس طرح کا تھا
کہ ہم نے مرد و عورت سے تمہیں پیدا ہے فرمایا

کئی شاخوں میں، کنبوں میں کیا تقسیم یوں سب کو
کہ تم اک دوسرے کو باسہولت خوب پہچانو

حقیقت میں بڑا تم میں خدا اُس کو سمجھتا ہے
خدا ترسی کی عادت جس میں تم سب سے زیادہ ہے

خدائے برتر و بالا بڑا ہی حِلم والا ہے
خدائے برتر و بالا، بڑا ہی عِلم والا ہے

پھر اس کے بعد آقاؐ نے قریشِ مکہ سے پوچھا
بتاؤ کیا رویہ میرا تم سب سے روا ہوگا

سہیل[۳۳] اٹھا یہ سن کر اور بلا تاخیر وہ بولا
روا ہم سے رویہ آپؐ کا ہو گا بھلائی کا

شریف و نیک بھائی آپؐ ہیں اور بیٹے ہیں جن کے
ہمارے وہ بھی بھائی نیک ہی تھے ہر حوالے سے

سنی یہ بات تو آقاؐ نے اُن سب سے یہ فرمایا | کہا یوسفؑ نے جو کچھ بھائیوں سے میں بھی ہوں کہتا
خطا جو تم نے کی ہے، وہ خطا کم یا زیادہ ہے | سزا کوئی ملے گی نہ ملامت کا ارادہ ہے

بلال آقاؓ اذاں کعبہ کی چھت پر چڑھ کے دیتے ہیں

رہے مصروف ان کاموں میں کافی دیر تک آقاؐ | یہاں تک کہ اذانِ ظہر کا اب وقت آ پہنچا
بلالؓ آقاؐ کے فرمانے پہ، خانہ کعبہ کی چھت پر | چڑھے اور دی اذاں پوری عقیدت سے وہاں جا کر
عجب منظر تھا، سارا مکہ اس منظر پہ حیراں تھا | مسلماں سب بہت خوش تھے، فقط شیطاں پریشاں تھا
غلام ابنِ غلام ایسی بلندی پر کھڑے ہو کر | نرالی شان سے فرما رہا تھا اللہ ہے اکبر
رسول اللہؐ، صحابہؓ سب جھکا کے سر کو بیٹھے تھے | بڑے اُنس و عقیدت سے اذاں کو سارے سنتے تھے
بلالؓ آئے تو سب بولے، یہاں تشریف لے آئیں | کہیں تکبیر تو آقاؐ امامت سب کی فرمائیں
امامت سرورِ عالمؐ نے فرمائی صحابہؓ کی | زمینِ کعبہ کب سے منتظر تھی اس ہی سجدہ کی
ابوسفیان، حارث[۳۴]، بن اسید[۳۵] اب صحنِ کعبہ میں | تصور میں ابھی الجھے ہوئے تھے فتحِ مکہ میں
کہا عتاب[۳۵] نے والد پہ ہے یہ رحم مولا کا | اگر زندہ اُسے رکھتا تو کیسے وہ اذاں سنتا
کہا حارث نے کہ مجھ کو اگر معلوم ہو جائے | کہ وہ سچ ہے جسے وہ آج ہم سب میں ہیں لے آئے
تو میں اُنؐ پر ذرا سی دیر میں ایمان لے آؤں | ذرا سی دیر ہی میں اُنؐ کا سچا پیرو بن جاؤں
ابوسفیان بولا، میں نہیں کچھ بھی کہوں گا اب | یہ کنکر ہی سنا دیں گے انہیںؐ جا کر خبر یہ سب
وہ باتیں کر رہے تھے کہ وہاں آقاؐ چلے آئے | سبھی کے ہو بہو فقرے رسول اللہؐ نے دہرائے
سنے عتاب و حارث نے یہ فقرے تو گزارش کی | شہادت دیتے ہیں ہم آپؐ کی ہر بات ہے سچی
کوئی ہم میں سے جاتا تو یقیناً ہم سمجھ لیتے | کہ اک اک بات جو فرمائی آقاؐ نے، سنی اُس سے
فقط ہم ہی یہاں تھے اور کوئی بھی یہاں نہ تھا | جو جا کر آپؐ کو ہم سب کی ساری باتیں بتلاتا
وہ دونوں آپؐ پر اک لمحہ میں ایمان لے آئے | پھر اس کے بعد آقاؐ کے وہ سچے پیرو کہلائے
مسلماں ہونے پر عتابؓ کو آقاؐ نے مکے کا | ولی ایسے جوانی میں مقرر پہلا فرمایا
کہ اک درہم کا روزینہ عطا فرمادیا اُس کو | وہ تھا اکیس کا جب مرتبہ یہ تھا ملا اُس کو
کہا اُس نے، خدا اُس شخص کو رکھے سدا بھوکا | جو اک درہم کے روزینہ پہ بھوکا خود کو ہے کہتا

مؤذن شہرِ مکہ کا مقرر آپ ﷺ کرتے ہیں

اذاں جب ہو رہی تھی مکہ کے کچھ نوجوانوں نے
عجب اک بے وقوفی مل کے کی ان بے وقوفوں نے

اذاں تھے جس طرح دیتے بلالؓ، اُن کی وہ کرتے نقل
ادا کرتے وہؓ جو الفاظ ویسے ہی وہ کرتے نقل

ابو محذورہ اس ٹولی میں سب سے آگے آگے تھے
جو دل کو کھینچ لے، ایسی بھلی آواز رکھتے تھے

اڑائی نقل تو آواز آقاؐ نے سنی، چونکے
طلب فرمایا جب اُنؓ کو تو وہؓ آنے سے گھبرائے

یقیں تھا اُن کو کہ اب قتل ہونا ہی مقدر ہے
یقیناً زندگی سے ہاتھ دھونا ہی مقدر ہے

مگر جب سامنے لایا گیا تو یہ سنا سب نے
نبیؐ بولے، بھلی آواز پائی تم نے اللہ سے

اذاں مجھؐ کو سناؤ کر کے اب تم نقل پھر ویسی
سنائی تھی پہاڑی پر کھڑے ہو کر ابھی جیسی

اذاں ڈر ڈر کے اُس نے آپؐ کو ساری سنا ڈالی
رسول اللہؐ نے تھیلی اک انہیں انعام میں بخشی

بلا کے پاس اُن کے سر پہ اور ماتھے پہ پھیرا ہاتھ
شکم پر، ناف پر اور پیار سے سینے پہ پھیرا ہاتھ

اٹھا کر ہاتھ آقاؐ نے دعائے خیر فرمائی
ذرا سی دیر میں آقاؐ کی شفقت رنگ لے آئی

ابو محذورہ کے دل میں کدورت نہ رہی باقی
کدورت کی جگہ آقاؐ کی الفت نے جگہ پائی

گزارش کی، مرے آقاؐ، مجھے ایسے نہ لوٹائیں
مؤذن مجھ کو مکے کا مقرر آپؐ فرمائیں

تھی اُن کی عمر سولہ سال جب یہ مرتبہ پایا
عطا اعزاز یہ آقاؐ نے اُن کو ایسے فرمایا

رہے وہ زندگی بھر پھر مؤذن شہرِ مکہ کے
چھنا نہ کتنی ہی نسلوں تلک اعزاز یہ اُن سے

اکابر مجرموں کے واسطے اک حکم ملتا ہے

رسول اللہؐ نے نو افراد کے بارے میں فرمایا
ملے ان میں سے جو بھی اُس کو فوراً قتل ہے کرنا

یہاں تک کہ غلافِ کعبہ میں لپٹے یہ مل جائیں
حرم میں یا کہیں بھی یہ کسی حالت میں مل پائیں

نہیں سننی کوئی بھی بات ان کی، قتل کرنا ہے
کہ اللہ کے لیے دل میں انہوں نے بغض پالا ہے

تھے ان میں بن خطل[36]، عبداللہ[37]، حارث[38]، عکرمہ[39]، ہبار[40]
مقیس[41] و سہ خواتیں[42] جو کہ اصلاً تھیں بہت عیار

یہ تینوں عورتیں تھیں لونڈیاں، سارہ وہ لونڈی تھی
جو جاسوسی رسول اللہؐ کی اکثر کرتی رہتی تھی

اسی سے وہ ملا تھا خط، جو حاطبؓ[43] نے تھا بھجوایا
جسے حضرت علیؓ نے خاخ کے روضے پہ پکڑا تھا

جو باقی لونڈیاں تھیں، دونوں عزیٰ بن خطل کی تھیں
ہمیشہ ہجو وہ مولائے کلؐ کی گایا کرتی تھیں

روایت ہے کہ ان میں اور بھی کچھ لوگ شامل تھے ہوئے کچھ قتل تو کچھ آپؐ پر ایمان لے آئے

اماں صفوان پا کر آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہے

اکابر مجرموں میں حالانکہ صفواں[۴۴] نہ شامل تھا مگر کفار مکہ کے اکابر میں تھا نام اُس کا
اسے محسوس مکہ میں ہوا اب جان کا خطرہ چنانچہ شہرِ مکہ چھوڑ کر وہ آ گیا جدہ
عمیرؓ[۴۵] آقاؐ کی خدمت میں ہوئے حاضر، گزارش کی اماں صفوان کو آقائے عالمؐ نے عطا کر دی
علامت کے لیے بخشی انہیں اپنی وہی پگڑی جو مکہ آنے پر آقاؐ نے سر پر باندھ رکھی تھی
عمیرؓ اُس کے لیے لے کر اماں جدہ چلے آئے وہ جدہ سے یمن کو جارہا تھا بحری رستے سے
عمیرؓ اُس کو وہاں سے لے کے فوراً آ گئے مکہ اُسے مکے میں لا کر سرورِ عالمؐ سے ملوایا
طلب صفوان نے کی آپؐ سے دو ماہ کی مہلت اُسے دہری ملی مہلت، نبیؐ نے اُس پہ کی شفقت
رسول اللہؐ پہ اس مہلت میں وہ ایمان لے آیا خدا نے دینِ حق کا اس طرح سے باغ مہکایا

حرم میں آپ ﷺ اک خطبہ عطا لوگوں کو کرتے ہیں

رسول اللہؐ حرم میں آئے، لوگوں کو کیا یک جا ہوئے جب لوگ یک جا تو عطا فرمایا اک خطبہ
خدا کی حمد کر کے آپؐ نے لوگوں کو بتلایا سنو! جس دن خدا نے آسماں کو پیدا فرمایا
اُسی دن شہرِ حرمت، شہرِ مکہ بھی تھا کہلایا قیامت تک اسے شہرِحرام اللہ نے ٹھہرایا
خدا اور آخرت پر جس کا ایماں ہے، سمجھ رکھے یہاں وہ خوں بہائے اور نہ ہی اب شجر کاٹے
کرے گر قتل کوئی اس بنا پر کہ نبیؐ نے بھی یہاں پر آ کے سب کے سامنے کروائی خوں ریزی
خدا نے تو نبیؐ کو ایسا کرنے کی اجازت دی نہیں ہے اب کسی کو بھی اجازت ایسا کرنے کی
نبیؐ کو بھی اجازت ایک ساعت کے لیے بخشی پھر اس کے بعد حرمت اس کی پہلے کی طرح پلٹی
یہاں ہے جو وہ سن لے، جو نہیں ہے اُس کو بتلائے کہی ہیں میں نے جو باتیں وہ اُس کو جا کے سمجھائے
روایت یہ بھی ہے کہ آپؐ نے یہ بھی تھا فرمایا شکار اب کھیلے نہ ہی کاٹے کوئی ایک بھی تنکا
گری شے کو اٹھائے کوئی نہ ہی گھاس اب کاٹے بہر صورت عمل ان ساری باتوں پر کیا جائے
کہا عباسؓ نے کہ گھاس اذخر اک ضرورت ہے یہ فرمایا، تمہیں اس گھاس کی نسبت رعایت ہے

حرم میں بو قحافہ آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں

رسول اللہؐ حرم میں بیٹھے تھے کہ یارِ غارؓ[46] آئے   وہؓ اپنے باپ یعنی بو قحافہ[47] کو وہیں لائے

گزارش کی یہ آقاؐ سے کہ ان کو آپؐ سمجھائیں   خدا اور آپؐ پر یہ آج ہی ایمان لے آئیں

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کیوں تکلیف ان کو دی   اگر کہتے تو ان کے پاس چل کے آتا میں خود ہی

کہا بوبکرؓ نے کہ ان کا آنا ہی مناسب ہے   سبھی کے سامنے ایمان لانا ہی مناسب ہے

رسول اللہؐ نے ان کو دین کی تلقین فرمائی   لگایا ہاتھ سینے کو تو دل نے روشنی پائی

اُسی لمحے رسول اللہ پہ وہ ایمان لے آئے   مبارک باد کے جب آپؐ نے الفاظ فرمائے

گزارش آپؐ سے بوبکرؓ نے کی کہ اگر آقاؐ   ابوطالب مسلماں ہوتے تو میں اور خوش ہوتا

جگہ انصار کے دل میں عجب اندیشہ پاتا ہے

رسول اللہؐ کا اپنے شہر پر جب ہو گیا قبضہ   ہوا انصار کے اذہان میں پیدا یہ اندیشہ

مدینے کی بجائے آپؐ مکے میں نہ رہ جائیں   ہے ممکن اس ارادے کا ابھی اعلان فرما دیں

ہوئے جب آپؐ فارغ تو کہا، میں نے سنی ہے بات   کہو انصار تم میں سے بھلا کس نے کہی ہے بات

کیا انکار پہلے، جب کیا اصرار آقاؐ نے   تو دل کی بات کہہ دی آپؐ سے اک دو صحابہؓ نے

کہا آقاؐ نے ان سب سے، مرا مرنا، مرا جینا   قیامت تک یقیں کر لو، تمہارے ساتھ ہی ہوگا

مسلماں جو ہوئے اُن سب سے بیعت آپ ﷺ لیتے ہیں

قریشِ مکہ کو اس بات کا پورا یقیں تھا اب   فقط اسلام ہی ہے کامراں ہونے کا زینہ اب

چنانچہ کامرانی کے لیے بڑھنے لگے آگے   جو بالکل سو چکے تھے، اب ضمیر اُن لوگوں کے جاگے

یہی چاہت لیے وہ سرورِ عالمؐ کے پاس آئے   رسول اللہؐ نے ان سب کو اصولِ دین بتلائے

عمرؓ نزدیک بیٹھے تھے، سبھی سے عہد یہ لیتے   جو فرمائیں گے ہم سے، آپؐ کی ہم بات مانیں گے

اُسی دن کچھ خواتین آئی تھیں ایمان لانے کو   اطاعت کا عمرؓ جب عہد اُن سے لے رہے تھے تو

ابوسفیان کی بیوی بدل کر بھیس آ پہنچی   اُحد میں جو کیا تھا اُس نے حمزہؓ سے، وہ خائف تھی

وہ ڈرتی تھی رسول اللہؐ اُسے پہچان ہی نہ لیں   اُسے پہچان کر اظہار نفرت کا نہ فرمائیں

وہ آئی تو نبیؐ نے ہند[۴۸] سے شفقت سے فرمایا
جو فرمایا، عمرؓ نے آپؐ کا فقرہ وہ دہرایا

شریک اللہ کا ہرگز تم کروگی نہ کسی کو بھی
کرو وعدہ، کرو گی نہ کسی کے مال کی چوری

ابوسفیان ہے کنجوس، اس پر ہند یہ بولی
میں اس کے مال سے لوں گی، ضرورت میری ہے جتنی

ابوسفیان بولا کہ تمھیں اس کی اجازت ہے
رسول اللہؐ نے فرمایا، کہ گھر کی یہ ضرورت ہے

تبسم آپؐ نے فرمایا، بولے، ہند آئی ہے
کہا یہ ہند نے فوراً، ندامت ساتھ لائی ہے

معافی چاہتی ہوں آپؐ سے آقاؐ خطاؤں کی
میں شرمندہ ہوں آقاؐ اور طالب ہوں دعاؤں کی

کہا آقاؐ نے اُس سے کہ زنا بھی نہ کروگی اب
وہ بولی، ویسے بھی حُرّہ بھلا کرتی ہے ایسا کب

کہا آقاؐ نے، اولاد اپنی کو نہ قتل اب کرنا
وہ بولی، ہم نے بچوں کو ہمیشہ پیار سے پالا

بڑے جب وہ ہوئے تو آپؐ ہی نے قتل[۴۹] کر ڈالا
مرے بیٹے نے جنگِ بدر میں تھا جب لیا حصہ

سو اس بارے میں بہتر آپؐ جانیں یا خدا جانے
عجب انداز میں یہ بات کر دی بنتِ عتبہ[۴۸] نے

تبسم آپؐ نے فرمایا، باقی سب ہنسے کھل کر
کہا آقاؐ نے کہ بہتان اب گھڑنا نہ لوگوں پر

سنی یہ ہند نے جب بات، بولی، آپؐ سچے ہیں
ہمیشہ رُشد اور اخلاق ہی کا درس دیتے ہیں

رسول اللہؐ نے فرمایا، سبھی معروف باتوں میں
کرو گی فرماں برداری مری تم نیک کاموں میں

کہا یہ ہند نے، جب آپؐ کی مجلس میں آئے ہیں
تو دل میں آپؐ کی تعمیل کا جذبہ ہی لائے ہیں

جو بت تھا اُس کے پاس اُس نے اُسے فوراً وہیں توڑا
کہا، افسوس کہ ہم نے اسے پہلے نہیں توڑا

رسول اللہؐ کے بارے میں رہے دھوکے میں ہم افسوس
وہ لوٹی تو کہا خود سے، کیا خود پر ستم افسوس

مجھے سب سے زیادہ تھی رسول اللہؐ سے ہی نفرت
ہے میرے واسطے اب اُن کی عزت ہی بڑی عزت

حرم کی حد بندی ہوتی ہے، بت توڑے جاتے ہیں

رہے انیس دن تک آپؐ مکہ میں، یہاں پر بھی
رہا تبلیغِ دیں کا سلسلہ پوری طرح جاری

حرم میں آ کے لوگوں کو بتاتے دین کی باتیں
بسر اللہ کے کاموں میں ہوئے دن اور سبھی راتیں

جب آئے بو اسید[۵۰] اک دن، انہیں آقاؐ نے فرمایا
حرم کی حد کو لوگوں پہ تم واضح کرو ایسا

کہ کوئی نہ غلط فہمی رہے اس ذیل میں باقی
انہوں نے کھم لگا کر حد پر، تعمیل فوراً کی

علاقے میں جہاں بھی نصب تھے بُت، سب کو تڑوایا
کرا کر آپؐ نے اعلان، اہلِ حق کو بتلایا

کہ جو بھی آخرت پر، اللہ پر ایمان رکھتا ہے
وہ فوراً توڑے اُس بُت کو جو اس کے گھر میں رکھا ہے

٤٥٦

نبی ﷺ کے حکم پر عزیٰ کے بت کو توڑا جاتا ہے

سپاہی تیس دے کر آپؐ نے خالدؓ سے فرمایا
کہ فوراً جاؤ نخلہ[51] ہے جہاں پر نصب بت عزیٰ

کنانہ اور قریش اس بت کی کرتے تھے سدا پوجا
بتوں میں عزیٰ کے بت کو بڑا بت سمجھا جاتا تھا

گئے خالدؓ، بجا لائے وہ جا کر حکم آقاؐ کا
کوئی شے دیکھی تھی، آقاؐ نے اُنؓ سے آنے پر پوچھا

کیا انکار خالدؓ نے، رسول اللہؐ نے فرمایا
حقیقت یہ ہے خالدؓ! تم نے عزیٰ کو نہیں ڈھایا

وہاں دوبارہ جاؤ، جا کے بت کو پھر سے ڈھاؤ تم
وہاں کی ساری باتیں واپس آؤ اور سناؤ تم

گئے خالدؓ تو اک کالی سی عورت بھاگ کر آئی
تھے بال اُس کے گھنے، الجھے ہوئے، منحوس لگتی تھی

وہ بھاگی تو مجاور اُس کے پیچھے تیزی سے بھاگے
قریب آئی تو خالدؓ نے کیے اک وار میں ٹکڑے

رسول اللہؐ کو آ کر جب بتائی بات عورت کی
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ عورت ہی عزیٰ تھی

بہت مایوس تھی کہ پوجا اُس کی اب نہیں ہوگی
چنانچہ اُس نے اپنی زندگی یوں ختم کروالی

سواعِ وقت کا بت عمروؓ ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں

سواعِ وقت کا بھی بت ذرا سے فاصلے پر تھا
رسول اللہؐ نے ابنِ عاصؓ[52] کو فوراً وہاں بھیجا

رہاط آئے صحابیؓ تو مجاور سامنے آیا
عجب انداز میں، اُنؓ سے سبب آنے کا جب پوچھا

کہا یہ عمروؓ نے کہ بت کا وقتِ آخریں آیا
مجاور نے کہا اُنؓ سے کہ ایسا ہو نہیں سکتا

خدا ہے یہ، حفاظت اپنی کرنے پر یہ قادر ہے
یہ اپنے دشمنوں کی جان لے لینے کا ماہر ہے

اگر توڑو گے تم اس کو تو اپنی جاں سے جاؤ گے
اسے نقصان ہرگز تم کوئی پہنچا نہ پاؤ گے

یہ سن کر عمروؓ سوئے بت بڑھے اور بت کو ڈھا ڈالا
نشاں دنیا سے اُس کا بے نیازی سے مٹا ڈالا

مجاور سے مخاطب ہو کے پوچھا، کچھ ہوا مجھ کو
خسارہ، خوف یا نقصاں نظر آیا کوئی تجھ کو

حقیقت تو ہے یہ کہ تم رہے اب تک خسارے میں
رہو گے دور اللہ سے بھلا کب تک، خسارے میں

مجاور ایک اللہ پر وہیں ایمان لے آیا
خدا نے دین کی خوشبو سے اُس کے دل کو مہکایا

مشلل بت پرستی کے جہنم سے نکلتا ہے

منات اک بت تھا جو کہ نصب تھا شہرِ مشلل میں
قبائل سب وہاں کے دھنس چکے تھے ایسی دلدل میں

نکلنا جس سے اُن کا سخت مشکل کام لگتا تھا
حقیقت میں بُرا اُن کو خدا کا نام لگتا تھا

خدا نے اُن سیہ کاروں پہ اپنا رحم فرمایا
نبیؐ کی شکل میں رحمت کو اُن کے پاس بھجوایا

چنانچہ رات کے منظر سے وہ دن کی طرف آئے
خدا نے اُن کے دل اسلام کی خوشبو سے مہکائے

رسول اللہؐ نے حضرت سعدؓ[۵۳] کو بھیجا یہ فرما کر
مشلل میں مٹا دو بت پرستی کے نشاں جا کر

قدید آئے، مشلل پہنچ کر جب بت کے پاس آئے
مجاور اُنؓ کی آمد پر نہ ذرہ بھر بھی گھبرائے

مجاور نے یہ پوچھا اُنؓ سے، کیا مقصد ہے آنے کا
کہا یہ سعدؓ نے کہ بت کو ڈھانے اور مٹانے کا

مجاور نے کہا اُنؓ سے، یہ تم جانو یا بت جانے
اگر میری سنو تو باز آجاؤ یہ کرنے سے

بڑھے جب سعدؓ آگے تو نکل آئی عجب عورت
تھی وحشی، کالی، بے جامہ، بہر پہلو فقط لعنت

اُسے دیکھا تو بولا یہ مجاور، اے منات اس کو
ذرا دیکھو، مٹانے آیا ہے تم کو، اسے سمجھو

وہ عورت سعدؓ پر جھپٹی مگر اک پل بھی نہ گزرا
کہ دھڑ سے کٹ کے دھرتی پر گرا سر جا کے عورت کا

بڑھے پھر سعدؓ آگے اور بت کو جا کے ڈھا ڈالا
وہاں سے بت پرستی کا نشاں ہر اک مٹا ڈالا

جذیمہ کی طرف خالدؓ کا دستہ بھیجا جاتا ہے

دیا ترتیب خالدؓ[۵۴] کے لیے آقاؐ نے اک دستہ
جذیمہ کی طرف جاؤ، انہیں مقصد یہ بتلایا

نہیں مقصود لڑنا، دین کی تبلیغ کرنا ہے
بہر صورت خدا کا کام کرنا، اُس سے ڈرنا ہے

گئے خالدؓ، وہاں جا کر، انہیں دی دین کی دعوت
عجب حالات کی پیدا انہوں نے کر دی اک صورت

انہوں نے یہ کہا خالدؓ سے، اپنے دین کو چھوڑا
کہا خالدؓ نے اُن سے کہ کہو اسلام اپنایا

مگر وہ صرف یہ کہتے کہ اپنے دین کو چھوڑا
کیا خالدؓ نے کچھ کو قتل، کچھ کو قید کر ڈالا

حوالے کر دیا اپنے ہر اک ساتھی کے اک قیدی
کہا قیدی کو کر دے قتل اب میرا ہر اک ساتھی

کیا انکار اُنؓ کے ساتھیوں نے ایسا کرنے سے
مگر ایسے بھی کافی تھے جنہوں نے قتل کر ڈالے

ہوئی جب واپسی، کچھ نے وہاں کا حال بتلایا
اٹھائے ہاتھ آقاؐ نے، یہی دو بار فرمایا

برأت کے لیے اللہ، گزارش تجھ سے کرتا ہوں
کیا جو کچھ ہے خالدؓ نے، خدایا اُس سے ڈرتا ہوں

علیؓ کو آپؐ نے فوراً جذیمہ کی طرف بھیجا
دیت اُن کو ادا کی ہر خسارہ بھی کیا پورا

ہوا خالدؓ کا جب بن عوفؓ[۵۵] سے اس بات پر جھگڑا
خبر آقاؐ نے پائی تو طلب خالدؓ کو فرمایا

۴۵۷

کہا اُنؓ سے کہ خالدؓ، گر اُحد سونے کا بن جائے — یہ سونا سارے کا سارا تمہاری مِلک میں آئے
کرو تم خرچ یہ سونا اگر راہِ خدا میں سب — مقابل لاؤ گے میرے رفیقوں کے یہ نیکی جب
تو یہ نیکی کسی صورت میں ہم پلہ نہیں ہوگی — فقط اُس نیکی کی جو اُنؓ کی ہے اک شام کی نیکی

اثر یہ فتحِ مکہ کا فروغِ دیں پہ پڑتا ہے

رویہ آپؐ کا اس فتح پر تھا مہر کی صورت — بدل کے رکھ دی جس نے دنیا میں انسان کی قسمت
کوئی بھی اور ہوتا، شہر بھر کو لوٹ لیتا وہ — سزائیں ظلم کے بدلے میں ہر ظالم کو دیتا وہ
مگر آقاؐ نے ہر دشمن کو بخشا، رحم فرمایا — انہیں اپنے کریمی کے عمل سے فرق بتلایا
نبیؐ خود پر ہوئے ہر ظلم کو یوں بخش دیتا ہے — اگر ہو بادشہ تو بدلہ ہر دشمن سے لیتا ہے
انوکھی بات کہ آقاؐ جب اپنے شہر میں آئے — لگائے آپؐ نے شعبِ ابی طالب میں ہی خیمے
جسے ہجرت پہ چھوڑا تھا، یہیں تھا گھر وہ آقاؐ کا — تھا جس پر آپؐ کے کچھ دشمنوں کا آج بھی قبضہ
مہاجر جتنے تھے، گھر اپنے تھے اُن سب کے مکے میں — ہوئی ہجرت تو اُن کو لے لیا دشمن نے قبضے میں
قباحت کچھ نہیں تھی گھر اگر واپس یہ لے لیتے — نبیؐ کے اک اشارے پر وہ گھر واپس بھی دے دیتے
مگر اس کا تقاضا آپؐ نے ہرگز نہ فرمایا — یہی طرزِ عمل سارے صحابہؓ نے بھی اپنایا
نبیؐ کے اس کرم پر آپؐ کے دشمن بھی حیران تھے — وہی جو آپؐ کی آمد سے پہلے سب پریشاں تھے
مسلمانوں کا جب اللہ کے گھر پر ہو گیا قبضہ — ہر اک مشرک یہ کہتا تھا، کرم ہے اُن پہ اللہ کا
خدا ہی چاہتا تھا، اُس کے گھر پہ ان کا قبضہ ہو — یقیناً ہُبل[۵۶] بنا دیتا اگر نہ چاہتا وہ تو
یہی تھا وہ یقیں جس نے انہیں اس راہ پر ڈالا — کہ وہ کہنے لگے سب سے فقط اسلام ہے سچا
خدائے لم یزل کے ہر زباں پر عام تھے چرچے — قبیلے کے قبیلے آپؐ پر ایمان لے آئے
جو رستے میں رکاوٹ تھی، وہ بالکل نہ رہی باقی — عرب میں دین کی خوشبو خدا نے جلد پھیلا دی

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ صلح نامہ حدیبیہ
۲۔ نوفل بن ورقا ولی
۳۔ بدیل بن ورقا خزاعی کا گھر

۴۔ عمرو بن سالم خزاعی

۵۔ ان اشعار میں پہلے دو شعر

یا رب انی ناشد محمدا حلفنا و حلف ابیہ الا تلدا

قد کنتم والد و کنا والدا ثمۃ اُسلمنا و لم ننزع یدا

ترجمہ: اے پروردگار! میں محمدؐ سے اُنؐ کے عہد اور اُنؐ کے والد کے قدیم عہد کی دہائی دے رہا ہوں۔ آپ لوگ اولاد تھے اور ہم جننے والے۔ پھر ہم نے تابع داری اختیار کی اور کبھی دست کش نہ ہوئے۔

۶۔ عبدِ مناف کی ماں یعنی قصی کی بیوی حبی خزاعہ سے تھیں، اس لیے وہ خاندانِ نبوت کو اپنی اولاد کہتے تھے۔

۷۔ اُس چشمے کا نام جس کے نزدیک بنو خزاعہ خیمہ زن تھے۔

۸۔ بدیل بن ورقا خزاعی

۹۔ ام المومنین سیدہ امِ حبیبہ رملہؓ بنتِ ابوسفیان صخر

۱۰۔ ابوسفیان محبت سے بیٹی کو آملہ بھی کہتے تھے

۱۱۔ عمرو بن سالم خزاعی

۱۲۔ بدیل بن ورقا خزاعی

۱۳۔ ابوقتادہ نعمانؓ بن ربعی

۱۴۔ حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ

۱۵۔ ابومرثد غنویؓ

۱۶۔ فاطمہ وادی کو پہلے مرالظہران کہا جاتا تھا

۱۷۔ ابوسفیان بن حارث

۱۸۔ عبداللہ بن امیہ

۱۹۔ ام المومنین سیدہ امِ سلمہ ہندؓ بنت ابی امیہ

۲۰۔ بدیل بن ورقا خزاعی

۲۱۔ ابوسفیان صخر بن حرب کی کنیت

۲۲۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ

۲۳۔ حضرت قیس بن سعدؓ بن عبادہ

۲۴۔ ہند بنتِ عتبہ بن ربیعہ جو ابوسفیان صخر کی بیوی تھی۔

۴۵۹

۲۵۔ عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو

۲۶۔ حضرت زبیرؓ بن عوام

۲۷۔ امِ جمیل اروی زوجہ عبدالعزیٰ ابولہب

۲۸۔ شعبِ ابی طالب

۲۹۔ ام ہانی فاختہ بنتِ ابی طالب عبدِ مناف۔ آپؓ ہبیرہ ابن عمر گرزی کی بیوی تھیں

۳۰۔ شعبِ ابی طالب

۳۱۔ حضرت عثمانؓ بن طلحہ

۳۲۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ

۳۳۔ سہیل بن عمرو

۳۴۔ حارث بن ہشام

۳۵۔ عتابؓ بن اسید

۳۶۔ عبدالعزیٰ بن خطل

۳۷۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح

۳۸۔ حارث بن نفیل

۳۹۔ عکرمہ بن ابی جہل

۴۰۔ ہبار بن اسود

۴۱۔ مقیس بن صبابہ

۴۲۔ ابنِ خطل کی دو لونڈیاں۔ ۱۔ قرتنی ۲۔ قریبہ اور ایک اور لونڈی سارہ

۴۳۔ حضرت حاطب ابنِ ابی بلتعہ

۴۴۔ صفوان بن امیہ

۴۵۔ عمیر بن وہب جمحی

۴۶۔ ابوبکر عبداللہؓ بن ابی قحافہ عثمان

۴۷۔ ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو

۴۸۔ ہند بنتِ عتبہ۔ ابوسفیان صخر کی بیوی

۴۹۔ ابوسفیان صخر اور ہند بنتِ عتبہ کا بیٹا حنظلہ غزوۂ بدر میں مارا گیا تھا

۴۶۰

۵۰۔ ابو اسید خزاعی

۵۱۔ وادیٔ نخلہ

۵۲۔ حضرت عمرؓو ابنِ عاص

۵۳۔ حضرت سعدؓ بن زید اشہلی

۵۴۔ حضرت خالدؓ بن ولید

۵۵۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

۵۶۔ ابرہہ اور اُس کے ہاتھیوں کی اپنے لشکر سمیت تباہی کی طرف اشارہ ہے

باب

۴۴

حنین آکر قبائل آپ ﷺ سے اک جنگ لڑتے ہیں

قبائل آپ ﷺ کو اس جنگ پر مجبور کرتے ہیں

ہوئے جب کامراں مکہ میں تو اسلام کا چرچا
ہوا پورے عرب میں، کچھ قبائل کو ہوا خطرہ

مسلماں جلد ہی اُن پر کریں گے اک بڑا حملہ
چنانچہ یہ قبائل مل کے بیٹھے اور یہ سوچا

مسلمانوں پہ جا کر کیوں نہ ہم ہی بول دیں دھاوا
کریں ان کا صفایا تا کہ باقی نہ رہے خطرہ

ہوازن اور ثقیف ایسے قبائل میں نمایاں تھے
مضر اور سعد والوں کے بھی تھے کچھ رابطے اُن سے

قبائل ان سبھی کا تھا تعلق قیسِ عیلاں سے
جُشَم والے بھی جان و دل سے بالکل ساتھ تھے اُن کے

کیا یہ طے سبھی نے، فیصلے پر ہو عمل فوراً
کریں گے، جو کہے سالار، سب نے کہہ دیا حلفاً

مقرر ہو گیا سالار مالک[1] سارے لشکر کا
کہا مالک نے ہر اک اپنا سب کچھ لے کے آئے گا

مویشی، بیوی بچے کوئی بھی پیچھے نہ چھوڑے گا
دیا مالک نے جو بھی حکم، ہر اک وہ بجا لایا

یہ لشکر چل پڑا، اوطاس کی وادی میں آ اترا
درید[2] اک جنگ جو بوڑھا تھا، جو لشکر میں شامل تھا

نظر اُس کو نہیں آتا تھا، لڑ بھی وہ نہ سکتا تھا
مگر لشکر میں رہ کر مشورے عمدہ دیا کرتا

ہوئے سالار کی مجلس میں سب سردار جب یک جا
تو اُس بوڑھے نے مالک اور سرداروں سے یہ پوچھا

کدھر کو جا رہے ہیں ہم کہاں پہ آ کے اترے ہیں
کہا مالک نے، بابا جی! ابھی اوطاس پہنچے ہیں

وہ بولا کہ سواروں کے لیے عمدہ جگہ ہے یہ
مگر جو سن رہا ہوں، مجھ کو بتلاؤ کہ کیا ہے یہ

خواتیں اور بچوں کی مجھے آوازیں آتی ہیں
کہیں فوجیں لڑائی میں انہیں بھی ساتھ لاتی ہیں

گدھوں اور بکریوں کا شور کانوں سے ہے ٹکرایا
قبیلہ کون سا یہ جانور ہے ساتھ لے آیا

کہا مالک نے، میں نے ہی کہا تھا ایسا کرنے کو
ہمارے ساتھ شامل ہو کے آیا ہے یہاں جو جو

بچانے کے لیے وہ جانور اور بیوی اور بچے
بڑی بے جگری سے حملے کرے گا آگے بڑھ بڑھ کے

کہا بوڑھے نے، تم بھی اک الگ شے ہو، ذرا سوچو
اگر تم دشمنوں پہ اپنے غالب آنا چاہو تو

تمہیں ہتھیاروں والے لوگوں کی پہلے ضرورت ہے
اگر مغلوب ہوتے ہو تو پھر یہ ایسی ذلت ہے

کہ جس میں مال و عزت کا ہمیں گھاٹا ہی گھاٹا ہے
جو منصوبہ بنایا ہے، غلط سارے کا سارا ہے

ہوازن والوں کے اموال، بیوی، بچوں کو بھیجو
پہاڑی پر کہ ہوں محفوظ، پھر بے دینوں سے الجھو

مگر مالک نے فوراً رد کر دی بات یہ کہہ کے
تمہارے سامنے ہی کہہ رہا ہوں میں ہوازن سے

کہا جیسے کرو ویسے، نہیں تو جان دے دوں گا — جو منصوبہ بنایا ہے، اُسے ہرگز نہ چھوڑوں گا
حقیقت میں بہت تعداد تھی مالک کے لشکر کی — سمجھتا تھا کہ اُس کو کامیابی جنگ میں ہو گی
سو اس کو مشورہ ہرگز کسی کا نہ گوارا تھا — لڑائی جیتنے پر خود کو وہ قادر سمجھتا تھا
ہوازن نے کہا اُس سے، تمہارا حکم مانیں گے — کہو جو کچھ، کریں گے کہ تعلق ہے فقط تم سے
یہ لشکر بیس الف[3] افراد کو ہمراہ لایا تھا — قبائل ایسا لشکر کر نہ پائے تھے کبھی یک جا

مسلمانوں کی جاسوسی کو دو افراد آتے ہیں

مسلمانوں کی جاسوسی کو دو افراد آئے تھے — شکستہ حال ہو کے اپنے لشکر کی طرف پلٹے
کہا مالک نے اُن سے کہ ہوا کیا ماجرا تم سے — کہا، دیکھے سفید انساں، تھے گھوڑے جن کے چتکبرے
انہیں دیکھا تو حالت دیکھتے ہی ہو گئی ایسی — تمہارے سامنے ہے اور نظر آتی ہے اب جیسی
ہمارا جسم لگتا ہے کسی نے روند ڈالا ہے — ہمارے جوڑ بھی بے جا ہیں، یہ محسوس ہوتا ہے

نبی ﷺ کے حکم پر عبداللہؓ جاسوسی کو جاتے ہیں

خبر آقائے عالمؐ کو ملی کہ اُنؐ کے دشمن کا — روانہ لشکرِ جرار کب کا ہو چکا مکہ
رسول اللہؐ نے عبداللہؓ کو بلوا کر یہ سمجھایا — کہ دشمن کی طرف جاؤ، انہیں مقصد بھی بتلایا
وہاں عبداللہؓ نے جا کر ضروری خبریں بھجوائیں — ملیں خبریں، ہدایاتِ ضروری جاری فرمائیں

روانہ مکہ سے لشکر رسول اللہ ﷺ کا ہوتا ہے

لیے بارہ ہزار افراد کا لشکر چلے آقاؐ — حنین اس بار منزل تھی کہ جو کچھ فاصلے پر تھا
اضافہ جتنا بھی لشکر میں تھا، وہ سب تھا مکے سے — یہ سب کے سب مسلماں حال میں ایمان لائے تھے
اُدھار آقاؐ نے کچھ ہتھیار مانگے بن امیہ[5] سے — رسول اللہؐ نے فرمایا کہ واپس آ کے دے دیں گے
ولی عتاب[6] کو کر کے مقرر، اُن سے فرمایا — سنبھالو مکہ، اک درہم ملے گا تم کو روزینہ
روانہ ہو کے پہنچے اک جگہ، اک آدمی آیا — نبیؐ کو حال آ کے دشمنوں کا اُس نے بتلایا
کہا اُس نے کہ اُس نے لشکرِ جرار دیکھا ہے — جو اپنے ساتھ مال اسباب اور ریوڑ بھی لایا ہے
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کل سب کچھ ہمارا ہے — خدا نے یہ ہمارے واسطے ہی مال بھیجا ہے
پڑاؤ اک جگہ شب کے لیے آقاؐ نے فرمایا — انسؓ[7] پہرے پہ تھے لشکر یہاں آرام کر پایا

یہاں لشکر کو دیکھا تو کہا یہ کچھ صحابہؓ نے
کہ اس لشکر سے ہم مغلوب ہرگز ہو نہیں سکتے

سنی آقاؐ نے جب یہ بات تو محسوس فرمایا
کہا کہ فخر کرنا اس طرح ہم کو نہیں زیبا

بڑا ہی سخت حملہ آپ ﷺ کے لشکر پہ ہوتا ہے

چلی اک چال مالک نے، وہ خاموشی سے آ اترا
یہاں میدان میں آ کر کیا میدان پر قبضہ

بٹھائے اُس نے تیر انداز رستوں اور دروں پر
کہا اُن سے کہ جب نزدیک آئے آپؐ کا لشکر

تو تیروں سے اسے چھلنی کرو، بڑھنے نہ دو آگے
اچانک پوری قوت سے کرو حملہ کہ وہ بھاگے

ادھر آقاؐ نے لشکر کی یہاں تنظیم فرمائی
اسے ترتیب میداں میں اترنے کی بھی بتلائی

چھپے بیٹھے ہیں دشمن یہ کسی کو بھی پتا نہ تھا
چنانچہ لشکرِ اسلام آگے بڑھتا ہی آیا

ہوئی جب تیروں کی بارش تو ہر اک بوکھلا اٹھا
سنبھل پائے نہ تھے اس قہر سے کہ ہو گیا حملہ

شکستِ فاش کے آثار ہر جانب نمایاں تھے
مسلماں صورتِ احوال سے خاصے پریشاں تھے

ابوسفیان بولا، اب سمندر ان کو روکے گا
کہا کلدہ[۸] نے جادو کفر کا سر چڑھ کے ہے بولا

رسول اللہؐ نے یہ حالات دیکھے، دی صدا اُن کو
محمدؐ ابنِ عبداللہ ہوں، سب میری طرف آؤ

نبیؐ ہوں میں، مَیںؐ عبدالمطلب کا ہوں پسر دیکھو
میں جھوٹا ہو نہیں سکتا، مسلمانو! ادھر پلٹو

تھے خچر پر نبیؐ، دشمن کی جانب جب وہ جاتے تھے
ابوسفیان اور عباسؓ رہ میں اُن کے آجاتے

کہا عباسؓ سے آقاؐ نے، ان سب کو بلاؤ تم
کہو ان سے، محمدؐ کی طرف تیزی سے آؤ تم

کہا عباسؓ نے سب بیعتِ رضوان والوں سے
قریب آؤ، قریب آؤ، قریب آؤ، محمدؐ کے

سنی جس نے بھی یہ آواز وہ فوراً ادھر پلٹا
ذرا سی دیر میں کافی مسلماں ہو گئے یک جا

وہ جس رفتار سے بھاگے، اسی رفتار سے لَوٹے
پھر اس کے بعد منظر آسماں نے مختلف دیکھے

ہر اک جانب بڑے گھمسان کا رن پڑ رہا تھا اب
ہتھیلی پر لیے جانیں مسلماں لڑ رہے تھے سب

زمیں سے آپؐ نے مٹی اٹھائی، پھینکی دشمن پر
''بگڑ جائیں مرے دشمن کے چہرے''، یہ کہا رک کر

کوئی چہرہ نہ تھا دشمن کا جس پر نہ پڑی مٹی
کہا جاتا ہے اس مٹی سے آنکھیں اٹ گئیں اُن کی

شکستِ فاش کھا کر آپؐ کا دشمن ہوا پسپا
مسلمانوں کو کافی عورتیں اور مال ہاتھ آیا

اسی جانب اشارہ کر کے، اللہ نے ہے فرمایا
کہ کثرت کا غرور اُس دن تمہارے کام نہ آیا

پھر اللہ نے تمہاری اس طرح امداد فرمائی
کہ اُس دن کافروں نے غیبی لشکر سے سزا پائی

مرے تھے دشمنوں کے آدمی ستر لڑائی میں
کبھی بھاگے جو آئے تھے یہاں مل کر لڑائی میں

شکستِ فاش کھا کر مختلف سمتوں میں یہ بھاگے
تعاقب میں رسول اللہؐ گئے دشمن کے خود پیچھے

کہیں پر آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو بھی بھجوایا
اٹھایا ہر قدم، بہتر جو آقاؐ کو نظر آیا

ابو عامرؓ تعاقب بھاگنے والوں کا کرتے ہیں

شکستِ فاش کھا کر بھاگے تو اوطاس کچھ آئے
تعاقب میں رسول اللہؐ نے فوجی خاص بھجوائے

ابو عامرؓ[9] کو آقاؐ نے علم اس دستے کا بخشا
بہت تیزی سے دستہ دشمنوں کے سر پہ جا پہنچا

جھڑپ اُن سے ہوئی، وہ چھوڑ کر میدان پھر بھاگے
شہادت کے بڑے درجے پہ بو عامرؓ یہیں پہنچے

تعاقب نخلہ کی وادی میں بھی دشمن کا ہوتا ہے

گیا اک اور دستہ نخلہ کی وادی کی جانب بھی
لڑائی تو ہوئی دشمن سے لیکن مختصر سی ہی

لڑائی میں درید[10] اس دستے کے لوگوں کے ہاتھ آیا
ربیعہؓ[11] نے جسے میدان ہی میں قتل کر ڈالا

نبی ﷺ مالِ غنیمت کو ابھی محفوظ کرتے ہیں

قبائل کیونکہ مال اسباب اپنا ساتھ لائے تھے
وہ مٹنے یا مٹانے کا تہیہ کر کے آئے تھے

مِلا اس واسطے مالِ غنیمت آپؐ کو خاصا
یہ تھا اُس سے کہیں بڑھ کر کیا تھا جتنا اندازہ

منوں چاندی، ہزاروں اونٹ اور قیدی بہت سارے
ہزاروں بکریاں، ہتھیار بھی میداں سے ہاتھ آئے

لیا سب کچھ وہاں سے اور جعرانہ میں آ پہنچے
کیا مسعودؓ[12] کو نگراں مقرر، خود بڑھے آگے

ہوئے نہ آپؐ فارغ جب تلک طائف کے غزوے سے
نہیں تقسیم فرمائی کسی اک شے کی آقاؐ نے

انہی قیدی خواتین میں تھیں بی بی شیما بھی شامل
اجازت آپؐ سے ملنے کی بی بی کو ہوئی حاصل

جب آئیں آپؐ سے ملنے، تعارف اپنا کروایا
رضاعی ہوں بہن میں آپؐ کی، آقا کو بتلایا

بچھائی آپؐ نے چادر، بٹھایا شیما کو اُس پر
سنیں اُن کی سبھی باتیں، روانہ جب ہوا لشکر

بڑی عزت سے اُن کو اُن کے گھر آقاؐ نے بھجوایا
خوشی سے آپؐ نے شیما پہ یہ احسان فرمایا

۴۶۷

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ مالک بن عوف نصری

۲۔ دُرید بن صمہ

۳۔ بیس ہزار

۴۔ حضرت عبداللہ بن ابی حدردؓ

۵۔ صفوان بن امیہ

۶۔ حضرت عتابؓ بن اسید

۷۔ حضرت انسؓ بن ابی مرثد

۸۔ کلدہ بن حنید

۹۔ ابو عامر عبیدؓ بن سلیم اشعری

۱۰۔ درید بن صمہ

۱۱۔ حضرت ربیعہؓ بن رفیع

۱۲۔ حضرت مسعودؓ بن عمرو غفاری

باب

۴۵

نبی ﷺ طائف میں جاتے اور مکہ لوٹ آتے ہیں

تعاقب میں عدو کے اب نبی ﷺ طائف میں آتے ہیں

بظاہر ختم لیکن در حقیقت جنگ جاری تھی
شکستِ فاش کھا کر فوج دشمن جس طرف بھاگی

تعاقب آپؐ نے اس کا بڑی خوبی سے فرمایا
اسے اپنے عمل سے آپؐ نے کھل کر یہ بتلایا

شرارت گر کرے گا کوئی تو چھوڑا نہ جائے گا
کرے گا جرم جو، اُس کی سزا بالکل وہ پائے گا

قبائل جب ہوئے یک جا، چنا سردار مالک[1] کو
لڑائی میں شکستِ فاش جب مالک نے کھائی تو

وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگا، آگیا طائف
چھپے قلعوں میں کیونکہ آپؐ سے تھے وہ بھی خائف

عدو کا آپؐ نے تب تک وہاں پیچھا نہیں چھوڑا
کہ جب تک آپؐ نے اپنے عدو کا زور نہ توڑا

رسول اللہؐ نے اک دستہ ہزار افراد کا بھیجا
ہراول دستے کا جھنڈا عطا خالدؓ کو فرمایا

پھر اس کے بعد آقاؐ بھی روانہ ہو گئے پیچھے
لیہ آئے جہاں مالک کے گھر تک آپؐ آ پہنچے

زمیں بوس اس کا قلعہ کر کے طائف آگئے آقاؐ
جہاں قلعے کو لشکر نے بڑی تیزی سے آ گھیرا

یہاں پتھر گرائے دشمنوں نے تیر برسائے
شہید اس سے مسلماں کچھ ہوئے لیکن نہ گھبرائے

کئی دن تک یہی ہوتا رہا پھر آپؐ نے سوچا
پڑاؤ قلعے سے کچھ دور لے جانا بجا ہو گا

پڑاؤ دور کر کے منجنیق آقاؐ نے منگوائی
مناسب اک جگہ چن کر وہاں تنصیب فرمائی

بڑے زوروں سے برسائے گئے قلعے پہ جب پتھر
بنے سوراخ دیواروں پہ پتھر ان پہ لگ لگ کر

گئے سوراخ میں سے کچھ مسلماں قلعے کے اندر
تو قلعے والوں نے لوہے کے ٹکڑے پھینکے یوں ان پر

کہ چارہ واپس آنے کے سوا کوئی نہ تھا باقی
ہوئے واپس تو کر دی ان پہ اک برسات تیروں کی

نتیجہ یہ کہ اس سے کچھ مسلماں جان دے بیٹھے
بہت سے زخمی ہو کے آپؐ کی خدمت میں آ پہنچے

کئی دن تک ملی نہ کامرانی تو نیا رستہ
سبق دینے کو اہلِ قلعہ کو آقاؐ نے یہ سوچا

شجر انگور کے کٹوا کے ان کو آگ لگوا دی
ثقیف آئے بڑی ہی عاجزی سے یہ گزارش کی

قرابت اور خدا کا واسطہ دیتے ہیں ہم آقاؐ
کہ کر دیں بند کٹوانا ہمارے ان درختوں کا

قبول ان کی گزارش کی سبھی افراد کو روکا
شجر پھر کوئی بھی آقائے عالمؐ نے نہ کٹوایا

نبیؐ نے ایک دن اعلان ہر جانب یہ کروایا
اتر کر قلعے سے جو بھی غلام اس سمت آئے گا

غلامی سے وہ اپنے آپؐ کو آزاد پائے گا — ہمارا بھائی ہو گا جو ہمارے پاس آئے گا
غلام اس سمت سے تیئیس آقاؐ کی طرف آئے — رسول اللہؐ نے فوراً سب کے سب آزاد فرمائے
انہی میں حضرتِ بوبکرہؓ بھی قلعے سے آئے تھے — وہ چرخی اور رسی کی مدد سے بھاگ نکلے تھے
کنوئیں کی چرخی کو کیونکہ عرب میں بکرہ کہتے ہیں — کہا آقاؐ نے کہ وہ اک نرالے ڈھب سے آئے ہیں
انہیں بکرہ کی نسبت سے ہی بو بکرہؓ کہا جائے — رسول اللہؐ پہ بو بکرہؓ وہیں ایمان لے آئے
بہت کوشش ہوئی قلعہ مگر سر ہو نہیں پایا — تو اک دن آپؐ نے نوفلؓ کو اپنے پاس بلوایا
کیا جب مشورہ اس سے تو اس نے کھل کے بتلایا — کہ یہ قلعہ حقیقت میں بڑا محفوظ ہے قلعہ
گھسی ہے لومڑی بھٹ میں، اگر بیٹھے رہے ایسے — یقیناً اک نہ اک دن آپؐ ظاہر ہے پکڑ لیں گے
مگر اس کے لیے اک سال سب کو بیٹھنا ہوگا — انہوں نے سال کا سامان اندر رکھ لیا ہوگا
اگر ان کو یہیں پر چھوڑ کر واپس چلے جائیں — گزارش پر مری آقاؐ یقیں گر آپؐ فرمائیں
تو یہ وہ لومڑی ہے جو کبھی پیچھے نہ آئے گی — کوئی نقصان پیچھے آکے یہ پہنچا نہ پائے گی
عمرؓ کو حکم دے کر آپؐ نے اعلان کروایا — کریں گے واپسی کل ہم اگر اللہ نے یہ چاہا
سنا اعلان، آئے کچھ صحابہؓ اور گزارش کی — چلیں ہم کامراں ہو کر یہی ہے سب کی اب مرضی
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کل حملہ کریں گے ہم — گئے نزدیک تو بوچھاڑ تیروں کی ہوئی یک دم
کئی زخمی ہوئے نقصاں اٹھا کے لوٹ آئے سب — صحابہؓ کی رسول اللہؐ نے حالت ایسی دیکھی جب
عمرؓ کو حکم دے کر آپؐ نے اعلان کروایا — کریں گے واپسی کل ہم اگر اللہ نے یہ چاہا
یہ سن کر اب خوشی محسوس کی سارے صحابہؓ نے — تبسم انؐ کی حالت دیکھ کر فرمایا آقاؐ نے

نبی مالِ غنیمت سب کا سب تقسیم کرتے ہیں

روانہ ہو کے طائف سے جعرانہ میں آ پہنچے — صحابہؓ اور رسول اللہؐ کئی دن تک یہیں ٹھہرے
یہاں مالِ غنیمت تھا جسے تقسیم کرنا تھا — مگر آقائے عالمؐ نے نہیں تقسیم فرمایا
یہ خواہش تھی ہوازن کر کے توبہ گر چلے آئیں — تو جو بھی مال ہے ان کا وہ واپس آ کے لے جائیں
ادھر مکہ کے سب اشراف اور سردار کہتے تھے — مروت برتیں گے آقاؐ عطائے مال میں ان سے
ہوازن جب نہ آئے تو کیا تقسیم کا آغاز — جو نو مسلم تھے سب ہی سے کریمانہ رہا انداز
ابو سفیان کو کل اوقیہ چالیس چاندی دی — عطا اس کو ہوئے سو اونٹ چاندی کے علاوہ بھی

۴۷۱

ابو سفیان نے بیٹوں کے حصے کی گزارش کی — عطا حصہ برابر کر دیا آقاؐ نے ان کو بھی
حکیمؓ[3] آئے تو اک سو اونٹ حصے میں انہیں بخشے — ابھی ہوں اور بھی مجھ کو عطا آقاؐ سے وہ بولے
یہ اک سو اونٹ بھی لے لو، نبیؐ نے یہ کہا ان سے — ابھی میری ضرورت سے بہت کم ہیں وہ پھر بولے
رسول اللہؐ نے پھر ان کو عطا سو اونٹ فرمائے — انہوں نے شکریہ کہہ کر الگ وہ اونٹ بندھوائے
دیے صفوانؓ[4] کو آقاؐ نے سہ صد اونٹ فرمایا — کہو حارث[5] سے، دیگر سے کہ آ کر لے لیں وہ حصہ
عطا کا حال یہ دیکھا تو ہر اک کی زبان پر تھا — سخاوت میں رسول اللہؐ سا کوئی ہو نہیں سکتا
سخاوت کا سنا، صحرا نشیں کچھ اس طرف بھاگے — حصولِ مال کی خاطر وہ گویا ٹوٹے پڑتے تھے
بڑھے اک دوسرے سے اس طرح آگے کہ آقاؐ کو — سمٹنا پڑ گیا جب آگئے کافی وہ آگے تو
ہٹے پیچھے تو چادر آپؐ کی اک شاخ سے الجھی — یہ فرمایا، قسم سے ہاتھوں میں جس کے ہے جاں میری
تہامہ کے درختوں کے برابر پاس ہوں میرے — اگر چوپائے تو دے دوں، چھپاؤں نہ کوئی تم سے
نہ میں کنجوس ہوں، بزدل ہوں نہ ہی لوگو جھوٹا ہوں — ہو میرے پاس جو کچھ سب تمہیں ہی بخش دیتا ہوں
پھر اس کے بعد آقاؐ اونٹ کی جانب چلے آئے — لیے کوہان سے کچھ بال چٹکی میں وہ دکھلائے
کہا لوگوں سے مالِ فے سے اتنا بھی نہیں ہوتا — کہ لوگو! تم نے دیکھا ہے مری چٹکی میں اب جتنا
خدا کے حکم سے میں مالِ فے سے خمس لیتا ہوں — پلٹ اس کو بھی میں لوگو تمہاری سمت دیتا ہوں
کہا پھر زیدؓ[6] سے تقسیم کا خاکہ کرو تیار — ملا پیدل کو اک حصہ تو تین ان کو جو تھے اسوار
حقیقت یہ ہے کہ تقسیم میں بھی ایک حکمت تھی — جو نو مسلم تھے اُن کی قدر کرنے کی ضرورت تھی
خصوصیت ملی تو دین سے اُن کی بڑھی رغبت — عیاں یہ بھی ہوا کہ اُن کی ہے اسلام میں عزت
رسول اللہؐ فراست سے انہیں اس راہ پر لائے — نتیجہ یہ کہ وہ اخلاص سے پھر اس طرف آئے

سبھی انصار کو احساس محرومی کا ہوتا ہے

عطائے مال میں جو فوقیت کچھ ایسوں کو بخشی — جنہوں نے جنگ میں دراصل پہلے پیٹھ دکھلائی
پکارا آپؐ نے انصار کو، وہ اس طرح آئے — کہ جیسے بادلوں کی فوج آئے، آ کے چھا جائے
شکستِ فاش کو ٹالا، دلائی کامرانی بھی — مگر اب ہاتھ تھے اموال سے انصار کے خالی
وہ آقاؐ کی فراست کو نہیں بالکل سمجھ پائے — ہوئے غمگین دل ہی دل میں، پیچ و تاب بھی کھائے
کہا اک دوسرے سے، آپؐ اپنی قوم کے ہیں اب — عطا میں یاد ہی آقاؐ کو ہم آئے نہیں ہیں سب

۴۷۲

چنانچہ آپؐ کی خدمت میں سعدؓ[۷] آئے، گزارش کی
رہے آقاؐ! عنایت سے فقط محروم ہم سب ہی

بھری ہیں جھولیاں اُن کی جو خالی دل سے آئے تھے
رہے خالی، جو جذبوں سے دل اپنے بھر کے لائے تھے

عطا فرمایا اپنی قوم کو اتنا کہ حیراں ہیں
ہوئے انصار یُوں محروم کہ بالکل پریشاں ہیں

رسول اللہؐ نے فرمایا، خیال اپنا بھی بتلاؤ
خیال اپنا بتا کے سب کو میرے پاس لے آؤ

کہا یہ سعدؓ نے آقاؐ کہ میں اُن میں ہی شامل ہوں
میں اُن کا ہوں، وہ میرے ہیں، بھلا کیسے الگ سوچوں

بلایا آپؐ نے انصار کو، آئے مہاجر بھی
مگر ان کے علاوہ آپؐ نے لوٹا دیے سب ہی

رسول اللہؐ نے کی حمد و ثنا، پھر اُن سے فرمایا
کیا محسوس جو تم نے، وہ میرے علم میں آیا

کہو انصار کہ میں جب تمہارے پاس آیا تھا
تو تم گمراہ تھے، رستہ تمہیں میں نے دکھایا تھا

تھے تم محتاج، اللہ نے غنی اب کر دیا تم کو
سدا لڑتے تھے آپس میں مگر اب مل کے رہتے ہو

کہو جو کچھ کہا میں نے، یہی تھا حال، یا نہ تھا
کہا سب نے، بجا ہے آپؐ نے آقاؐ جو فرمایا

کہا پھر آپ نے، سچ ہی کہو اور بات ہے سچی
تمہارے پاس جب آیا تھا، حالت کیسی تھی میری

مجھے جھٹلایا تھا اپنوں نے، تم نے سچا مانا تھا
انہوں نے مجھ کو دھتکارا ، گلے تم نے لگایا تھا

میں بے گھر تھا، مجھے تم نے ٹھکانے سے نوازا تھا
میں تھا محتاج، تم نے مجھ کو غم خواری سے دیکھا تھا

کہو انصار، دیں کے سامنے زر چیز ہی کیا ہے
جسے میں نے فقط اس واسطے اُن سب کو بخشا ہے

کہ وہ اسلام پر آئیں، تمہیں اسلام پر چھوڑا
انہیں دولت عطا کر کے تمہارے دین سے جوڑا

کہو، اس پر نہیں راضی کہ وہ راضی ہوں دولت پر
مگر تم ہاتھ سے پکڑو، مجھے لے جاؤ اپنے گھر؟

سنو، ہجرت نہ گر ہوتی تو میں انصار سے ہوتا
تمہارا جو بھی ہے رستہ، مرا رستہ وہی ہوگا

خدایا! رحم فرما ان پہ اور پھر ان کے بیٹوں پر
خدایا! رحم فرما ان کے بیٹوں اور پوتوں پر

سنی یہ بات تو انصار روئے بات یہ سن کر
وہ اتنے روئے کہ ہر اک کی ڈاڑھی ہو گئی تھی تر

عطا ہم کو ہوئے ہیں آپؐ، ہم اس پر ہوئے راضی
ہماری وہ خوشی ہو گی، خوشی جو آپؐ کی ہو گی

رسول اللہ ﷺ سے اک وفدِ ہوازن آ کے ملتا ہے

مکمل ہو چکی تقسیم جب مالِ غنیمت کی
مگر تھا قیدیوں کا فیصلہ کرنا ابھی باقی

تو ایسے میں ہوازن کا بڑا اک وفد آ پہنچا
زہیر[۸] اُس وفد کے سردار تھے، آقاؐ کو بتلایا

کہ ہم چودہ کے چودہ ہیں مسلماں فضلِ ربی سے
یہاں پر ترجماں بن کے ہم آئے ہیں قبیلے کے

ہمارا مال، قیدی سب ہمیں اب آپؐ لوٹا دیں
نہ کوئی شرط رکھیں، ہم پہ یہ احسان فرما دیں
کہا اس ڈھب سے کہ دل پر اثر گہرا ہوا اس کا
رسول اللہؐ نے سن کے بات ساری اُن سے فرمایا
تمھیں ہیں بال بچے اپنے پیارے یا کہ اپنا مال
جو میرے ساتھ ہیں، معلوم اُن کا ہے تمھیں سب حال
مجھے ہر حال میں سچ بولنا محبوب ہوتا ہے
کرو اتنی توقع تم فقط امکان جتنا ہے
زہیر آگے بڑھے، بولے، ہماری عزتیں، آقاؐ
مقدم ہیں، ہمیں ان کے علاوہ کچھ نہیں لینا
رسول اللہؐ نے فرمایا، نمازِ ظہر جب پڑھ لوں
تو تم اُٹھ کر مخاطب سب کو کر کے بات کرنا یوں
کہ ہم اپنی سفارش کے لیے آقاؐ سے کہتے ہیں
مسلمانوں سے فرمائیں کہ قیدی جو بھی رکھے ہیں
انہیں آزاد کر کے ہم کو وہ ممنون فرمائیں
ہم اپنے بال بچے لے کے اپنے اپنے گھر جائیں
اسی کے ساتھ اپنے بھائیوں سے عرض کرتے ہیں
سفارش وہ کریں آقاؐ سے قیدی جو بھی رکھے ہیں
انہیں آزاد کر کے آج ہی ممنون فرمائیں
ہم اپنے بال بچے لے کے اپنے اپنے گھر جائیں
نمازِ ظہر سے فارغ ہوئے آقاؐ تو سب اُٹھے
کہا تھا جیسے آقاؐ نے، سبھی نے جملے وہ بولے
یہ سنتے ہی رسول اللہؐ نے اُن سب سے یہ فرمایا
مرا حصہ سمجھ لو میں نے فوراً تم کو لوٹایا
جو حصے دوسروں کے ہیں، ابھی میں پوچھ لیتا ہوں
اگر لوٹانے پر تیار ہیں تو تم کو دیتا ہوں
مہاجر اور انصاری یہ بولے ہم سمجھتے ہیں
ہمارے سارے حصے سرورِ عالمؐ کے حصے ہیں
کیا انکار کچھ نے، آپؐ نے اس پر یہ فرمایا
اگر لوٹا دیں قیدی تو مرا ہے آپ سے وعدہ
کہ اک کے بدلے، اب جو مالِ فے آئے گا، چھ دوں گا
کیا انکار جس جس نے، وہ اب مقصد سمجھ پایا
چنانچہ سب یہی بولے، ہمارا جو بھی ہے حصہ
حقیقت میں ہمارا وہ نہیں، حصہ ہے آقاؐ کا
رضامندی سے اپنے سارے قیدی سب نے لوٹائے
عطا آقائے عالمؐ نے انہیں کچھ تحفے فرمائے
ہوازن لے کے اپنے بال بچے گھر چلے آئے
اسی حسنِ عمل پر آپؐ پر ایمان وہ لائے

ادا فرما کے عمرہ آپ ﷺ یثرب لوٹ آتے ہیں

سبھی کاموں سے ہو کے آپؐ نے فارغ، یہی ٹھانی
ادا عمرہ کریں اور پھر کریں جانے کی تیاری
جعرانہ میں باندھا آپؐ نے احرام عمرے کا
قیادت میں رسول اللہؐ کی لشکر مکہ آ پہنچا
ادا عمرہ کیا، لشکر کو اذنِ کوچ جب بخشا
تو عہدہ تب ولایت کا وہاں عتابؓ[9] کو سونپا
روانہ آپؐ پہلے بھی ہوئے تھے شہرِ مکہ سے
مگر اس وقت اہلِ شہر سارے دشمنِ جاں تھے

روانہ آپؐ اب ہونے لگے تو شہر حاضر تھا   وفا کا رنگ ہر اک شخص کے چہرے سے ظاہر تھا
رسول اللہؐ مہاجر ہو کے جب یثرب میں آئے تھے   تو کیا کیا مشکلیں بھی آپؐ اپنے ساتھ لائے تھے
یہی وہ شہر تھا جس نے دیا تھا ساتھ آقاؐ کا   یہاں کے لوگوں نے اس شہر کو ایماں سے مہکایا
کیا تھا تب بھی استقبال آقاؐ کا محبت سے   کیا ہے اب بھی استقبال بے حد شان و شوکت سے

مقرر آپ ﷺ جزیے کے لیے عمال کرتے ہیں

عرب کے لوگ دنیا بھر کے لوگوں سے یہ کہتے تھے   کہ مکہ پر مسلط ہو نہیں سکتے کبھی جھوٹے
چنانچہ فتحِ مکہ کی خبر پا کر بہت سارے   رسول اللہؐ پہ فوراً خودبخود ایمان لے آئے
عرب میں ہر طرف اب دینِ حق کا بول بالا تھا   مسلمانوں کا اس پورے جزیرے پر تھا اب قبضہ
چنانچہ اب ضرورت تھی منظم اک حکومت کی   مکمل ضبط کی، ترتیب کی، مثبت سیاست کی
برائے انتظام اقدام پہلے بھی کیے جاتے   مگر اب وقت کے بالکل الگ ہی کچھ تقاضے تھے
مقرر آپؐ نے عُمال فرمائے کہ وہ جا کر   نظر رکھیں عرب کے ہر علاقے پر، قبیلے پر
توجہ پہلے سے بڑھ کر رہی مرکوز دعوت پر   فروغِ دین کے مقصد سے بھجواتے وفود اکثر
مقرر آپؐ نے عمال اس صورت میں فرمائے   کہ جتنے ہیں قبیلے اُن میں اک عامل چلا جائے
عیینہ[10] اور یزید[11] و رافع[12] و ضحاک[13] و بن حاتم[14]   زبرقاں[15]، عمرو[16]، ازدی[17] اور زیاد[18] ان کے بنے ناظم
مہاجر[19]، قیس[20] و بن سفیان[21] و مالک[22] اور علا[23] سب ہی   بنے عمال، کرتے تھے قبائل کی یہ نگرانی
یمن باذان[24] کو سونپا، علیؓ[25] نجران میں پہنچے   کیے پورے سبھی نے سب تقاضے اپنے منصب کے
زکواۃ و جزیہ دونوں کی وصولی یہ کیا کرتے   بڑی خوبی سے یہ انجام فرض اپنے دیا کرتے
ہدایت جو بھی ملتی، پورا اب اُس پر عمل ہوتا   تصور بھی کسی کوتاہی کا ممکن نہ ہرگز تھا
کہیں سے کوئی بد امنی کی آتی گر خبر، آقاؐ   برائے امن حسبِ حال بھجواتے وہاں دستہ

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ مالک بن عوف نصری
۲۔ نوفل بن معاویہ دیلی
۳۔ حکیمؓ بن حزام

۴۔ صفوان بن امیہ

۵۔ حارث بن کلدہ

۶۔ حضرت زیدؓ بن ثابت

۷۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ

۸۔ زہیر بن صرد

۹۔ عتابؓ بن اسید

۱۰۔ عیینہؓ بن حصن

۱۱۔ یزیدؓ بن الحصین

۱۲۔ رافعؓ بن مکیث

۱۳۔ ضحاکؓ بن سفیان

۱۴۔ عدیؓ بن حاتم

۱۵۔ زبرقانؓ بن بدر

۱۶۔ عمروؓ بن عاص

۱۷۔ ابن اللتبیہ ازدی

۱۸۔ زیادؓ بن لبید

۱۹۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ

۲۰۔ قیسؓ بن عاصم

۲۱۔ بشیرؓ بن سفیان

۲۲۔ مالکؓ بن نویرہ

۲۳۔ علاؓ بن الحضرمی

۲۴۔ باذان۔ گورنر یمن

۲۵۔ علیؓ ابنِ ابی طالب عبدِ مناف

باب

۴۶

فروغِ امن کی خاطر مہمیں بھیجی جاتی ہیں

عُیینہ گوشمالی کے لیے تشریف لاتے ہیں

تمیم ایسا تھا ناداں اک قبیلہ جس نے یہ سوچا
رسول اللہؐ کو کیوں ہم عمر بھر دیتے رہیں جزیہ

قبیلے والوں نے دیگر قبائل کو بھی بھڑکایا
نتیجہ یہ کہ سب نے ہاتھ جزیہ دینے سے کھینچا

قیادت میں عُیینہ کی رسول اللہؐ نے اک دستہ
قبائل کا رویہ ٹھیک کرنے کے لیے بھیجا

یہ دستہ دن کو چھپ جاتا، سفر یہ رات کو کرتا
اچانک آ کے دستے نے قبائل پر کیا حملہ

وہ بھاگے تو مسلمانوں کو باسٹھ قیدی ہاتھ آئے
بہت سی عورتیں، بچے، جواں سب ان میں شامل تھے

مسلماں قید کر کے اُن کو اپنے ساتھ لے آئے
کئی دن بعد دس سردار ملنے آپؐ سے آئے

بلایا جا کے گھر سے آپ کو، جب گھر سے آئے آپؐ
بہت باتیں ہوئیں پھر اُن کو مسجد ساتھ لائے آپؐ

بہت اظہار ناراضی کا وہ کرتے رہے آ کر
بٹھایا سرورِ عالمؐ نے ان کو صحن میں لا کر

نمازِ ظہر پڑھ کر آپؐ پھر اُن کی طرف آئے
انہیں اسلام کے کچھ عمدہ پہلو کھل کے بتلائے

وہ بولے کہ مباہات و تفاخر میں کوئی ہم سا
ہوا ہے، نہ ہی ہو پائے گا اس دنیا میں اب پیدا

خطیب و شاعر اپنا ایک لے کر ساتھ آئے ہیں
مقابل آؤ، ہم اس کی تمنا دل میں لائے ہیں

خطیب اُن کا عطارد[۱] تھا، بہت ہی خوب جو بولا
رسول اللہؐ نے ثابت[۲] سے کہا کہ دو جواب اس کا

زبرقان[۳] اُن کا شاعر تھا، تھی اچھی شاعری اس کی
کہا حسان بن ثابتؓ سے آقاؐ نے پڑھو تم بھی

وہؓ اُٹھے تو انہوں نے شاعری کی انتہا کر دی
وہاں سردار بن حابس[۴] تھا، ساتھی تھا جو اُن کا ہی

وہ بولا کہ خطیب و شاعر اُن کے ہیں بہت عمدہ
ہماری باتوں سے آقاؐ کی باتیں برتر و بالا

اُسی لمحے رسول اللہؐ پہ سب ایمان لے آئے
وہ رخصت جب ہوئے تحفے عطا آقاؐ نے فرمائے

قرینِ تربہ قطبہؓ ایک دستہ لے کے آتے ہیں

قرینِ تربہ خثعم کا قبیلہ ایک رہتا تھا
مسائل پیدا کرنا ہی سدا سے اُس کا شیوہ تھا

رسول اللہؐ نے قطبہؓ[۵] کو دیے کچھ آدمی، بھیجا
مسلمانوں نے اپنے دشمنوں پہ شب خوں جا مارا

لڑائی کی وہاں پر آگ ہر جانب بھڑک اٹھی
فریقوں کے بہت سے جنگ جو جس میں ہوئے زخمی

وہاں قطبہؓ و دیگر کچھ مسلماں جان سے گزرے
ملا مالِ غنیمت اور مسلماں کامراں لوٹے

صحابہؓ سے بنو کلاب دانستہ الجھتے ہیں

گئے کچھ لوگ دینِ حق کی جب تبلیغ کرنے کو — بنو کلاب کو اسلام کی بابت بتایا تو
کیا انکار سب نے دین سے اور جنگ بھی چھیڑی — صحابہؓ سے مگر منہ کی بنو کلاب نے کھائی
مرا اک آدمی جب کہ ہوئے کچھ لوگ زخمی بھی — صحابہؓ کی جماعت بہ حفاظت گھر کو لوٹ آئی

مسلمانوں کا دستہ ساحلِ جدہ پہ آتا ہے

ہوا معلوم کہ اہلِ حبش کا اک بڑا ٹولہ — چھپا ہے ساحلِ جدہ پہ، اُس کا ہے یہ منصوبہ
کہ ڈاکے اہلِ مکہ پر وہ ڈالے اور انہیں لوٹے — چنانچہ تین سو افراد آقاؐ نے وہاں بھیجے
مسلمانوں کو لے کر علقمہؓ ساحل پہ جب پہنچے — ہوا معلوم کہ ہے اک جزیرہ تھوڑا سا آگے
وہاں ڈاکو چھپے ہیں، علقمہؓ جب اُس جگہ پہنچے — پتا چلتے ہی دشمن وہ ٹھکانہ چھوڑ کر بھاگے

علیؓ بت توڑتے ہیں اور عدیؓ ایمان لاتے ہیں

ہوا کرتی تھی پوجا قلس[7] کی طے کے قبیلے میں — سمجھتے تھے وہ سارے لوگ خود کو بت کے قبضے میں
علیؓ کو آپؐ نے بھیجا کہ جا کر قلس کو توڑیں — نشانی کفر کی اس سرزمیں پر باقی نہ چھوڑیں
علیؓ نے ڈیڑھ سو ساتھی لیے اور طے میں جا پہنچے — گئے اور کر دیے جاتے ہی بت کے آپؓ نے ٹکڑے
وہاں کا تھا جو بت خانہ، جلا کر راکھ کر ڈالا — مویشی لے لیے قبضے میں کچھ لوگوں کو بھی پکڑا
جنہیں پکڑا، انہی لوگوں میں سفانہ[8] بھی شامل تھی — عدی[9] کی یہ بہن تھی اور دختر تھی یہ حاتم کی
خبر سن کر عدی حملے کی ملکِ شام کو بھاگا — وہ ملکِ شام سے کچھ ماہ تک واپس نہیں آیا
علیؓ اموال و قیدی لے کے لوٹ آئے مدینہ میں — بحکمِ آقاؐ اُن کو لا کے ٹھہرایا حظیرہ میں
گزر آقائے عالمؐ کا ہوا تو بولی سفانہ — میں حاتم کی ہوں بیٹی اور عدی حاتم کا ہے بیٹا
رسول اللہؐ نے پوچھا کہ ولی اب کون ہے تیرا — عدی ہی ہے، رسول اللہؐ کو سفانہ نے بتلایا
رسول اللہؐ نے فرمایا، وہی ہے کیا ولی تیرا — کہ جو اللہ سے اور اُس کے نبیؐ سے دور ہے بھاگا
گزارش کی یہ سفانہ نے کہ احسان فرمائیں — مجھے آزاد کر کے آپؐ مجھ کو گھر بھی بھجوائیں
مسلسل تین دن تک، جب بھی آقاؐ کا گزر ہوتا — وہ یوں ہی روز دہراتی تھی پہلے دن کا ہر فقرہ
اُسے آزاد فرمایا، سواری بھی اُسے بخشی — مدینے سے روانہ ہو کے سیدھی شام وہ پہنچی

عدی کو جا کے سب احوال اک اک پل کا بتلایا
بتایا وہ بھی آقاؐ نے کرم جو اُس پہ فرمایا

عدی کے بارے میں فقرہ جو فرمایا تھا آقاؐ نے
بتایا وہ بھی جب احوال بیٹھی اُس کو بتلانے

کہا اُس سے ضروری ہے کہ آقاؐ سے ملو جا کر
سبھی پر رحم کرتے ہیں، کرم فرمائیں گے تم پر

چنانچہ وہ اجازت یا اماں لے کر نہیں آیا
وہ آیا اس طرح کہ خوف ذرہ بھر نہیں کھایا

رسول اللہؐ اُسے مسجد سے اپنے گھر میں لے آئے
جہاں اسلام کے روشن اُسے سب پہلو بتلائے

اُسے دی دین کی دعوت تو اُس نے یہ گزارش کی
عمل پیرا ہوں میں اپنے بڑوں کے دیں پہ پہلے ہی

تمہارا دین ہے کوسی، رسول اللہؐ نے فرمایا
مجھے اس کا مکمل علم ہے، یہ اُس کو بتلایا

عمل تم اپنے دیں پر بھی تو پورا کر نہیں پاتے
غنیمت میں سے اک چوتھائی کیوں ہو مال کھا جاتے

سنی یہ بات تو فوراً عدی ایمان لے آیا
رسول اللہؐ نے اُس پر ہر طرح سے رحم فرمایا

ابھی بیٹھے تھے گھر میں وہ کہ اک فاقہ زدہ آیا
کئی وقتوں سے بھوکا ہوں، رسول اللہؐ کو بتلایا

پھر ایسا شخص آیا رہزنوں نے جس کو لوٹا تھا
شکایت سن کے اُس کی سرورِ عالمؐ نے فرمایا

عدی! کیا تم نے اپنی زندگی میں حیرہ دیکھا ہے
خدا دے زندگی تم کو، مجھے ایسا ہی لگتا ہے

تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے، اک عورت اکیلی ہی
وہاں سے بیٹھ کر ہودج میں خانہ کعبہ آئے گی

کرے گی وہ طواف، اُس کو کسی کا خوف نہ ہوگا
اُسے گر خوف ہو گا تو وہ ہو گا صرف اللہ کا

خدا دے زندگی تم کو، خزانے سارے کسریٰ کے
ملیں گے تم کو، اپنی آنکھوں سے تم یہ بھی دیکھو گے

عدی! تم کو خدا دے زندگی، تم یہ بھی دیکھو گے
کہ پھرتے لوگ ہوں گے سونا چاندی چلّو میں لے کے

تلاش اُن کو کسی ایسے کی ہو گی، مال جو لے لے
مگر کوشش میں اپنی شام کو ناکام لوٹیں گے

عدی کی زندگی میں پہلی دو باتیں ہوئیں پوری
وہ کہتے تھے نہیں پوری ہوئی جو، پوری وہ ہو گی

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ عطارد بن حاجب
۲۔ حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس
۳۔ زبرقانؓ بن بدر
۴۔ اقرع بن حابس
۵۔ حضرت قطبہؓ بن عامر
۶۔ حضرت علقمہؓ بن مجرز بدلجی
۷۔ بعض کتب میں اس بت کو فلس لکھا گیا ہے
۸۔ سفانہ بنتِ حاتم
۹۔ عدیؓ ابن حاتم

باب

۴۷

تبوک اک لشکرِ جرار لے کر آقا ﷺ آتے ہیں

۴۸۰

خدا کا دین اب ہرقل کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے

فتوحاتِ حنین و مکہ سے واضح ہوا سب پر — مقابل اب مسلمانوں کے کوئی بھی عرب لشکر
کسی میدان میں آنے کی ہمت کر نہیں سکتا — یہ طے ہے کہ عرب پر ہے مسلمانوں کا اب قبضہ
یہاں کے لوگ اب اس بات کو تسلیم کرتے تھے — نبیؐ ہیں آپؐ اللہ کے بہر صورت کھرے، سچے
چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے اسلام یوں پھیلا — کہ جیسے تھا عرب کو انتظار اس کے ہی آنے کا
جو دشمن تھے، ہوئے سب خواب اُن کے چکنا چورا ایسے — کہ جن آنکھوں سے دیکھے خواب، وہ بے نور تھیں جیسے
نتیجہ یہ کہ ایسے لوگ دل ہی دل میں کڑھتے تھے — خلاف اسلام کے سازش پہ سازش وہ کیا کرتے
منافق اک نے ہرقل کو یہ خط لکھا، کرو حملہ — تمہارے سامنے دنیا میں کوئی آ نہیں سکتا
اگر خاموش بیٹھے تو یہ دنیا جلد دیکھے گی — مسلماں قوم ہر طاقت کو بڑھ کر روند ڈالے گی
جہاں میں رومیوں کی درحقیقت حکمرانی تھی — عرب کی سرحدوں سے اُن کی سرحد آ کے ملتی تھی
بڑی طاقت کسی کو سامنے آنے نہیں دیتی — کسی دشمن کا خطرہ مول وہ ہرگز نہیں لیتی
کیا ہرقل نے یہ محسوس گر طاقت بڑھی اُن کی — تو بجتی ہی رہے گی ہر گھڑی خطرے کی یہ گھنٹی
مسلمانوں کو کیوں نہ ابتدا ہی میں کچل ڈالیں — انہیں دے کر کوئی موقع نیا اک روگ کیوں پالیں
چنانچہ لشکرِ جرار اک تیار کرنے کا — کیا ہرقل نے جاری حکم، سالاروں کو بھجوایا
کہا غسانیوں سے کہ کریں وہ پوری تیاری — لگانی ہے مسلمانوں پہ اب کے ضرب وہ کاری
کہ پھر وہ تا قیامت نہ سنبھل پائیں کسی صورت — کریں نہ اس طرف پھر دیکھنے کی وہ کبھی ہمت

خبر لشکر کے آنے کی رسول اللہ ﷺ کو ملتی ہے

ادھر ہر اک خبر یثرب میں آقاؐ تک بھی آ پہنچی — رسول اللہؐ نے اپنے طور پر تصدیق کروائی
کئی تجار ملکِ شام سے یثرب میں آتے تھے — وہاں سے وہ ہمیشہ روغنِ زیتون لاتے تھے
مدینے میں وہ آئے اب کے تو آ کر یہ بتلایا — کہ غسانی و رومی تم پہ کرنے والے ہیں حملہ
ہراول دستہ اس لشکر کا بلقا میں ہے آ پہنچا — سنی یہ بات تو محسوس ہر اک نے کیا خطرہ
یہ خطرہ اس طرح طاری ہوا اذہان پر سب کے — کوئی آواز آتی تو یہ کہتے رومی آ پہنچے
چنانچہ آپؐ نے سوچا، اگر خاموش ہم بیٹھے — تو دشمن حوصلہ پائیں گے، آگے بڑھتے آئیں گے

عجب حالات تھے، ہر شے کی تنگی پائی جاتی تھی ۔ سفر دشوار، لمبا تھا، بڑی ہی سخت گرمی تھی
مگر خطرے کا سدِ باب کرنا بھی ضروری تھا ۔ مسلماں آگے نہ بڑھتے تو دشمن اُن پہ چڑھ آتا
یہ وہ صورت تھی جس میں آپؐ کا نقصان ہونا تھا ۔ منافق ٹولہ اپنی سازشوں میں کامراں ہوتا
حقیقت یہ ہے، اہلِ حق پہ مشکل وقت آ پہنچا ۔ انہی حالات میں یہ فیصلہ آقاؐ نے فرمایا
کہ ہم دشمن کو اپنی سمت آنے ہی نہیں دیں گے ۔ کریں گے ہم لڑائی اُس سے، اُس کے گھر میں اب جا کے
چنانچہ آپؐ نے فرمان جاری ایک فرمایا ۔ کہ جس میں جنگ کے بارے میں کھل کر سب کو بتلایا
فضیلت آپؐ نے صدقے کی ہر مومن کو بتلائی ۔ ہدایت خود خدا نے بھی اسی بارے میں بھجوائی

محمد ﷺ رومیوں سے جنگ کا اعلان کرتے ہیں

ہوا معلوم کہ اب رومیوں سے جنگ کرنی ہے ۔ مسلمانوں کو دعوت سرورِ عالمؐ نے بھیجی ہے
جہاں بھی تھے مسلماں دوڑ کر آقاؐ کے پاس آئے ۔ تھا اُن کے پاس جو کچھ ساتھ اپنے وہ اٹھا لائے
بہت سی رقم، نو سو اونٹ، سو گھوڑوں کے صدقے سے ۔ غنی عثمانؓ نبیؐ کے حکم کی تعمیل کو پہنچے
سبھی سامان یارِ غارؓ لے کر ہوگئے حاضر ۔ صحابہؓ لائے سب کچھ اور در پہ ہو گئے حاضر
عمرؓ، بن عوفؓ[۱]، طلحہؓ[۲]، سعدؓ[۳]، عاصمؓ[۴] سب کے سب آئے ۔ انہیؐ کے ساتھ تھے عباسؓ، مال اپنا سبھی لائے
رہیں نہ عورتیں پیچھے، نچھاور کر دیے زیور ۔ منافق دیکھتے اُن کو تو ہوتے طعنہ زن اُن پر
یہ سب کچھ تو ہوا لیکن ضرورت اس سے بڑھ کر تھی ۔ مگر آقائے عالمؐ نے کمی محسوس تک نہ کی
خدا ہو ساتھ تو ایسی کمی کا خوف ہی کیا ہے ۔ خدا اپنے پیاروں کی مدد خوبی سے کرتا ہے

مدینے سے روانہ لشکرِ اسلام ہوتا ہے

رسول اللہؐ کے فرماں پہ ہوا تیار جو لشکر ۔ ہوئے شامل وہی اس میں جو جاں دیتے تھے آقاؐ پر
مقرر کر کے طیبہ کا ولی حضرت محمدؓ[۵] کو ۔ سبھی کام آپؐ نے سمجھائے اُنؓ کو تھے ضروری جو
کہا حضرت علیؓ سے کہ مدینے ہی میں وہ ٹھہریں ۔ خیال آقاؐ کے گھر کا اور اپنے گھر کا وہ رکھیں
تبوک اس لشکرِ جرار کا پہلا نشانہ تھا ۔ شمالی سمت سے لشکر کو اس میداں میں آنا تھا
روانہ ہو گیا جب شہر سے لشکر، منافق سب ۔ بہت خوش تھے کہ ہرقل اک کو بھی آنے نہ دے گا اب
علیؓ کو آتے دیکھا تو عجب انداز میں بولے ۔ نہیں ہو مرد کیا، جو اس طرح تم رہ گئے پیچھے
علیؓ اس جملے کی شدت کو ہرگز سہہ نہیں پائے ۔ لیا سامان گھر سے اور لشکر میں چلے آئے

رسول اللہؐ نے دیکھا تو کہا کہ پیچھے کیوں آئے
علیؑ نے اُنؐ پہ جو بیتے تھے وہ حالات بتلائے

انہیںؑ واپس کیا تو آپؐ نے اُنؑ سے یہ فرمایا
سمجھتے ہو تمہارا اور میرا کیسا ہے رشتہ

وہی رشتہ ہے جو موسیٰؑ کا تھا ہارونؑ سے رشتہ
مگر سن لو کہ میرے بعد پیغمبر نہ آئے گا

چلا لشکر، بڑھا آگے، ہزاروں مشکلیں دیکھیں
فلک نے آپؐ کی اور ساتھیوں کی ہمتیں دیکھیں

سواری کے لیے تعداد اونٹوں کی بہت کم تھی
کئی دن بعد کھانے کو رہا جب کچھ نہیں باقی

تو پتے کھا کے بھی سب لوگ بڑھتے ہی رہے آگے
جہاں مجبور ہوتے، اونٹ کچھ وہ ذبح کر لیتے

رسول اللہؐ کا لشکر ایک دن جب حجر سے گزرا
تو آقاؐ نے کہا، اس شہر میں ہرگز نہیں جانا

یہ ہے جائے سکونت ظالموں کی، تیزی سے گزرو
سروں کو ڈھانپ لو اور اس جگہ ہرگز نہیں ٹھہرو

یہاں پانی نہیں پینا، کہیں ایسا نہ ہوجائے
عذاب ان پر جو اترا تھا، وہی ہم پر اتر آئے

نکل کر حجر کی وادی سے، آقاؐ نے دعا مانگی
خدا نے فضل سے اپنے وہاں بارش وہ برسا دی

کہ پانی کی ضرورت اہلِ لشکر کی ہوئی پوری
روانہ آپؐ کا لشکر وہاں سے ہو گیا جلدی

کئی دن بعد منزل کے بہت نزدیک آ پہنچے
وہاں سب سے کہا آقاؐ نے اک اک لفظ سمجھا کے

خدا نے چاہا تو کل چشمے پر تم پہنچ جاؤ گے
پہر دن سے مگر پہلے نہ ہرگز پہنچ پاؤ گے

مرے آنے سے پہلے پانی کو ہرگز نہیں چھونا
چنانچہ لشکرِ اسلام جب چشمے پہ آ پہنچا

تھا چشمے میں بہت کم پانی، چلو چلو آتا تھا
رخِ روشن رسول اللہؐ نے اس پانی سے جب دھویا

گرایا آپؐ نے چشمے میں دھوون اور دعا مانگی
خدا کی شان کہ بڑھنے لگی مقدار پانی کی

معاذؓ آئے تو آقاؐ نے کہا اُنؓ سے کہ رکھنا یاد
یہاں باغات ہوں گے اور زمیں ہوگی یہاں آباد

نمازوں کی سفر میں اک حسیں ترکیب سمجھائی
امامت دو نمازوں کو اکٹھا کر کے فرمائی

تبوک آ کر یہ لشکر خیمہ زن میداں میں ہوتا ہے

تبوک آ کر رسول اللہؐ کا خیمہ زن ہوا لشکر
عطا فرمایا خطبہ آپؐ نے سب کو بھلائی پر

یہ فرمایا کہ ہر صورت میں کرنی ہے فقط نیکی
ڈرا کے اللہ سے انعام کی دی اُن کو خوش خبری

بہت عسرت سفر میں آپؐ کے لشکر نے دیکھی تھی
ضرورت کی ہر اک شے کی کمی محسوس سب نے کی

سنا خطبہ تو سب کا حوصلہ خاصا بڑھا اس سے
کمی کا دل سے سب احساس بھی جاتا رہا اس سے

سنا دشمن نے جب کہ لشکرِ اسلام آ پہنچا
پریشانی نے اُس کا حال بالکل کر دیا پتلا

چنانچہ اُس کی ہمت نہ ہوئی کہ آ کے لے ٹکر
ہوا وہ منتشر اسلام کے لشکر کے آنے پر

مسلمانوں کو اس سے کچھ فوائد ہو گئے حاصل
بہت سے حکمراں سمجھوتے کرنے پر ہوئے مائل

مسلمانوں کی طاقت کا ہر اک جانب بجا ڈنکا
پھر اس کے بعد لڑنے کی کوئی ہمت نہ کر پایا

ملا ایلہ کا حاکم[۵] آ کے جیسے ہی سنا اُس نے
ادا کرنے کا جزیہ ایک سمجھوتا کیا اُس نے

گزارش اُس نے کی تحریر اُس کو لکھ کے دی جائے
سند کے طور پر وہ پاس اپنے جس کو رکھ پائے

یحنہ حاکمِ ایلہ سے اک سمجھوتا ہوتا ہے

یہ وہ پروانہ ہے اللہ، رسول اللہؐ کی جانب سے
جسے لکھا یحنہ اور حق میں اہلِ ایلہ کے

یہ پروانہ ہے امن و آشتی کا، اب سے ہے ذمہ
خدا کا اور محمدؐ کا، ہو چاہے کوئی بھی رستہ

اماں اُن کو ملے گی اور اُن کے ساتھ جو ہوں گے
کریں گے یہ سمندر سے سفر یا خشکی کے رستے

اگر گڑبڑ کرے گا کوئی تو پھر جان و مال اُس کا
کوئی لے گا تو سب کچھ اُس پہ ہوگا یہ حلال اُس کا

کسی چشمے پہ اتریں یا چلیں یہ کوئی بھی رستہ
یہ خشکی یا سمندر ہو، انہیں کوئی نہ روکے گا

اسی سے ملتی تحریریں ملیں جربا کو اذرح کو
عوض میں جزیہ کے رہتی تھیں اُن کے پاس ہر دم جو

اکیدر آ کے سمجھوتا رسول اللہ ﷺ سے کرتا ہے

رسالہ دے کے خالدؓ کو رسول اللہؐ نے بھجوایا
گئے وہ دومۃ الجندل، اکیدر جس کا حاکم تھا

یہ فرمایا، اکیدر نیل گائے کا شکاری ہے
اسی حالت میں پاؤ گے، تمہاری ذمہ داری ہے

اُسے لاؤ پکڑ کر پاس میرے، قتل نہ کرنا
مگر تم قتل کر دینا اگر خطرہ کرے پیدا

تھا موسم سخت گرمی کا مگر تھیں چاندنی راتیں
فصیلِ قلعہ پر وہ کر رہا تھا بیوی سے باتیں

وہاں گانے لگا کوئی تو یہ سننے لگا گانا
اچانک نیل گائے اک ادھر آئی، جسے دیکھا

اکیدر، اُس کا بھائی اور کچھ ساتھی اتر آئے
نکالے اصطبل سے آ کے اپنے واسطے گھوڑے

بھگائے گھوڑے تاکہ نیل گائے جا نہیں پائے
اسی کوشش میں وہ خالدؓ کے گھیرے میں چلے آئے

لڑا بھائی اکیدر کا، گیا اک وار میں مارا
اکیدر نے کہا، مجھ کو اماں دو، تم سے میں ہارا

پکڑ کر اس کو خالدؓ آپؐ کی خدمت میں لے آئے
اماں کے راستے جو تھے اُسے آقاؐ نے بتلائے

دیے کچھ اونٹ، نیزے، تیر اور دے کر غلام اُس نے
کیے جھگڑے مسلمانوں سے سارے ہی تمام اُس نے

رسول اللہؐ نے جاں بخشی کی اُس کی اور طے پایا
کہ جزیہ سرورِ عالمؐ کو وہ ہر سال اب دے گا

تبوک و تیما، ایلہ، جربا جیسا ایک سمجھوتا   اکیدر سے بھی طے اُس دن رسول اللہؐ نے فرمایا

رسول اللہ ﷺ لیے لشکر مدینہ لوٹ آتے ہیں

خدا نے اپنے بندے پر بڑا ہی رحم فرمایا   مسلمانوں سے ہرقل جیسا ظالم لڑ نہیں پایا
تبوک آئے رسول اللہؐ تو عسرت کا یہ عالم تھا   سواری تھی نہ تھے ہتھیار پورے اور نہ توشہ
مسلمانوں کے لیکن کامرانی نے قدم چومے   گئے تھے آپؐ جس مقصد سے اُس میں سرخرو لوٹے
تصادم گو کسی دشمن سے کوئی ہو نہیں پایا   انوکھا واقعہ رستے میں لیکن پیش اک آیا
رسول اللہؐ سواری پر ذرا سا دور لشکر سے   چلے آتے تھے الفاظِ تشکر جب کہ لب پر تھے
حذیفہؓ[9] اور تھے عمارؓ[10] آقاؐ کی رفاقت میں   نظر آئے وہاں کچھ لوگ کچھ مشکوک حالت میں
یہ بارہ تھے، سبھی نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے   اچانک ایک گھاٹی سے نکل کر سارے آئے تھے
ذرا سی دیر میں وہ سب بہت نزدیک آ پہنچے   حذیفہؓ سے کہا آقاؐ نے فوراً وہ بڑھیں آگے
وہؓ ہر اک کی سواری پر لگاتے ضرب کچھ ایسی   بدک جاتی سواری ضرب جیسے اُس کو لگتی تھی
خدا نے خوف ان کے دل میں پیدا کر دیا، بھاگے   ذرا سی دیر میں وہ بھاگ کر لشکر میں جا پہنچے
رسول اللہؐ نے سب کا نام اور مقصد بھی بتلایا   ارادوں کو خدا نے اُن کے ہونے نہ دیا پورا
مدینے کے قریب آئے تو فرمایا یہ آقاؐ نے   کیا ہے سرخرو، ہم پر کیا احسان اللہ نے
یہ طابہ ہے، اُحد ہے یہ، اُحد دراصل ایسا ہے   ہمیں اس سے محبت ہے، یہ ہم سے پیار کرتا ہے
قرینِ شہر اب یہ لشکرِ جرار آ پہنچا   سنا جس نے، وہ کرنے آپؐ کا دیدار آ پہنچا
پچاس اب کے گزارے آپؐ نے دن شہر سے باہر   برائے پیشوائی، شہر آ پہنچا تھا رستوں پر
خواتیں، بچے اور سب بچیاں یہ گیت گاتی تھیں   وہ گاتی تھیں خوشی سے اور پھولی نہ سماتی تھیں
ہے واجب ہم پہ شکر اس کا کہ جس نے بدرؐ وہ بھیجا   ثنیّات الوداع اک پہاڑی سے جو ہے ابھرا

مخلف مستحق تھے جس کے، وہ برتاؤ ہوتا ہے

رسول اللہؐ کا فرماں تھا کہ ہر اک جنگ میں آئے   مگر کچھ لوگ ایسے تھے جو ایسا کر نہیں پائے
مسلماں جتنے تھے پکے وہ سارے ہو گئے شامل   رسول اللہؐ کی چاہت کی سبھی کو مل گئی منزل
جو شامل نہ ہوا اس جنگ میں یعنی نہیں آیا   رسول اللہؐ نے اس کے ذکر پر سب سے یہ فرمایا
اسے چھوڑو، اگر ہے خیر اُس میں، تم میں آئے گا   وگرنہ اُس سے اللہ نے تمہارا پیچھا چھڑوایا

غرض اس جنگ میں معذور شامل ہو نہیں پائے — ہوئے وہ بھی نہ شامل جو تھے کافر یا منافق تھے
نبیؐ تشریف لے آئے ہیں، جیسے ہی خبر پائی — جو لشکر میں نہیں آئے تھے، اُن کی آ گئی ٹولی
بہانے وہ بناتے اور قسمیں بھی وہ کھاتے تھے — بہت مجبور تھے، معذور تھے، سب کو بتاتے تھے
نبیؐ نے ان کے ظاہر کو عطا کی سچ کی حیثیت — اسے چھوڑا خدا پر، تھی جو اُن کی باطنی صورت
یہ اُسی تھے جو پیچھے رہ گئے تھے، کھائیں اب قسمیں — دعا اُن کے لیے کی آپؐ نے، کھائیں یہ جب قسمیں
فقط ان میں تھے تین ایسے، رکے بے وجہ جو گھر پر — قصور اپنا کیا تسلیم، سچ بولا یہاں آ کر
کہا سب سے نبیؐ نے، اِن سے کوئی بھی نہیں بولے — خدا سے ان کی توبہ جب تلک منظور نہ ہو لے
مرارہؓ[11]، کعب بن مالکؓ، ہلالؓ[12] ایسے صحابہؓ تھے — سبب کوئی نہ تھا، تینوں رہے تھے جنگ میں پیچھے
دیا یہ حکم کہ یہ بیویوں کے پاس نہ جائیں — سنیں نہ کوئی ان کی بات، نہ کچھ ان کو بتلائیں
یہ لشکر جتنے دن باہر رہا تھا، اتنے دن اُن پر — سزا نافذ رہی، کاٹی انہوں نے جو یہ دن گن کر
قبول ان کی ہوئی توبہ، خدا نے رحم فرمایا — وحی کر کے خدا نے اپنا حکم آقاؐ کو بھجوایا
صحابہؓ میں ابوذرؓ[13]، اونٹ جن کا کافی دبلا تھا — ہوا لشکر روانہ تو انہوں نے دل میں یہ سوچا
کہ اک دو دن میں میرا اونٹ ہو جائے گا جب بہتر — تو یہ لے جائے گا لشکر میں مجھ کو تیزی سے چل کر
مگر جب اونٹ اچھا نہ ہوا تو چل پڑے پیدل — اٹھا کر پیٹھ پر سامان یہ چلتے رہے پیدل
یہ پہنچے، جب انہیں دیکھا رسول اللہؐ نے، فرمایا — کرے بوذرؓ پہ رحم اللہ، ابوذرؓ تنہا ہے آیا
رہے گا یہ اکیلا اور اکیلا ہی یہ جائے گا — چنانچہ جو کہا تھا آپؐ نے، انؓ سے ہوا ویسا
رہے ربذہ میں تنہا، جب مرے وہؓ تب بھی تھے تنہا — وہاں پر اتفاقاً آئے عبداللہؓ[14] تو دفنایا

صحابہؓ آپ ﷺ کے فرماں پہ اک مسجد کو ڈھاتے ہیں

کہا تھا آپؐ نے جب رومیوں سے جنگ ہے کرنی — تو ملنے آپؐ سے آئے منافق، یہ گزارش کی
خلوصِ دل سے معذوروں، علیلوں کے لیے ہم نے — قریبِ شہر اک مسجد بنائی سب نے ہے مل کے
اگر آقاؐ عبادت کے لیے تشریف لائیں تو — بہت مقبول ہو مسجد، خدا کا ذکر جاری ہو
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جانا ہے مجھے باہر — بتاؤں گا کہ کرنا کیا ہے، یہ واپس یہاں آ کر
چنانچہ آپؐ کا لشکر قریبِ شہر جب پہنچا — تو آقاؐ نے معنؓ[15] کو اور مالکؓ[16] کو وہاں بھیجا
یہ فرمایا کہ اس مسجد کو جا کر منہدم کر دو — جلا کر راکھ کر ڈالو اُسے جیسے بھی ممکن ہو

یہ مسجد ہے ضرار اُس وقت ہے یہ سازشوں کا گڑھ — حقیقت میں یہ مسجد ہی نہیں، ہے دشمنوں کا گڑھ
گئے دونوں، انہوں نے جا کے مسجد کو مٹا ڈالا — گرایا اُس کو پہلے اور پھر اس کو جلا ڈالا

تبوک ایسا ہے غزوہ، سب کو جو حیران کرتا ہے

عرب میں بج چکا تھا پہلے ہی اسلام کا ڈنکا — تبوک ایسا تھا غزوہ جس نے دنیا بھر کو چونکایا
مدینے کو بہت چھوٹی ریاست جو سمجھتے تھے — مٹانے کے لیے اس کو جو بلقا آئے بیٹھے تھے
مسلمانوں کو جو اک تر نوالہ کہتے آئے تھے — مٹانے کو انہیں جو لشکرِ جرار لائے تھے
کھلا اُن پر، مسلمانوں سے الجھے تو تباہی ہے — مدینہ ہی نہیں، پورے عرب پر ان کی شاہی ہے
قبائل کیا، یہ اب ہرقل کو بھی آنکھیں دکھاتے ہیں — خدا کے نام کی خاطر، یہ جاں پر کھیل جاتے ہیں
منافق بھی سمجھتے تھے یہ ہرقل سے لڑیں گے جب — تباہی اہلِ ایماں کا مقدر ہی بنے گی تب
مگر جب کامراں ہو کے رسول اللہؐ یہاں آئے — مسلط ہو گئے سب کے دلوں پر یاس کے سائے
سمجھ میں آ گیا ان کو کہ اب جینے کا ہر رستہ — رسول اللہؐ کے قدموں کی طرف سے ہو کے جائے گا
ادھر آقاؐ نے اک مسجد[۱۷] مٹا کر سب کو بتلایا — کہ اب جینا ہے مشکل دو رخوں کا اور جھوٹوں کا
کیا دنیا نے اب تسلیم آقاؐ کی حکومت کو — دیانت کو، امانت کو، سیاست کو، فراست کو
ہر اک جانب سے اب آنے لگے تھے وفد لوگوں کے — قبیلوں، حکمرانوں، بادشاہوں اور امیروں کے
خدا نے اس طرح سے اپنا وعدہ کر دیا پورا — جو وعدہ آپؐ سے اللہ نے ماضی میں تھا فرمایا
ہوئے آقائے عالمؐ بھی وفا میں سرخرو ایسے — کہ دنیا کے بھی ہیں محبوب اور محبوب اللہ کے

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف
۲۔ حضرت طلحہؓ بن عبیدہ
۳۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ
۴۔ حضرت عاصم بن عدیؓ
۵۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ
۶۔ قومِ ثمود کا شہر
۷۔ حضرت معاذؓ بن جبل
۸۔ یحنہ بن روبہ
۹۔ حضرت حذیفہؓ بن الیمان
۱۰۔ حضرت عمار بن یاسرؓ
۱۱۔ حضرت مرارہؓ بن ربیع
۱۲۔ حضرت بلال بن امیہ
۱۳۔ حضرت ابوذر بریا جندبؓ بن جنادہ غفاری
۱۴۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود
۱۵۔ حضرت معن بن عدیؓ
۱۶۔ حضرت مالکؓ بن دخشم
۱۷۔ مسجدِ ضرار

باب

۴۸

مقرر حضرتِ بوبکرؓ میرِ حج ہوتے ہیں

مقرر حضرتِ بوبکرؓ میرِ حج ہوتے ہیں

مناسک حج کے کرنے کو قائم آپؐ نے بھیجا | مقرر کر کے میرِ حج یارِ غارؓ [1] کو مکہ
چلا یہ قافلہ، جب ذوالحلیفہ میں یہ آ پہنچا | تو یارِ غارؓ نے اک ناقہ کو آتے ہوئے دیکھا
یہ ناقہ [2] سرورِ عالمؐ کی تھی، صدیقؓ یہ سمجھے | کہ آقاؐ قافلے کو دیکھنے تشریف ہیں لائے
قریب آئی سواری تو علیؓ اس پر نظر آئے | علیؓ آئے، ملے صدیقؓ، انؓ کو خیمے میں لائے
یہ پوچھا کہ امیر آئے ہو یا مامور آئے ہو | کہا مامور ہی ہوں، حکم آقاؐ نے دیا مجھ کو
کہ نقضِ عہد کے بارے میں سورت ہے برأت کی | ہر اک آیت جو اب تک آپؐ کو اللہ نے ہے بھیجی
کرے اعلان خویش انؐ کا، مطابق اک روایت کے | سو آقاؐ نے کہا اعلان کرنے کے لیے مجھ سے
انہی آیات میں تھا حکم، اگلا حج جب آئے | تو مشرک ایک بھی کعبہ میں تب آنے نہیں پائے
طواف اب کوئی بھی نہ کر سکے گا بے لباسی میں | کیا گر عہد آقاؐ نے کسی سے عہدِ ماضی میں
تو یومِ نحر سے وہ چارمہ میں پورا کردیں گے | نہیں ہے عہد جن سے وہ بھی مہلت اب یہی لیں گے
چلا یہ قافلہ، کچھ دن میں آپہنچا یہ مکے میں | عبادت میں رہے مصروف سب کعبہ کے سائے میں
جب آیا حج کا موسم، پڑھے بوبکرؓ نے خطبے | مگر اک نحر [3] کے دن جب بڑے جمرے پہ سب پہنچے
علیؓ نے کیں تلاوت آیتیں سورت برأت کی | سبھی نے آیتیں سمجھیں، توجہ سے سماعت کی
منادی اس کی تب بوبکرؓ نے سارے میں کروائی | کوئی پیچیدہ بات آئی تو وہ بھی سب کو سمجھائی
مکمل کر کے حج اب قافلہ یثرب چلا آیا | نبیؐ نے قافلے والوں کا استقبال فرمایا

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابوقحافہ عثمانؓ

۲۔ قصوا

۳۔ ۱۰ ذی الحجہ کا دن۔ اس روز حجاج فجر کی نماز کے بعد منیٰ میں آ کر رمی کرتے ہیں، قربانی کرتے ہیں، سر کے بال منڈواتے ہیں اور پھر طوافِ زیارت کے لیے مکہ جا کر واپس منیٰ آجاتے ہیں۔

باب

۴۹

مغازی کا اثر مثبت بہر انداز پڑتا ہے

۴۹۱

مغازی کا اثر مثبت بہر انداز پڑتا ہے

نبی کا کام لوگوں کو مصیبت سے بچانا ہے
غلط رستہ انہیں چھڑوا کے بچ کے رہ پہ لانا ہے

بہر صورت بھلا کرنا مقدم کام ہے اُس کا
نبی جو کچھ کرے، حکمت سے وہ خالی نہیں ہوتا

برائی کو مٹانا اس کا پہلا فرض ہوتا ہے
فروغِ دینِ خدا کے ہر نبی پر قرض ہوتا ہے

مغازی کا اگر لیں جائزہ تو کہنا پڑتا ہے
بہر صورت رسول اللہؐ نے فرض اپنا نبھایا ہے

مغازی آپؐ کو کفار سے لڑنے پڑے جتنے
ہزاروں تبصرے اُن پر ہوئے، جس جس نے وہ دیکھے

کھلے دل سے مبصر یہ سبھی تسلیم کرتے ہیں
کہ جنگی حکمتوں میں آپؐ دنیا بھر سے آگے ہیں

کیے جو فیصلے حسنِ تدبر کا نمونہ ہیں
چلیں جنگی جو چالیں وہ زمانے بھر میں یکتا ہیں

عدد کی برتری کو اس طرح سے رد فرمایا
عدد میں برتری میں بھی عدو عاجز نظر آیا

تعین وقت کا ایسے کیا کہ جو مثالی تھا
ہمیشہ دشمنوں کو اپنے ہی زیرِ اثر رکھا

کیا میدان ایسا منتخب کہ سب ہوئے حیراں
جہاں پر دشمنوں کے واسطے تھا موت کا ساماں

دیا ترتیب لشکر اس طرح کہ دنیا نے دیکھا
کہ دشمن کو ذرا سی دیر میں ہونا پڑا پسپا

قیادت اس طرح سے کی صحابہؓ یہ سمجھتے تھے
ہٹا نہ ایک پل کو آپؐ کا سایہ کبھی سر سے

کوئی غزوہ نہیں کہ برتری دشمن نے پائی ہو
بہر صورت فزوں تر سے شکست آقاؐ نے کھائی ہو

اُحد یا پھر حنین ایسے مغازی کو اگر دیکھیں
تو آتی ہیں نظر ان میں خسارے کی ہمیں شکلیں

مگر اُن میں بھی آقاؐ کی شجاعت کو فزوں پایا
نظر دونوں کے منصوبوں میں جھول اب تک نہیں آیا

اُحد میں حکمِ آقاؐ پر عمل جب نہ کیا پورا
تو وقتی طور پر اسلامی لشکر کو ہوا گھاٹا

حنین ایسا ہے غزوہ جس میں کچھ لوگوں کی کمزوری
مسلمانوں کو الٹے پاؤں پھرنے تک تھی لے آئی

مگر ان غزووں میں بھی آپؐ کی فہم و فراست سے
قیادت، عبقریت اور لاثانی شجاعت سے

نتائج آپؐ کے حق میں ہوئے، دنیا نے یہ دیکھا
شکست آقائے عالمؐ کو کبھی کوئی نہ دے پایا

کئی جنگوں میں ایسے بھی مقام آئے، کوئی ہوتا
تو میداں چھوڑ دیتا، آپؐ کو سب نے مگر دیکھا

کھڑے ہیں آپؐ میداں میں سبھی کے سامنے ایسے
کہ خطرہ کوئی بھی میدان میں ہرگز نہ ہو جیسے

ہوئے جو منتشر، ان کو کیا یک جا، کیا حملہ
خدا نے اس شجاعت کا صلہ بھی خوب ہی بخشا

مغازی ہی سے سچائی کا پرچم تھا ہوا بالا
انہی سے سرنگوں ہو کر رہا تھا جھوٹ کا جھنڈا

جہاں فتنے تھے اب امن و اماں نے راستہ پایا
بتوں کی گردنوں کو بھی انہی جنگوں نے تھا توڑا

منافق اور مومن کی پرکھ ان ہی سے ہو پائی
محبت کس کو ہے آقاؐ سے، جنگوں میں نظر آئی

انہی سے کر سکے آقاؐ جماعت ایسی اک تیار
فروغِ دین میں جس کا نمایاں تر رہا کردار

انہی سے کچھ بڑے سالار سب کے سامنے آئے
جنہوں نے دین کے جھنڈے کئی ملکوں میں لہرائے

جنہوں نے دنیا کی سب سے بڑی طاقت سے ٹکر لی
غرور و کبر و نخوت کی کمر ہی توڑ کے رکھ دی

انہی جنگوں نے سب حالات کو یکسر بدل ڈالا
جو کل محتاج تھا وہ آج دنیا میں غنی ٹھہرا

لڑائی کے مقاصد کو مغازی نے بدل ڈالا
بجائے ذات کے ان کو کیا اللہ سے وابستہ

شریفانہ ضوابط اور قوانیں سامنے آئے
جو آقاؐ کی ہدایت پر مسلمانوں نے اپنائے

لڑائی جو کبھی ظلم و ستم کی اِک علامت تھی
یہی معراج ہے آقائے عالمؐ کی قیادت کی

ذریعہ اب بنی دنیا سے ظالم کو مٹانے کا
کبھی اجڑے ہوؤں کے امن سے بسنے بسانے کا

مغازی نے کچل کے رکھ دیے معیارِ نخوت کے
زمانے بھر کو پاکیزہ ضوابط خاص کچھ بخشے

نتیجہ یہ کہ اب اسلام چاروں سمت یوں پھیلا
کہ جیسے منتظر ہر شخص تھا ان خاص جنگوں کا

تبوک و مکہ[1] کے اقدام نے حالت عجب کر دی
مٹیں تاریکیاں تیزی سے، ہر سو روشنی پھیلی

۴۹۲

توضیحات و حوالہ جات

۱۔ غزوۂ تبوک و فتح مکہ

۴۹۳

۳۹۳

باب

۵۰

بہت سے وفد آتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے ملتے ہیں

ہے اسلام اک حقیقت اب سبھی تسلیم کرتے ہیں

ہوا احساس جیسے ہی وہاں اہلِ سیاست کو
کہ جھٹلانا ہے ناممکن محمدؐ کی حقیقت کو
نہیں روکے سے رک سکتا ہے اب اسلام کا رستہ
حقیقت میں ہے اب پورے عرب پر اس کا ہی غلبہ
اگر عزت سے جینا ہے تو اُنؐ سے دوستی کر لو
مسلمانوں سے لڑنے کا نہ بھولے سے بھی اب سوچو
اسی احساس نے ان کے تکبر کو مٹا ڈالا
دلی نفرت تھی جنؐ سے اُنؐ کے قدموں میں جھکا ڈالا
ہوئے کچھ وفد فتحِ مکہ سے پہلے یہاں حاضر
مدینہ میں انہی کی حاضری سے ہوتا ہے ظاہر
سمجھ میں آ گیا اُن کی، جو عقل و فہم رکھتے تھے
کہ اب دنیا پہ دینِ حق کی سلطانی کے دن آئے
مگر کثرت سے وفد آنے لگے جب آپؐ آئے تھے
مدینہ میں مہماتِ حنین و مکہ سر کر کے
وفود آقائے عالمؐ کے حضور آئے تھے کل ستر
ہوئے حاضر جو، اُن میں سے مسلماں ہو گئے اکثر
یہاں پر چند وفدوں کا ہی ذکرِ خیر ہے کافی
ملے جو آپؐ سے آ کر ہے کچھ تفصیل یہ اُن کی

قبیلہ قیس کا اک وفد آ کر فیض پاتا ہے

تھا منقذؓ[1] نام کا تاجر، مدینے آتا جاتا تھا
مدینے آپؐ کی آمد پہ جب وہ پہلی بار آیا
ہوا آقاؐ کی خدمت میں وہ بے حد شوق سے حاضر
مسلماں ہو کے اپنا شوق آقاؐ پر کیا ظاہر
کروں اسلام کی خدمت، مجھے آقاؐ خوشی ہو گی
رسول اللہؐ نے خط دے کر اُسے خدمت یہی سونپی
قبیلے میں وہ جائے اور خط آقاؐ کا پہنچائے
وہ اپنے بھائیوں کو دین کے بارے میں بتلائے
سنا جب خط قبیلے نے تو اُس میں سے بہت سارے
مسلماں ہو کے آقاؐ کی زیارت کو چلے آئے
یہ تیرہ تھے کہ چودہ، الاشجؓ[2] کی رہنمائی میں
ملے آ کر نبیؐ سے الاشجؓ کی سربراہی میں
نبیؐ نے بردباری اور دور اندیشی جب دیکھی
مدیرِ وفد کی تو خوش ہوئے، تعریف فرمائی
قبیلے نے اک اپنا وفد نو ہجری میں پھر بھیجا
حصولِ رہنمائی کا جو مقصد لے کے آیا تھا

قبیلہ دوس کا اک وفد آ کر فیض پاتا ہے

قبیلہ دوس کے بن عمروؓ[3] جب مکے میں آئے تھے
تو وہؓ آقائے عالمؐ پر وہیں ایمان لائے تھے
انہوںؓ نے لوٹ کر اپنے قبیلے میں یہ کوشش کی
کہ پھیلے روشنی دیں کی مگر نہ روشنی پھیلی

رسول اللہؐ کی خدمت میں ہوئے حاضر، گزارش کی — کہ میری قوم کو دیں بد دعا، میری نہیں سنتی
ہدایت دوس کو دے اے خدا! آقاؐ نے فرمایا — وہ لوٹے تو قبیلہ آپؐ پر ایمان لے آیا
قبیلے کے بہت سے لوگ ملنے کے لیے آئے — رسول اللہؐ تھے خیبر میں، نہیں یہ لوگ مل پائے
مگر بن عمروؓ یثرب سے اکیلے آ گئے خیبر — سمیٹی دولتِ کونین اپنے آقاؐ سے مل کر

جنابِ فروہؓ کا قاصد رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے

تھے فروہؓ رومیوں کی فوج میں سالار عرصے سے — علاوہ اس کے اردن کے علاقوں کے گورنر تھے
شجاعت جنگِ موتہ میں مسلمانوں کی دیکھی جب — مسلمانوں کا جذبہ دیکھ کر ایمان لائے تب
انہوںؓ نے آپؐ کی خدمت میں قاصد ایک بھجوایا — جو فروہؓ کے مسلماں ہونے کا پیغام لایا تھا
انہوںؓ نے آپؐ کی خدمت میں اک خچر بھی بھیجا تھا — ہوا جب علم اہلِ روم کو ایمان لانے کا
انہوں نے حضرتِ فروہؓ کو فوراً قید میں ڈالا — حکومت کی طرف سے قید میں پیغام یہ آیا
پرانے دین پر فروہؓ ہے بہتر لوٹ تم آؤ — وگرنہ موت پانے کو ابھی تیار ہو جاؤ
چڑھے سولی پہ وہؓ لیکن نہیں اسلام کو چھوڑا — کیا جو عہد آقاؐ سے، اُسے ہرگز نہیں توڑا

رسول اللہ ﷺ سے اک وفدِ ہوازن آ کے ملتا ہے

مکمل ہو چکی تقسیم جب مالِ غنیمت کی — مگر تھا قیدیوں کا فیصلہ ہونا ابھی باقی
تو ایسے میں ہوازن کا بڑا اک وفد آ پہنچا — زہیرؓ اس وفد کے سردار تھے، آقاؐ کو بتلایا
کہ ہم چودہ کے چودہ ہیں مسلماں فضلِ ربی سے — یہاں پر ترجماں بن کر ہم آئے ہیں قبیلے کے
ہمارا مال، قیدی سب ہمیں اب آپؐ لوٹا دیں — نہ کوئی شرط رکھیں ہم پہ، یہ احسان فرمادیں
کہا اس ڈھب سے کہ دل پر اثر اس کا ہوا گہرا — رسول اللہؐ نے سن کر بات ساری، ان سے فرمایا
تمہیں ہیں بال بچے اپنے پیارے یا کہ اپنا مال — جو میرے ساتھ ہیں، معلوم اُن کا ہے تمہیں سب حال
مجھے ہر حال میں سچ بولنا محبوب ہوتا ہے — کرو اتنی توقع تم فقط، امکان جتنا ہے
زہیرؓ آگے بڑھے، بولے، ہماری عزتیں آقاؐ — مقدم ہیں، ہمیں ان کے علاوہ کچھ نہیں لینا
رسول اللہؐ نے فرمایا، نمازِ ظہر جب پڑھ لوں — تو تم اُٹھ کر مخاطب کر کے سب کو، بات کرنا یوں
کہ ہم اپنی سفارش کے لیے آقاؐ سے کہتے ہیں — مسلمانوں سے فرمائیں کہ قیدی جو بھی رکھے ہیں
انہیں آزاد کر کے، ہم کو وہ ممنون فرمائیں — ہم اپنے بال بچے لے کے اپنے اپنے گھر جائیں

اسی کے ساتھ اپنے بھائیوں سے عرض کرتے ہیں ۔۔۔ سفارش وہ کریں آقاؐ سے، قیدی جو بھی رکھے ہیں
انہیں آزاد کر کے آج ہی ممنون فرمائیں ۔۔۔ ہم اپنے بال بچے لے کے اپنے گھر جائیں
نمازِ ظہر سے فارغ ہوئے آقاؐ تو سب اُٹھے ۔۔۔ کہا تھا جیسے آقاؐ نے، سبھی نے جملے وہ بولے
یہ سنتے ہی رسول اللہؐ نے اُن سب سے یہ فرمایا ۔۔۔ مرا حصہ سمجھ لو میں نے فوراً تم کو لَوٹایا
جو حصے دوسروں کے ہیں، ابھی میں پوچھ لیتا ہوں ۔۔۔ اگر لَوٹانے پر تیار ہیں تو تم کو دیتا ہوں
مہاجر اور انصاری یہ بولے، ہم سمجھتے ہیں ۔۔۔ ہمارے سارے حصے، سرورِ عالمؐ کے حصے ہیں
کیا انکار کچھ نے، آپؐ نے اس پر یہ فرمایا ۔۔۔ اگر لَوٹا دیں قیدی تو مرا ہے آپ سے وعدہ
کہ اک کے بدلے اب جو مالِ فے آیا تو چھ دوں گا ۔۔۔ کیا انکار جس جس نے، وہ اب مقصد سمجھ پایا
چنانچہ سب یہی بولے، ہمارا جو بھی ہے حصہ ۔۔۔ حقیقت میں ہمارا وہ نہیں، حصہ ہے آقاؐ کا
رضامندی سے اپنے سارے قیدی سب نے لَوٹائے ۔۔۔ عطا آقائے عالمؐ نے انہیں کچھ تحفے فرمائے
ہوازن لے کے اپنے بال بچے گھر چلے آئے ۔۔۔ اسی حسنِ عمل پر آپؐ پر ایمان وہ لائے

صدا کا وفد آتا ہے، کرم سے جھولی بھرتا ہے

صدا تھا اک قبیلہ جو یمن کے پاس رہتا تھا ۔۔۔ یہ گاہے گاہے بد امنی کی صورت پیدا کر دیتا
رسول اللہؐ نے بھیجے چار سو افراد کہ جائیں ۔۔۔ صدا والوں کو امن و آشتی کی راہ پر لائیں
ابھی یہ لوگ اک منزل بھی آگے بڑھ نہ تھے پائے ۔۔۔ زیاد[6] آقاؐ سے کرنے اک گزارش تیزی سے آئے
مدینے پہنچ کر آقاؐ کی خدمت میں چلے آئے ۔۔۔ قبیلے کے انہوں نے آ کے سب حالات بتلائے
گزارش کی کہ میں ہوں ترجماں اپنے قبیلے کا ۔۔۔ بُلا لیں فوج واپس، نہ کریں ہم لوگوں پر حملہ
میں اپنی قوم کا ضامن ہوں، جو فرمائیں وہ ہوگا ۔۔۔ کرم ہے آپؐ کا شیوہ میں طالب ہوں بھلائی کا
رسول اللہؐ نے اپنے جنگ جو واپس بلا بھیجے ۔۔۔ زیاد آقاؐ سے مل کر قوم میں واپس چلے آئے
وہاں سے پندرہ لوگوں کا وہ اک وفد لے آئے ۔۔۔ یہ سارے لوگ آقاؐ سے ملے، ایمان بھی لائے
سبھی نے قوم میں جا کر، کی اپنی قوم کی خدمت ۔۔۔ خدا نے لطف فرمایا، بدل دی قوم کی حالت
یہاں اسلام کی خوشبو نے سارے ذہن مہکائے ۔۔۔ صدائی[7] ایک سو آئے جب آقاؐ حج پر آئے

کرم سے جھولیاں آقا ﷺ کے در سے کعب بھرتے ہیں

عرب کا ایک شاعر کعب[8]، دشمن تھا جو آقاؐ کا ۔۔۔ بُرے اشعار کہتا اور گستاخی کیا کرتا

ملی جب کامرانی، آپؐ مکہ میں ہوئے داخل — روایت ایک یہ بھی ہے کہ یہ بھی اُن میں تھا شامل
کہ جن کے بارے میں تھا حکم گر کعبہ کے پردے میں — ملے ان میں سے کوئی تو اسے ہرگز نہیں چھوڑیں
وہ مکہ چھوڑ کر بھاگا، اُسے بھائی نے خط لکھا — محمدؐ نے کچھ ایسے لوگوں کو ہے قتل کر ڈالا
کہ جو تکلیف دیتے تھے، بُرے اشعار کہتے تھے — تمہارے جیسے ہی کچھ لوگ بھاگ آئے ہیں مکے سے
اگر ہے جاں تمہیں پیاری، مدینے تم چلے جاؤ — کرو توبہ، سبھی حالات اپنے کھل کے بتلاؤ
اُسے وہ بخش دیتے ہیں جو توبہ کر کے جاتا ہے — نبیؐ کے سائے کو رحمت کا سایہ ہی وہ پاتا ہے
ہوا دشوار جب جینا، مدینے میں چلا آیا — جہینہ کے کسی سردار کے گھر میں وہ آ ٹھہرا
وہ لے کر میزباں کو ایک دن مسجد میں آ پہنچا — نمازِ فجر پڑھ کر وہ قریبِ آقاؐ آ بیٹھا
ملا موقع تو اُس نے ہاتھ رکھا دستِ آقاؐ پر — رسول اللہؐ نے دیکھا اک تبسم ہونٹوں پر لا کر
نہیں پہچانتے تھے آپؐ اس کو، اُس کو جب دیکھا — دبا کر دستِ آقاؐ کو بڑے ہی عجز سے بولا
رسول اللہؐ! مسلماں ہو گیا ہے کعب، لے آؤں — میں لے آؤں اُسے گر جان کی اُس کی اماں پاؤں
رسول اللہؐ نے اک پل میں کہا، ہاں اُس کو لے آئیں — وہ بولا، کعب میں ہی ہوں، کرم مجھ پہ ہی فرمائیں
سنا تو اک صحابیؓ جو کہ انصاری تھا، یوں جھپٹا — کہ جیسے کعب دیرینہ ہو دشمن اُن صحابیؓ کا
کہا آقاؐ نے، توبہ کر چکا ہے، اب اسے چھوڑو — یہ بھائی ہے تمہارا آج سے بھائی اسے سمجھو
سنایا کعب نے اپنا قصیدہ[9]، خوش ہوئے آقاؐ — قصیدہ سن کے آقاؐ نے اُسے عزو شرف بخشا

بنو عذرہ رسول پاک ﷺ پر ایمان لاتے ہیں

بنو عذرہ کے بارہ فرد تھے اس وفد میں شامل — ہوا آقاؐ سے ملنے کا شرف جس وفد کو حاصل
تھے حمزہ ابنِ نعمان ان میں شامل، آپؐ نے پوچھا — کہ تم سب کون ہو اور ہے کہاں سے وفد یہ آیا
کہا حمزہؓ نے ہم ہیں زید[10] کے اخیافی بھائی[11] سب — بنو عذرہ قبیلہ ہے، وہیں سے آ رہے ہیں اب
بنو بکر و خزاعہ ہم نے مکے سے بھگائے تھے — وہ ہم تھے، بھائی کی تائید کرنے کو جو آئے تھے
ہماری رشتہ داری اور قرابت داری ہے ان سے — ہم اُن کے ہیں، حقیقت میں ہمارے وہ ہیں کہلاتے
خوشی محسوس کی آقاؐ نے، ان کی خوب عزت کی — وہیں پہ فتحِ ملکِ شام کی اُن کو بشارت دی
بنو عذرہ کا سارا وفد ہی ایمان لے آیا — یہاں سے واپسی سے قبل کچھ دن تک یہیں ٹھہرا

ثقیف آ کر رسول اللہ ﷺ کے در سے فیض پاتے ہیں

ہوا کچھ عرصہ عروہؓ[12] آپؐ کی خدمت میں آئے تھے
مدینے میں ملے تھے آپؐ سے، ایمان لائے تھے

مدینے سے گئے واپس قبیلے میں تو بتلایا
کہ میں آقاؐ سے مل کر آپؐ پر ایمان لے آیا

یقیں تھا اُنؓ کو کہ اُنؓ کا قبیلہ بات مانے گا
انہوںؓ نے جس کو سچ جانا ہے وہ بھی سچ ہی جانے گا

قبیلہ اُنؓ کا سب سے بڑھ کے اُنؓ سے پیار کرتا تھا
انہیؓ کے اک اشارے پر وہ جیتا اور مرتا تھا

قبیلے کو مگر عروہؓ نے دی جب دین کی دعوت
تو سنتے ہی عجب پورے قبیلے کی ہوئی حالت

کوئی تلوار لے آیا، کسی نے تیر برسائے
عزیزوں نے لگائے گھاؤ اتنے کہ نہ بچ پائے

مہینوں بعد اُن سب کو ہوا احساس جب اس کا
کیے اپنے پہ ہر اک شخص رویا اور پچھتایا

سنا جب، سب قبائل آپؐ پر ایمان لے آئے
پریشاں ہو گئے اور دل ہی دل میں سارے گھبرائے

مقابل سب کے آ پائیں، نہیں تھی تاب یہ اُن میں
وہ سب سے کھل کے ٹکرائیں، نہیں تھی تاب یہ اُن میں

چنانچہ طے کیا سب نے، مدینے آدمی بھیجیں
قبیلے کی بھلائی کے لیے ممکن جو ہو سوچیں

گئے سب عبدیا[13] کے پاس کہ جائے مدینہ وہ
بھلائی کے لیے جا کے نکالے کوئی رستہ وہ

کیا انکار اُس نے کہہ کے یہ کہ میں وہاں تنہا
کسی صورت رسول اللہؐ کی خدمت میں نہ جاؤں گا

اُسے تھا ڈر، سلوک اُس سے بھی ہو گا عروہؓ ہی جیسا
کہا اس نے کہ جاؤں گا تو لے کر وفد جاؤں گا

بنایا وفد چھ افراد کا یثرب کو بھجوایا
اُسے مسجد کے گوشے میں رسول اللہؐ نے ٹھہرایا

لگایا ایک خیمہ جس میں یہ سب لوگ رہتے تھے
مسلمانوں کو مصروفِ عبادت دیکھتے رہتے

رسول اللہؐ کے پاس آ کر ملاقاتیں کیا کرتے
وہ دین و دنیا کی آقاؐ سے سب باتیں کیا کرتے

کئی دن بعد سردار اُن کا اک تجویز لے آیا
کہ ہم سے سرورِ عالمؐ کریں یہ ایک سمجھوتا

زنا کاری، شراب و سود خوری ہم نہ چھوڑیں گے
ہم اپنے لات کو اپنے ہی ہاتھوں سے نہ توڑیں گے

نماز ایسی عبادت ہے کہ اس کی چھوٹ دیں ہم کو
انہی شرطوں پہ سمجھوتا کریں گے چاہے جب بھی ہو

رسول اللہؐ نے نامنظور اُن کی ساری کیں شرطیں
کہا اُن سے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا، چلے جائیں

ہوئے مجبور، کر کے مشورہ آقاؐ کے پاس آئے
گزارش کی کہ ہم سب آپؐ پر ایمان ہیں لائے

مگر اتنا کریں کہ لات کو ہم سے نہ تڑوائیں
گرانے کے لیے بت کو یہاں سے لوگ بھجوائیں

رسول اللہؐ نے مانی اُن کی یہ اک بات، سمجھوتا
دیا لکھوا کے اُن کو، اک امیر اُن کا بنا ڈالا

۴۹۹

یہ تھے عثمانؓ[14] جو کہ وفد ہی کے ساتھ آئے تھے　　رسول اللہؐ نے اُنؓ میں کچھ الگ اوصاف پائے تھے
قبیلے میں گئے جب یہ تو کھل کر کچھ نہ بتلایا　　کہا اُن سے کہ اُن پر ہونے والا ہے بڑا حملہ
قبول اسلام کرلو ورنہ سر پر جنگ آئی ہے　　وہی سوچو کہ جس میں سارے لوگوں کی بھلائی ہے
سنی یہ بات تو اُن پر جہالت عود کر آئی　　لڑائی لڑنے پر ساری ہی قوم اُن کی اتر آئی
مگر پھر یہ خیال آیا کہ طاقت تو نہیں رکھتے　　چنانچہ پھر سبھی عثمانؓ کے قدموں میں آ بیٹھے
کہا جیسے بھی ہو حملے سے ہم سب کو بچا لو تم　　شرائط جو بھی ہوں جا کر محمدؐ کو منا لو تم
چنانچہ یہ قبیلہ آپؐ پر ایمان لے آیا　　خدا نے اس قبیلے کو بھی سیدھا رستہ دکھلایا
ادھر آقاؐ نے خالدؓ سے کہا کہ لات کو ڈھا دو　　جہالت کے نشاں کو جاؤ بالکل تم مٹا ڈالو
مغیرہؓ[15] اور کچھ دیگر صحابہؓ ساتھ تھے اُنؓ کے　　مغیرہؓ سے کہا خالدؓ نے اب تم ہی بڑھو آگے
مغیرہؓ نے لگائی ضرب پہلی بت کے ڈھانے کو　　پھر ان کے بعد سب آگے بڑھے ساتھ آئے تھے جو جو
ذرا سی دیر میں بت کو سبھی نے مل کے ڈھا ڈالا　　ملا جس کو بھی جو زیور، وہ ساتھ اپنے اٹھا لایا
ملا جو مال و زیور لا کے خالدؓ کو دیا سب نے　　رسول اللہؐ کی خدمت میں وہ لائے جو دیا سب نے
نبیؐ نے یہ سبھی تقسیم فرمایا ثنا کے ساتھ　　جسے دینا تھا بخشا آپؐ نے اُس کو دعا کے ساتھ

یمن کے بادشاہوں کی طرف سے قاصد آتا ہے

یمن کے بادشاہوں نے وہاں سے نامہ بر بھیجا　　نعیم[16] و حارث[17] و نعمان[18] کے خط ساتھ وہ لایا
لکھا تھا سب نے کہ ایمان وہ سب آپؐ پر لائے　　رسول اللہؐ نے جاری اُن کو کچھ احکام فرمائے
صحابہؓ کو رسول اللہؐ نے اُن کے پاس بھجوایا　　امیر ان کے معاذ ابنِ جبلؓ تھے، اُنؓ کو سمجھایا
کہ وہ اسلام کا ہر اک عمل لاگو کریں اُن پر　　اٹھائیں ہر قدم جو اُن کے حق میں سمجھیں وہ بہتر

علیؓ ہمدان کو اسلام کے رستے پہ لاتے ہیں

یمن کے ملک میں ہمدان نامی اک قبیلہ تھا　　عرب میں اس کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا
رسول اللہؐ نے خالدؓ کو وہاں بھیجا کہ وہؓ جا کر　　کریں تبلیغ دیں کی، لائیں اُن کو دیں کے رستے پر
رہے وہ چھ مہینے تک قبیلے میں مگر ہمدان　　نہ لانا تھا انہیں نہ ہی وہ لائے آپؐ پر ایمان
علیؓ کو آپؐ نے بھجوا کے خالدؓ کو بلا بھیجا　　قبیلے کے لیے آقاؐ نے اک نامہ بھی لکھوایا
علیؓ نے اس قبیلے کو اکٹھا کر لیا اک جا　　سبھی کے سامنے پڑھ کر یہ نامہ، ان سے فرمایا

٥٠٠

نبیؐ تم کو بھلائی کی طرف دل سے بلاتا ہے
تمہیں ہر اک طرح سے خیر کا رستہ دکھاتا ہے

علیؑ نے دعوتِ اسلام دی، ایمان لے آئے
علیؑ نے لکھ کے آقاؐ کو یہ جب حالات بھجوائے

رسول اللہؐ گئے سجدے میں، فرمایا اٹھا کر سر
خدایا شکر ہے تیرا، سلام اب اہلِ ہمداں پر

فزارہ کے لیے آقا ﷺ دعائے خاص کرتے ہیں

فزارہ کے قبیلے کا جو آیا وفد سب اُس کے
اراکین اللہ کے فضل و کرم سے اہلِ ایماں تھے

شکایت خشک سالی کی وہ لے کے آئے تھے یثرب
قبیلے کے کئی افراد کو وہ لائے تھے یثرب

رسول اللہؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر دعا یہ کی
خداوندا! تو بارش بھیج ہم پر جلد ہی ایسی

ضرورت جس سے انسانوں کی، چوپایوں کی ہو پوری
جو راحت ہم کو پہنچائے، نہ دے نقصان کوئی بھی

یہ بارش اس طرح کی ہو جو رحمت ہر سو پھیلائے
کسی صورت کسی کو بھی نہیں نقصان پہنچائے

خداوندا! ہماری ہر طرح سے تو مدد فرما
ہمیں بارش سے کر سیراب، رحمت اب بہم پہنچا

نبی ﷺ نجران والوں سے انوکھی بات کرتے ہیں

یمن کی سمت نصرانی حکومت کا علاقہ تھا
عرب والے اسے نجران کہتے، خوب خطہ تھا

یہاں اک لاکھ فوجی ہر گھڑی تیار رہتے تھے
وہ خود کو حوصلہ ور اور بہت ہشیار کہتے تھے

وہاں سے آپؐ کی خدمت میں کافی آدمی آئے
وہ اپنے ساتھ عالم اور فاضل لوگ بھی لائے

یہ کل تھے ساٹھ، آقاؐ سے ملے آ کے مدینے میں
نمایاں ان میں عاقب، سَید اور اسقف[19] وغیرہ تھے

انہوں نے آپؐ سے اور آپؐ نے پوچھے سوال اُن سے
جواب آقاؐ نے بخشے اُن کو اُن کے سب سوالوں کے

کیا اسقف نے آخر میں سوال آقائے عالمؐ سے
کہ عیسیٰؑ کون ہیں، کیا ہیں، خدا ہیں یا کہ ہیں بندے

رسول اللہؐ نے فرمایا، جواب اس کا میں دوں گا کل
مفصل گفتگو اس بارے میں سب سے کروں گا کل

خدا نے مہربانی کی، ہوئیں آیات کچھ نازل
جواب اُن سے رسول اللہؐ کو پورا ہو گیا حاصل

جواب اُن کو دیے آقاؐ نے ان کی روشنی میں سب
جواب اُن کو عطا کر کے کہا کہ آپ سوچیں اب

انہیں آزاد چھوڑا آپؐ نے کہ غور وہ کر لیں
وہ کر لیں مشورہ اک دوسرے سے، خوب وہ سوچیں

وہ آئے کل تو بولے، آپؐ نے جو کچھ بھی فرمایا
سمجھتے ہم ہیں جو عیسیٰؑ کو، اس سے مختلف پایا

نہ اس کو نہ ہی ہم اسلام کو منظور کرتے ہیں
ہم اپنے آپ کو اس بحث ہی سے دور کرتے ہیں

کہا آقاؐ نے اب لازم ہے، سچ اور جھوٹ کو پرکھیں
ہم اس کا فیصلہ اپنے خدا کے ہاتھ میں دے دیں

۵۰۱

جو سچا ہے، اُسے سچائی کی اللہ جزا دے گا ہے جھوٹا جو خدا اُس کو ضرور اس کی سزا دے گا
کریں ہم بد دعا اک دوسرے کو فیصلہ جس کا خدا پر چھوڑ دیں، جھوٹے کو اللہ خود ہی سمجھے گا
چنانچہ آپؐ اپنے ساتھ اہلِ بیت کو لائے روایت ہے، لپیٹی اُن کو چادر اور لے آئے
انہیں اس حال میں دیکھا تو سب نجرانی گھبرائے کیا یہ مشورہ کہ اُس طرف کوئی نہیں جائے
کہا عاقب نے سب سے، کام یہ ہرگز نہیں کرنا اگر ایسا کیا تو پھر مقدر سب کا ہے مرنا
نہ ہم بچ پائیں گے نہ ہی ہمارے بیوی اور بچے اگر سمجھوتا ہو جائے تو رہ جائیں گے ہم اچھے
چنانچہ آ گئے اور آپؐ کو سب نے حَکم مانا خدا نے آپؐ کو اپنے کرم سے کر دیا سچا
رسول اللہؐ نے جزیہ اُن کی جانب سے کیا منظور ہدیہ پارچات و سیم کا بھی کر لیا منظور
عطا اُن کو رسول اللہؐ نے اک تحریر فرمائی ہوئیں طے جو شرائط، شرط ہر اک اس میں لکھوائی
انہیں مذہب کی آزادی کی پوری ذمہ داری لی امیں اک کا تقرر کر دیا نجران میں فوری
گئے جب بو عبیدہؓ[20] تو وہاں اسلام پھیلایا کی تبلیغ اور حاصل طے شدہ اُن سے کیا جزیہ
فروغ اتنا ملا دیں کو، علیؓ کو آپؐ نے بھیجا ہدایا لیں مسلمانوں سے، ان کو فرض یہ سونپا

حنیفہ والوں کا اک وفد آ کر فیض پاتا ہے

مدینہ میں حنیفہ والوں کا اک وفد جب آیا یمامہ سے وہ اپنے ساتھ اک کذاب[21] کو لایا
تھے سترہ فرد شامل وفد میں، ملنے جو آیا تھا مدینے کے اک انصاری کے گھر پہ آ کے ٹھہرا تھا
جب آیا وفد ملنے آپؐ سے ایمان وہ لایا مگر کذاب ملنے آپؐ سے اُس دن نہیں آیا
کیا اظہار اُس نے آپؐ سے نخوت، تکبر کا سلوک اُس سے مگر آقاؐ نے شفقت کا روا رکھا
اُسے دیکھا تو آقاؐ نے کیا محسوس کہ شر ہے نہ اُس کے دل میں ہے خوفِ خدا نہ ہی کوئی ڈر ہے
ہوا یوں، آپؐ نے اک خواب اس بارے میں دیکھا تھا خزانے اس زمیں کے سارے کوئی لے کے آیا تھا
دو کنگن اُس خزانے سے اچھل کر ہاتھ میں آئے یہ کنگن آپؐ نے خاصے گراں محسوس فرمائے
وحی آئی کہ ان دونوں کو پھونکوں سے اڑا دیجے رسول اللہؐ نے آیا حکم جیسا ہی کیا ویسے
رسول اللہؐ نے ماری پھونک تو وہ اڑ گئے کنگن بتائی خواب کی تعبیر تو جاتی رہی الجھن
یہ فرمایا کہ کچھ عرصہ میں دو کذاب آئیں گے بپا فتنہ کریں گے اور آخر منہ کی کھائیں گے
رسول اللہؐ نے دیکھا جب اُسے تو اُس سے فرمایا مدینے میں تمہاری شکل میں گویا ہے شر آیا

اکڑ دکھلائی جھوٹے نے، کہا آقائے عالمؐ سے
کریں یہ طے کہ بعد اپنے حکومت مجھ کو ہی دیں گے

ہے ممکن اس طرح سے آپؐ کی میں پیروی کر لوں
وگرنہ جو بھی بہتر ہو وہ اپنے بارے میں سوچوں

تھی شاخِ خرما ہاتھوں میں سو آقاؐ نے یہ فرمایا
اگر تم اس کا اک ٹکڑا بھی چاہو تو نہیں دوں گا

کہا اُس سے کہ رکھ دے گا خدا یوں توڑ کر تم کو
دکھایا خواب تھا جن کا مجھے، ان میں سے اک تم ہو

ہیں میرے ساتھ یہ ثابت[۲۲]، ابھی سارے سوالوں کے
جواب ان کی طرف سے تم تسلی بخش پاؤ گے

ہوا بالکل وہی جو کچھ رسول اللہؐ نے فرمایا
گیا کذاب واپس، اُس نے جا کے کر دیا دعویٰ

نبوت میں محمدؐ نے مجھے ہے کر لیا شامل
مجھے بھی ہو گیا ہے اب نبوت کا نشاں حاصل

محمدؐ ہیں نبیؐ اُن کا ادب سے نام لیتا ہوں
زنا اور بادہ خواری کی اجازت سب کو دیتا ہوں

بہت سے لوگ اُس کے فعلِ بد میں ہو گئے شامل
پذیرائی بہت اُس کو وہاں ہونے لگی حاصل

کیا تحریر نامہ آپؐ کو، آدھی حکومت دیں
کہا آقاؐ نے مالک تو خدا ہیں، جس کو وہ بخشیں

ہوا بوبکرؓ کے یہ دور میں جب قتل تو اس کو
کیا اُس وحشی[۲۳] نے ہی قتل، تھا حمزہؓ کا قاتل جو

یمن میں دوسرا کذاب تھا، اسود[۲۴] تھا نام اُس کا
رسول اللہؐ نے جس دن اس جہاں سے پردہ فرمایا

یہ اک دن پہلے ہی مارا گیا فیروزؓ کے ہاتھوں
وحی آئی خبر آقاؐ نے سب کو یہ سنائی یوں

یمن میں ناگہانی موت نے اسود کو ہے مارا
خبر بالکل یہی لے کر تھا قاصد بعد میں آیا

خدا آقاﷺ کے دشمن کو بھیانک موت دیتا ہے

ابھی تک بدنصیب ایسے بھی تھے کہتے تھے جو ہر دم
ملا جیسے ہی موقع قتل آقاؐ کو کریں گے ہم

نبیؐ کے دشمنوں میں ایک عامر[۲۵] تھا، جو لے آیا
بلا کر خالدؓ[۲۶] و اربد[۲۷] کو اور اُن کو یہ سمجھایا

کہ ہم سب چل کے دھوکے سے نبیؐ کو قتل کرتے ہیں
وہ دشمن صرف میرے ہی نہیں، دشمن وہ سب کے ہیں

چنانچہ وفد کی صورت میں یہ سارے لعین آئے
چھپا کے ساتھ اپنے وہ کئی ہتھیار بھی لائے

یہ عامر تھا وہی، ستر صحابہؓ کا جو قاتل تھا
معونہ کے کنویں پر یہ اُسی نے ظلم تھا ڈھایا

مدینے میں ملے یہ سارے شیطاں آپؐ سے آ کر
ہوا آغاز باتوں کا تو اربد پشت پہ جا کر

لگا شمشیر کو وہ بے نیام اُس جا پہ جب کرنے
تو روکا ہاتھ اُس کا اس طرح مولائے برتر نے

کہ شمشیر اُس کی اک مٹھی سے بڑھ کر اُس سے نہ نکلی
یوں سازش اُن کی کھل کر سامنے لوگوں کے جب آئی

تو آقاؐ نے یہ فرمایا، خدا ہی ان کو سمجھے گا
جو جیسی بو رہا ہے فصل ویسی ہی وہ کاٹے گا

یہاں سے جب گیا اربد تو بجلی آ گری اُس پر   چنانچہ راستے میں مر گیا بجلی سے وہ جل کر
یہاں سے اُٹھ کے عامر[28] ایک عورت کے یہاں اترا   اترتے ہی گلے پر اُس نے اک گلٹی کو جب دیکھا
تو بولا میں مروں عورت کے گھر میں ایک گلٹی سے   ہے بہتر اس سے مرجاؤں میں صحرا میں کہیں جا کے
گیا گھوڑے کی جانب، چل پڑا گھوڑے پہ وہ چڑھ کر   مرا سرطان سے رستے ہی میں وہ اپنے گھوڑے پر
ملا تھا جب نبیؐ سے پیش کی تھیں اُس نے دو شرطیں   خلافت آپؐ اپنے بعد میرے نام لکھ کر دیں
حکومت آپؐ کی وادی میں، آبادی پہ میری ہو   اگر شرطیں نہیں پوری کریں گے آپؐ میری تو
بٹھا کر اسپ و مادہ اسپ پر میں ساتھ لاؤں گا   بنو غطفان کو لا کر میں سب کو روند ڈالوں گا

حصولِ فیض کی خاطر تجیب آقا ﷺ سے ملتے ہیں

یہ تیرہ فرد تھے، مومن تھے، ملنے آپؐ سے آئے   ہدایا کی وصولی کر کے اپنے ساتھ تھے لائے
یہاں جتنے بھی دن ٹھہرے، خدا کے دین کو سیکھا   بہت سا دین لکھوا کر انہیں آقاؐ نے خود بخشا
دیے جب آپؐ نے تحفے، جواں اک تھا جواُن میں سے   جو ڈیرے پر تھا، اس بخشش میں اُن سے رہ گیا پیچھے
ہوا وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر تو گزارش کی   دعائے خاص فرمائیں، مجھے ہے بس یہی کافی
خدا بخشش کرے، مجھ کو نوازے اپنی رحمت سے   یہاں کی مالداری سے مرے دل کو غنی کر دے
دعا اُس نوجواں کے واسطے آقاؐ نے فرمائی   دعا یہ رہبر کون و مکاںؐ کی رنگ لے آئی
نبیؐ جب حج پر آئے تو یہ بھی حج پر آئے   ملے آ کر عقیدت سے، سنے فرمان آقاؐ کے
ہوئے جب لوگ مرتد تو جواں قائم رہا دیں پر   قبیلہ اُس کا بھی اُس کے سبب سے رہ گیا دیں پر

قبیلہ طے رسول اللہ ﷺ سے حاصل فیض کرتا ہے

قبیلہ طے کا آیا وفد زید الخیلؓ بھی آئے   نبیؐ نے زیدؓ کی تعریف میں کچھ لفظ فرمائے
رسول اللہؐ نے دعوت سب کو دی ایمان لانے کی   خدا نے وفد کے لوگوں کے دل کو روشنی بخشی
مسلماں سب ہوئے ثابت ہمیشہ یہ بہت اچھے   خدا نے دین اور دنیا کے ان کو مرتبے بخشے

بہت سے وفد آتے ہیں، نبی ﷺ سے فیض پاتے ہیں

حیاتِ طیبہ کے آخری دو سال ایسے تھے   کہ جن میں ہر طرف سے کیسے کیسے وفد آ پہنچے
قبیلے وہ جو آقاؐ کے بڑے اور خاص دشمن تھے   قبیلے اب وہی اسلام کی چھاؤں میں آ بیٹھے

بہت سے وفدوں کا تو ذکر پہلے آچکا پھر بھی بہت سے ایسے ہیں کہ ذکر کرنا جن کا ہے باقی
یمن، ازد و قضاعہ کے محارب، حارث و کندہ بنی عامر، بنی عیش و سلاماں اور ذی مرہ
بنی عبس و مزینہ اور بنی سعد و بنی بہرا زبید و منتفق، خولان سے وفدوں کا اک ریلا
ہوا وارد مدینے میں، ہوا اسلام کا چرچا عرب میں قریہ قریہ، گاؤں گاؤں دینِ حق پھیلا
بہت سے اور بھی تھے وفد جو آئے مدینے میں وہ خود آئے، حلیفوں کو بھی وہ لائے مدینے میں
تھا دارالسلطنت شہرِ مدینہ اُس ریاست کا عرب میں جو ہوئی قائم، تھے جس کے رہنما آقاؐ
ہزاروں لوگ داخل ہوگئے اسلام میں ایسے کہ تھے وہ مدتوں سے منتظر اسلام کے جیسے
حقیقت یہ بھی ہے صحرائی کافی لوگ ایسے تھے کہ جو سردار کے کہنے پہ ہی ایمان لائے تھے
مگر اُن میں ابھی عاداتِ کہنہ ساری تھیں باقی وہی غارت گری، چوری، وہی اپنوں سے ناچاقی
ہدیہ کو فقط تاوان کا وہ نام دیتے تھے برائے نام ہی وہ اک خدا کا نام لیتے تھے
مگر مکہ، مدینہ اور یمن کے لوگ ایسے تھے کہ جو بالکل خلوصِ دل سے دینِ حق پہ آئے تھے
علاوہ ان کے بھی اکثر تھے دینِ حق کے شیدائی یہی وہ لوگ تھے جن کے سبب سے یہ بہار آئی
جو جاں قربان کرنے کو سدا تیار رہتے تھے برائی سے ہمیشہ برسرِ پیکار رہتے تھے

۵۰۵

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ منقذؓ بن حبان

۲۔ الاشج العصریؓ

۳۔ حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی

۴۔ حضرت فروہؓ بن عمرو جذامی

۵۔ حضرت زہیر بن صرد

۶۔ زیاد بن حارث

۷۔ قبیلہ صدا کے لوگ

۸۔ کعب بن زہیر بن ابی سلمٰی

۹۔ قصیدہ بانت سعاد۔ قصیدے کا پہلا شعر یہ ہے۔

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول　　مستیم إثر ھالم یفد، مکبول

۱۰۔ قصی (زید) بن کلاب

۱۱۔ وہ بہن بھائی جن کے باپ الگ الگ اور ماں ایک ہو

۱۲۔ حضرت عروہؓ بن مسعود

۱۳۔ عبد یالیل بن عمر

۱۴۔ حضرت عثمانؓ بن ابی العاص ثقفی

۱۵۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ

۱۶۔ نعیم بن کلال

۱۷۔ حارث بن کلال

۱۸۔ نعمان بن قیل

۱۹۔ یہ تینوں نجرانی حکومت کے عہدے ہیں۔ ۱۔ عاقب کے ذمہ امارت وحکومت۔ ۲۔ سید۔ ثقافتی اور سیاسی

معاملات کا نگران۔ ۳۔ اسقف۔ لاٹ پادری اور مذہبی امور کا نگران۔ پہلے کا نام عبدالمسیح، دوسرے کا نام شرجیل یا ایہم اور تیسرے کا نام ابوحارثہ بن علقمہ تھا۔

۲۰۔ حضرت بوعبیدہ عامرؓ بن عبداللہ بن الجراح

۲۱۔ مسیلمہ کذاب بن ثمامہ بن کبیر

۲۲۔ حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس

۲۳۔ وحشی بن حرب

۲۴۔ اسود عنسی کذاب جسے حضرت فیروزؓ نے قتل کیا

۲۵۔ عامر بن طفیل

۲۶۔ خالد بن جعفر

۲۷۔ اربد بن قیس

۲۸۔ عامر بن طفیل

۵۰۷

باب

۵۱

وہ اک اُمّی جو دنیا سے اندھیروں کو مٹاتا ہے

۵۰۸

وہ اک اُمیؐ ﷺ جو دنیا سے اندھیروں کو مٹاتا ہے

رسول اللہؐ کی روشن زندگی پر گر نظر ڈالیں
صداقت ہی صداقت ہے، دیانت سے اگر دیکھیں

وہ اک بچہ کہ جس نے شکل تک دیکھی نہ مکتب کی
اُسی نے علم کی سارے جہاں کو روشنی بخشی

چرائیں بکریاں جس نے، گزارا وقت صحرا میں
وہؐ لے آیا انوکھا انقلاب اک پوری دنیا میں

وہ جنگل میں رہا اور تربیت کوئی نہیں پائی
اُسی نے ساری دنیا کو الگ تہذیب سکھلائی

صداقت میں، امانت میں جو دنیا بھر میں لاثانی
سکھائے وحشیوں کو جس نے اندازِ جہاں بانی

چلن جس کا شرافت اور عمل پیہم محبت تھا
اُسیؐ کو تاج تھا زیبا جہاں بھر کی سیادت کا

چنانچہ جب ملا یہ حکم، لوگوں کو ڈراؤ تم
انہیں انجام کی تفصیل اب کھل کر بتاؤ تم

اٹھایا آپؐ نے کندھوں پہ یہ بارِ امانت جب
لیا ذمے جو کام اپنے، کیا پورا وہ سب کا سب

نبوت جب ملی ہر سمت طوفاں ایک برپا تھا
عجب اوہام کا، شہوات کا، کفرو جہالت کا

تنِ تنہا کیا آغاز اک ایسی لڑائی کا
تھا مقصد جس میں پوشیدہ جہاں بھر کی بھلائی کا

خدا نے آپؐ کو بخشے بہت مخلص کئی ساتھی
جنہوں نے آپؐ کی تعلیم دنیا بھر میں پھیلا دی

ہوا یہ واقعہ تو سامنے دشمن کا لشکر تھا
لیے تلوار، جو ایمان لائے، اُن کے سر پر تھا

لڑیں جنگیں کئی برسوں تلک کفرو جہالت سے
مسلماں سرخرو ٹھہرے، نبیؐ ہی کی فراست سے

عرب میں جونہی لہرایا، خدا کے نام کا پرچم
تو اہلِ روم میں جنگی جنوں پیدا ہوا یک دم

مٹانے کے لیے اسلام کو لائے وہ اک لشکر
خدائے برتر و بالا کی رحمت تھی محمدؐ پر

سو رومی لشکرِ اسلام کے آگے نہیں ٹھہرے
رسول اللہؐ وہاں سے سرخرو اور کامراں لوٹے

اُدھر تھے دشمنوں کے قافلے اور تھے اِدھر آقاؐ
مگر اللہ نے آقاؐ کو انوکھا حوصلہ بخشا

فقط مشرک نہیں، شیطان بھی بالکل مقابل تھا
مگر حق ہی ہوا فائق کہ باطل پھر بھی باطل تھا

مسلسل آپؐ کی محنت جہاں میں رنگ لے آئی
خدا کے نام کی خوشبو رسول اللہؐ نے پھیلائی

جو دنیا آپؐ کی دشمن تھی، اب قدموں میں بیٹھی تھی
مگر اب بھی نبیؐ کی تنگ دستی ہی میں کٹتی تھی

مسلسل بیس برسوں کی تگ و دو میں سدا آقاؐ
رہے چوکس، نہ گزرا ایک بھی آرام سے لمحہ

نتیجہ یہ کہ دنیا سے چھٹا بادل جہالت کا
اذاں کی اب صدا چاروں طرف سب کو سنائی دی
کوئی مقہور نہ قاہر، کوئی حاکم نہ اب محکوم
سبھی انسان اب اللہ کا کنبہ تھے، فدائی تھے
کوئی برتر نہ تھا چاہے عجم یا کہ عرب سے تھا
اگر تھی برتری تو برتری تھی صرف تقویٰ میں
رسول اللہؐ کی تعلیمات کے باعث عرب والے
جہاں انصاف تھا طاقت وروں کے گھر کی اک لونڈی
وہاں انصاف کا ہی ہر جگہ تھا بول اب بالا
ہوئی تطہیر ایسی رہزنی کارِ مزلت تھی
رسول اللہؐ کی رحمت سے غلامی نہ رہی باقی
جو طاقت ور تھا، اب کمزور وہ خود کو کہا کرتا
نکل آئے سبھی انسان تاریکی کے غاروں سے
غلامی، ظلم و استبداد سے انساں ہوا آزاد
کوئی پہلو بُرائی کا بمشکل اب نظر آتا
کیا آقائے عالمؐ نے بھلائی کا دیا روشن
عرب کہ جو کبھی تاریکیوں کا ایک مسکن تھا

بجائے بت کے اب ہونے لگا اللہ کو ہی سجدہ
سماعت میں لگیں آنے صدائیں اب تلاوت کی
کوئی مالک نہ اب مملوک اور ظالم نہ اب مظلوم
مسلماں تھے جہاں، آپس میں بالکل بھائی بھائی تھے
کسی کو برتری نہ تھی وہ چاہے جس نسب سے تھا
بسر اب زندگی ہوتی تھی سب کی راہِ مولا میں
جو بدکردار تھے ہونے لگے حلم و ادب والے
جہاں پر ظلم ڈھانا اک نشانی تھی فضیلت کی
وہاں پر ظلم ڈھانے کا کوئی بھی واقعہ نہ تھا
عرب میں اب فقط کردار والوں ہی کی عزت تھی
کوئی بھی اب پیاسا نہ رہا، سارے ہی تھے ساقی
جو تھا کمزور، بے فکری سے دنیا میں رہا کرتا
رسول اللہؐ کے باعث دن پھرے قسمت کے ماروں کے
رسول اللہؐ نے سب کو سب دکھوں سے کردیا آزاد
نظر آتے ہی اُس کا فوری بندوبست ہوجاتا
چمک اٹھے تھے جس کی روشنی سے اب سبھی آنگن
وہ اب نامِ خدا سے سارے کا سارا ہی روشن تھا

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

٥١١

باب

۵۲

نبی ﷺ حجِ مبارک کے لیے تشریف لاتے ہیں

۵۱۲

برائے حج آقا ﷺ اور مسلماں مکہ آتے ہیں

خدائے بحر و بر کے حکم کی تعمیل میں آقاؐ
رہے تھے بیس سال اس کام میں مصروف ہر لمحہ

خدا نے آپؐ کو محنت کا وہ پیارا ثمر بخشا
کہ جس کی چاشنی کا تھا عرب میں ہر طرف چرچا

بتوں سے پاک تھا کعبہ، خدا کے نام کی خوشبو
فضاؤں کو معطر کر رہی تھی ہر طرف، ہر سو

نیا ماحول پیدا ہو چکا تھا آپؐ کے دم سے
ہوا تھا یہ سبھی کچھ آپؐ ہی کی جہدِ پیہم سے

خدا نے آپؐ کو جو فرض سونپا، ہو گیا پورا
لگایا آپؐ نے پودا جو، اب اُس پر ثمر آیا

چنانچہ ہاتفِ غیبی نے یہ احساس دلوایا
کہ اب اپنے خدا کے پاس جانے کا ہے وقت آیا

اسی احساس کا اک عکس آیا تھا نظر سب کو
یمن ابنِ جبلؓ کو آپؐ نے جس وقت بھیجا تو

یہ فرمایا، معاذؓ! اس سال کے بعد اب جو آؤ گے
تو مجھ سے غالباً آ کر یہاں تم مل نہ پاؤ گے

مری مسجد میں، میری قبر کے تم پاس آؤ گے
یہاں پر تم الگ احوال اور ماحول پاؤ گے

معاذ ابن جبلؓ بے حد پریشاں ہو گئے سن کے
انہیں صدمہ ہوا آقاؐ کی فرقت کے تصور سے

یقیں اُنؓ کو ہوا کہ اب جدائی کی گھڑی آئی
غلط وہ ہو نہیں سکتی جو بات آقاؐ نے فرمائی

خدا یہ چاہتا تھا آپؐ اپنی کامیابی کو
ریاضت عمر بھر جس کے لیے کی، تب ملی تھی جو

سہے تھے آپؐ نے جس کے لیے نا جانے کیا کیا غم
رہے تھے برسرِ پیکار جس کے واسطے ہر دم

بہت ہی خوبصورت شکل میں، آنکھوں سے خود دیکھیں
اسے اپنی مسلسل محنتوں کا ہی ثمر سمجھیں

چنانچہ حج کی صورت میں یہ منظر مرتب ہو
قبائل کے سبھی سردار ہوں، ایمان لائے جو

عطا تفصیل سے احکام دینِ حق کے فرمائیں
انہیں اپنی زبانی آپؐ ہر اک بات بتلائیں

شہادت لیں، امانت آپؐ نے اُن کو عطا کر دی
سنیں اُن سے کہ اُن سے آپؐ نے ہر خیر خواہی کی

اسی حکمت کے تابع آپؐ نے اعلان فرمایا
کہ میں حجِ مقدس کے لیے اس سال جاؤں گا

سنا اعلان تو ہر اک مسلماں نے تمنا کی
رسول اللہؐ کے نقشِ پا پہ چل کے جائے گا وہ بھی

چنانچہ ہر طرف سے قافلے یثرب میں آ پہنچے
بچے جب چودہ دن تو حج پر سب چل پڑے مکے

لگایا تیل، کنگھا کر کے تہبند آپؐ نے باندھا
پھر اوڑھی آپؐ نے چادر تو وقتِ ظہر آ پہنچا

قلادہ آ کے اک اک جانور کو خود ہی پہنایا
نمازِ ظہر سے فارغ ہوئے تو کوچ فرمایا

نمازِ عصر سے پہلے مقامِ ذوالحلیفہ پر
نبیؐ کا قافلہ پہنچا، یہیں اترے سبھی آ کر

٥١٤

نمازِ عصر پڑھ کر لوٹ آئے خیمے میں آقاؐ
نمازِ فجر پر آقاؐ نے سب لوگوں سے فرمایا

خدا نے رات میرے پاس یہ پیغام بھیجا ہے
نماز اس جا پڑھو کہ حج میں اس جا سے عمرہ ہے

نمازِ ظہر سے پہلے یہیں پر غسل فرمایا
زریرہ، مشک بی بی عائشہؓ سے کہہ کے لگوایا

ادا کی ظہر آقاؐ نے مقامِ ذوالحلیفہ پر
وہیں احرام باندھا حج و عمرے کی دعا پڑھ کر

صدا لبیک کی آقاؐ لگا کر آ گئے باہر
وہاں قصوا تھی حاضر، ہو گئے آقاؐ سوار اُس پر

لگائی اب صدا لبیک کی میدان میں آئے
لگائی پھر صدا اور اب روانہ ہو گئے مکے

سفر جاری ہوا تو آٹھ دن تک یہ رہا جاری
نویں دن شام سے پہلے سواری ذی طویٰ پہنچی

یہیں فرمائی شب باشی، نمازِ فجر جب پڑھ لی
نہا کر آپؐ نے فرمائی اب چلنے کی تیاری

نبیؐ داخل ہوئے جب شہر میں، دن چڑھنے والا تھا
یہ دن چوتھا تھا ذی الحجہ[2] کا جب آئے یہاں آقاؐ

طوافِ کعبہ فرمایا، صفا مروہ کی سمت آئے
لگائے خود بھی اور ساروں سے چکر سات لگوائے

مکمل کر کے عمرہ آپؐ نے احرام نہ کھولا
کہ حج و عمرہ کی نیت سے یہ احرام باندھا تھا

ہدی جو لا نہیں پائے صحابہؓ، اُن سے فرمایا
کہ تم احرام کھولو کہ طریقہ ہے یہی اس کا

یہاں سے ہو کے فارغ آپؐ نزدیکِ حجون آئے
یہیں پر آپؐ یومِ ترویہ تک رات دن ٹھہرے

ہوئی جب آٹھ ذی الحجہ، منیٰ تشریف لے آئے
ادا کچھ رکنِ حج آقاؐ نے سب کے ساتھ فرمائے

نمازِ فجر تک سب نے نمازیں پانچ جب پڑھ لیں
یہیں ٹھہرے کہ جب تک کرنیں سورج کی نہیں پھوٹیں

یہاں سے آپؐ عرفہ آ گئے، نمرہ میں آ اترے
یہاں قبہ تھا اک تیار سو آقاؐ وہیں ٹھہرے

ڈھلا سورج تو قصوا پر کجاوا پھر سے کسوایا
یہاں سے قافلہ وادی کی جانب اب چلا آیا

عطا تاریخی خطبہ سب کو فرمایا یہاں آ کر
کہی جو بات آقاؐ نے کہی سب کو وہ سمجھا کر

بلالؓ و بن امیہؓ[3] سے کہا کہ بات دہراؤ
کہوں جو بات، سب تک میرا اک اک لفظ پہنچاؤ

ثنا و حمد کر کے آپؐ نے لوگوں کو بتلایا
خلاصہ یہ ہے خطبہ جو عطا آقاؐ نے فرمایا

نبی ﷺ خطبہ عطا کرتے ہیں، دنیا فیض پاتی ہے

سنو لوگو! مری باتیں کہ شاید مل نہ پاؤں پھر
جو نہ سمجھو تو بولو میں وہی باتیں بتاؤں پھر

تمہارا خون و مال اب ہے حرام اک دوسرے پر یوں
مہینہ، شہر اور یہ دن مقدس ہے ہمیشہ جوں

سنو! میں نے جہالت کو مکمل روند ڈالا ہے
ہوئے جو قتل اس سے قبل، ہر قاتل کو بخشا ہے

ربیعہ ابنِ حارث کا ہوا تھا قتل جو بیٹا
برائے شیر خواری سعد والوں کے یہاں جو تھا

میں کرتا ہوں معاف اس قتل کے مجرم قبیلے کو
سنو اہلِ ہذیل! اس قتل سے خود کو بری سمجھو

ہوا ہے سود بھی اب ختم، سب عہدِ جہالت کا
ہر اک سے پہلے وہ، میرے چچاؓ نے جو کہ لینا تھا

سنو! مستور کے بارے میں تم کو یہ ہدایت ہے
ڈرو اپنے خدا سے کیونکہ یہ اُس کی امانت ہے

خدا نے تم پہ فرمائی حلال اپنی عنایت سے
کھلاؤ خوب، پہناؤ اسے دل سے لباس اچھے

قریش اب تم سنو باتیں مری پوری توجہ سے
کبھی اس بھول میں رہنا نہیں کہ ہو مرے اپنے

سبھی تو آخرت کے واسطے محنت کریں اور تم
رہو فخرِ نسب میں زندگی بھر اس طرح سے گم

کہ تم جو فرض ہیں تم پر، انہیں بالکل بھلا بیٹھو
محمدؐ تو تمہارے ہیں، چھڑالیں گے، یہی سمجھو

سنو! اعمال اپنے کام آئیں گے قیامت میں
وہاں کوئی کسی کا بن نہ پائے گا حقیقت میں

اگر تم نے اطاعت کی سدا اپنے خدا ہی کی
عنایت تم کو اللہ کی یہاں محفوظ رکھے گی

تم اپنی عزت و جاں، مال کو محفوظ پاؤ گے
اسی حالت میں دنیا سے خدا کے پاس جاؤ گے

تمہاری جان ہے قبضے میں اللہ کے، سنو لوگو
ادا آیا میں کر پایا ہوں فرض اپنا کہو لوگو؟

سنا سب نے تو سب نے یک زباں ہو کر گواہی دی
کہا کہ آپؐ نے سب ذمہ داری اپنی پوری کی

یہ فرمایا رسول اللہؐ نے پھر لوگوں سے، اے لوگو!
کسی کے پاس تم میں سے کسی کی گر امانت ہو

وہ لوٹائے امانت اُس کی اُس کو اصلی حالت میں
کرے نہ وہ کسی صورت خیانت اُس امانت میں

کیا ہے قتل جس نے ہے سزا اس کی کہ وہ ہو قتل
ارادے کے بغیر انساں کسی سے کوئی ہو جو قتل

دیت سو اونٹ کی لازم ہے قاتل پر، ادا کر دے
جہالت ہو گی گر دیت کوئی اس سے سوا مانگے

یہ فرمایا رسول اللہؐ نے پھر لوگوں سے اے لوگو!
بہت غصے میں ہے ابلیس، غصہ ہے یہی اُس کو

کہ اب اُس کا کہا ہرگز یہاں مانا نہ جائے گا
اسے اس سرزمیں میں پیرو اک بھی مل نہ پائے گا

مگر لوگو! سدا کوشش کرے گا اب یہی شیطان
اُسے تم میں نظر آتا ہے شاید اب یہی امکان

کہ تم مذہب میں اُس کی بات اب ہرگز نہ مانو گے
وہ چاہے گا تمہیں دیگر مسائل ہی میں الجھا دے

یہی بہتر ہے، تم بچتے رہو اُس کی شرارت سے
ہمیشہ دین کی ہر بات رکھو تم حفاظت سے

اگر دے دخل شیطاں تو، بچو اُس سے سدا لوگو
جڑیں کھودے گا وہ دیں کی، کرے گا وہ دغا لوگو

مہینے جو ہیں حرمت کے، انہی کو دینی ہے حرمت
غلط ہو گا بجائے ان کے اوروں کو ملے عزت

رجب، ذی قعد، ذی الحجہ ہیں اور چوتھا محرم ہے
انہی کا ذکر قرآں میں ہے، جو کہ غیر مبہم ہے

٥١٥

٥١٦

مرے آقاؐ نے پھر اک بار فرمایا، سنو لوگو!
میں اپنا فرض آیا کر سکا پورا، کہو لوگو؟

سنا سب نے تو سب نے یک زباں ہو کر گواہی دی
کہا کہ آپؐ نے سب ذمہ داری اپنی پوری کی

مرے آقاؐ نے فرمایا کہ مجھ پہ لایا ایماں جو
مسلماں ہے، مسلماں سب کے سب تم بھائی بھائی ہو

کرو حاصل رضامندی، کسی کا مال لینا ہو
رضامندی اگر نہ ہو تو مال اُس کا کبھی نہ لو

نہ جانی دشمنی پہ اب اتر آنا سنو لوگو!
اخوت کا سدا دامن بڑی مضبوطی سے پکڑو

مری سنت، کتاب اللہ، تمہیں رستہ دکھائے گی
تمہیں گمراہ ہونے سے یقیناً یہ بچائے گی

تمہارا جد بھی اور رب بھی بالکل ہے اک لوگو
بنے تھے مٹی سے آدمؑ، سبھی اولاد اُن کی ہو

چنانچہ تم سبھی کا ہے خمیر اک ہی، جو ہے مٹی
کسی کو بھی کسی پر برتری حاصل نہیں کوئی

عرب کو اب عجم پر، نہ عجم کو اب عرب پر ہے
کوئی بھی برتری حاصل، کوئی کمتر نہ برتر ہے

کسی میں گر بڑائی ہے، بڑائی ہے وہ تقویٰ کی
وگرنہ ہے برابر سب کی سب مخلوق اللہ کی

مرے آقاؐ نے پھر اک بار فرمایا، سنو لوگو!
میں اپنا فرض آیا کر سکا پورا، کہو لوگو؟

سنا سب نے تو سب نے یک زباں ہو کر گواہی دی
کہا کہ آپؐ نے سب ذمہ داری اپنی پوری کی

یہ فرمایا رسول اللہؐ نے پھر لوگوں سے، اے لوگو!
نہیں ہیں جو یہاں، اُن تک مری باتیں یہ پہنچا دو

سنو! اللہ نے ہر وارث کو حصہ خود ہی بخشا ہے
مقرر ہے جو حصہ اُس کو ہر صورت میں ملنا ہے

چنانچہ یہ وصیت نہ کرو کہ ایک وارث کو
ملے اُس سے زیادہ، مستحق جس حصے کا وہ ہو

وصیت اجنبی یا رشتے داروں کے لیے چاہو
وراثت کے تہائی حصے تک اُن کے لیے کر لو

زنائے محصنہ کا مرتکب پتھر ہی کھائے گا
جو بدلے گا نسب پھٹکار قسمت میں وہ پائے گا

سنو کہ جو غلام آقا کو اپنے جانے نہ آقا
وہ سمجھے اور کو آقا تو دھتکارا وہ جائے گا

قیامت میں قبول اُس کا ہدیہ، فدیہ نہ ہوگا
فرشتوں اور انسانوں کی مورد ہو گا لعنت کا

رسول اللہؐ نے پھر اک بار فرمایا، سنو لوگو!
میں اپنا فرض آیا کر سکا پورا، کہو لوگو

سنا سب نے تو سب نے یک زباں ہو کر گواہی دی
کہا کہ آپؐ نے سب ذمہ داری اپنی پوری کی

اُٹھا کر آپؐ نے انگلی شہادت کی، یہ فرمایا
خدایا! جو دیا تھا حکم، میں نے کر دیا پورا

تری ہی ذات برتر ہے، تری ہی ذات واحد ہے
تُو شاہد ہے، تُو شاہد ہے، مرے مولا تو شاہد ہے

سلام آقاؐ نے کر کے سب کو خطبہ ختم کر ڈالا
جو حاضر تھے، دلوں کو اُن کے نورِ حق سے بھر ڈالا

ہوا جیسے ہی خطبہ ختم، آقاؐ کو وحی آئی
خدا نے آپؐ پر نازل اک آیت[۵] فوری فرمائی

تمہارے دین کو تم پر مکمل کر دیا میں نے
تمہارا دین بھی اسلام ہی کو چُن لیا میں نے

بہر صورت یوں نعمت تم پہ میری ہو چکی پوری
رسول اللہؐ نے یہ آیت سبھی تک فوری پہنچا دی

مناسک سب ادا کر کے مدینہ آپ ﷺ آتے ہیں

ہوئے خطبے سے فارغ تو پہاڑی سے اتر آئے
بلالؓ آئے تو اُنؓ سے آپؐ نے کچھ لفظ فرمائے

انہوں نے دی اذاں اور پھر اقامت بھی کہی آکر
نمازِ ظہر آقاؐ نے پڑھائی سب سے فرما کر

اکٹھی دو نمازیں کر کے پڑھنا اب ضروری ہے
نمازِ ظہر ہی کے ساتھ سب کو عصر پڑھنی ہے

پڑھا لی آپؐ نے جب ظہر تو حضرت بلالؓ اُٹھے
کہی پھر سے اقامت، آپؐ کو دیکھا عقیدت سے

نمازِ عصر آقاؐ نے پڑھائی، پھر مصلے سے
بڑھے قصوا کی جانب، ہو کے راکب اس طرف آئے

جہاں پر آپؐ نے آکر وقوفِ حج فرمایا
رہا یہ کام جاری جب تلک سورج نظر آیا

اسامہؓ کو بٹھایا پیچھے، منردلفہ چلے آئے
ادا آ کر مناسک آپؐ نے اس طور فرمائے

امامت دو نمازوں کو اکٹھا کر کے فرمائی
ملا کر آپؐ نے مغرب عشاء کے ساتھ پڑھوائی

اذاں اک پر الگ تکبیروں سے پڑھوائیں آقاؐ نے
اکٹھے دو نمازیں پڑھنا یوں سکھلائیں آقاؐ نے

گزاری رات منرولفے میں آقاؐ اور صحابہؓ نے
گزاری ذکر اور سجدے میں آقاؐ اور صحابہؓ نے

نمازِ فجر پڑھ کر آپؐ مشعر کی طرف آئے
وہاں تکبیر اور تہلیل کے الفاظ فرمائے

اجالا خوب ہونے تک رہے آقاؐ اسی جا پر
وہاں سے چل پڑے آقاؐ دعائے خاص فرما کر

بٹھا کر فضلؓ کو پیچھے، مُحسّر آپؐ جب پہنچے
وہاں سے قدرے تیزی سے بھگا کر اونٹنی گزرے

وہاں سے وسطی رستے پر چلے جمرۂ کبریٰ تک
ثنا کے لفظ ہونٹوں پر رہے جمرۂ کبریٰ تک

جو منرولفے سے چن کر سات کنکر آپؐ لائے تھے
پڑھی تکبیر اور سب جمرۂ کبریٰ کو دے مارے

وہاں سے آپؐ قربانی کی خاطر آئے میداں میں
تریسٹھ اونٹ قرباں آپؐ نے فرمائے میداں میں

علیؓ سے آپؐ نے فرمایا، باقی وہ کریں قرباں
بچے ہیں سو میں جتنے اونٹ سب ہی وہ کریں قرباں

مکمل ہو چکی سو اونٹوں کی قربانی تو آقاؐ
نے فرمایا کہ ہر اک اونٹ سے کاٹو تم اک ٹکڑا

پکا سالن تو آقاؐ نے بڑی رغبت سے یہ کھایا
وہاں موجود تھے جو یہ عطا اُن کو بھی فرمایا

کرایا اس سے پہلے حلق، پھر مکہ چلے آئے
افاضہ کا طواف اب کرنے کو آقاؐ چلے آئے

ادا فرمائی مکے میں نمازِ ظہر آقاؐ نے
کیا جو آپؐ نے ویسے کیا سارے صحابہؓ نے

۵۱۷

طوافِ کعبہ فرما کر نبیؐ زم زم کی سمت آئے
بنو ہاشم کو دیکھا، اُن سے یہ الفاظ فرمائے

پلاؤں سب کو پانی کھینچ کر، میری بھی خواہش تھی
مگر ایسا کیا تو اس سے بدنظمی ہی پھیلے گی

مری سنت میں ہر اک لازمی پھر پانی کھینچے گا
نتیجہ اس کا بدنظمی کی صورت ہی میں نکلے گا

طلب کر کے پیا پانی، صحابہؓ ساتھ تھے اُنؐ کے
صحابہؓ ویسے ہی کرتے تھے آقاؐ کرتے تھے جیسے

رسول اللہؐ ہوئے فارغ، منیٰ تشریف لے آئے
یہاں پر خطبے دو دن آپؐ نے ارشاد فرمائے

جو فرمائی تھیں عرفہ میں وہی آقاؐ نے باتیں کیں
جو باتیں نہ سمجھ پائے صحابہؓ، آپؐ سے سمجھیں

منیٰ میں تین دن تشریق کے آقاؐ نے یوں کاٹے
صحابہؓ کو سبھی احکام بتلائے شریعت کے

صفایا شرک کا فرمایا دے کر آپؐ نے خطبے
ہوا جب نفر کا دن تو روانہ ہو گئے مکے

کنانہ پہنچ کر آقاؐ کنانہ کے یہاں اترے
گزارا دن، ہوئی جب رات تو سب آ گئے مکے

طواف آ کر یہاں پر الوداعی سب نے فرمایا
مناسک سے ہوئے فارغ تو آقاؐ نے یہ بتلایا

کہ یثرب کو ابھی کچھ دیر ہی میں چل پڑیں گے ہم
بہت سے کام کرنے ہیں، وہاں جا کر کریں گے ہم

غدیرِ خم میں آ کر آپؐ خطبہ ایک دیتے ہیں

بریدہ اسلمیؓ آقائے عالمؐ کے صحابیؓ تھے
بہت سی جنگوں میں آقائے عالمؐ کے وہؓ ساتھی تھے

علیؓ سے کچھ شکایت ان صحابیؓ کو ہوئی پیدا
ہوا جو واقعہ آ کر رسول اللہؐ کو بتلایا

غدیرِ خم جب آیا قافلہ تو آپؐ نے روکا
عطا فرمایا اہلِ قافلہ کو آپؐ نے خطبہ

یہ فرمایا بلاوا جلد میرا آنے والا ہے
بلاوا آ گیا تو پھر یقیناً مجھ کو جانا ہے

جو اہلِ بیت ہیں میرے، سدا عزت کرو اُن کی
ملو ان سے محبت سے، تمنا ہے یہی میری

علیؓ کے بارے میں تم سے فقط اتنا ہی کہنا ہے
کہ میں مولا ہوں جس کا، ہاں، علیؓ بھی اُس کا مولا ہے

بریدہؓ کے جو دل میں تھی کدورت، ہو گئی زائل
سبق دینا ہی تھا مقصد، وہ مقصد ہو گیا حاصل

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت معاذؓ ابنِ جبل

۲۔ ۴ ذی الحجہ ۱۰ھ

۳۔ حضرت ربیعہؓ بن امیہ بن خلف

۴۔ حضرت عباسؓ ابنِ عبدالمطلب

۵۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

۶۔ فضل بن عباس

۷۔ حضرت بریدہؓ بن حصیب اسلمی

باب

۵۳

حیاتِ پاک ﷺ کا اب آخری لشکر بناتے ہیں

اُسامہؓ کو نبی ﷺ سالار لشکر کا بناتے ہیں

بڑی تھی سب سے طاقت رومیوں کی اُس زمانے میں
کوئی دقت نہیں تھی اُن کو دشمن کے مٹانے میں

عرب میں چڑھ چکی پروان جب اسلام کی طاقت
تو اہلِ روم کی مخفی نہ رہ پائی دلی نفرت

ہوا محسوس اُن کو اپنی سرحد پر بڑا خطرہ
نمٹنے کے لیے جس سے دیا ترتیب منصوبہ

بٹھائے رکھتے وہ افواج سرحد کے قریں اکثر
وہ اک دو بار حملے کے لیے بھی لائے تھے لشکر

مگر اللہ نے اُن کے حوصلوں کو پست کر ڈالا
مسلمانوں کو شر سے اللہ نے محفوظ یوں رکھا

انہیں طاقت سے خطرہ تھا مگر اُس سے بھی بڑھ کر تھا
مسلمانوں کے سچے دیں سے اپنے دین کو خطرہ

وہ حملہ تو نہ کر پائے مگر منصوبہ اک سوچا
اُسے وہ قتل کر ڈالیں گے جو ایمان لائے گا

معان اک صوبہ تھا اُن کا، گورنر جس کے فروہؓ[1] تھے
رسول اللہؐ کا سن کر آپؐ پر ایمان لے آئے

انہیں عفرا کے چشمے پر انہوں نے سولی دے ڈالی
سزا ایمان لانے والوں پر نافذ یہی کر دی

انہی کے اک گورنر نے کیا تھا قتل قاصدؓ[2] کو
رسول اللہؐ کا نامہ لے کے بلقا میں گئے تھے جو

سزا کے واسطے آقاؐ نے اک لشکر تھا بھجوایا
مگر لشکر گورنر[3] کو سزا کوئی نہ دے پایا

بڑی طاقت تھے وہ لیکن غرور اس سے زیادہ تھا
انہوں نے ساری دنیا کو غلام اپنا ہی سمجھا تھا

جسے وہ چاہتے قدموں میں اپنے وہ جھکا لیتے
جسے وہ چاہتے دنیا سے نام اُس کا مٹا دیتے

کوئی اُن کی طرف دیکھے اُٹھا کر آنکھ، ناممکن
انہی کی حکمرانی تھی سو اُن کو لگ رہے تھے دن

غرورِ بے محابہ کو رسول اللہؐ نے تب توڑا
تبوک آقاؐ کا لشکر اُن سے لڑنے جب چلا آیا

اسی نخوت کو آقاؐ نے کچلنے کے ارادے سے
کیے احکام جاری اک نیا لشکر بنانے کے

اسامہؓ[4] کو سپہ سالار آقاؐ نے بنایا جب
تو نوعمری پہ اُنؓ کی نکتہ چینی کچھ نے کی تھی تب

حوالہ دے کے حضرت زیدؓ کا آقاؐ نے فرمایا
ہوئے تھے معترض تم، اب بتاؤ کون تھا اُنؓ سا

اسامہؓ بھی ہے سالاری کے منصب کے لیے موزوں
مہارت جنگ میں رکھتا ہے پوری میں سمجھتا ہوں

بہت محبوب مجھ کو زیدؓ تھا، یہ بھی ہے اُنؓ میں سے
مرا ہے حکم، سب اس کی ہی سالاری میں جائیں گے

سنا یہ حکم تو سارے صحابہؓ ہو گئے شامل
اسامہؓ کو ہی اس لشکر کی سالاری رہی حاصل

روانہ ہو کے جب لشکر اسامہؓ کا جرف پہنچا
تو آقاؐ کی طبیعت کے سبب آگے نہ بڑھ پایا

حیاتِ پاک میں لشکر نہ بالکل بڑھ سکا آگے
روانہ یہ ہوا پھر عہد میں صدیقِ اکبرؓ کے

1) حضرت فروہؓ بن عمرو جذامی 2) حضرت حارثؓ بن عمیر ازدی 3) شرحبیل بن عمرو غسانی 4) حضرت اسامہ بن زیدؓ

۵۲۲

باب

۵۴

رفیقِ اعلیٰ کی جانب روانہ آپ ﷺ ہوتے ہیں

جدائی کے اشارے آپ ﷺ کی باتوں سے ملتے ہیں

مکمل ہو چکا جب دین تو وہ مرحلہ آیا — کہ جس نے ہر صحابیؓ کو یہ اب احساس دلوایا
جدائی اپنی امت کو ہیں دینے والے اب آقاؐ — جہانِ فانی سے اب جلد ہی کر جائیں گے پردہ
تھا اب جذبات سے، احوال سے، کردار سے ظاہر — کہ وقتِ رخصت آ پہنچا، ہوا گفتار سے ظاہر
انہی جذبات کا اک عکس آیا تھا نظر سب کو — یمن ابنِ جبلؓ[1] کو آپؐ نے جس وقت بھیجا تو
یہ فرمایا، معاذؓ! اس سال کے بعد اب جو آؤ گے — تو مجھ سے غالباً آ کر یہاں تم مل نہ پاؤ گے
معاذ ابنِ جبلؓ بے حد پریشاں ہو گئے سن کے — انہیںؓ صدمہ ہوا آقاؐ کی فرقت کے تصور سے
یقیں اُنؓ کو ہوا کہ اب جدائی کی گھڑی آئی — غلط وہ ہو نہیں سکتی جو بات آقاؐ نے فرمائی
مہینہ روزوں کا آتا تو اُس کا آخری عشرہ — برائے اعتکاف و ذکر مسجد میں گزرتا تھا
مگر اب کے برس آقاؐ رہے دو عشرے مسجد میں — مسلسل بیس دن تک آپؐ اب ٹھہرے تھے مسجد میں
ہمیشہ آپؐ کو اک دورِ قرآں آ کے کرواتے — مگر جبریلؑ نے دو دورِ قرآں اب کے کروائے
قرینِ جمرہ آقاؐ نے سبھی لوگوں سے فرمایا — کہ سیکھو حج کے اعمال مجھ سے وقت ہے اس کا
میں اس کے بعد شاید حج پہ نہ آ سکوں گا پھر — تمہیں اس بارے میں آ کر نہ کچھ بتلا سکوں گا پھر
اُحد تشریف لائے آپؐ، سب کی قبروں پر آ کر — دعا فرمائی ایسے جیسے نہ آئیں گے اب جا کر
وہاں سے آ کے واپس آپؐ آئے سیدھے منبر پہ — جہاں حاضر تھے مسجد میں صحابہؓ آپؐ کے اکثر
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرِ کارواں ہوں میں — گواہی دینی ہے مجھ کو تمہاری، رازداں ہوں میں
وہ میرے سامنے ہے، حوض جنت میں ہے میرا جو — زمیں کے سب خزانے بھی ہوئے ہیں اب عطا مجھ کو
کرو گے شرک تم اس کا نہیں ہے ڈر کوئی مجھ کو — لڑو گے دنیا داری پہ ہے اندیشہ یہی مجھ کو
گئے قبروں پہ اک شب اور دعا جا کر یہ فرمائی — سلام اے قبر والو! ہیں یہاں اب لوگ جیسے بھی
مقابل اُن کے جیسے ہو، تمہیں اس کی مبارک ہو — شبِ تاریک کے ٹکڑے ہیں پیچھے آ رہے ہیں جو
سبھی فتنے یہاں کے دیکھ کر مجھ کو یہ لگتا ہے — بُرا اُن میں جو پیچھے ہے وہ پہلے سے زیادہ ہے
کہا پھر قبر والوں سے بشارت تم کو دیتے ہیں — کہ تم سے قبر والو، ہم بھی آ کے ملنے والے ہیں

مرض کی ابتدا آقا ﷺ کے دردِ سر سے ہوتی ہے

صفر سن گیارہ[2] کا تھا آخری دو شنبہ، جب آقاؐ
جنازے کے لیے آئے، صحابیؓ اک کو دفنایا

ہوئے واپس تو رستے میں کیا محسوس دردِ سر
حرارت آپؐ نے محسوس کی جب آپؐ پہنچے گھر

یہی تھی ابتدا مہلک مرض کی جس میں گیارہ دن
امامت آپؐ فرماتے رہے جب تک ہوا ممکن

حیاتِ پاک ﷺ کا یوں آخری ہفتہ گزرتا ہے

گزرتے جا رہے تھے دن، مرض بڑھتا ہی جاتا تھا
طبیعت میں گرانی ہر نیا دن لے کے آتا تھا

اسی دوران آقاؐ بیبیوںؓ[3] سے پوچھتے رہتے
کہ کل ٹھہروں گا میں جا کر بتاؤ تو یہاں کس کے

رسول اللہؐ کا جو مقصود تھا، سب بیبیاںؓ سمجھیں
کہ خواہش آپؐ کی رہنے کی ہے کس کے یہاں، سمجھیں

اجازت دی سبھی نے کہ جہاں چاہیں وہاں رہ لیں
سمجھتی تھیں سبھی، بولیں، حمیراؓ[4] کے یہاں رہ لیں

چنانچہ آپؐ بی بی عائشہؓ کے گھر چلے آئے
سہارا دے کے فضلؓ[5] و بن ابی طالبؓ[6] یہاں لائے

نقاہت تھی سو چلنے میں بھی دشواری نظر آئی
وہ حالت تھی کہ دیکھا جس نے اُس کی آنکھ بھر آئی

حیاتِ پاکؐ کا یہ آخری ہفتہ یہیں گزرا
ہوا یہ پہلی بار اتنا بڑا عرصہ یہیں گزرا

یہاں بی بیؓ دعائیں خاص پڑھ کر دم کیا کرتیں
مبارک جسم پر دستِ مبارک رکھ لیا کرتیں

پکڑ کر ہاتھ راحت کے لیے پھر جسمِ اطہر پر
برائے خیر و برکت پھیرتیں، کرتیں یہی اکثر

برائے آخری خطبہ نبی ﷺ تشریف لاتے ہیں

تھا دن بدھ کا، جدائی سے مکمل پانچ دن پہلے
حرارت جسمِ اطہر کی لگی تیزی سے اب بڑھنے

کنویں جو سات ہیں، فرمایا، جاؤ اور ابھی بھر کر
مصفا پانی مشکیزوں میں، ڈالو جسم میرے پر

ملے قدرے سکوں تو میں وصیت تم کو کر پاؤں
تمھیں کچھ خاص باتیں جانے سے پہلے میں سمجھاؤں

ہوئی تعمیل، ڈالا لا کے پانی جسمِ اطہر پر
ہوا جب جسم ٹھنڈا، روکا، بس، کا لفظ فرما کر

نہا کے آ گئے مسجد میں، بیٹھے آ کے منبر پر
جہاں حاضر تھے مسجد میں صحابہؓ آپؐ کے اکثر

یہ فرمایا کہ میری قبر کی پوجا نہیں کرنا
کیا کچھ دوسروں نے جیسا، تم ویسا نہیں کرنا

یہ فرمایا، تمھارے سامنے ہوں، کھل کے کہتا ہوں
بہت مشکل سے چل کر آج میں مسجد میں آیا ہوں

کسی کی پیٹھ پر مارا ہو کوڑا، آئے وہ مارے
میں حاضر ہوں، اجازت دے رہا ہوں، آئے بدلہ لے

۵۲۴

ہوا بے آبرو کوئی اگر مجھ سے تو ظاہر ہے   وہ بدلہ لینا چاہے تو محمدؐ آج حاضر ہے
امامت ظہر کی فرما کے، پھر منبر پہ آ بیٹھے   عداوت ختم کرنے کی کئی باتیں کہیں سب سے
کسی کے تین درہم آپؐ کے ذمے بقایا تھے   کہا یہ فضلؓ سے درہم ادا کردو ابھی ان کے
وصیت آپؐ نے انصار کے بارے میں سب کو کی   کہ یہ قلب و جگر میرے ہیں، سن لو غور سے سب ہی
انہوں نے میرے حق میں ذمہ داری اپنی پوری کی   مگر ان کے حقوق امت کے ذمہ ہیں ابھی باقی
سو ان میں نیک ہوں جو اُن کو عزت سے نوازو تم   خطا کاروں کی بہتر ہے خطائیں بخش ہی دو تم
سنو! اللہ نے اک بندے کو بخشا اختیار اس کا   کہ وہ دنیا میں جو کچھ مانگے، اُس کو وہ عطا ہوگا
یا پھر جو کچھ خدا کے پاس ہے جا کر وہی لے لے   سو اس بندے نے اللہ کے کرم کو چُن لیا دل سے
سنی بوبکرؓ نے یہ بات، روئے اور فرمایا   کہا جو آپؐ نے مجھ کو سمجھ میں آ گیا سارا
سبھی حیرت زدہ ہو کر یہ بولے، کیا یہ کہتے ہیں   کہا کچھ اور آقاؐ نے، نجانے کیا یہ سمجھے ہیں
مگر کچھ دن میں ہی سب کی سمجھ میں آ گئی وہ بات   جو بندے کی کہی تھی، اپنے ہی بارے میں تھی وہ بات
کیا تسلیم سب نے، علم میں بوبکرؓ آگے ہیں   کوئی بھی بات ہو، مفہوم اُس کا بھانپ لیتے ہیں
کہا آخر میں آقاؐ نے، یہاں موجود جتنے ہو   رفاقت اور احساں میں، ہیں تم ساروں سے آگے جو
علاوہ میں خدا کے گر خلیل اپنا بناتا تو   یقیناً ہوتے وہ بوبکرؓ، سب اچھی طرح سن لو
سنو! مسجد کے دروازے سبھی تم بند کر دینا   مگر بوبکرؓ کے دروازے کا تم نام مت لینا
کھلا ہے جس طرح سے اب، کھلا ہی اس کو ہے رہنا   نہ میں نے بند کرنے کا کہا، نہ ہی یہ تم کہنا

کوئی تحریر لکھوانے کی خواہش آپ ﷺ کرتے ہیں

جدائی میں ابھی تھے چار دن باقی کہ فرمایا   اٹھا لاؤ کوئی کاغذ، ہے میرے جی میں یہ آیا
میں اک تحریر لکھوا دوں، بھٹک جاؤ نہ رستے سے   بہت سے لوگ تھے، حضرت عمرؓ بھی پاس بیٹھے تھے
کہا سب سے عمرؓ نے، آپؐ پر تکلیف غالب ہے   کوئی گر مسئلے کے حل کا ہم لوگوں میں طالب ہے
ہمارے پاس ہے قرآں، بہر صورت جو کافی ہے   ہر اک تفصیل اللہ نے کتاب اللہ میں لکھی ہے
سنیں باتیں تو بولے کچھ، عمرؓ نے ٹھیک فرمایا   وہاں کچھ ایسے تھے، کہتے تھے جو، بہتر ہے لکھوانا
بڑھی جب بحث تو جھگڑے کی صورت ہو گئی پیدا   چنانچہ اختلافِ رائے میں اک شور سا اُٹھا
رسول اللہؐ نے فرمایا، یہاں سے اُٹھ ہی جاؤ تم   اگر خاموش ہو جاؤ تو بے شک لوٹ آؤ تم

وصیت آپؐ نے پھر تین باتوں کی یہ فرمائی
مگر ان میں سے کوئی بات بھی ہرگز نہ لکھوائی

کہا کہ اب کوئی مشرک عرب میں رہ نہیں پائے
عطا تحفہ کرو جب وفد آئے، آ کے وہ جائے

کہی تھی آپؐ نے جو بات آخر میں وہ سب بھولے
سنی جو بات آخر میں، کہی وہ مختلف سب نے

اسامہؓ کے کوئی کہتا ہے لشکر کی کہی تھی بات
غلاموں، لونڈیوں کی کہتا ہے کوئی کہ کی تھی بات

نماز آقاؐ نے فرمایا نہ چھوڑو، کچھ نے لکھا ہے
غرض اک اختلافِ رائے اس میں پایا جاتا ہے

امامت کے لیے بوبکرؓ کو احکام دیتے ہیں

مرض بڑھتا ہی جاتا تھا، نقاہت روز افزوں تھی
رسول اللہؐ نے اب تک سب نمازوں کی امامت کی

تھا یومِ پنج شنبہ، چار دن پہلے جدائی سے
بڑی دقت سے مغرب کے لیے مسجد میں آپؐ آئے

عشا کا وقت آیا تو رہی طاقت نہ آنے کی
نہ اٹھنے اور چلنے کی، نماز آ کر پڑھانے کی

یہ پوچھا عائشہؓ سے، کیا نماز ان سب نے پڑھ لی ہے
کہا، آقاؐ نہیں، اُن کو ضرورت آپؐ ہی کی ہے

بمشکل غسل فرمایا، وہاں سے اٹھ نہیں پائے
غشی سی ہو گئی طاری، جب آقاؐ ہوش میں آئے

یہ پوچھا عائشہؓ سے کہ نماز ان سب نے پڑھ لی کیا؟
ارادہ آپؐ نے ظاہر کیا سہ بار اٹھنے کا

نہ اُٹھ پائے تو بی بیؓ سے رسول اللہؐ نے فرمایا
کہو بوبکرؓ سے آقاؐ نے ہے پیغام بھجوایا

نماز اب تم پڑھاؤ اور امامت تم کرو ان کی
سنا یہ حکم بی بیؓ نے تو اُنؓ کے ذہن میں آئی

بجائے آپؐ کی باباؓ نمازیں جب پڑھائیں گے
تو سارے لوگ کیا کیا بدشگونی دل میں لائیں گے

چنانچہ بی بیؓ نے فوراً لجاجت سے گزارش کی
رقیق القلب ہیں باباؓ، سمجھتے آپؐ ہیں خود بھی

جگہ پر آپؐ کی ہرگز کھڑے وہؓ ہو نہ پائیں گے
تو کیسے وہ نماز ان سارے لوگوں کو پڑھائیں گے

کہا سہ بار، بی بیؓ نے وہی پھر سے گزارش کی
تو اس پر آپؐ نے ظاہر کی بی بیؓ سے ذرا خفگی

کہا کہ سب ہو، یوسفؑ والیاں، مطلب یہ تھا اس سے
جو دل میں ہے، سراسر مختلف مجھ سے کہا اس سے

رہا چارہ نہ جب تو بی بیؓ نے پیغام بھجوایا
ہوئی تعمیل اُس کی، حکم آقاؐ کا تھا جو آیا

ہوا اک بار یوں بھی، آپؐ کی حالت ہوئی بہتر
سہارے سے گئے مسجد میں آقاؐ خود وہاں چل کر

رسول اللہؐ کو آتے دیکھ کر پیچھے ہٹے بوبکرؓ
اشارہ آپؐ نے فرمایا، لوٹ آئے مصلے پر

جو لائے تھے انہیں آقائے عالمؐ نے یہ فرمایا
بٹھا دو مجھ کو بازو میں، بٹھایا، جیسے سمجھایا

مصلے پر تھے دونوں، بائیں جانب سرورِ عالمؐ
امامت آپؐ نے کی، سب کے چہروں سے عیاں تھا غم

تھے بازو میں کھڑے صدیقِ اکبرؓ، کہتے تھے تکبیر   بہت دقت سے آقاؐ کہہ رہے تھے بیٹھ کے تکبیر

نمازِ ظہر پڑھ کر آپؐ واپس آ گئے گھر میں   پھر اس کے بعد مسجد جا نہیں پائے، رہے گھر میں

نبی ﷺ کچھ کام اک دن پہلے یوں انجام دیتے ہیں

یہ دن اتوار کا تھا، آپؐ نے اپنے غلاموں کو   بلایا پاس اپنے، کر دیا آزاد تھے جو جو

تھے گھر میں سات ہی دینار، آقاؐ نے جنہیں بانٹا   مسلمانوں کو فرمایا ہبہ، ہتھیار جو بھی تھا

زرہ تھی رہن میں رکھی ہوئی آقائے عالمؐ کی   دیے میں تیل اتنا بھی نہ تھا کہ جل سکے بتی

نبی ﷺ کا آخری دن اس جہاں میں یوں گزرتا ہے

نمازِ فجر کا تھا وقت، دن تھا پیر کا کہ جب   نمازِ فجر پڑھنے میں مسلماں منہمک تھے سب

ہٹا کر آپؐ نے حجرے کا پردہ اس طرف دیکھا   تبسم دیکھ کر سب کو لبوں پر آپؐ کے پھیلا

گرایا آپؐ نے پردہ، گئے حجرے کے اندر پھر   نظر آئے نہ یوں آقاؐ کبھی حجرے سے باہر پھر

چڑھا جب دن تو آقاؐ نے بلایا فاطمہؓ کو گھر   بلا کر کچھ قریب اپنے کی سرگوشی اٹھا کر سر

سنی جب بات باباؐ کی تو رونے لگ گئیں بی بیؓ   کی سرگوشی جو دوبارہ تو فوراً ہنس پڑیں بی بیؓ

۵۲۷

کسی کے پوچھنے پر اُس کو بی بیؓ نے یہ بتلایا   میں روئی اس لیے تھی، آپؐ نے تھا مجھ سے فرمایا

کہ اب میں فاطمہؓ تم سے جدا ہونے ہی والا ہوں   مرض یہ موت والا ہے، تمہیں کھل کر بتاتا ہوں

میں روئی تو یہ فرمایا، مبارک ہو تمہیں اس کی   کہ سب لوگوں سے پہلے تم ہی میرے پاس آؤ گی

بشارت یہ بھی دی، سردار ہو تم سب خواتیں کی   کہیں باتیں یہ تب جب آپؐ کی حالت بھلی نہ تھی

یہ حالت دیکھ کر بے حد پریشاں ہو گئیں بی بیؓ   کہا آقاؐ نے، مجھ کو اب کبھی تکلیف نہ ہو گی

بلایا اہلِ خانہ اور نواسوں کو، وصیت کی   سبھی کو آپؐ نے سب سے بھلائی کی نصیحت کی

ادھر تکلیف تھی کہ لحظہ لحظہ بڑھتی جاتی تھی   بلایا عائشہؓ کو آپؐ نے، یہ بات فرمائی

جو خیبر میں دیا تھا زہر زینب نے، اثر اس کا   بدن میں اپنے روز و شب سدا محسوس کرتا تھا

اُسی کا میں اثر شدت سے اب محسوس کرتا ہوں   رگِ جاں کٹنے لگتی ہے، میں جس پہلو بھی لیٹا ہوں

جہانِ فانی سے شاہِ دو عالم ﷺ کوچ کرتے ہیں

بڑھی تکلیف تو اب نزع کا عالم ہوا طاری   یہ عالم دوپہر سے کافی پہلے تک رہا جاری

رسول اللہؐ کو اس حالت میں دیکھا، عائشہؓ آئیں
بہت تکلیف تھی، تکلیف دیکھی تو وہؓ گھبرائیں

لیا آقاؐ کو اپنی گود میں اور ٹیک لگوا دی
توجہ آپؐ ہی کی سمت تھی سب اہلِ خانہ کی

رسول اللہؐ کی آنکھیں تھیں کھلی سو آپؐ نے دیکھا
کہ بن بوبکرؓ[8] اک مسواک اپنے ساتھ ہے لایا

کہا بی بیؓ نے فرمائیں تو یہ مسواک میں لے لوں
اگر مسواک کرنا چاہیں تو میں صاف کر کے دوں

اشارہ آپؐ نے سر کو ہلا کر، ہاں، کا فرمایا
ہوئی تعمیل تو آقاؐ نے اس کو غور سے دیکھا

تھی لکڑی سخت سو بی بیؓ نے آقاؐ سے گزارش کی
اگر فرمائیں تو پیدا کروں میں اس میں کچھ نرمی

اشارہ آپؐ نے سر کو ہلا کر، ہاں، کا فرمایا
بڑا اعزاز ہے یہ بی بیؓ کے حصے میں جو آیا

چنانچہ نرم کی مسواک دانتوں سے تو آقاؐ نے
مکمل طور پر مسواک کی اور اہلِ خانہ نے

کٹورا بھر کے پانی کا مقابل آپؐ کے رکھا
رسول اللہؐ نے دونوں ہاتھوں کو اُس پانی میں ڈالا

کٹورے سے نکالے ہاتھ، اپنے چہرے پر پھیرے
یہی کچھ بار بار آقائے عالمؐ کرتے جاتے تھے

یہ فرماتے، سوائے اللہ کے کوئی نہیں معبود
سبھی نے یہ سنیں باتیں وہاں پر جو بھی تھے موجود

نقاہت کے سبب آواز میں اب آئی کمزوری
اٹھائی آپؐ نے ایسے میں دائیں ہاتھ کی انگلی

نظر چھت کی طرف کی اور ہونٹوں کو ہوئی جنبش
لگائے کان بی بیؓ نے لبوں سے تو بڑھی جنبش

سنا کہ آپؐ مصروفِ دعا ہیں، گڑگڑاتے ہیں
خدا سے اپنی بخشش کی دعائیں لب پہ لاتے ہیں

کہا آخر میں اے اللہ! رفیقِ اعلیٰ[9] میں بھجوا
ادا فقرہ یہی آقاؐ نے پھر سہ بار فرمایا

ہوا فقرہ مکمل، ہاتھ نیچے کی طرف آیا
اسی لمحے جہاں سے آپؐ نے بھی کوچ[10] فرمایا

یہ دنیا آپ ﷺ کی فرقت کے غم میں ڈوب جاتی ہے

جُدا ہم سے ہوئے آقاؐ، خبر جس کو ملی رویا
بجھا دل اُس کا ایسے، چین سے پھر وہ نہیں سویا

لگا ہر اک کو یوں، تاریک ساری ہو گئی دنیا
ہوا محسوس سب کو جیسے کوئی بھی نہیں اُن کا

خبر ملتے ہی پورا شہر غم کا ایک دریا تھا
دلوں پر غم کے بادل تھے، ہر اک ویران تھا رستہ

انسؓ[11] نے یہ کہا کہ آپؐ جب دنیا میں آئے تھے
ہزاروں راحتیں اور روشنی تب ساتھ لائے تھے

وہ دن روشن تھا ایسا، دیکھا نہ روشن کوئی اُس سا
جہاں میں اس سے بہتر دن نہ آیا، نہ کبھی دیکھا

جدا جس دن ہوئے، اس سے بُرا دن ہو نہیں سکتا
جہاں میں اس سے بڑھ کر دن بُرا ہم نے نہیں دیکھا

کہا یہ فاطمہؓ نے ہائے بابا! جب بُلا بھیجا
خدا نے آپؐ کو تو آپؐ نے لبیک فرمایا

کہا یہ فاطمہؓ نے ہائے بابا! ! آپؐ کا جنت   ٹھکانہ ہے وہیں پر آپؐ فرمائیں گے اب راحت
کہا بابا! بچھڑنے کی خبر یہ آپؐ کی ہم سے   ہمارے واسطے سے حضرتِ جبریلؑ تک پہنچے
عمرؓ رحلت کی پاتے ہی خبر، سب ہوش کھو بیٹھے   کھڑے ہو کر وہ فوراً سارے لوگوں سے لگے کہنے
منافق یہ سمجھتے ہیں کہ آقاؐ ہو گئے رخصت   مگر آقاؐ کریں گے لوٹ کر آنے کی پھر زحمت
گئے تھے جس طرح موسیٰؑ، گئے ہیں آپؐ بھی ویسے   خدا سے مل کے کچھ دن بعد آقاؐ لوٹ آئیں گے
اسی دوران واپس آ گئے بوبکرؓ بھی گھر سے   اتر کر اپنے گھوڑے سے وہ سیدھے حجرے میں پہنچے
ہٹا کر چہرے سے چادر کو روئے اور اسے چوما   مخاطب ہو کے آقاؐ سے، بڑے دکھ سے یہ فرمایا
مرے ماں باپ قرباں آپؐ پر جو موت لکھی تھی   وہ حصہ آپؐ کا تھی، آپؐ تک وہ آج آ پہنچی
اکٹھی ہو نہیں سکتی ہیں موتیں دو محمدؐ پر   یہی لکھی گئی تھی موت، آئی جو محمدؐ پر
پھر اس کے بعد باہر آ گئے بوبکرؓ لوگوں میں   وہاں پایا عمرؓ کو آپؓ نے مصروف باتوں میں
کہا بوبکرؓ نے، بیٹھو عمرؓ، لیکن وہ نہ مانے   انہیںؓ دیکھا تو پاس آ کر کھڑے سب ہو گئے اُن کے
کہا بوبکرؓ نے، پوجا محمدؐ کی جو کرتا تھا   توجہ سے وہ سن لے کہ محمدؐ اب نہیں زندہ
جو تم میں صرف اللہ کی عبادت کرنے والا ہے   وہ سن لے زندہ ہے اللہ، کبھی نہ مرنے والا ہے
مرے گا وہ نہیں، اللہ نے ہے یہ خود ہی فرمایا   جہاں والو، محمدؐ ہیں، محمدؐ ہیں رسول اللہؐ
نبی دنیا میں گزرے ہیں بہت سے پہلے بھی اُنؐ سے   محمدؐ گر جہانِ فانی سے جائیں تو ہم اُنؐ کے
یہاں سے جاتے ہی ایڑی کے بل لوگو پلٹ جائیں   اگر ایسا ہوا تو ایسا کرنے والے یہ سن لیں
خدا کو ایسا کوئی شخص گھاٹا دے نہیں سکتا   خدا کا شکر کرتا ہے جو، اُس کو وہ جزا دے گا
وہاں بوبکرؓ نے آیات قرآں سے تلاوت کیں   درِ اقدس پہ حاضر سب صحابہؓ تک وہ جب پہنچیں
تو اُن میں وہ صحابہؓ جو ابھی حیران و ششدر تھے   خبر سن کر جو باہر آ نہ پائے تھے ابھی غم سے
یقیں اُنؓ کو ہوا کہ اب جدائی ہی مقدر ہے   نبیؐ کا بالیقیں اب جنت الفردوس میں گھر ہے
عمرؓ سنتے ہی یہ خطبہ زمیں پر گر پڑے غم سے   یقیں اُنؓ کو ہوا کہ ہو گئے آقاؐ جدا ہم سے
یہی تھا حال سب کا، سب پہ غم کے چھائے تھے سائے   اثر اُن کا ہوا صدیقؓ نے جو لفظ فرمائے

خلیفہ کا چناؤ اس طرح انجام پاتا ہے

خبر رحلت کی جب انصار نے پائی، ہوئے یک جا   قبیلہ ساعدہ میں دے دیا ترتیب اک جلسہ

سوال اٹھا کہ آقاؐ جا چکے، اب جانشیں اُنؐ کا | اگر انصار سے ہو گا، بتاؤ کون وہ ہوگا؟
کسی نے شام سے پہلے کہا بوبکرؓ سے آ کر | قبیلہ ساعدہ والوں کو دیکھو تو وہاں جا کر
لگے ہیں سعدؓ [12] کو چننے نبیؐ کا جانشیں انصار | بنانے کو خلیفہ اُنؓ کو بیٹھے ہیں سبھی تیار
عمرؓ، بوبکرؓ آئے ساتھ لے کر بو عبیدہؓ [13] کو | یہاں باتیں یہی جاری تھیں، جب تینوں یہ پہنچے تو
سبھی انصار کہتے تھے خلیفہ ہم سے ہو گا اب | دیا صدیقِ اکبرؓ نے مدلل ایک خطبہ جب
کہا انصار نے کہ اک نہیں اب دو خلیفے ہوں | مہاجر اک اگر تو دوسرے انصار میں سے ہوں
عمرؓ نے انتظامی طور پر اس کو غلط جانا | دلائل سے بھرا صدیقِ اکبرؓ نے دیا خطبہ
حدیث اک سامنے صدیقؓ لائے، سب ہوئے خاموش | سبھی میں جتنا بھی تھا جوش، ٹھنڈا ہوگیا وہ جوش
بشیرؓ [14] اُٹھے، انہوں نے آپؓ کی تائید فرمائی | کہا یہ زید بن ثابتؓ نے، سچ کہتے ہیں یہ بھائی
چنانچہ یہ سبھی تکرار اب انجام کو پہنچی | ہوئے صدیقِ اکبرؓ کی خلافت پر سبھی راضی

رسول اللہ ﷺ کی یوں تکفین اور تدفین ہوتی ہے

کی بیعت خاص لوگوں نے، ہر اک واپس وہاں آیا | جسد آقائے عالمؐ کا جہاں بستر پہ رکھا تھا
اسی عالم میں گزرا پیر کا دن، رات بھی گزری | ہوا منگل کا دن تو سب کو اب تدفین کی سوجھی
دیا جانے لگا جب غسل، زیبِ تن رہے کپڑے | اسامہؓ اور شقرانؓ [15] آپؐ پر پانی بہاتے تھے
وہاں عباسؓ اور عباسؓ کے دو بیٹے [16] ٹھہرے تھے | بوقتِ غسل یہ سب آپؐ کی کروٹ بدلتے تھے
علیؓ جب غسل دینے کو بڑھے تو اوسؓ [17] نے آ کے | نبیؐ کی پشت کو فوراً لگایا اپنے سینے سے
ہوئے جب غسل سے فارغ تو آقاؐ کو یوں کفنایا | بدن کو چادریں تھیں تین، اُن سے اس طرح ڈھانپا
کہ تینوں کو لپیٹا سب نے مل کر جسمِ اطہر پر | لٹایا آپؐ کو بستر پہ ان سب نے کفن دے کر
نبیؐ کا تھا جنازہ سو الگ ترتیب تھی اس کی | امامت اس جنازے کی کسی کو بھی نہ کرنی تھی
سکھایا یہ جنازہ سب کو اب صدیقِ اکبرؓ نے | بتائی تھی یہی ترتیب گھر میں خود پیمبرؐ نے
صحابہؓ باری باری آتے اک صف میں کھڑے ہوتے | کوئی تکبیر کہتا، یہ چلے جاتے دعا پڑھ کے
پڑھا پہلے جنازہ آپؐ کے سب رشتہ داروں نے | مہاجر اور پھر انصار، سب سے پہلے مردوں نے
پڑھا پھر عورتوں نے، بچوں نے یوں شام آ پہنچی | ہوئی جب رات تو قبرِ مبارک حجرے میں کھودی
سعادت یہ علیؓ، عباسؓ، اُنؓ کے دونوں بیٹوں کو | ہوئی حاصل کہ جب آقاؐ کو دفنانے لگے سب تو

٥٣٠

انہوں نے جسمِ اطہر کو اتارا ہاتھ سے اپنے زمیں کو سونپا خوشبوؤں کا دھارا ہاتھ سے اپنے

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ حضرت معاذؓ ابنِ جبل

۲۔ ۲۹صفر ۱۱ھ بروز بدھ

۳۔ امہات المومنینؓ

۴۔ رسول اللہؐ سیدہ عائشہؓ کو حمیرا کہہ کر پکارتے تھے

۵۔ حضرت فضل بن عباسؓ

۶۔ حضرت علیؓ ابنِ ابی طالب عبدِ مناف

۷۔ یہودی سردار سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنتِ حارث

۸۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ

۹۔ حظیرۃ القدس جو انبیا اور مرسلین کا مسکن ہے

۱۰۔ ۱۲، ربیع الاول ۱۱ھ بروز پیر

۱۱۔ حضرت انسؓ بن مالک

۱۲۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ

۱۳۔ حضرت ابوعبیدہ عامرؓ بن عبداللہ بن الجراح

۱۴۔ حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری

۱۵۔ آپؐ کا آزاد کردہ غلام

۱۶۔ حضرت فضل وقثم ابنائے حضرت عباسؓ

۱۷۔ حضرت اوسؓ بن خولی

باب

۵۵

یہ وہ گھر ہے کہ جس سے روشنی دنیا کو ملتی ہے

۵۳۲

خدیجہؓ زندگی کی مانگ کو تاروں سے بھرتی ہیں

نبوت جب ملی تو آپؐ کے گھر میں خدیجہؓ[1] تھیں
درخشاں جب ہوا گھر نور سے، گھر میں خدیجہؓ تھیں

نبوت کی عطا سے برسوں پہلے تھی ہوئی شادی
نبیؐ پر اپنی ہر شے بی بیؓ نے قربان کر ڈالی

تھیں بی بیؓ آپؐ سے خاصی بڑی لیکن حقیقت میں
یہ جوڑی اک مثالی جوڑی تھی، عزت میں، چاہت میں

سبھی اولاد آقاؐ کی سوائے ایک بیٹے[2] کے
ہوئی مکے میں پیدا اور تھی ساری خدیجہؓ سے

ہوئے عبداللہ و قاسمؓ[3] جو زندہ نہ رہے دونوں
رسول اللہؐ کے ہاتھوں دفن مکے میں ہوئے دونوں

ہوئیں جو بیٹیاں[4]، زینبؓ تھیں اُن سب میں بڑی بیٹی
تھیں سب سے چھوٹی بی بی فاطمہؓ دختر خدیجہؓ کی

رقیہؓ، امِ کلثومؓ اُن کی تھیں وہ بچیاں جن کی
ہوئی تھی باری باری حضرتِ عثمانؓ سے شادی

تھے زینبؓ کے میاں بوالعاصؓ جو خالہ کے بیٹے تھے
بہت مدت کے بعد آقاؐ پہ جو ایمان لائے تھے

رسول اللہؐ کو اپنی چھوٹی بیٹی سب سے پیاری تھیں
تھیں جو حسنینؓ[5] کی امی، علیؓ سے جو بیاہی تھیں

تھے زینبؓ، امِ کلثوم اُنؓ کی پیاری بیٹیوں کے نام
یہ شامل کربلا کے قافلے میں تھیں، گئی تھیں شام

خدیجہؓ کی حیاتِ پاک میں آقائے عالمؐ نے
اٹھائے جتنے بھی غم اور سہے تھے جتنے بھی صدمے

رہی تھیں ہر غم و صدمے میں بی بیؓ ساتھ آقاؐ کے
کسی سنگین صورت میں بھی بی بیؓ نہ ہٹیں پیچھے

خدیجہؓ کی حیاتِ پاک میں نہ وہ گھڑی آئی
کہ شادی کی کسی سے آپؐ نے نیت ہو فرمائی

نبوت کا تھا دسواں سال جب بی بی ہوئیں رخصت
نبیؐ نے دفن مکے میں کیا اور پھر سہی فرقت

ملا جو فرض سودہؓ کو، وہ خوبی سے نبھاتی ہیں

خدیجہؓ کا ہوا جب انتقال آقاؐ پریشاں تھے
گھریلو ذمہ داری کس پہ ڈالیں، سخت حیراں تھے

گزارش کی یہ خولہؓ[6] نے کہ آقاؐ عقد فرمالیں
کسی سے مانگوں رشتہ گر مناسب آپؐ یہ سمجھیں

کہا خولہ نے، بیوہ چاہیے تو سودہؓ[7] بیٹھی ہے
نسب میں، شکل میں، عادت میں، ہر صورت میں اچھی ہے

نبیؐ کے اک چچیرے کی تھیں بیوی، ہو گئیں بیوہ
میاں بیوی نے ہجرت کی، جب آئے لوٹ کے مکہ

تو رستے میں مرے سکران[8]، آقاؐ نے یہی سمجھا بہر صورت مناسب ہو گا سودہؓ سے مرا رشتہ
ہوئی شادی تو بی بیؓ نے محبت سے سنبھالا گھر کیا آزاد آقاؐ کو گھریلو فکر سے آ کر

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں عائشہؓ تشریف لاتی ہیں

ابھی تھیں عائشہؓ[9] مکے میں جب اُنؐ سے ہوئی شادی مدینے میں مگر آ کر ہوئی تھی رخصتی اُنؓ کی
رسول اللہؐ کی ساری بیویوں میں یہ کنواری تھیں سراپا خیر تھیں، آقاؐ کو سب سے بڑھ کے پیاری تھیں
یہ بی بیؓ ایک ہجری میں رسول اللہؐ کے گھر آئیں یہ ساتھ اپنے محبت اور خوشی کی کہکشاں لائیں
یہ تھیں آقاؐ کے پیارے اور یارِ غار کی بیٹی کوئی بھی علم میں عورت نہیں ثانی ہوئی اُنؓ کی
انہی کے حجرے میں آقاؐ، رفیقِ اعلیٰ میں پہنچے انہی کی گود میں لمحاتِ آخر آپؐ کے گزرے
حقیقت میں فضیلت اور عظمت کا یہ دریا ہیں رسول اللہؐ کے بارے میں مکمل اک حوالہ ہیں

سبھی باتوں میں حفصہؓ منفرد انداز رکھتی ہیں

ہوئی سن تین ہجری میں رسول اللہؐ سے جب شادی تھیں بیوہ حضرتِ حفصہؓ[10]، عمرؓ کی آپؓ تھیں بیٹی
ہوئیں رخصت رقیہؓ[11] تو عمرؓ کو یہ خیال آیا کہ کیوں نہ بی بی حفصہؓ کا کروں عثمانؓ سے رشتہ
وہ رشتہ لے کے آئے تو کہا عثمانؓ نے اُنؓ سے کہ وہؓ اس بارے میں سوچیں گے اور اُنؓ کو بتائیں گے
ہوئی پھر بات تو عثمانؓ نے اُنؓ سے یہ فرمایا ابھی میرا ارادہ ہی نہیں ہے شادی کرنے کا
عمرؓ نے آ کے تب بوبکرؓ سے کی بات رشتے کی جواباً اُنؓ سے بھی پائی عمرؓ نے صرف خاموشی
عمرؓ آئے، انہوں نے آپؐ سے آ کر شکایت کی کہا آقاؐ نے، تم کو رشتے کی ایسی ہے کیا جلدی
کہا، عثمانؓ کو بہتر ملے گی حفصہؓ سے بیوی تمہاری بیٹی کی شادی بھی بہتر شخص سے ہو گی
چنانچہ حضرتِ عثمان کو دی آپؐ نے دختر رسول اللہؐ نے حفصہؓ کو بنایا بیوی، لائے گھر

سخاوت میں مقامِ خاص زینب[12] بی بیؓ رکھتی ہیں

سراپا حلم، سخیوں کی سخی بھی ایک بیوہ تھیں حقیقت میں سخاوت کا عرب میں ایک دریا تھیں
بیاہی تھیں یہ جن سے پہلے، بی بیؓ کے چچیرے تھے عبیدہؓ[13] بدر میں زخمی ہوئے اور جان سے گزرے
ہوئیں بیوہ تو عبداللہؓ[14] سے بی بیؓ کی ہوئی شادی اُحد کی جنگ میں جن کو شہادت رب نے بخشی

تھا چوتھا سال ہجرت کا، ہوئی زینبؓ کی جب شادی — مہینے آٹھ ہی تک رہ سکی یہ خانہ آبادی
وفات آقائے عالمؐ کے، مقدس گھر میں ہی پائی — جنازے کی امامت خود رسول اللہؐ نے فرمائی

جو رائے امِ سلمہؓ دیتی ہیں، صائب وہ ہوتی ہے

ابو سلمہؓ[15] مرے تو ہند بی بیؓ[16] ہو گئیں بیوہ — تھا ہجرت کا یہ چوتھا سال، یہ صدمہ انہیں پہنچا
بیاہی تھیں ابو سلمہؓ سے، بی بیؓ کے چچیرے تھے — اُحد کی جنگ میں زخمی ہوئے، جانبر نہ ہو پائے
ہوئی آقاؐ سے جب شادی، تھا چوتھا سال ہجرت کا — بڑا چرچا تھا بی بیؓ ہند کی فہم و فراست کا
بنا عمرہ کیے آنا پڑا تھا جب صحابہؓ کو — حدیبیہ میں سب کو حکم آقاؐ نے دیا تھا جو
صحابہؓ نے نہیں تعمیل کی، بیٹھے رہے چپ چاپ — ہوئی تشویش، اس حالت میں جب خیمے میں آئے آپؐ
کہا بی بیؓ نے کہ غمگین ہیں، مایوس ہیں سارے — حقیقت یہ ہے کہ آقاؐ انہیں ہیں جان سے پیارے
نچھاور آپؐ کے اک حکم پر وہؓ جان کرتے ہیں — خدا کے بعد وہ بس آپؐ ہی پر مان کرتے ہیں
وہ نافرماں بنیں گے آپؐ کے، ایسا ہے ناممکن — گریزاں وہ رہیں گے آپؐ سے، ایسا ہے ناممکن
گزارش ہے کہ باہر جا کے سر اپنے کو منڈوائیں — کریں قربانی خاموشی سے، اُنؓ سے کچھ نہ فرمائیں
کریں گے آپؐ جو کچھ، وہ یقیناً کرتے جائیں گے — کیا ہے جو انہوں نے، اس پہ نادم خود کو پائیں گے
عمل آقائے عالمؐ نے کیا بی بیؓ کے کہنے پر — کیا جو آپؐ نے، سب نے کیا فوراً وہی اُٹھ کر
کسی نے بال کٹوائے، کسی نے سر کو منڈوایا — جو ناسمجھی ہوئی اُن سے، ہوئے اُس پر وہ شرمندہ
دعائے خیر آقاؐ نے سبھی کے حق میں فرمائی — ذہانت بی بیؓ کی کیا خوبصورت رنگ لے آئی
جو رائے دیتی تھیں، صائب ہمیشہ سمجھی جاتی تھی — کوئی بھی بات کم تر آپؐ کے لب پر نہ آتی تھی

رسول اللہ ﷺ کا زینبؓ سے فلک پر عقد ہوتا ہے

جحش کی بیٹی زینبؓ[17] آپؐ کی پھپھی کی بیٹی تھیں — رسول اللہؐ کے لے پالک سے پہلے وہ بیاہی تھیں
بنی نہ زیدؓ[18] و زینبؓ کی، مسائل کچھ ہوئے پیدا — طلاق ان سب مسائل کا ہے حل، دونوں نے یہ سوچا
یہ رشتہ آپؐ نے ہی حکمِ ربی پر تھا کروایا — نسب کا تھا تفاوت سو یہ رشتہ نبھ نہیں پایا
ہوئی جب پوری عدت، زیدؓ سے آقاؐ نے فرمایا — کہ میں زینبؓ سے شادی کر لوں، حکمِ ربی ہے آیا
ضروری ہے کہ تم جاؤ، مرا پیغام پہنچاؤ — رضا مندی تمہاری بھی ہے، دنیا کو یہ بتلاؤ

۵۳۵

وہاں تھی رسم، لے پالک کو بیٹا سمجھا جاتا تھا
برابر صلبی کے کچھ باتوں میں وہ وزن پاتا تھا

کوئی اپنے ہی لے پالک کی بیوہ سے کرے شادی
یا جس کو چھوڑ دے وہ، اس کی ہرگز نہ اجازت تھی

یہ رسمِ بد تھی جس کو توڑنا بے حد ضروری تھا
خدا نے آپؐ کو اس واسطے پیغام بھجوایا

تمہاراً عقد زینبؓ سے ہوا ہے آسمانوں پر
کرو یہ بات واضح تم زمانے بھر کے لوگوں پر

چنانچہ آپؐ کی شادی ہوئی یوں بی بیؓ زینب سے
یہ رسمِ بد خدا نے توڑ ڈالی آپؐ سے کہہ کے

یہ بی بیؓ پانچ ہجری میں بنی تھیں آپؐ کی بیوی
بہت عزت رسول اللہؐ کے گھر میں آپؐ نے پائی

قبیلہ بی بی برہؓ کے سبب آزاد ہوتا ہے

بنو المصطلق کے چشمے پر جب آپؐ پہنچے تھے
بنا کر قیدی کافی عورتوں، بچوں کو لائے تھے

وہاں سے قید ہو کے بی بیؓ[19] آ پہنچیں مدینے میں
ہوئی تقسیم تو آئی تھیں یہ ثابتؓ[20] کے حصے میں

کہا بی بیؓ نے ثابتؓ سے، مجھے آزاد فرمادیں
مقرر کر کے قیمت، آپؓ قیمت مجھؓ سے وہ لے لیں

مقرر ہو چکی قیمت تو آقاؐ کی طرف آئیں
تعارف اپنا کروا کر، جو باتیں تھیں وہ بتلائیں

گزارش کی، مدد کر کے مجھے دلوائیں آزادی
رسول اللہؐ نے آزادی دلائی، انؓ سے کی شادی

خبر شادی کی سنتے ہی، صحابہؓ نے سبھی قیدی
جو اُن کے پاس تھے، اُن کو رہائی اس لیے بخشی

کہ سسرالی ہیں آقاؐ کے، مناسب یہ نہیں لگتا
انہیں قیدی بنا کے رکھا جائے یہ نہیں اچھا

یہ سن تھا پانچ ہجری، آپؓ جب تشریف لائی تھیں
قبیلے کے لیے عزت کا باعث بن کے آئی تھیں

قبیلہ اور والد اُنؓ کے بھی ایمان لے آئے
رسول اللہؐ نے ان سب پر بہت احسان فرمائے

حبش میں رملہؓ کی شادی رسول اللہ ﷺ سے ہوتی ہے

عبید اللہ[21] کی شادی ہو گئی تھی بی بی رملہؓ[22] سے
حبش میں آ گئے تھے دونوں ہجرت مکہ سے کر کے

عبیداللہ ہوا مرتد تو بی بیؓ رہ گئیں تنہا
ملی جب یہ خبر آقاؐ کو، قاصد آپؐ نے بھیجا

نجاشی کی طرف اک عمروؓ[23] نے پیغام پہنچایا
دیا اک خط بھی جس میں آپؐ نے اُس کو یہ لکھا تھا

اگر رملہؓ ہوں راضی، اُنؓ سے میری شادی کروا دو
وکالت تم کرو میری، انہیں ہر بات سمجھا دو

نجاشی حکم کی تعمیل کر کے سرخرو ٹھہرا
بڑی عزت سے بی بیؓ کو مدینے اُس نے بھجوایا

یہ سن تھا سات جب رملہؓ ابوسفیان کی بیٹی
بنیں آقاؐ کی بیوی، یہ خدا نے اُن کو عزت دی

صفیہؓ سات ہجری میں نبی ﷺ کے گھر میں آتی ہیں

صفیہؓ[۲۴] جنگِ خیبر میں جو قیدی بن کے آئی تھیں
یہؓ خیبر آنے سے پہلے مدینے ہی میں رہتی تھیں

یہودی ابنِ اخطب کی تھیں بیٹی، شان والی تھیں
کنانہ[۲۵] جو کہ تھا سردار، یہؓ اُس سے بیاہی تھیں

کنانہ اپنی بدعہدی سے اپنی جان کھو بیٹھا
اسی بدعہدی میں اموال، گھر سے ہاتھ دھو بیٹھا

رسول اللہؐ سے دحیہؓ[۲۶] نے کہا اک لونڈی دیں مجھ کو
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو چاہو، وہی لے لو

انہوں نے چُن لیا جا کر صفیہؓ کو، صحابہؓ نے
گزارش کی کہ بی بیؓ ہیں بڑے اونچے گھرانے سے

فقط یہؓ آپؐ کے شایانِ شاں ہیں، آپؐ ہی رکھ لیں
کوئی بھی اور لونڈی جو وہ چاہیں دحیہؓ کو دے دیں

یہ سن تھا سات ہجری، بی بیؓ جب آقاؐ کے گھر آئیں
مرادیں آپؐ کے گھر میں سبھی بی بیؓ کی بر آئیں

رسول اللہ ﷺ کی شادی بی بی میمونہؓ سے ہوتی ہے

جب آئے آپؐ عمرہ پر تو کی میمونہؓ سے شادی
یہ تھیں خالدؓ[۲۷] کی خالہ، حضرت عباسؓ[۲۸] کی سالی

رسول اللہؐ نے اُنؓ کے پاس رشتہ اپنا بھجوایا
وکیل اپنا مقرر بی بی میمونہؓ نے فرمایا

یہ تھے عباسؓ، بہنوئی تھے بی بیؓ کے، انہوں نے ہی
رسول اللہؐ سے شادی کی ہر اک تفصیل طے کر لی

مقامِ سرف مکے سے ذرا سے فاصلہ پر تھا
یہی تھی وہ جگہ میمونہ بی بیؓ کا جہاں گھر تھا

یہیں سن سات ہجری میں ہوئی تھی بی بیؓ کی شادی
یہیں پر ایک بیوہ کو خوشی اللہ نے یہ بخشی

شرف کچھ اور مستورات بھی قربت کا پاتی ہیں

حیاتِ پاک میں آئی تھیں کچھ دیگر خواتیں بھی
جنہیں تھی منزلت حاصل کنیزوں یا سراری کی

مقوقس نے نبیؐ کو تحفے میں دو لڑکیاں بھیجیں
یہ دونوں قبطی تھیں، آقاؐ کی خدمت میں یہ جب آئیں

رسول اللہؐ نے اپنے پاس بی بی ماریہؓ رکھی
جو لونڈی دوسری تھی، آپؐ نے حسانؓ کو بخشی

پسر آقاؐ کے ابراہیمؓ، بی بی ماریہؓ سے تھے
ابھی چھوٹے سے تھے کہ آپؓ اللہ کو ہوئے پیارے

نفیسہ اور جمیلہ کے علاوہ بی بی ریحانہؓ[۲۹]
یہ تینوں لونڈیاں تھیں، کچھ صحابہؓ کا ہے فرمانا

رسول اللہؐ کے روشن گھر میں گیارہ بیویاں آئیں
جنہوں نے رحمتیں، خوشیاں سمیٹیں، عظمتیں پائیں

حیاتِ پاک میں دو بیویوں نے پائی تھی رحلت
خدیجہؓ اور زینبؓ[۳۰] کی سہی تھی آپؐ نے فرقت

ہوئے تھے آپؐ جب رخصت تو تھیں نو بیویاں زندہ
جنہوں نے آپؐ کی فرقت کا صدمہ عمر بھر جھیلا

٥٣٧

رسول اللہؐ کا گھر مرکز ریاضت کا، عبادت کا — کیا حق اہلِ خانہ نے ادا پورا سیادت کا
سخاوت، زہد و تقویٰ کی علامت آپؐ کا گھر ہے — بھلا یوں کیوں نہ ہو، ہر خیر ہی شانِ پیمبرؐ ہے

توضیحات و حوالہ جات

۱۔ ام المومنین سیدہ خدیجہؓ بنتِ خویلد
۲۔ حضرت ابراہیمؓ ابن محمد ﷺ
۳۔ حضرت عبداللہ اور حضرت قاسمؓ۔ آپ ﷺ کے صاحبزادوں کے اسمائے گرامی ہیں۔
۴۔ سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ اُمِ کلثومؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کے اسمائے گرامی ہیں۔
۵۔ حضرت حسن اور حضرت حسینؓ
۶۔ حضرت خولہؓ بنتِ حکیم
۷۔ ام المومنین سیدہ سودہؓ بنتِ زمعہ
۸۔ سکران بن عمرو
۹۔ ام المومنین سیدہ عائشہؓ بنتِ ابوبکر عبداللہؓ
۱۰۔ ام المومنین سیدہ حفصہ بنتِ عمرؓ
۱۱۔ سیدہ رقیہؓ بنتِ محمد ﷺ
۱۲۔ ام المومنین سیدہ زینب بنتِ خزیمہؓ
۱۳۔ حضرت عبیدہؓ ابن حارث
۱۴۔ حضرت عبداللہؓ بن جحش
۱۵۔ حضرت ابوسلمہ عبداللہؓ بن الاسد
۱۶۔ ام المومنین سیدہ ہندؓ بنتِ ابی امیہ
۱۷۔ ام المومنین سیدہ زینبؓ بنتِ جحش۔ آپؓ حضرت امیمہؓ بنتِ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔
۱۸۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ
۱۹۔ ام المومنین جویریہؓ بنتِ حارث
۲۰۔ حضرت ثابتؓ بن قیس
۲۱۔ عبیداللہ بن جحش
۲۲۔ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رملہؓ بنتِ ابوسفیان صخر
۲۳۔ حضرت عمرو ابنِ امیہ ضمری
۲۴۔ ام المومنین سیدہ صفیہؓ بنتِ حیی ابنِ اخطب
۲۵۔ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق
۲۶۔ حضرت دحیہؓ بن خلیفہ کلبی
۲۷۔ حضرت خالدؓ بن ولید
۲۸۔ حضرت عباسؓ ابنِ عبدالمطلب
۲۹۔ ریحانہؓ بنتِ شمعون
۳۰۔ ام المومنین سیدہ زینبؓ بنتِ خزیمہ

باب

۵۶

جہاں میں آپ ﷺ ہی انسانِ کامل بن کے آتے ہیں

۵۳۹

جہاں میں آپ ﷺ ہی انسانِ کامل بن کے آتے ہیں

رسول اللہؐ سا انساں کوئی آیا ہے، نہ آئے گا
وہؐ لائے ہیں جو رحمت، کوئی لایا ہے، نہ لائے گا

جب آئے آپؐ، دنیا پر جہالت کی تھی سلطانی
رسول اللہؐ نے پھیلایا جہاں میں نورِ ایمانی

عرب میں اک خدا کا نام لیوا ہی نہ تھا کوئی
عجب تھی زندگی کہ جس کا تھا نہ ضابطہ کوئی

کوئی تھا ناتواں تو یہ بڑا ہی جرم تھا اُس کا
اگر کوئی تھا جابر، مانتے تھے سب کہا اُس کا

خدا کی اس زمیں پر پتھروں کی حکمرانی تھی
عبادت کا الگ قصہ، الگ ہی کچھ کہانی تھی

برائی کا جہاں پر راج تھا اور بول بالا تھا
اگر کوئی تھا سچا تو، زباں پر اُس کی تالا تھا

کسی کو تھا نہ ذرہ بھر کوئی احساس عزت کا
کوئی قائل نہیں تھا آدمیت یا شرافت کا

امانت میں خیانت کو ہنر وہ لوگ کہتے تھے
امانت کو ہڑپ کرنے کی کوشش ہی میں رہتے تھے

وہ چوری، رہزنی کو ہی دلیری کا نشاں کہتے
بڑھے جو خون ریزی میں اُسے مرد و جواں کہتے

زناکاری و مے نوشی، فضیلت کی علامت تھی
جہاں میں رسمِ شر عظمت تھی، رسمِ خیر ذلت تھی

یہاں آوے کا آوا ہی عجب انداز میں بگڑا
کہیں بھی کوئی امکاں اب رہا نہ تھا بھلائی کا

یہ وہ حالات تھے جن میں خدا نے آپؐ کو بھیجا
پلٹ کر سرورِ عالمؐ نے رکھ دی دنیا کی کایا

سبھی کاذب ہیں، اک صادقؐ نے حیراں کر دیا سب کو
سبھی حیواں ہیں، اک انساں نے انساں کر دیا سب کو

حیاتِ پاکؐ اک اعجاز ہے تاریخِ عالم میں
وہ اک بچہ کہ جس نے آنکھ کھولی حزن میں، غم میں

ملا ماحول کہ جس میں فقط ہے جھوٹ کا چرچا
مگر اُس نے بہر صورت ہمیشہ سچ ہی ہے بولا

لڑکپن اور جوانی میں بھی وہ کردار پایا ہے
کہ جس پر عظمتِ کردار ہی کا رنگ چھایا ہے

ذرا سا جھول بھی اس میں نظر ہرگز نہیں آتا
مخالف بھی نہیں لب پر شکایت آپؐ کی لاتا

کیا جس نے بھلا، اُس کو ہمیشہ یاد رکھا ہے
اُسے دل میں جگہ دی ہے، محبت سے نوازا ہے

ابو طالبؑ نے کی ہے پرورش تو مدتوں اُن کو
ہمیشہ دے دیا ہے لا کے دن بھر میں کمایا جو

چرائیں بکریاں اُن کی، چلایا گھر کو محنت سے
ہمیشہ اُن کی خدمت کی، دل و جاں سے، محبت سے

تجارت کی تو اس میں جھوٹ ہرگز نہ کیا شامل
خریدا سچ بتا کے، بیچا تو سچ سے کیا قائل

۵۴۰

کسی سے کر لیا وعدہ، بہر صورت کیا پورا — کسی کو ایک کوڑی کا کبھی نقصاں نہ پہنچایا
وہی کھایا، کمایا آپؐ نے جو اپنی محنت سے — بڑے ہی صاف ستھرے طور سے، پوری صداقت سے
امانت جس نے دی، اُس کو امانت اُس کی لوٹائی — خیانت آپؐ نے اس میں کسی صورت نہ فرمائی
نبوت کی عطا سے پہلے کا کردار بھی روشن — ہر اک گفتار بھی روشن، سبھی اطوار بھی روشن
حیا وہ کہ حیا جو آپؐ کو دیکھے تو شرمائے — برائی آپؐ کے نزدیک آنے سے بھی گھبرائے
کوئی بھی ہو، خلوصِ دل سے عزت آپ کرتے ہیں — ہر اک چھوٹے سے الفت اور شفقت آپ کرتے ہیں
ادب کرنا بڑوں کا آپؐ کے نزدیک لازم ہے — جو گستاخی کرے وہ آپؐ کے نزدیک ظالم ہے
اگرچہ امِ ایمنؓ آپؐ کی موروثی لونڈی تھی — مگر آقاؐ یہ کہتے میری امی بعد ہے امی
ہوئی شادی تو بیوی پر محبت یوں نچھاور کی — خدیجہؓ کو کسی شے کی کمی نہ رہ گئی باقی
ہیں جتنی بیویاں، سب کی وہ عزت دل سے کرتے ہیں — نا انصافی نہ ہو جائے، خدا سے اتنا ڈرتے ہیں
مقرر سب کی ہے باری، ذرا انصاف تو دیکھیں — نہیں ہوتی کمی بیشی، ذرا انصاف تو دیکھیں
ہر اک بیوی کی دل جوئی پہ دیتے ہیں توجہ آپؐ — مساوی طور پر سب ہی پہ دیتے ہیں توجہ آپؐ
نبوت جب ملی تو آپؐ نے پورے سلیقے سے — دیے انجام مشکل کام سب اچھے طریقے سے
ستم جھیلے تو جھیلے صبر سے، پورے تحمل سے — سہے اس راستے پر وار ہر اپنے پرائے کے
دیا لالچ، ڈرایا آپؐ کو ہو رات یا کہ دن — ہٹانا آپؐ کو لیکن صداقت سے تھا نا ممکن
خدا کے حکم کی تعمیل اس خوبی سے فرمائی — کہ خوشنودی بہر صورت خدا کی آپؐ نے پائی
لیا جب نام اللہ کا، خدائی ہو گئی دشمن — ہر اک لمحے مصیبت اک نئی تھی، اک نئی الجھن
مگر آقائے عالمؐ کو خدا نے حوصلہ بخشا — بڑے ہی حوصلے سے ہر نئی الجھن کو سلجھایا
ہوئے جب جان کے دشمن سبھی اہلِ ستم، آقاؐ — بڑی حکمت سے یثرب آ گئے تھے چھوڑ کر مکہ
خدا کے نام پر گھر بار بھی قربان کر ڈالا — کیا قربان یوں کہ پھر پلٹ کر بھی نہیں دیکھا
مسلط مشرکوں نے آپؐ پر کر دی تھیں جب جنگیں — انوکھی تب چلیں سالارِ اعظمؐ نے سبھی چالیں
عدو کی برتری کو حکمتوں سے مات دے ڈالی — سپہ میں قوتِ ایمان ایسی آپؐ نے بھر دی
کہ مٹھی بھر سپاہی اب ہزاروں سے نہ گھبراتے — نہ ہٹتے اک قدم پیچھے، وہ چاہے جان سے جاتے
قیادت جیسے فرمائی، نظیر اس کی نہیں ملتی — لڑایا فوج کو یوں، اس طرح لڑتے نہیں دیکھی
سپہ سالار میداں میں کہیں چھپ کر نہیں بیٹھا — سپہ کے ساتھ ہی میداں میں اترا، ساتھ ہی ٹھہرا

٥٤١

اُحد ہو یا حُنین ان میں جہاں مشکل گھڑی آئی
تو آقاؐ ہی کے دم سے صورتِ احوال تھی بدلی

سپہ سالار آقاؐ سا فلک نے ہے کہاں دیکھا
کہ جنؑ کی فکر کی عظمت کو کوئی چھو نہیں پایا

اگر ہوں امن کی باتیں تو آقاؐ سب سے آگے ہیں
برائے امن ہر اک شرط کو منظور کرتے ہیں

وہ حاکم ہیں کہ ہے ہر حکم میں پہلو بھلائی کا
وہ کرتے ہیں تقاضا عدل کا ہر حال میں پورا

وہ آقاؐ ہیں، غلام اپنے کو زحمت ہی نہیں دیتے
کوئی بھی کام ہو، اُٹھ کر وہ آقاؐ خود ہیں کر لیتے

عجب استاد ہیں، سب کو پڑھاتے ہیں حلاوت سے
کوئی بھی بات ہو، سب کو بتاتے ہیں محبت سے

ہر اک الجھن کو اک لمحے میں سلجھانے پہ قادر ہیں
ہر اک بگڑی بنانے میں بھی سب سے بڑھ کے ماہر ہیں

خطیب ایسے کہ ہر اک لفظ میں حکمت ہے پوشیدہ
محبت پھوٹی پڑتی ہے عجب ہے آپ کا لہجہ

عجب انداز ہے کہ لفظ گننا چاہو تو گن لو
سنے جو موم ہو جائے، مقابل چاہے پتھر ہو

سخی ایسے کہ سب قربان کر دیں راہِ مولا میں
نظر آتا نہیں ہے آپؐ سا کوئی بھی دنیا میں

پدر ایسے کہ شفقت آپؐ ہی پر ناز کرتی ہے
پسر ایسے، سعادت آپ ہی پر ناز کرتی ہے

وہ ہمسائے کہ ہمسائے کے ہر اک دکھ کو جھیلیں آپؐ
کوئی درپیش ہو مشکل کسی کو، ذمہ لے لیں آپؐ

وہ منصف ہیں، بہرصورت فقط انصاف کرتے ہیں
جو ہو مجرم، اُسی پر ہی فقط الزام دھرتے ہیں

سزا ہو یا جزا، سب سے مساوی اس کا پیمانہ
رویہ سب سے یکساں ہے، وہ اپنا ہے یا بیگانہ

معافی اپنے دشمن کو عطا کرنے میں لاثانی
معافی آپؐ نے حمزہؓ کے قاتل[۳] کو عطا کر دی

نواسے کا جو قاتل[۴] تھا، اسے بھی بخش ڈالا تھا
جنازہ آپؐ نے عبداللہ[۵] کا جا کر پڑھایا تھا

معافی آپؐ نے زینب[۶] کو دی جس نے دیا تھا زہر
معافی دی اُسے جس جس نے آقاؐ پر کیا تھا قہر

نبیؐ ایسے کہ رحمت بن کے اس دنیا میں آئے ہیں
کرم، احسان اور شفقت کا ہر انداز لائے ہیں

ہمیشہ آپؐ کو امت کی بے حد فکر رہتی ہے
نہیں ہے آپؐ کو کچھ کی، یہ لاحق فکر سب کی ہے

یہاں کی کیا، گئے معراج پر تو تھی اسی کی فکر
نمازوں کا وہاں اللہ سے جب ہونے لگا تھا ذکر

نمازیں آپؐ نے کروائیں کم، اب پانچ ہیں باقی
بھلائی آپؐ نے اس میں ہی سمجھی اپنی امت کی

دُعا فرماتے اکثر رو کے، ''اے اللہ! مری امت؟''
ہمیشہ مانگتے اللہ سے امت کے لیے راحت

ہوئے مہماں کسی کے، جو دیا اُس نے، وہی کھایا
پریشاں میزباں کو آپؐ نے ہرگز نہ فرمایا

کوئی مہماں ہوا تو جان و دل سے اُس کی عزت کی
جہاں تک ہو سکا اُس کی بڑی چاہت سے خدمت کی

عبادت اس طرح کی، پاؤں اکثر سوج جاتے تھے
خدا کے سامنے شب بھر، حضورؐ آنسو بہاتے تھے

وہ عالم ہیں، کوئی بھی علم کا نکتہ نہیں مخفی
بتائی آپؐ نے فوراً کسی نے بات جو پوچھی

عرب کی سب زبانوں کا مکمل علم ہے حاصل
جہاں سے آیا جو، اُس کی زباں ہی میں کیا قائل

غلط اک لفظ ساری زندگی لب پر نہیں آیا
وہ ٹھہرا معتبر آقاؐ نے جو بھی لفظ فرمایا

ہر اک سختی کو ٹالا آپؐ نے انس و محبت سے
درشتی کی نفی کی آپؐ نے حلم و حلاوت سے

کسی کو آپؐ نے تاعمر شرمندہ نہ فرمایا
کسی کا عیب آقاؐ کے کبھی لب پر نہیں آیا

غرض ہر اک عمل میں زندگی کے آپؐ لاثانی
ہر اک مثبت رویے میں بہر صورت ہیں لافانی

کمال آقاؐ کو ہے ہر اک عمل، ہر بات میں حاصل
فقط آقائے عالمؐ ہیں سبھی اوصاف میں کامل

۵۴۳

توضیحات وحوالہ جات

۱۔ ابوطالب عبدِ مناف ابنِ عبدالمطلب شیبہ

۲۔ حضرت ام ایمن برکہؓ زوجہ حضرت زیدؓ بن حارثہ۔ آپؓ کے والد کا نام ثعلبہ بن عمرو تھا

۳۔ وحشی بن حرب

۴۔ ہبار بن اسود

۵۔ عبداللہ بن ابی

۶۔ زینب بنتِ حارث جو یہودی سردار سلام بن مشکم کی بیوی تھی

منظوم سیرت النبی ﷺ ۔۔۔۔ایک علمی وادبی شاہکار

خورشید ناظر ایک شاعر، نقاد، محقق اور سفر نامہ نگار ہیں، اور ایک دردمند دل رکھنے والے انسان۔ وہ اپنے ذوق وشوق کے دائرہ میں مسلسل مصروفِ تخلیق رہتے ہیں۔ ۱۹۹۸ء میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد انہوں نے ''ہر قدم روشنی'' کے عنوان سے ایک سفر نامۂ حج لکھا، جسے ادبی حلقوں میں بے حد پسند کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محبتِ رسولؐ کا وہ پودا جو سفرِ حج کے بعد ان کے باطن میں لہلہایا اور ''ہر قدم روشنی'' کی صورت میں معرضِ عالم میں ظاہر ہوا، اب ''منظوم سیرت النبیؐ '' کی صورت میں ایک خوب صورت، تناور درخت بن چکا ہے۔ تقریباً ساڑھے سات ہزار اشعار پر مشتمل اس کتاب کی تخلیق ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی سرانجام دہی محبتِ رسولؐ اور خدا کی رحمتِ خاص کے بغیر ممکن نہیں۔ بلاشبہ خورشید ناظر نے یہ کتاب لکھ کر ثوابِ دارین کمایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ادب کے میدان میں عظیم قومی خدمت سرانجام دی ہے۔

موضوع کے لحاظ سے منظوم سیرت النبیؐ کا وصفِ خاص اس کے مصنف کا علمی اور تحقیقی رویہ ہے۔ بعض سیرت نگار واقعات کے انتخاب اور ان کے بیان میں دانستہ یا نادانستہ اپنے مسلک کے زیر اثر آجاتے ہیں۔ وہ بعض واقعات یا حالات سے صرفِ نظر کر جاتے ہیں اور بعض دوسرے واقعات یا حالات پر غیر معمولی توجہ صرف کرتے ہیں۔ خورشید ناظر نے اس سلسلے میں مکمل غیر جانبداری، تحقیق اور اعتدال سے کام لیا ہے۔ وہ ہر واقعہ یا صورت حال کو، جس کی سیرت النبیؐ کے حوالے سے اہمیت ہے، مناسب تفصیل کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں۔

نہ صرف یہ کہ خورشید ناظر واقعات کا انتخاب کسی خاص نقطۂ نظر کے تحت نہیں کرتے بلکہ متنِ واقعہ کے بیان میں بھی اپنا تاثر داخل نہیں کرتے، بلکہ اس کے بعد الگ طور پر اپنا تبصرہ پیش کر دیتے ہیں۔ کتاب میں تبصروں کی فراوانی ہے۔ اکثر ابواب کے شروع اور آخر میں تبصرے کی صورت نظر آتی ہے۔ یہ تمام تبصرے علمی اور غیر جانبدارانہ ہیں۔

خورشید ناظر نے تحقیق و تجسس سے کام لیتے ہوئے بعض مواقع پر نکتہ آفرینی بھی کی ہے۔ مثلاً جنگِ احزاب کے بعد اس جنگ کے اصل محرک حی ابنِ اخطب کی بنو قریظہ کے قلعے سے برآمدگی کو اس امر کی دلیل

کے طور پر نمایاں کیا ہے کہ بنو قریظہ کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا وہ ظلم نہ تھا، عین انصاف تھا۔

واقعات و حالات کا مسلسل غیر جانبدارانہ بیان بنیادی طور پر تاریخ نگاری کی ذیل میں آتا ہے۔ سیرت کو تاریخِ محض سے ممیّز کرنے کے لیے خورشید ناظر نے گاہے بگاہے واقعات کو اس انداز سے نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے جس سے واقعات کے بطون میں نبی اکرمؐ کی فراست اور حکمت جھلکتی نظر آئے۔

خورشید ناظر نے صرف معنوی سطح پر ہی نہیں، لفظی سطح پر بھی دادِ تحقیق دی ہے۔ بعض اصحابِ رسولؐ کی کنیت ان کے اصل نام سے زیادہ مشہور و معروف تھی۔ تاریخ و سیرت کی کتابوں میں ہمیشہ ان کی کنیت ہی لکھی جاتی ہے اور ان کے اصلی نام ہم بھول چکے ہیں۔ خورشید ناظر نے بڑی تحقیق اور محنت سے بہت سے اصحاب کے اصل نام معلوم کیے مثلاً حضرات ابو ہریرہؓ، ابو ایوب انصاریؓ، ابو سفیانؓ، امِ ہانیؓ اور ابو طالب کے اصل نام شاید اس کتاب میں پہلی بار نظر آئیں۔

کتاب کے ہر باب کے آخر میں ضروری توضیحات و حوالہ جات درج ہیں، جو واقعات و شخصیات کو صحیح طور پر سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ خالصتاً ایک تحقیقی رویہ ہے۔

اب کچھ کتاب کی منظوم ہیئت کے بارے میں۔ نثر نظم سے مختلف ایک ہیئتِ اظہار ہے۔ نثر نگاری کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں اور نظم نگاری کے اپنے۔ نثر واقعیت، تسلسل، استدلال، صفائی، سادگی اور وضاحت کو پسند کرتی ہے، جب کہ نظم، خصوصاً پابند نظم میں، نہ صرف قافیہ و ردیف کا اہتمام کرنا ہوتا ہے بلکہ حسنِ کلام کے لیے بیان کے مجازی پیرائے بھی اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ ایسا نہ کیا جائے تو نظم کا معیار متاثر ہوتا ہے۔ خورشید ناظر نے سیرت نگاری کے لیے نظم اور اس میں مثنوی کی ہیئت کو پسند کیا ہے۔ انہوں نے سیرت کے موضوع کی عظمت، تقدس اور متانت کے پیشِ نظر اپنے مطمحِ نظر کی استدلال، صفائی اور سادگی سے وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ سیرت کو شعری روپ میں اس طرح ڈھالا ہے کہ یہ زیادہ دل کش اور جذبہ انگیز ہوگئی ہے جس سے سیرت کے نقوش قاری کے فکر و شعور سے آگے بڑھ کر اس کے ذوق و وجدان کا حصہ بن گئے ہیں۔ یہ "جام و سنداں باختن" والی صورتِ حال ہے اور خورشید ناظر نے اس صورتِ حال کو کامیابی سے نبھایا ہے۔

خورشید ناظر بالعموم بیانیہ اسلوب تحریر اختیار کرتے ہیں۔ اس روش کے باعث وہ ایک کامیاب واقعیت نگار بن کر سامنے آئے ہیں۔ واقعات کو بیان کرتے ہوئے ان کے اشعار باہم اس قدر مربوط ہوتے ہیں کہ ایک بھی شعر، بلکہ ایک مصرع بھی، درمیان سے نکال دیں تو سلسلۂ بیان ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کا کمال یہ

٥٤٦

۵۴۷

ہے کہ وہ مکالمے بھی متکلمین کے اپنے الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔ ان کے مطمحِ نظر کے پیش نظر یہ ایک مفید اور مستحسن کوشش ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مصنف کا بیانیہ اسلوب محض سادہ اور سپاٹ ہے، بلکہ اس میں جذبہ واحساس کی ایک زیریں رو ہمیشہ ساتھ ساتھ چلتی ہے جو قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھتی ہے۔ ردیف قافیہ کا لطف اس پر مستزاد ہے، اور شاعر نے حسبِ موقع اسلوب کو بدلا بھی ہے۔

کتاب میں شاعر کی فنی مہارت اور اسلوب کی دلکشی اور تاثیر کے بہت سے پہلو اور بہت سے مواقع موجود ہیں۔ سب سے پہلے تو قاری کتاب کی ترتیب ابواب سے متاثر ہوتا ہے۔ ۵۶ ابواب اور ان میں قائم کیے گئے سبھی ضمنی عنوانات مصرعوں کی صورت میں ہیں۔ یہ مصرعے کم وبیش ۵۰۰ کی تعداد میں ہیں، اور سب میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ ان کے آخر میں صیغۂ حاضر کا فعل آتا ہے۔ تمام مصرعے بہت خوبصورت ہیں۔ مصرعوں میں عنوان باندھنے کا یہ تجربہ ایک خوبصورت اور منفرد تجربہ ہے۔

اشخاص اور مقامات کے اسماء اور اشیاء واسباب کی تفصیل و تعداد کو شعر میں باندھنا آسان نہیں، خصوصاً ایک ترتیبِ خاص کے اہتمام کے ساتھ۔ خورشید ناظر ایسے مراحل سے ہمیشہ سرخرو نکلے ہیں۔ ایک مثال:

چنا بارہ نقیبوں کو، تھے نو تو ان میں خزرج کے　　　تھے باقی اوس سے، بارہ کے بارہ ہی معزز تھے

تھے خزرج سے تو اسعد بن زرارہؓ، سعدؓ وعبداللہؓ　　　عبادہؓ، ابنِ عمروؓ و بن عبادہؓ، حضرتِ براءؓ

علاوہ ان کے منذرؓ اور رافعؓ کو ملا رتبہ　　　ہوئے ثابت عمل سے یہ رسول اللہؐ کے سب شیدا

رفاعہؓ اور اسیدؓ و سعدؓ، تینوں اوس سے آئے　　　ادا عمدہ طریقے سے فرائض سب نے فرمائے

کتاب میں جہاں جہاں کسی صورتِ حال کی تصویر کشی کی گئی ہے، بہت مؤثر اور جذبہ انگیز ہے۔ مثلاً یہ اشعار۔۔۔۔۔غزوۂ بدر کے موقع پر میدانِ جنگ کی منظر کشی:

عجب منظر تھا تلواریں جھنکتیں، تیر چلتے تھے　　　نظر جس سمت اٹھتی خون کے چشمے ابلتے تھے

بڑا گھمسان کا رن پڑ رہا تھا، شور تھا ہر سو　　　لڑائی کا حقیقت میں بڑا ہی زور تھا ہر سو

کہیں انسان کٹتے تھے، کہیں تھے جانور کٹتے　　　اکٹھے ہو کے آتے، ٹولیوں میں خود بخود بٹتے

وہ عالم تھا کہ لفظوں میں بیاں ہے جس کا ناممکن　　　بتانا یہ، لڑائی کون جیتے گا، تھا نا ممکن

فتح مکہ کے موقع پر شہر مکہ میں نبی اکرم ﷺ کے ورودِ مسعود کا منظر بھی دیکھیے:

وہ رستے سامنے تھے جن پہ پتھر آپؐ کھاتے تھے	وہ رستے آپؐ کو ماضی کے سب قصے سناتے تھے
کبھی وہ گالیاں کانوں میں اب تک گونجتی ہوں گی	بری نظمیں جو اروئی نے کہی ہوں گی، پڑھی ہوں گی
جو گھاٹی میں گزارے سال ان کا ایک اک لمحہ	رسول اللہؐ کے دل پر زخم بن کے پوچھتا ہوگا
کہ اپنوں کے ستم کیسے بھلائیں گے مرے آقاؐ	اب اپنے گھر، بتائیں، کیسے جائیں گے، مرے آقاؐ
شبِ ہجرت کا ہر پل دل پہ دستک دے رہا ہوگا	جنہوں نے ظلم ڈھائے، نام ان کے لے رہا ہوگا
مگر آقاؐ جھکائے سر تھے مصروفِ ثنا ایسے	نبیؐ کے ساتھ ماضی میں ہوا کچھ بھی نہ تھا جیسے

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''منظوم سیرت النبی ﷺ'' اعلیٰ علمی و تحقیقی معیار کی حامل ایک ایسی کتاب ہے جس کی منظوم ہیئت اس کی دلکشی اور تاثیر میں اضافہ کرتی ہے۔ بلاشبہ اس علمی و ادبی شاہکار کی تخلیق پر مصنف مبارک باد کا مستحق ہے۔۔۔۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

پروفیسر محمد لطیف

۵۴۸

منظوم سیرت النبی ﷺ کا شاعر۔۔۔۔۔۔۔خورشید ناظر

حضرت آدمؑ سے آنحضرت ﷺ تک ایک لاکھ اسی ہزار اور بعض روایات کی روشنی میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام گزرے ہیں لیکن آج ہم ان میں سے بیشتر کے اسمائے گرامی تک سے ناواقف ہیں۔صرف یہی نہیں بلکہ ہمیں اُن چند انبیائے کرام کے علاوہ جو سرزمین عرب میں مبعوث ہوئے، یہ بھی معلوم نہیں کہ آسٹریلیا، جاپان، انڈونیشیا، ملائیشیا، چین، ہندوستان، ایران، افغانستان، یورپ اور امریکہ وغیرہ میں بھی کوئی نبی مبعوث ہوئے تھے یا نہیں۔اس کے علاوہ یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ بہت سے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی اس طرح خلط ملط ہو گئے ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے الگ الگ شناخت کرنا بھی ایک مسئلہ ہے۔ مثال کے طور پر بعض مفسرین کی رائے میں حضرتِ ذوالکفل درحقیقت مہاتما بدھ کا ہی نام ہے۔اسی طرح کہا جاتا ہے کہ حضرتِ نوحؑ کی قوم اپنے نبی سے بچھڑ گئی اور اب برِصغیر کے اکناف میں بسی ہوئی ہے۔

صورتِ حال یہ ہو تو پھر ان محترم انبیائے کرام کی تعلیمات اور شخصیات کو کون جان سکتا ہے؟ لیکن ایسے میں اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کا خیال فرمایئے کہ ہمارے رسولِ مقبول ﷺ کی شخصیتِ مبارکہ ہی نہیں بلکہ حضرتِ عبداللہ سے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام تک اسلاف کا سارا سلسلہ روشنیوں میں نہایا ہوا ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے عزیز واقارب، اصحابِ عظام، دوست اور دشمن سب کی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ روزِ روشن کی طرح ظاہر وعیاں ہے۔کمال یہ ہے کہ جب وڈیو اور آڈیو سسٹم بھی نہیں تھا تو بھی علمائے انساب، صحابۂ کرامؓ، ازواجِ مطہراتؓ، محدثین، تابعین نے آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ایک ایک لمحہ یوں محفوظ کر رکھا ہے کہ اگر ہم ماضی میں سفر کر سکیں تو آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو اپنی آنکھوں سے نظارہ کر کے ہر طرح کا اطمینان وسکونِ قلب بہم پہنچا سکتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی احادیث اور سنتیں جمع کرنے کا کام ابتدائے اسلام ہی سے شروع ہو گیا تھا اور سیرتِ ابنِ اسحاق اس سلسلے کی پہلی مبارک کڑی ہے۔اس کے بعد بڑا کام سیرتِ ابنِ ہشام کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے اور پھر دنیا کی مختلف زبانوں میں سیرت کا عظیم سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

اردو میں سیرت کی پہلی اور مکمل کتاب ''سیرت النبی ﷺ'' از مولانا شبلی نعمانی ہے جس کی ساڑھے

۵۴۹

چار جلدیں مولانا شبلی نعمانی کے شاگردِ عزیز سیّد سلیمان ندوی نے مکمل کی ہیں۔ اس کے بعد اردو سیرت پر کام کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا ہے جو ہم دیکھتے ہیں لیکن یہ سب کچھ نثر کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ اردو نظم میں سیرت النبی ﷺ مکمل طور پر نہیں لکھی گئی۔ بعض لوگ حفیظ جالندھری کے شاہنامہ کو سیرت کی کتاب سمجھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ آنحضرت ﷺ سے لے کر آگے بہت زمانے تک کی منظوم تاریخ ہے۔ اسی طرح عبدالعزیز خالد کی کچھ منظوم کتابیں مثلاً ''فارقلیط'' کو سیرت کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے لیکن اِن کا شمار بھی طویل نعتیہ منظومات میں تو ہوسکتا ہے لیکن انہیں خالصتاً سیرت میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

اردو میں منظوم ''سیرتِ طیبہ ﷺ'' از جاوید القادری لکھی گئی ہے لیکن وہ شعری محاسن تو کجا فنِ شاعری کے بہت سے تقاضوں کو بھی پورا نہیں کرتی۔ اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ سیرت منظوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں سیرت نگار کامیاب نہیں ہوئے۔

میں حضرتِ خورشید ناظر کو گزشتہ اٹھائیس برسوں سے جانتا ہوں۔ اِن کی شخصیت کے اچھے بُرے تمام پہلو میرے سامنے ہیں۔ اِن کے خوبصورت شعری ذوق کا میں ہمیشہ معترف رہا ہوں۔ یہ صاف سے صاف شعر کہنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں اور انتہائی گنجلک الجھے ہوئے خیال کو بھی نظم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں اور درست ہی کہتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شعر کہنے کا ایک اچھا کارخانہ عطا فرمایا ہے۔ اچھے کا لفظ وہ خود بھی استعمال کرتے ہیں اور میں بھی بہت سوچ سمجھ کر استعمال کر رہا ہوں اس لیے کہ بہت سے لوگ شعر کہتے ہیں، بے شمار شعری مجموعے لکھ ڈالتے ہیں لیکن اُن کے نصیب میں نعت کا ایک شعر بھی نہیں ہوتا اور ہو بھی تو وہ خود اچھے مسلمان نہیں ہوتے۔ خورشید ناظر ایک اچھے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے مسلمان بھی ہیں۔ میرے نزدیک آج کل اچھے مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ اسلام کے پانچوں ارکان پر عامل ہو، حقوق العباد پر اُس کی توجہ ہو اور اپنی زندگی میں کوئی نیا مثبت کام کر رہا ہو۔ جب میں ان تینوں حوالوں سے خورشید ناظر کی شخصیت کا جائزہ لیتا ہوں تو میں اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اچھے مسلمان ہیں۔

کبھی کبھی مجھے یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خورشید ناظر کو اردو نثر و نظم لکھنے کی صلاحیت ہی اس لیے دی تھی کہ وہ نعت لکھیں، ہر قدم روشنی جیسا عقیدتوں میں ڈوبا ہوا سفر نامۂ حج لکھیں اور پھر اس کے بعد سلام اور درود شریف کا وِرد کرتے ہوئے بیسیوں سیرتوں کا مطالعہ کر کے اپنی بلند پایہ منظوم سیرت النبی ﷺ اس طرح مرتب کریں کہ سیرت النبی ﷺ کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی نظر انداز نہ ہو سکے اور نہ ہی کہیں مبالغے کی وجہ

سے کوئی ایسی صورت پیدا ہو جو سیرت کے موضوع سے لگا نہ کھاتی ہو۔

یوں تو سیرت پر گفتگو ہوتی رہے گی لیکن اس کے بہت سارے پہلو بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ اوّل یہ کہ منظوم سیرت النبی ﷺ میں آنے والے تمام عنوانات بھی ہر قدم روشنی کے عنوانات کی طرح منظوم ہیں اور اِن سب کا طریقۂ کار بھی یکساں ہے، مثلاً ہر منظوم عنوان کے آخر میں "ہوتا ہے"، "ہوتی ہے" اور "ہوتے ہیں" وغیرہ ہی آتا ہے۔ اس سیرت کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مذکور تمام شخصیات کے اصل نام تقریباً مل جاتے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اہلِ عرب میں سے زیادہ تر لوگ اپنے اصل ناموں کی بجائے اپنی کنیت سے معروف ہو جاتے تھے، مثلاً ابولہب اور ابوسفیان وغیرہ لیکن خورشید ناظر نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان شخصیات کے اصل نام نکالے ہیں اور اپنی سیرت میں پیش کیے ہیں۔ سیرت کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ یہ ایک مفصل سیرت کی صورت میں ہمارے سامنے آتی ہے مثلاً میں نے بہت سی سیرتوں کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا لیکن غزوۂ بدر کے بارے میں بہت سی تفصیلات ان سیرتوں میں نہیں ملتیں۔ مثال کے طور پر مجھے اکثر سیرتوں میں آنحضرت ﷺ کا وہ خطبۂ مبارک نہیں ملا جو مقتولینِ بدر کی اجتماعی قبر پر ارشاد فرمایا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کا یہ خطبہ زیرِ نظر منظوم سیرت النبیؐ میں موجود ہے۔ اسی طرح اسی غزوہ کے موقع پر صحابۂ کرام کس جگہ جلوہ فرما تھے؟ کفار کہاں مقیم تھے؟ اور سارے اسلامی لشکر کو نیند کب آ گئی؟ تمام لشکر اس ہلکی سی غنودگی سے کب بیدار ہوا؟ بارش کب اور کتنی برسی؟ بارش کے ساتھ نصرت کیسے آئی؟ اور زمین نے کیا رنگ بدلا؟ یہ ساری تفصیلات معجز نما اختصار کے ساتھ منظوم سیرت النبی ﷺ میں موجود ہیں۔ رہا شعری سلیقہ تو میری رائے میں خورشید ناظر نے زمانۂ طالب علمی سے شعری مشق غالباً اسی لیے شروع کی تھی کہ انہیں قدرت کی طرف سے یہ اعزاز عطا ہو لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اس حوالے سے سیرت کی خوبیاں سامنے آتی رہیں گی۔ اس موقع پر میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مغرب کی یاوہ گوئی کے زمانے میں جناب خورشید ناظر کی طرف سے بطور شاعر اور حضرتِ عبدالجبار شاکر اور ان کے صاحبزادے محمد رفیع الدین حجازی کی طرف بطور ناشر ملتِ اسلامیہ بطورِ خاص اردو خواں طبقے کے لیے منظوم سیرت النبی ﷺ سے بڑا کوئی اور تحفہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں حضرات کی زندگیوں کو مزید روشنیوں سے منور فرمائے۔ (آمین)

پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد
صدر شعبہ اُردو و اقبالیات، اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاولپور

منظوم سیرت النبی ﷺ ۔۔۔۔ایک معجزۂ فن

خورشید ناظر صاحب سے میرے مبنی بر خلوص تعلقات کو کم و بیش پندرہ سال ہونے کو ہیں۔ یوں تو اللہ تعالی نے انہیں بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے مگر ان میں سب سے زیادہ قابلِ قدر خوبی ان کا سچا عاشق رسول ﷺ ہونا ہے۔ میرے نزدیک یہ خوبی ایسی ہے جس کی ہر مسلمان خواہش اور تمنا رکھتا ہے۔ دوسری قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ خورشید ناظر ادبی گروہ بندیوں اور ان کے سہارے زندہ رہنے پر نفرین کرتے ہیں۔ وہ اپنی عادت کے باوصف خود ساختہ ادبی مراکز سے دور رہ کر خاموشی سے ادبی خدمت کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ادب سے ان کی گہری دل بستگی اور مؤدت کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ خورشید ناظر زندگی کے ہر رُخ کو ادب کے قالب میں ڈھال دینا چاہتے ہیں حتیٰ کہ خود اپنی زندگی اور طرزِ زندگی کو بھی۔

خورشید ناظر نے بہاول پور جیسے معاشی طور پر پس ماندہ (مگر فکری سطح پر خود کفیل اور ثروت مند) شہر میں رہتے ہوئے اپنی تخلیقات کے ذریعے خود کو علمی و ادبی حلقوں سے منوایا ہے۔ انہوں نے سرائیکی زبان کے معروف شاعر خواجہ غلام فرید (ان کا کلام کلاسیک کا درجہ حاصل کر چکا ہے) کے فن کے حوالے سے ''کلام فرید اور مغرب کے تنقیدی رویے'' جیسی کتاب تحریر کی تو اس کتاب پر انہیں انعام کا مستحق ٹھہرایا گیا۔ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا تو اس پاکیزہ سفر کے مشاہدات اور پُر نور اثرات کو رائگاں نہیں جانے دیا اور ''ہر قدم روشنی''، کے عنوان سے سفر نامۂ حج تحریر کیا۔ راقم نے خورشید ناظر کے سفر نامۂ حج کے حوالے سے ایک مضمون تحریر کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سفر نامۂ حج اپنے تحقیقی انداز کے باوصف ایک مستند ابتدائی اسلامی تاریخ سے کم نہیں۔ حجِ بیت اللہ کی سعادت کے بعد عمرے کی سعادت حاصل ہوئی تو ان سعادتوں نے ان کی شاعری اور زندگی ہی کو نئی سمت عطا کر دی۔ چنانچہ آپ نے گلاب و گل اور محبوبِ ناسپاس کے خیالی پیکر تراشنے کی بجائے نبیِ رحمتؐ کی ہستی کو اپنی شاعری کا محورِ منور بنایا۔ خورشید ناظر نے بڑھاپے میں (ویسے خورشید ناظر کو کوئی اگر بوڑھا کہے تو ممکن ہے وہ بُرا منائیں مگر بزرگی کو ہرگز برا نہیں سمجھتے کیونکہ آواز، اقتدار اور عمر پر کہولت کے اثرات منفی ہوتے ہیں مگر بزرگی اور بڑھاپے کا آپس میں کوئی میل نہیں) منظوم سیرتِ رسولؐ جیسا منفرد اور عظیم کام کرنے کا عزم کیا اور اس میں کامران اور سرخرو ہوئے ورنہ اس عمرِ کوتاہ میں لوگ اپنا بوجھ اٹھاتے ہوئے کراہتے ہیں۔ خورشید ناظر کو خالقِ حقیقی

۵۵۲

نے جن علمی، شعری اور تخلیقی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور محنت کی عادت عطا کی ہے اس کا بدرجۂ اتم اظہار اس منظوم سیرت النبیؐ میں ہوا ہے۔

سیرت نگاری ایک مشکل فن ہے اس پر مستزاد اگر منظوم ہو تو سیرت نگار کی مشکلات اور زیادہ ہو جاتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ اسے کلامِ پاک، حدیث، تفسیر، تاریخ اور اسماء الرجال سے مکمل آگاہی ہو۔ ان علوم سے آگاہی نہ رکھنے والا سیرت النبیؐ لکھنے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ پھر واقعات کا سلیقہ مندی سے انتخاب، جس میں محققانہ بالغ نظری کی شان ہو ضروری امر ہے۔ دوم، منظوم سیرت نگاری کے لیے ضروری ہے کہ شاعر کو محنت و مشقت کی فطری عادت ہو۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ دیگر تاریخی شخصیات کی طرح کی تاریخی شخصیت نہیں کہ آپ کی ذات کو تاریخ کے صفحات سے حال کے لمحات میں لایا جائے اور نہ ہی آپؐ تاریخ کا حصہ ہیں، نہ ان معنوں میں تاریخ ساز ہستی ہیں جن معنوں میں کسی عہد کا کوئی مصلح، سیاسی یا قومی رہنما ہوتا ہے کہ کسی مخصوص قوم کی تاریخ میں وہ فرد عزت و اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ میرے رسول ﷺ کا معاملہ سب سے جدا اور یگانہ ہے، وہ یوں کہ آپؐ کے عہد کا کوئی لمحہ اور کوئی واقعہ ایسا نہیں جو آپؐ کی ذات کی وجہ سے زندہ نہ ہو۔

یہ خوش گوار حیرت کا مرحلہ ہے کہ میرے نبیؐ تاریخ بھی ہیں اور تاریخ ساز بھی، عہد بھی ہیں اور عہد ساز بھی، ہستی بھی ہیں اور ہستی ساز بھی، شخصیت بھی ہیں اور شخصیت ساز بھی، بندہ ہیں مگر مولا صفات، نبی و رسولؐ ہیں مگر انبیاء کے سردار اور خیر المرسلینؐ۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی منظوم سیرت نگاری غیر معمولی نوعیت کا کام اور کارنامہ ہے اس سعادت کے در کسی تن آساں کے لیے ہرگز نہیں کھلتے کیونکہ میرے رسولؐ کی سیرت نگاری مؤدت کی وہ منزل ہے جو صرف عاشقِ صادق ہی سر کر سکتا ہے۔ اور وہ بندۂ خدا جس پر عشق کا راز عیاں ہو جائے وہ بندہ بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہو جاتا ہے۔ میری یہ دیانت دارانہ رائے ہے کہ خورشید ناظر نے یہ منظوم سیرت نگاری کی جو منزل سر کی ہے تو انہیں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں ضرور جگہ حاصل ہوگئی ہے۔

خورشید ناظر کو اگر میرے مصطفیٰ ﷺ کی منظوم سیرت لکھنے کا خیال آیا تو اس کا سبب ہی یہ ہے کہ دربارِ مصطفیٰ ﷺ سے حتمی منظوری کے بعد ہی ایسا ممکن ہوا ہے ورنہ کتنے ایسے قادر الکلام شعرا اُردو زبان نے پیدا کیے کہ جن کے ضخیم دیوان اور بلند و بالا مقام و نام انہیں شعر و ادب کی دنیا میں شہرتِ عام اور بقائے دوام تو دلا گئے مگر اُن پر مؤدت مصطفیٰؐ کے مکمل در وانہ ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے مدح سرا شاعر یا منظوم سیرت

نگار کو پہلا، اصولی اور بنیادی تفوق جو دوسرے شعرا پر حاصل ہے وہ یہ ہے کہ ان کا محبوب و مطلوب ہماری فانی دنیا کا خیالی محبوب نہیں جس کی طلب میں خاک چھاننے والوں کو خاکِ صحرا کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ میرے مصطفیٰؐ کے در کے گدا کے حصے میں دُرِ نجف آتا ہے، ایمان و ایقان کی دولت آتی ہے، عقبیٰ کی نعمتیں آتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور کرم آتا ہے۔ یہ سب کچھ اور اس سے بھی زیادہ جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتا، وہ خورشید ناظر کے حصے میں آیا ہے۔ شاید! شاید کیا عین الیقین ہے کہ خورشید ناظر کی لکھی ہوئی منظوم سیرتؐ انہیں دین و دنیا کی سعادتوں سے بہرہ مند کرے گی۔

راقم اس تحریر کی ابتدا میں یہ ذکر کر چکا ہے کہ شخصیت پر قلم اٹھاتے ہوئے شخصیت کو تاریخ سے الگ کرنا ایک دشوار کام ہے کیونکہ تاریخ کے آئینے میں شخصیت کے خدوخال نکھرتے چلے جاتے ہیں مگر نبیِ کریمؐ کے سیرت نگار کے لیے انتہائی مشکل ہے کہ تاریخ کا انقلاب آفریں پہیہ تو خود آپؐ ہی سے توانائی اور تحرک لیتا ہے۔ مقامِ شکر ہے، خورشید ناظر نے تمام تاریخی واقعات کو اس انداز سے نظم کیا ہے کہ ہر محل و مقام پر نبیِ کریمؐ کی سیرت و شخصیت کا پہلو نمایاں رہتا ہے۔ انہوں نے سیرت نگار پر مؤرخ کو حاوی نہیں ہونے دیا البتہ سیرت نگار اور شاعر ایک دوسرے سے ایسا حسین و قابلِ عمل سمجھوتا آخر تک برقرار رکھتے ہیں کہ نہ بیان کا شاعرانہ حُسن متاثر ہوتا ہے، نہ شاعر کی عقیدت میں کمی آتی ہے، نہ سیرت کا کوئی پہلو تشنہ رہتا ہے۔ پہلے باب سے لے کر آخری باب تک خورشید ناظر نے تنظیم و ترتیب و ترفع کو پوری اہمیت دی ہے۔

منظوم سیرت النبیؐ میں اور دیگر تاریخی موضوعات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ دیگر اصناف و موضوعات کی شاعری میں شاعر کو آزادی ہوتی ہے۔ شاعر فکر کے حوالے سے بھی آزاد ہوتا ہے اور مواد کے اعتبار سے بھی مگر سیرت نگاری میں ایسا ممکن نہیں کیونکہ یہاں شاعر کو کردار بدلنے کی اجازت نہیں، مواد کی تبدیلی کا اسے حق نہیں، اشخاص کے نام وہ اپنی مرضی سے نہیں لاسکتا، روایات سے سرِمو انحراف ممکن نہیں، تخیل کو کم سے کم دخل حاصل ہے۔ چنانچہ شاعر نے ان واقعات کے تذکرے سے بھی گریز نہیں کیا جو رسالت مآبؐ کے وصال کے بعد بحث و مباحثے کی صورت اختیار کر گئے مثلاً واقعۂ قرطاس و قلم اور خطبۂ غدیرِ خم کو شاملِ سیرت النبیؐ کرنا شاعر کی منصف مزاجی اور محققانہ اندازِ فکر کی بین دلیل ہے۔

خورشید ناظر نے واقعات کی چھان پھٹک کے لیے جس قدر توانائی صرف کی ہے یہ اُن کے مزاج اور محنت کی روشن دلیل ہے۔ پورے چھپن ابواب میں شاعر نے ہر باب کے آخر میں توضیحات کے نام سے اُن افراد کے ناموں کی وضاحت کی ہے جن کے بارے میں اگر نہ بتایا جاتا تو تسامح کا امکان تھا۔ اسی طرح اگر کسی بات یا واقعہ کی تشریح و توضیح ضروری تھی تو اس کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس مقصد کے لیے خورشید ناظر

نے یقیناً سیرتِ مصطفیٰ ﷺ پر لکھی گئی کتب و رسائل کا بہت گہرا اور وسیع مطالعہ کیا ہے۔

خورشید ناظر نے منظوم سیرت النبی ﷺ میں ہمہ وقت اس بات کا خیال رکھا ہے کہ نبی کریمؐ سے متعلق ہر واقعے کے پس پردہ نسلِ انسانی کے لیے نصیحت اور درس کا جو پہلو مضمر تھا اور ہے اسے ضرور پیشِ نظر رکھا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ہر واقعہ بیان کرتے ہوئے نبیِ کریمؐ کی ذاتِ بابرکات کے اثراتِ محکم کو اوجھل نہیں ہونے دیا۔ چاہے وہ دشمنانِ اسلام کی نبی کریم ﷺ کو اپنے شفیق و جلیس چچا حضرت ابو طالب کی حمایت سے محروم کرنے کی سازشیں ہوں، یا دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کی مدینہ منورہ کو نیست و نابود کرنے کے ناپاک عزائم ہوں یا فتحِ مکہ کا ایمان افروز واقعہ ہو یا جنگ اُحد و حنین کا صبر آزما مرحلہ ہو، خورشید ناظر کی نگاہ واقعے کے اثرات اور نبی کریم ﷺ کی شخصیت پر جمی رہتی ہے۔ نبیِ کریمؐ کے حوالے سے خورشید ناظر کہتے ہیں:۔

غلط اک لفظ ساری زندگی لب پر نہیں آیا
وہ ٹھہرا معتبر آقاؐ نے جو بھی لفظ فرمایا
ہر اک سختی کو ٹالا آپؐ نے انس و محبت سے
درشتی کی نفی کی آپؐ نے حلم و حلاوت سے
غرض ہر اک عمل میں زندگی کے آپؐ لاثانی
ہر اک مثبت رویے میں بہر صورت ہیں لافانی
کمال آقاؐ کو ہے ہر اک عمل، ہر بات میں حاصل
فقط آقائے عالمؐ ہیں سبھی اوصاف میں کامل

المختصر منظوم سیرت النبیؐ، خورشید ناظر کا وہ علمی، ادبی اور روحانی کارنامہ ہے جو شاعر کو بھی زندہ رکھے گا اور قارئینِ سیرتؐ پر بھی عشق و مودّت کے پاکیزہ در کھولتا رہے گا۔ سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ اس تخلیقی کارنامے کو اگر قارئین میسر آ گئے تو یقین ہے کہ خورشید ناظر کو علم و ادب کی دنیا میں وہ مقام حاصل ہو جائے گا جس کے وہ حق دار تو ہیں متمنی ہرگز نہیں ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر سید زوار حسین شاہ
صادق ایجرٹن کالج، بہاولپور

۵۵٦

ہماری دیگر کتب

1۔سیرت رحمت عالم ﷺ (ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری)

2۔دُروسِ سیرت (ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی)

3۔حیاتِ سرورِ کائناتؐ (ملا واحدی دھلویؒ)

4۔سیرت رسول ﷺ قرآن کے آئینے میں (ڈاکٹر عبدالغفور راشد)

5۔علوم الحدیث (ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر)

6۔عورت عہدِ رسالت میں (عبدالحلیم ابوشقہ)

7۔مولانا امین احسن اصلاحیؒ۔حیات وافکار (ڈاکٹر اختر حسین عزمی)

8۔دنیائے اسلام میں سائنس وطب کا عروج (ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی)

9۔دُخترانِ ہند (پروفیسر علم الدین سالک)

10۔تاج محل کے دیس میں (حکیم راحت نسیم سوہدروی)

11۔ابن بطوطہ ہوا کرے کوئی! (ڈاکٹر صہیب حسن)

12۔اقبال دشمنی۔ایک مطالعہ (ڈاکٹر ایوب صابر)

13۔داستانِ اقبال (ڈاکٹر صابر کلوروی)

14۔قائداعظم، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان (محمد حنیف شاہد)

15۔طبی مشورے (حکیم راحت نسیم سوہدروی)

16۔امتحان میں کامیابی کے زرّیں اُصول (خواجہ ولید سالک)

17۔ Sex & Sexuality in Islam ***(Muhammad Aftab Khan)***

18۔ Life & Learning ***(Omer Farooq Barlas)***

مدحتِ نبویؐ اور نعتِ رسولؐ فنی اعتبار سے ایک نازک مقام ہے۔ اس کی نزاکت کو پیشِ نظر نہ رکھا جائے تو عبدیت الوہیت میں بدل جاتی ہے۔ مضمون کا انتخاب، لفظوں کی موزونیت، لب و لہجے کی پاکیزگی، ادب و احترام کی فضا، عبد و معبود میں رشتے کا تعین، بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا ادراک، رحمت و شفاعت کی حدود، توسل، استغاثہ اور استمداد کی شرعی نوعیت، غلو آمیز ضلالات اور عجز آمیز اہانت کا احساس، حفظِ مراتب کا خیال، منصبِ نبوت کا تقدس، ادب و احترام کے تقاضے، مضامین کی پاکیزگی اور اندازِ بیان کی نفاست و لطافت، یہ سب تقاضے مل کر نعت گوئی اور مدحت نگاری کو شاعر کے لیے پل صراط بنا دیتے ہیں۔

سیرتِ نبویؐ اور مدحتِ مصطفیٰؐ کا عربی زبان میں منظوم اظہار خود عہدِ نبویؐ میں ہو چکا تھا۔ بعض حضرات نے تو آپؐ کی ولادت سے قبل کی مدحیہ شاعری کا بھی سراغ لگایا ہے۔ قدیم صحفِ سماوی میں آپؐ کی آمد اور بعثت کے حوالے سے بہت سی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ آپؐ کے جدِ امجد کعب بن لوی سے منسوب ایک قصیدے کا ذکر ملتا ہے کہ جس میں آپؐ کی آمد کا تذکرہ موجود ہے۔ یمن اور حضر موت کے بادشاہ ابا کرب (تبع ثانی) نے بھی آپؐ کی شان میں شعر کہے ہیں۔ قس بن ساعدہ نے عکاظ کے ثقافتی میلے میں آپؐ کی شان میں اشعار پڑھے ہیں۔ الدکتور صلاح الدین المنجد نے "**معجم ما ألف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم**" ۱۹۸۲ء میں بیروت سے شائع کرائی تو اس میں مدح الرسول کے عنوان سے جو باب قائم کیا ہے اس کے صفحات (۳۱۲-۳۳۲) میں ۲۹۰ مدحیہ کتب اور مجموعوں کا ذکر کیا ہے جس میں ایک معتد بہ حصہ قصیدہ بانت سعاد اور قصیدہ بردہ کی شروحات اور تضمینات پر مشتمل ہے۔

اردو زبان میں منظوماتِ سیرت کا تذکرہ ایک مستقل تحقیق طلب موضوع ہے۔ اس میں نعتیہ شعری کے جائزے کے حوالے سے درجنوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ نعتیہ مجموعوں کی ایک نامکمل فہرست چودھری محمد یوسف ورک قادری نے "فہرست کتب نعت لائبریری شاہدرہ" کے عنوان سے مرتب کی ہے جس میں اردو زبان کے حوالے سے نعت کے موضوع پر ۷۷۷ کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے جس میں یقیناً سیکڑوں مجموعہ ہائے نعت کا مزید اضافہ بآسانی ممکن ہے۔

خورشید ناظر کے اس منظومہ سیرت کے ساڑھے سات ہزار اشعار میں از اول تا آخر ایک عجیب کیف و مستی کا سماں چھایا ہوا ہے۔ مضامین ابرِ رحمت بن کر اس پر برسے ہیں اور صنائع بدائع نے اپنے سارے جواہر اس پر نچھاور کیے ہیں۔ مشاہداتِ حرم نے ان کے ہاں مطالعہ سیرت کا ایک ایسا ذوق اور منہج پیدا کر دیا ہے کہ جس کے باعث ان کے کلام میں جذبہ و تاثیر کی شدت دکھائی دیتی ہے۔ قلبِ منیب رکھنے والے مسلمانوں اور مشتاقانِ خاتم المرسلینؐ کو یہ منظومہ سیرت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کاوشِ جمیل کو شاعر کی حسنات میں شمار فرمائے۔ آمین

پروفیسر عبد الجبار شاکر

ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی
انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

ISBN: 978-969-8983-30-7